عمران سیریز

# کاغذی قیامت

مظہر کلیم ایم اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

## چند باتیں

محترم قارئین !

خاص نمبر کاغذی قیامت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے نام سے آپ یہ نہ سمجھ لیجئے کہ کاغذی بموں اور کاغذی میزائلوں سے یہ قیامت برپا کی جائے گی۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔ ہماری دنیا میں ایک ایسا کاغذ بھی موجود ہے جس کے گرد اس وقت پوری دنیا گھوم رہی ہے ۔۔۔ میں ۔۔۔ آپ ۔۔۔ اور ہم سب اسی کاغذ کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہیں۔ اس کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ ہمارے کانوں کو بھلی لگتی ہے۔ اس کاغذ کی مخصوص خوشبو ہمیں زندگی بخشتی ہے اور اس کاغذ کا وزن اٹھانا ہم فخر سمجھتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت کیا ہے ۔۔۔؟ محض کاغذ ۔۔۔ صرف کاغذ ۔۔۔ لیکن اس کے باوجود اس کاغذ نے پوری دنیا کو پاگل بنا رکھا ہے۔ دیوانہ کر رکھا ہے۔ اس کاغذ کے لئے قتل ہوتے ہیں۔ عزتیں نیلام ہوتی ہیں معصوم بچے دودھ کی ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔ آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کونسا کاغذ ہے ۔۔۔؟ اگر نہیں تو میں بتا دیتا ہوں اسے ہم اپنی زبان میں کرنسی نوٹ کہتے ہیں۔ جی ہاں! مختلف ڈیزائنوں میں چھپا ہوا کاغذ ۔۔۔ رنگ برنگی سیاہی ۔۔۔ دلکش اور خوبصورت کاغذ ۔۔۔ ظالم اور سفاک کاغذ۔ لیکن کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کاغذ کی اس قدر اہمیت کیوں ہے ۔۔۔؟ اس میں ایسی کونسی بات ہے کہ ہر شخص اس کاغذ کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اپنوں کے گلے کاٹ رہا ہے ۔۔۔ غیروں کی کھال کھینچ رہا ہے ۔۔۔ اگر آپ غور کریں تو آپ پر یقیناً یہ حقیقت ضرور منکشف ہو گی کہ بذاتہ اس کاغذ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت صرف

اس سرکاری اعتماد کی ہے جس نے اس کاغذ کو اتنی اہمیت دی ہے۔ جی ہاں! صرف اعتماد۔ آپکو علم ہے کہ اس کاغذ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ یہ ایسا کاغذ ہے جس پر حکومت کے اعتماد کی مہر لگی ہے۔ لیکن اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے یا کر دیا جائے تو پھر کیا ہو گا؟ اس کاغذ کی اہمیت یکلخت ختم ہو جائیگی اور یقین کیجیے پھر کاغذی قیامت برپا ہو جائے گی۔ جی ہاں! کاغذی قیامت — اور اگر پوری دنیا کی حکومتوں کا ان کی سرکاری کرنسی پر موجود اعتماد ختم کرا دیا جائے تو پوری دنیا کا نظام معیشت یکلخت مفلوج ہو جائیگا۔ کرنسی نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے ہونگے لیکن کوئی بھی انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ ہو گا۔ کروڑوں اربوں کرنسی نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے اور پانی کے ایک قطرے کیلئے ترس جائیگا۔ زندگی ساکت ہو جائیگی اور سوائے موت کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا — اور اس بار مجرموں نے اس اعتماد کو ختم کرنے کا مشن اپنا لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کاغذی قیامت پوری دنیا پر برپا ہو گئی۔ اس قیامت نے کیا کیا رُخ اختیار کیا۔ پوری دنیا کی حکومتوں اور افراد کا کیا حشر ہوا؟ اسے روکنے کیلئے کیا کیا حربے اختیار کئے گئے کیا مجرم اپنے اس خوفناک مشن میں کامیاب ہو گئے — یا —؟ اس کہانی کی ہر ہر سطر میں خوفناک ایکشن اور اس کے لفظ لفظ میں اعصاب شکن سسپنس موجود ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو یقیناً اس سے پہلے صفحہ قرطاس پر نہیں ابھری۔ اس کہانی کا پلاٹ اس قدر منفرد ہے کہ پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس کہانی میں کیا کردار ادا کیا ہے جہاں دنیا بھر کی حکومتیں اور سیکرٹ سروسز خوف و دہشت سے کانپ رہی ہوں جہاں موت کے بھیانک جبڑوں نے دنیا میں بسنے والے ہر فرد کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہو۔ وہاں عمران اور سیکرٹ سروس کے جیالوں نے کیا رنگ دکھائے یہ عمران کی زندگی کا وہ لافانی اور ناقابل فراموش کارنامہ ہے کہ جس پر آج بھی عمران کو فخر ہے اور کیوں نہ ہو یہ کارنامہ ہے ہی ایسا — جس طرح یہ محاورہ مشہور ہے کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا اسی طرح میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جس نے یہ ناول نہیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم۔ اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

**عمران** اپنے نئے فلیٹ کے ڈرائینگ روم میں ایک آرام دہ صوفے پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ایک خاصی ضخیم کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سارے ڈرائینگ روم میں جگہ جگہ کتابیں بکھری نظر آ رہی تھیں۔ عمران کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ بال پریشان تھے اور کپڑے کسی بوڑھے کے چہرے کی طرح سلوٹوں سے پُر تھے۔

"سلیمان! — ارے بھئی سلیمان" ——— عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہی زور سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی فرمائیے" ——— چند لمحوں بعد سلیمان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی اور اس کا لہجہ محسوس کرتے ہی عمران نے چونک کر کتاب سے نظریں ہٹائیں اور پھر اس کی نظریں دروازے میں کھڑے سلیمان پر جم گئیں جو منہ لٹکائے خاموش کھڑا تھا۔

"ابے کیا ہو گیا ہے تجھے ——؟ کیوں منہ لٹکائے کھڑا ہے" ——؟

عمران نے پوچھا۔

"کوئی بات نہیں صاحب جی! ـــــ آپ بس کتابیں پڑھیں ـــــ آپ کو اس سے کیا مطلب کہ دنیا پر کیا گزر رہی ہے" ـــــ سلیمان نے اسی طرح مسمسے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر دنیا کو کیا ہوا ـــــ؟ کیا ایٹمی جنگ شروع ہو گئی ہے ـــــ یا پھر قیامت آ گئی ہے" ـــــ؟ عمران نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ـــــ بس آپ کتابیں پڑھیں" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"نہیں پڑھتا میں کتابیں! ـــــ پہلے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا بیتی؟ کس نے جوتیاں ماری ہیں" ـــــ؟ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب میز پر پٹختے ہوئے کہا۔

"اب آپ ضد پر ہی اتر آئے ہیں تو سنیئے! ـــــ پچھلے ایک ہفتے سے راشن ختم ہو چکا ہے ـــــ میں نے گھر کا خرچہ چلانے کے لئے اپنا تمام بینک بیلنس ختم کر دیا ہے ـــــ اپنے تمام کپڑے بیچ ڈالے ہیں ـــــ منگنی کی انگوٹھی بھی بک گئی اور ـــــ" سلیمان نے بڑے گلوگیر لہجے میں جواب دیا اور فقرے کے آخر میں اس کا گلا رندھ گیا اور آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ؟ ابھی دس دن پہلے میں نے تمہیں دو ہزار روپے دیئے تھے" ـــــ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"دس! ـــــ یعنی ایک ـــ دو ـــ تین ـــ چار ـــ پانچ ـــ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چھ ـــــ" سلیمان نے دس کے لفظ پر انتہائی زور دینے کے بعد باقاعدہ گنتی شروع کر دی۔

"بس ـــ بس! ـــ مجھے گنتی آتی ہے ـــــ تم آگے بات کرو" ـــــ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ دو ہزار روپے تو دو دن نہیں چلتے ـــــ آپ نے کبھی جا کر بازار سے کوئی چیز خریدی ہے ـــــ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں" ـــــ سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو کرنے دو باتیں آسمان سے ـــــ تمہارا کیا جاتا ہے ـــــ تم کوئی آسمان کے عاشق تو نہیں ہو کہ تمہیں برا محسوس ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــــ کرنے دوں باتیں ـــــ ٹھیک ہے کریں ـــــ بہرحال میں یہ بتا دوں کہ اب چار پانچ ہزار میں مہینہ نہیں گزر سکتا ـــــ چار پانچ لاکھ روپے ماہانہ کا بندوبست کریں تو کام چل سکتا ہے ـــــ ورنہ نہیں" ـــــ سلیمان کے لہجے میں اس بار تلخی تھی۔

"چار پانچ لاکھ روپے سے تم مہینہ چلاؤ گے ـــــ غضب خدا کا ـــ آخر یہ تم نوٹوں کا کرتے کیا ہو ـــــ؟ کیا انہیں جلا جلا کر چائے بناتے ہو" عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــــ کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے ـــــ اب تو یوں سمجھیے کہ ایک پیالی چائے کے لئے ایک سو روپے کا نوٹ جلانا پڑتا ہے ـــــ اور آپ ہیں کہ گزشتہ ایک ہفتے سے بس کتابیں پڑھے جا رہے ہیں اور چائے پیئے جا رہے ہیں" ـــــ سلیمان نے کہا۔

"سلیمان! ——— تمہاری جنس کب سے تبدیل ہوئی ہے" ——— اچانک عمران کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں ابھر آئیں۔

"جنس ——— اور میری تبدیل ہوئی ہے ——— کیا مطلب" ———؟ سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی تم بڑھی بیوی کی طرح باتیں جو کرنے لگے ہو ——— کہ کس نکھٹو شوہر سے پالا پڑ گیا ہے ——— بس کتابیں پڑھے جا رہا ہے اور چائے پیئے جا رہا ہے ——— نہ کوئی کام کرتا ہے نہ دھندا ——— آخر گھر کا خرچ کیسے چلے گا" ——— عمران نے ناک پر انگلی رکھ کر باقاعدہ عورت کی سی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا جناب" ——— سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں کب مذاق کر رہا ہوں ——— خوامخواہ سارے موڈ کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہے ——— رقم کی ضرورت تھی تو کوٹ کی جیب سے نکال لینی تھی" ——— عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"وہ بھی نکال چکا ہوں" ——— سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سیف سے نکال لینی تھی ——— چابی تو تمہارے پاس ہے ہی" ——— عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"سیف بھی خالی ہو چکا ہے" ——— سلیمان نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا ہوا ——— بینک میں میرے اکاؤنٹ سے نکلوا لینے تھے ———

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں نے چیک بک پر دستخط کر کے تمہیں دیئے ہوئے ہیں" ——— عمران نے اس بار آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

"اکاؤنٹ خالی ہو چکا ہے" ——— سلیمان نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کیا کہہ رہے ہو ——— یعنی جیب میں موجود دس ہزار روپے ——— سیف میں پڑے ہوئے ۲ لاکھ روپے ——— اور بینک میں موجود دس لاکھ روپے سب ختم ہو گئے ——— ایک ہفتے میں" ——— اس بار واقعی عمران کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار ابھر آئے تھے۔

"بس آپ کتابیں پڑھیں اور چائے پیئیں ——— آپ کو اس سے کیا مطلب کہ دنیا پر کیا گزر رہی ہے" ——— سلیمان نے جواب دیا۔

"اگر یہ حالات ہیں تو بس پڑھ لیں میں نے کتابیں ——— مجھے پتہ ہوتا کہ ایک ہفتے کا مطالعہ اتنا مہنگا پڑے گا تو میں زندگی بھر نہ پڑھتا کتابیں ——— اٹھاؤ ان سب کتابوں کو" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چائے لے آؤں" ——— سلیمان نے جلدی سے کتابیں سمیٹتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے لے آؤ گے ——— ؟ پہلے میں کچھ کما کے تو لاؤں" ——— عمران نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"ابھی اتنی بھی نوبت نہیں آئی کہ سلیمان ایک چائے بھی نہ بنا سکے" ——— سلیمان نے کتابیں اٹھا کر جاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور عمران ایک طویل سانس لے کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ سارا چکر سلیمان نے اسی لئے چلایا ہے کہ اس کا کتابیں پڑھنا بند کرا سکے۔ وہ پچھلے

ایک ہفتے سے مسلسل چائے بنا بنا کر تنگ آچکا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ سلیمان چائے کا کپ لے آتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــــ قلاش و مفلس علی عمران سپیکنگ" ــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب! ــــ آپ کب سے قلاش و مفلس ہو گئے ہیں" ــــ؟ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جب سے کتابیں پڑھنا شروع کی ہیں ــــ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ لوگ کتابیں پڑھنے سے مفلس ہو جاتے ہیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ــــ ایک ہی خزانہ ایک وقت میں مل سکتا ہے۔ چاہے آپ علم کا خزانہ لے لیں ــــ یا پھر نوٹوں والا خزانہ" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر بھئی علم کے خزانے سے سلیمان جیسے باورچی کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ آج اس نے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ اب بھلا تم خود اسے سمجھاؤ ــــ کہ آخر باتیں کرنے میں کیا حرج ہے ــــ؟ کرنے دو باتیں" ــــ عمران نے کہا۔

"سلیمان درست کہہ رہا ہے عمران صاحب! ــــ واقعی مہنگائی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے" ــــ صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا

"بڑھنے دو یار! ــــ ملک میں آبادی کے علاوہ کوئی اور چیز بھی تو بڑھے بس آبادی ہی بڑھے چلی جا رہی تھی" ــــ عمران نے فلسفہ جھاڑتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــــ ہم بھلا اسے بڑھنے سے کیسے روک سکتے ہیں ــــ؟ میں نے تو آپ کو ٹیلیفون اس لئے کیا تھا کہ آج مس جولیا کی سالگرہ ہے ــــ آپ آ رہے ہیں ناں" ــــ صفدر نے ہنستے ہوتے جواب دیا۔

"سالگرہ ــــ اور جولیا کی! ــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کیوں ــــ؟ جولیا کی سالگرہ کیوں نہیں ہو سکتی" ــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یار تم بھی عقل سے پیدل ہوتے جا رہے ہو ــــ شاید عقل کی کار میں پٹرول ختم ہو گیا ہو گا ــــ عورتوں کی آخری سالگرہ سولہویں سالگرہ ہوتی ہے ــــ اس کے بعد نہ ان کی عمر بڑھتی ہے ــــ اور نہ سالگرہ ہوتی ہے ــــ اور جہاں تک مجھے یاد ہے جولیا پچھلے دس سال سے سولہویں سالگرہ منا رہی ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ــــ بہرحال یہ بھی سولہویں سالگرہ ہے" ــــ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"تب ٹھیک ہے ــــ مجھے جولیا نے فون تو کیا تھا ــــ مگر میں تو اس وقت مفلس ہونے میں مصروف تھا۔ اس لئے میں نے دھیان نہیں دیا ــــ کیا پروگرام ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج شام سات بجے ہوٹل میٹروپول میں ــــ تمام ممبرز وہاں اکٹھے

ہوں گے" ۔۔۔۔ صفدر نے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا چوہا بھی آئے گا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"کاش! ۔۔۔ اگر وہ آسکتا تو شائد جولیا سولہویں کی بجائے پندرھویں سالگرہ منانے کا اعلان کر دیتی" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ نہ ہی آئے تو اچھا ہے ۔۔۔ اگر اس نے جولیا کی دو تین سالگروں میں شرکت کر لی تو ہمیں جولیا کو بیٹی کہہ کر پکارنا پڑے گا ۔۔۔ اور پھر اور چاہے کچھ ہو نہ ہو ۔۔۔ تنویر کو خودکشی کرنی پڑ جائے گی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پھر آپ آرہے ہیں نا" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"یقیناً آؤنگا ۔۔۔ مگر یار صفدر! ۔۔۔ میں تو مفلس و قلاش ہو چکا ہوں ۔۔۔ سالگرہ کا تحفہ کہاں سے لے آؤنگا" ۔۔۔ عمران نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شائد یاد نہیں رہا کہ مس جولیا نے تحفے لے آنے کی سختی سے ممانعت کر رکھی ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"چلو یہ بھی اچھا ہوا ۔۔۔ مفلسی کا بھرم رہ گیا" ۔۔۔ عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یاد رکھیئے گا پروگرام ۔۔۔ شام کو سات بجے ہوٹل میٹروپول ۔۔۔ خدا حافظ" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر نے ایک بار پھر یاد دہانی کراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں ایک نئی شرارت کی کھچڑی پک رہی تھی۔

سلیمان نے اس دوران چائے کی پیالی لا کر میز پر رکھ دی تھی۔ عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز گونجی۔ ظاہر ہے بلیک زیرو بات کر رہا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں بھئی کالے زیرو! ۔۔۔ سناؤ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ۔۔۔ عمران صاحب لیس گزر رہی ہے ۔۔۔ آج کل فراغت ہی فراغت ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یار! ۔۔۔ آج ہوٹل میٹروپول میں جولیا کی سالگرہ پارٹی ہے ۔۔۔ کیا خیال ہے شرکت کرو گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے شریک ہو سکتا ہوں عمران صاحب" ۔۔۔ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں شریک ہو سکتے ۔۔۔ ضروری ہے کہ تم نقاب لگا کر شریک ہو ۔۔۔ بس تم میرے فلیٹ میں آجانا ۔۔۔ میں تمہیں ایک دوست کے طور پر لے جاؤنگا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں عمران صاحب! ۔۔۔ اس طرح سب تکلف میں پڑ جائیں گے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میں انہیں پڑنے دیتا ہوں تکلف میں ۔۔۔ بس تم تیاری کرو" ۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔۔۔ میں ساڑھے چھ بجے آپ کے فلیٹ پر پہنچ جاؤں گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کوئی دلچسپ شرارت کا موڈ بنائے بیٹھا ہے۔

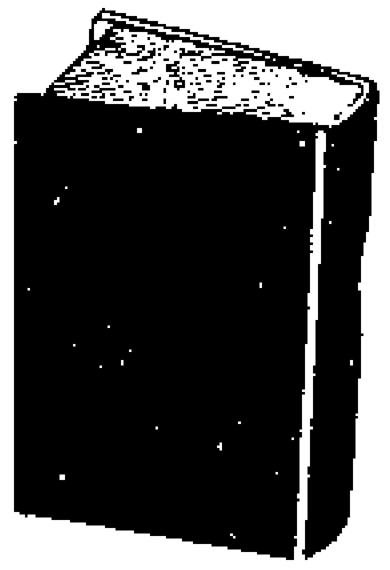

**سیاہ** رنگ کی شیورلیٹ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کو پیچھے چھوڑے چلی جا رہی تھی۔ اس کا رُخ مضافات کی طرف تھا۔ سٹیرنگ پر ایک خوبصورت سا نوجوان موجود تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ بلڈاگ کی شکل والا ادھیڑ عمر آدمی بڑے بارعب طریقے سے گردن اکڑائے بیٹھا تھا۔ اور پچھلی نشست پر دو افراد موجود تھے۔ جن کے چہروں پر موجود زخموں کے آڑے ترچھے نشانات اس بات کی صاف چغلی کھا رہے تھے کہ ان کی تمام زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہے۔

وہ سب خاموش بیٹھے بس آگے سڑک کو دیکھ رہے تھے۔ اور کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اب شہر جیسی ہنگامہ خیز ٹریفک ختم ہو چکی تھی اور اِکا دُکا کاریں ہی آ جا رہی تھیں۔ یہ سڑک شہر کے مضافات

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں واقع نیو کالونی تک جاتی تھی۔

یہ کالونی چند سال قبل حکومت نے بسائی تھی۔ اور نیو کالونی اپنی جگہ ایک پورا شہر تھا۔ جہاں شہر جیسی ہر سہولت موجود تھی۔

" میرا خیال ہے ۔۔۔ آج ہیڈ کوارٹر سے آپریشن کے احکامات ملنے والے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے قدرے مؤدبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔

" طارق ! ۔۔۔ کھلی جگہ پر کسی قسم کے تبصرے سے گریز کیا کرو" ۔۔۔ بلڈاگ کی شکل والے نے انتہائی کرخت لہجے میں اُسے جھڑکتے ہوئے کہا اور نوجوان نے دانت بھینچ لئے۔

کار میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ صرف کار کے انجن کی نفیس آواز سنائی دے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار نیو کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کالونی کے اے بلاک میں داخل ہو گئی جہاں بڑی بڑی وسیع و عریض کوٹھیاں موجود تھیں۔

ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے گیٹ پر نوجوان نے کار موڑ کر روک دی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان گیٹ سے باہر نکل آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائیور کے قریب آیا۔

" کس سے ملنا ہے" ۔۔۔ ؟ آنے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

" آج ہم اپنے آپ سے ملنے نکلے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوڈ؟" —— اس بار آنے والے کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"ہیپر ماسٹرز" —— ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کار میں کون کون ہے؟" —— آنے والے نے کار کے اندر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"نمبر ون —— ٹو —— فور" —— ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اوکے" —— آنے والے نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر مڑ کر تیزی سے ذیلی کھڑکی پار کر کے پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک بے آواز انداز میں کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کے درمیان موجود سُرخ بجری کی سڑک پر دوڑتی ہوئی کار عمارت کے سامنے بڑے سے پورچ میں جاکر رک گئی۔ پورچ کے قریب چار مسلح افراد بڑے چاق و چوبند انداز میں کھڑے تھے۔ کار کے رُکتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی سٹین گنیں سیدھی کر لیں۔ ان کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

کار رکتے ہی دروازے کھلے اور کار میں سوار چاروں افراد باہر آگئے۔

"کوڈ" —— ؟ ایک مسلح شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہیپر ماسٹرز" —— اس بار بھی نوجوان نے جواب دیا۔

"میک اپ روم میں چلیں" —— اسی مسلح شخص نے بدستور کرخت لہجے میں کہا اور وہ چاروں خاموشی سے آگے بڑھ کر برآمدے میں پہنچ گئے۔ وہ چاروں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دشمن کو کور کر کے اندر لے جا رہے ہوں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



برآمدے کے کونے میں موجود ایک دروازے کے قریب جا کر کار سے اترنے والے چاروں افراد رک گئے۔ اور پھر نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور سب سے پہلے نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے باقی تین بھی اندر داخل ہو گئے۔ اور مسلح افراد میں سے دو باہر ہی رک گئے۔ جبکہ دو افراد ان کے پیچھے اندر داخل ہو گئے

یہ ایک کافی وسیع کمرہ تھا جس کی شمالی دیوار کے ساتھ پانچ بڑی بڑی مشینیں فٹ تھیں۔ ان مشینوں کے آگے پلاسٹک کے بڑے بڑے کنٹوپ لٹکے ہوئے تھے۔ ان چاروں نے وہ کنٹوپ کھینچ کر اپنے چہروں پر چڑھا لئے۔ اور پھر مشینوں کے بٹن آن کر دیئے گئے۔ مشینوں پر موجود چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور پھر ان کے اوپر سبز رنگ کی پلیٹ روشن ہو گئی۔ جس پر "نو میک اپ" کے الفاظ نمایاں تھے۔ اس کے ساتھ ہی مشینیں خود بخود بند ہو گئیں۔ اور ان چاروں نے وہ کنٹوپ اتار دیئے۔

"تھینک یو سر" —— مسلح افراد نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے

ان کے باہر جاتے ہی وہ بلڈاگ کی شکل والا تیزی سے کمرے کے جنوبی کونے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ایک مخصوص حصے پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اور وہ آگے بڑھ گیا۔ باقی تینوں بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دیوار پار کر گئے۔

دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو ان کے آخری سیڑھی پر پیر رکھتے ہی خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور اب وہ ایک طویل راہداری میں تھے جس میں دونوں

طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے راہداری پار کرتے چلے گئے۔

راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ وہ چاروں اس دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ بلڈاگ کی شکل والے نے اپنا دایاں ہاتھ دروازے پر کھول کر رکھا اور پھر اسے آہستہ سے دبا دیا۔ چند لمحوں تک وہ ہاتھ رکھے کھڑا رہا پھر دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ چاروں کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ چاروں ان کرسیوں پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ بلڈاگ کی شکل والے نے میز کے کونے کا ایک مخصوص حصہ دبایا تو میز کی سطح درمیان سے کھلتی چلی گئی اور اس میں سے ایک کافی بڑے سائز کا ٹرانسمیٹر ابھر کر باہر آ گیا۔ ٹرانسمیٹر انتہائی جدید انداز کا تھا۔

" ابھی دو منٹ باقی رہتے ہیں" ___ نوجوان نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ دوسروں نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور پھر دو منٹ تک کمرے میں مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر اچانک ٹرانسمیٹر کا ایک بلب خود بخود جل اٹھا۔ چند لمحے جلنے بجھنے کے بعد وہ خود بخود بجھ گیا۔ اور اس کے ساتھ موجود دوسرا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بلڈاگ کی شکل والے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا۔ اور ٹرانسمیٹر سے زاں زاں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سمندر کی موجیں کناروں سے سر پٹخ رہی ہوں۔ چند لمحوں بعد ایک کرخت آواز ٹرانسمیٹر پر گونج اٹھی۔

" ہیلو ___ کالنگ ہیڈ کوارٹر ___ شناخت کراؤ۔ اوور" ___ بولنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

" پاکیشیا پوائنٹ ___ نمبر ون ___ ٹو ___ فور حاضر ہیں۔ اوور" ___ بلڈاگ کی شکل والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کوڈ۔ اوور" ___ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

" پیپر ماسٹرز۔ اوور" ___ بلڈاگ کی شکل والے نے جو یقیناً نمبر ون تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے! ___ رپورٹ دو۔ اوور" ___ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

" تمام پوائنٹس پر کام مکمل ہو چکا ہے ___ صرف ڈلیوری کا انتظار ہے۔ اوور" ___ نمبر ون نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تفصیلی رپورٹ دو۔ اوور" ___ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں یکدم کرختگی ابھر آئی۔

" یس باس! ___ سٹیٹ بنک کے کیش ڈیپارٹمنٹ میں کرنسی کی تبدیلی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ___ یہاں چار بڑے کمرشل بنک ہیں وہاں بھی کرنسی کی تبدیلی کے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ اوور" ___ نمبر ون نے جواب دیا۔

" کیا کرنسی کے نمبرز کی لسٹیں مہیا ہو گئی ہیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" جی ہاں! ___ وہ لسٹیں آج ہی مائیکرو فلم کی صورت میں نمبر ٹو آفس میں بھجوا دی گئی ہیں۔ اوور" ___ نمبر ون نے جواب دیا۔

" اوکے! ___ ڈلیوری جلد ہی ہو جائے گی ___ اس سلسلے میں

تفصیلی ہدایات ڈلیوری کے ساتھ ہی مل جائیں گی۔ اوور" ——— دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں جواب دیا گیا۔

" بہتر جناب! ——— ڈلیوری ملتے ہی ہم آپریشن شروع کر دیں گے۔ اوور" نمبر ون نے جواب دیا۔

" او۔کے! ——— تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہئے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بہتر جناب! اوور" ——— نمبر ون نے جواب دیا۔

" نمبر ٹو! ——— تم رپورٹ دو۔ اوور" ——— اس بار نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا گیا۔

" باس! ——— پولیس اور انٹیلی جنس کو خرید لیا گیا ہے ——— وہ کسی بھی طرح آپریشن میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ اوور" ——— نوجوان نے جو نمبر دو تھا، جواب دیا۔

" نمبر تھری اور فور! ——— تمہاری کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ——— اس بار خطاب باقی دو افراد سے تھا۔

" باس! ——— شہر کے چیدہ چیدہ جرائم پیشہ استادوں کو آپریشن کے لئے تیار کر لیا گیا ہے۔ اوور" ——— نمبر تھری نے جواب دیا۔

" او کے! ——— اس کا مطلب ہے کہ تمام انتظامات اطمینان بخش ہیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس باس! اوور" ——— نمبر ون نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اسکے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ نمبر ون نے میز کا مخصوص کونہ دبایا تو ٹرانسمیٹر میز کے اندر غائب ہو گیا اور میز کی سطح برابر ہو گئی اور وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے ان کا رُخ اب بیرونی دروازے کی طرف تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



**ھوٹل** میٹروپول کے خوبصورت لان کے ایک کونے میں ایک بڑی سی میز پر کھانے کا انواع و قسم کا سامان سجا ہوا تھا۔ میز کے درمیان میں ایک بڑا سا کیک موجود تھا جس پر چھوٹی موم بتیوں کی قطاریں گول دائرے میں لگی ہوئی تھیں۔ میز سے ذرا ہٹ کر دائرے کی صورت میں آٹھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے سات کرسیوں پر اس وقت سیکرٹ سروس کے ممبران موجود تھے۔ جبکہ ایک کرسی خالی تھی۔

سیکرٹ سروس کے سب ممبران صفدر، شکیل، چوہان، تنویر، صدیقی، نعمانی اور جولیا وہاں موجود تھے۔ جولیا نے بڑا خوبصورت سا لباس پہنا ہوا تھا۔ جبکہ باقی سب ممبران خوبصورت اور قیمتی سوٹوں میں ملبوس تھے۔ وہ سب کوک پینے کے ساتھ ساتھ آپس میں گفتگو میں مصروف تھے۔

" عمران ابھی تک نہیں پہنچا"۔ ——— صفدر نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم خوامخواہ عمران کا انتظار کر رہے ہیں ــــ وہ مسخرہ نجانے اس وقت کونسے سرکس میں جوکری کر رہا ہوگا" ــــ تنویر نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر! ــــ اس بات کا خیال رکھو کہ یہ خوشی کی محفل ہے ــــ یہاں بدمزگی نہیں پیدا ہونی چاہیئے" ــــ جولیا نے قدرے سخت لہجے میں تنویر کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہو! ــــ بھلا میں نے کونسی غلط بات کہہ دی ہے ــــ وہ ہے ہی مسخرہ ــــ خوامخواہ آپ لوگوں نے اُسے اہمیت دے رکھی ہے"۔ تنویر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے ــــ اگر ایکسٹو بھی اس محفل میں شریک ہوتا تو لطف آجاتا" ــــ کیپٹن شکیل نے شائد موضوع بدلنے کی خاطر بات کرتے ہوئے کہا۔

"خاک لطف آجاتا ــــ سارے سکول کے بچوں کی طرح مؤدب بیٹھے ہوتے ــــ اور یوں لگتا جیسے ہم کسی سرکاری میٹنگ میں مصروف ہوں" تنویر نے جواب دیا۔

"ہاں! ــــ یہ بات تو ہے ــــ ایکسٹو رکھ رکھاؤ کے معاملے میں بے حد سخت ہے ــــ مجال ہے کسی سے ذرا برابر بھی بے تکلف ہو جائے"۔ نعمانی نے کہا۔

"بے تکلف ہونے کے لئے عمران کسی سے کم ہے ــــ وہ ایکسٹو کی کمی پوری کر دیتا ہے" ــــ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی چوہان کی بات پر تبصرہ کرتا۔ اچانک ان کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نظریں سامنے سے آتے ہوئے عمران پر پڑیں جو اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں ملبوس بڑے مطمئن انداز میں چلا آرہا تھا۔

"عمران آگیا" ــــ جولیا نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس مسرت سے بھرپور انداز پر تنویر کا منہ بن گیا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ــــ عمران نے قریب آکر باقاعدہ خشوع و خضوع سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام" ــــ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔

"بھئی جولیا! ــــ تمہاری سالگرہ میں شامل ہو کر مجھے واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے ــــ یوں لگ رہا ہے جیسے تمہاری عمر کی سالگرہ نہ ہو بلکہ شادی کی سالگرہ ہو" ــــ عمران نے کرسی سنبھالتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"شٹ اپ! ــــ مجھے بیہودہ مذاق پسند نہیں ہے" ــــ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ کہ مذاق سے ہٹ کر تمہیں اور کون کونسی بیہودہ چیزیں پسند ہیں" ــــ؟ عمران نے کہا اور جولیا تو کٹ کر رہ گئی۔ البتہ باقی سب لوگ سوائے تنویر کے ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہیں تمیز ہے کسی محفل میں شریک ہونے کی ــــ آجاتے ہیں منہ اٹھا کر" ــــ تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ ابل پڑا۔

"ارے ارے تمہیں کیا ہو گیا ــــ؟ میں نے تو جولیا کی شادی کی سالگرہ کی بات کی تھی ــــ تمہارے ہاتھ پر تو شادی کی لکیر ہی نہیں ہے" ــــ عمران نے پلٹ کر جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو ۔ ۔۔۔ میں ایسی باتیں پسند نہیں کرتا۔"
تنویر غصے سے بڑبڑاتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

"بیٹھو تنویر ! ۔۔۔ غصہ مت دکھاؤ ۔۔۔ اٹھو جولیا ! ۔۔۔ تم کیک کاٹو ۔۔۔ یہاں جھگڑا بڑھے گا تو نہیں ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اب وہ میز کے گرد پھیلتے جا رہے تھے ۔

صفدر نے جیب سے ماچس نکالی تاکہ کیک پر لگی ہوئی موم بتیوں کو جلائے کہ اچانک ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

عمران نے نوجوان کو آتے دیکھ کر دل ہی دل میں زندہ باد کا نعرہ لگایا کیونکہ آنے والا جو بلیک زیرو تھا ، بالکل ٹھیک وقت پر پہنچا تھا اور اب جو کچھ ہونا تھا وہ عمران کے پروگرام کے عین مطابق تھا ۔

نوجوان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ سب سیدھے ہو گئے ان سب کی نظریں اس نوجوان پر جم گئیں جو بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا ۔

"معاف کیجئے" ۔۔۔ نوجوان نے جو بلیک زیرو تھا قریب آ کر بڑے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا ۔

"معاف کیا" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"آپ شاید مس جولیانا فٹز واٹر ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کی طرف توجہ دیئے بغیر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"ہاں ! ۔۔۔ میرا نام جولیانا ہے ۔۔۔ فرمایئے !" ۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"میرا تعلق سپیشل برانچ سے ہے ۔۔۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے" ۔ بلیک زیرو نے جیب سے ایک سنہرے رنگ کا خوبصورت کارڈ نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

"آپ کا تعلق برانچ کی بجائے مین لائن سے بھی ہوتا ۔۔۔ تب بھی کیا فرق پڑتا تھا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا ۔

"پلیز ۔۔۔ آپ خاموش رہیں ۔۔۔ یہ سرکاری کام ہے ۔۔۔ اور سرکاری کام میں بے جا مداخلت جرم ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں عمران کو جھاڑتے ہوئے کہا ۔

"اچھا اچھا ! ۔۔۔ آپ سرکاری کام کر رہے ہیں ۔۔۔ میں سمجھا تھا کہ آپ غیر سرکاری کام میں مصروف ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔

"میں نے دیکھ لیا ہے کارڈ ۔۔۔ فرمایئے !" ۔۔۔ جولیا نے انتہائی ناگوار سے لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا ۔ دراصل اسے اس وقت اس کا ٹپکنا انتہائی برا لگا تھا ۔

"میرے پاس آپ کی گرفتاری کے وارنٹ ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اور اس کے یہ الفاظ کسی بم کی طرح پوری محفل پر پھٹے سب لوگوں کی آنکھیں پھٹتی چلی گئیں ۔ ایسی کوئی بات تو شاید ان میں سے کسی کے تصور میں بھی نہ تھی ۔ البتہ عمران مطمئن انداز میں کھڑا تھا ۔

"م ۔۔۔ میری گرفتاری کے وارنٹ ! ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا ۔

"ہاں مس جولیانا ! ۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کی محفل میں

مداخلت کی مگر یہ میرا فرض ہے ـــــ آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں اور میرے ساتھ چلیں" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مگر آپ مس جولیانا کو کیوں گرفتار کر رہے ہیں" ـــــ ؟ صفدر نے قدرے تیز لہجے میں پوچھا۔

" مسٹر! ـــــ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ـــــ بہرحال اتنا عرض کر دوں کہ غداری کے الزام میں ان کی گرفتاری مطلوب ہے" ـــــ بلیک زیرو نے بھی جواب میں تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ـــــ ہم آپ کی عزت کر رہے ہیں اور آپ خوامخواہ سر پہ چڑھتے آ رہے ہیں" ـــــ تنویر اس بار پھٹ پڑا۔

" شٹ اپ! ـــــ آپ سرکاری کام میں مداخلت کر رہے ہیں ـــــ میں آپ کو اس جرم میں گرفتار کر سکتا ہوں ـــــ چلیئے مس جولیانا" ـــــ بلیک زیرو نے اس بار غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

" آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں ـــــ ؟ بڑے آئے سپیشل برانچ کے۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ـــــ ورنہ مار مار کر بھرکس نکال دونگا" ـــــ اس بار واقعی تنویر کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس لیئے اس نے فقرے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے رسمی آداب سے بھی پیچھا چھڑا لیا۔

" آپ میرے ساتھ چلتی ہیں مس جولیانا ـــــ یا پھر میں ٹیلیفون کر کے پولیس منگواؤں ـــــ اور آپ کو ہتھکڑیاں ڈال کر یہاں سے لے جاؤں"۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ج ـــ جی ہاں میں چلتی ہوں" ـــــ جولیا نے انتہائی کمزور لہجے میں کہا۔ وہ شائد ہتھکڑیوں کے تصور سے ہی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" جناب سرکاری کام والے صاحب! ـــــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں کچھ عرض کروں" ـــــ اچانک عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" جی! ـــ آپ بھی فرمایئے" ـــــ بلیک زیرو نے غصیلے انداز میں کہا۔

" کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مس جولیا کی گرفتاری کچھ لمحوں کے لیئے ملتوی کر دیں ـــــ تاکہ مس جولیا اپنی سالگرہ کا کیک کاٹ لیں ـــــ اور ہم ہیپی برتھ ڈے کہہ کر تالیاں بجا سکیں ـــــ اس کے بعد آپ کو اجازت ہو گی کہ آپ بے شک سرکاری کام کریں" ـــــ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" مجھے افسوس ہے جناب! ـــــ میں ایسا نہیں کر سکتا ـــــ ہیڈ کوارٹر کو ان کی فوری گرفتاری مطلوب ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا ـــ آپ کی مرضی" ـــــ عمران نے مایوس ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اس انداز پر جولیا سمیت سب کے چہرے لٹک گئے۔ کیونکہ انہیں توقع تھی کہ عمران کچھ نہ کچھ کام ضرور دکھائے گا۔ مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ اپنی شناخت بھی نہ کرا سکتے تھے۔

" چلیئے مس جولیانا" ـــــ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

" چلیئے" ـــــ جولیا نے مُردہ سے لہجے میں کہا۔

مگر عین اسی لمحے بیرہ ہاتھ میں ٹیلیفون سیٹ اٹھائے وہاں نمودار ہوا۔

" مس جولیانا ـــ آپ کا ٹیلیفون ہے" ـــــ بیرے نے جولیا کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔ ٹیلیفون سیٹ تو اس نے میز پر رکھ دیا تھا۔

"مم — میرا فون" —— جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ" —— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ج ج — جناب! — میں جولیا بول رہی ہوں — یہاں ہوٹل میٹروپول میں ہم سالگرہ منا رہے تھے کہ کوئی صاحب آئے ہیں — وہ سپیشل برانچ کا کارڈ رکھتے ہیں — وہ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں"۔ جولیا نے ایک ہی سانس میں پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اسے فون دو" —— دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور جولیا نے ایک جھٹکے سے رسیور قریب کھڑے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"کون ہے" —— ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ سنیئے تو سہی" —— جولیا نے کہا۔

"جی فرمایئے" —— بلیک زیرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ" —— دوسری طرف سے آنے والی کرخت آواز اتنی اونچی تھی کہ جولیا کے ساتھ ساتھ دوسرے ممبران نے بھی سن لی۔

"ج ج — جی فرمایئے" —— اس بار بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ بوکھلاہٹ تھی۔ اور اس کی اس بوکھلاہٹ نے جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ممبرز کا بھی سیروں خون بڑھا دیا۔

"یہ کیا تماشہ ہے —— ؟ آپ مس جولیانا کو گرفتار کرنے کیوں آئے ہیں" —— ؟ ایکسٹو نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ج ج — جناب ہیڈکوارٹر ——" بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ! —— میں تمہیں تمہاری سپیشل برانچ سمیت اسی وقت معطل کرتا ہوں — نان سنس" —— ایکسٹو کا لہجہ انتہائی گرجدار تھا۔

"ج ج — جناب معافی چاہتا ہوں — میں تو ——" اس بار بلیک زیرو کی بوکھلاہٹ عروج پر تھی۔

"فوراً مس جولیانا سے معافی مانگو —— اور فون اسے دے دو" —— ایکسٹو نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے فون مس جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مس جولیانا" —— بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ شکست کے آثار تھے۔

"جولیا! — تم بھی اسے معاف کر دو —— میں ان کی برانچ کو احکام دے دونگا —— ایسا شاید کسی غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے" —— ایکسٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! —— آپ کی مہربانی ——" جولیا سے فقرہ مکمل نہ ہو سکا اور لہجہ گلوگیر ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں —— بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے — بہرحال میں نے تمہیں سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے فون کیا تھا۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو" —— ایکسٹو نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب جاؤ بھی سہی مسٹر! ____ خوامخواہ رنگ میں بھنگ ڈال دی"
تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں تنویر! ____ اتنی بے مروتی بھی اچھی نہیں ____ بیچارے سرکاری کام والے آدمی ہیں ____ یہ بھی ہیپی برتھ ڈے کہہ دیں گے تو کم از کم ایک مبارک باد کا اضافہ ہو جائے گا" ____ عمران نے آگے بڑھ کر بلیک زیرو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں! ____ آپ بھی میری خوشی میں شریک ہوں" ____ جولیا نے کھلے دل سے کہا۔

اور پھر وہ میز کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر نے موم بتیاں جلائیں اور پھر جولیا نے پھونک مار کر موم بتیاں بجھائیں اور کیک کاٹا۔ اس کے ساتھ ہی سب نے تالیاں بجا بجا کر ہیپی برتھ ڈے کا نعرہ لگایا اور جولیا نے خوشی کے مارے سب کو جھک جھک کر سلام کرنے اور شکریہ ادا کرنے میں مصروف ہو گئی۔

پھر کھانے کا دور چلا اور بلیک زیرو نے بھی ہلکا سا کھانا کھایا اور پھر مس جولیا کو مبارک باد دے کر مرے مرے قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک زوردار قہقہہ پڑا۔

"واہ بھئی واہ! ____ باس ہو تو ایسا ہو ____ مزہ آ گیا"
نعمانی نے اس کے جاتے ہی کہا۔

"ہاں! ____ آج اگر باس بروقت فون نہ کرتا تو میں صدمے سے ہی مر جاتی" ____ جولیا نے کہا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"یار! ____ یہ چوہا عین وقت پر ٹپک پڑتا ہے ____ اب دیکھو اچھا بھلا سسپنس سے بھرپور ڈرامہ تھا کہ اس نے سارا مزہ ہی کرکرا کر دیا"

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران نے ہانک لگائی۔

"اچھا! ____ یہاں میری جان پر بنی ہوئی تھی ____ اور تمہیں مزہ آ رہا تھا" ____ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بڑا مزہ آ رہا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر کو بھی گرفتار کرنے والا کوئی پیدا ہوا ____ خوامخواہ سارے زمانے میں اکڑتے پھرتے ہیں" ____ عمران نے جواب دیا۔

"غلط نہیں اکڑتے ____ دیکھا باس کا نام سنتے ہی اس کی کیا حالت ہو گئی تھی ____ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو" ____ اس بار تنویر بول پڑا۔

"ماشاء اللہ! ____ ماشاء اللہ! ____ اور چاہے کچھ ہوا نہ ہوا ہو۔ کم از کم اس سارے ڈرامے کا یہ فائدہ تو ہوا کہ تنویر پر بھی اس چوہے نے اپنا رعب جما ہی لیا" ____ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بار بار چوہا کہہ کر باس کا مذاق اڑا رہے ہو ____ اگر اب تم نے ایسا کہا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی" ____ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا! ____ میں سمجھ گیا کہ اس سالگرہ کے بعد تم بھی بالغ ہو گئی ہو بھئی تنویر مبارک ہو" ____ عمران نے کہا اور پھر جولیا کے ہینڈ بیگ سے بچنے کے لئے اس نے جھکائی دی اور پھر وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو جولیا کا پھینکا ہوا ہینڈ بیگ اس کے سر پر پڑتا۔

عمران کے جانے کے بعد جولیا نے خفت بھرے انداز میں آگے بڑھ کر ہینڈ بیگ اٹھایا اور پھر کرسی پر آ بیٹھی۔ اب پوری محفل کا موضوع ایکسٹو ہی بنا ہوا تھا۔ وہ سب ایکسٹو پر فخر کر رہے تھے کہ اس جیسا باس شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔

شہر کے وسط میں موجود تیس منزلہ عالیشان عمارت کے سب سے اوپر والے بلاک میں ایک افراتفری کا عالم برپا تھا۔ بے شمار لوگ ادھر سے اُدھر آجا رہے تھے۔ اس منزل کے ہر انچ پر چاق و چوبند مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ ان کی تیز نظریں ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔

اس منزل کے وسطی ہال میں تقریباً دو سو کے قریب کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان سب کے سامنے ایک کافی بڑی میز موجود تھی جس کے پیچھے دس کرسیاں تھیں۔ ان کرسیوں پر بین الاقوامی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندے بڑے تیز لہجے میں ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف تھے۔

یہ حکومت ایکریمیا کا پبلک پریس کانفرنس ہال تھا اور حکومت ایکریمیا کے صدر یہاں ایک اہم ترین موضوع پر پوری دنیا کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے لئے آ رہے تھے۔

اور پھر فوجی ہیلی کاپٹروں کے نرغے میں صدر کا مخصوص ہیلی کاپٹر بلڈنگ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کی چھت پر بنے ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر آ کر اترا۔ جہاں حکومت کے اعلیٰ افسران صدر کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

صدر نے نیچے اتر کر سب سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک مخصوص لفٹ کے ذریعے وہ پریس کانفرنس ہال کے عقب میں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

پھر سیکورٹی چیف نے انہیں کانفرنس ہال میں چلنے کے لئے کہا اور ایک باوردی دربان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور صدر ایکریمیا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے کانفرنس ہال میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ صرف مخصوص لوگ ہی کانفرنس ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے ہال میں موجود سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کیمروں کی فلش گنیں تیزی سے جھپکنے لگ گئیں۔ ٹی۔ وی کیمرے بھی فلم بنانے میں مصروف ہو گیا اور اخباری نمائندوں نے کاغذ قلم سنبھال لئے۔

" دوستو! ۔۔۔۔ اس وقت میں جس مسئلے پر آپ سے بات کرنے والا ہوں ۔۔۔۔ یہ نہ صرف ہمارا مسئلہ ہے بلکہ یہ آہستہ آہستہ پوری دنیا میں پھیلتا چلا جا رہا ہے ۔۔۔۔ اور اگر اس کا فوری طور پر کوئی تدارک نہ کیا گیا تو پھر یہ پوری دنیا اتنے بڑے بحران کا شکار ہو جائے گی کہ اسے کوئی طاقت بچا نہ سکے گی ۔۔۔۔ دنیا کا تمام تباہ کن اسلحہ بھی مل کر دنیا کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔۔۔۔ جس قدر یہ مسئلہ دنیا کو نقصان پہنچا سکتا ہے ۔۔۔۔ یوں سمجھیے کہ اگر اس مسئلے کا فوری حل نہ نکالا گیا تو جلد ہی وہ دن آ جائے گا جب اس دنیا کے کروڑوں اربوں افراد بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے"۔

صدر ایکریمیا نے انتہائی گھمبیر لہجے میں تقریر کرتے ہوئے کہا اور ہال میں موجود ہر فرد کے چہرے پر سنسنی کے بے پناہ اثرات پھیلتے چلے گئے۔

صدر ایکریمیا نے یہ ہنگامی پریس کانفرنس بلائی تھی اور ابھی تک کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ صدر ایکریمیا کس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ان کی یہ باتیں سن کر سب لوگ پریشان ہو گئے۔

" تو دوستو! ——— پوری دنیا کے کروڑوں اربوں افراد کو بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جانے سے بچانے کے لئے ہمیں انتہائی ہنگامی طور پر فوری اقدامات کرنے پڑیں گے ——— اور یہ بھی بتا دوں کہ صرف حکومت ایکریمیا ہی اکیلی اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتی ——— بلکہ پوری دنیا کو اکٹھا ہو کر اس کا تدارک کرنا پڑے گا ——— دوستو! ——— اس بات کا آپ سب کو علم ہے کہ ہماری دنیا کی معیشت کرنسی نوٹوں کے بل بوتے پر قائم ہے۔ پوری دنیا میں ہر قسم کا کاروبار کرنسی نوٹوں کے بل بوتے پر ہو رہا ہے ——— ہر ملک کی ایک سرکاری کرنسی ہے ——— اور پوری دنیا ہر ملک کی سرکاری کرنسی کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے ——— بلکہ اس کرنسی کے اعتماد پر پوری دنیا کا لین دین چل رہا ہے ——— پوری دنیا کے لوگ اپنی اپنی کرنسی کے بل بوتے پر کچھ بیچتے ہیں اور کچھ خریدتے ہیں ——— چاہے وہ افراد کا آپس میں لین دین ہو یا اداروں اور حکومتوں کا ——— تمام لین دین کی بنیاد انہی کرنسی نوٹوں پر ہے ——— یہ کرنسی نوٹ بظاہر کاغذ کے پرزے ہوتے ہیں اور بذات خود ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ——— لیکن ان کاغذوں کے پرزوں کے پیچھے ہر ملک کا سرکاری اعتماد موجود ہوتا ہے ——— تو دوستو! ——— ایک لمحے کے لئے فرض کر لیجئے کہ اگر اس سرکاری کرنسی ——— یہاں میں صرف کسی حکومت کی سرکاری کرنسی کی بات نہیں کر رہا ——— بلکہ پوری دنیا کے ملکوں کی کرنسی کی بات کر رہا ہوں ——— کے پیچھے موجود اعتماد اچانک ختم ہو

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جائے تو آپ سوچئے کہ ان کاغذ کے پرزوں کی کیا اہمیت رہ جائے گی؟ اور پوری دنیا کا نظام معیشت کس طرح چل سکے گا ——— ؟ اس کے نتائج کیا ہوں گے ——— ؟ ذرا سوچئے ——— کاروبار ——— لین دین ——— غلے کی خرید و فروخت ——— سرکاری ملازمت ——— غرضیکہ کونسا شعبہ ایسا ہو گا جہاں اس کے خوفناک اثرات نہ پہنچیں گے ——— ؟ ذرا غور کیجئے کیا یہ دنیا بھر کے تباہ کن اسلحے سے زیادہ خوفناک ثابت نہیں ہو گا ——— ؟ ہم خوراک کیسے حاصل کریں گے ——— ؟ ہم زندہ کیسے رہیں گے ——— ؟ ذرا سوچئے ——— ذرا غور کیجئے " ——— صدر ایکریمیا نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ یکدم خاموش ہو گئے۔ اور پورے ہال میں موت کی سی خاموشی چھا گئی ——— ہر شخص کے چہرے پر انتہائی پریشانی اور خوف کے آثار پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ واقعی اگر ایسا ہو جائے تو پوری دنیا آناً فاناً تباہ ہو جائے گی ——— اور واقعی کروڑوں اربوں افراد بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے اور کوئی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ جب ہر شخص کی اپنی جان پر بنی ہوئی ہو گی تو پھر وہ دوسرے کی کیا مدد کر سکے گا؟

" تو دوستو! ——— یقیناً میری بات کی اہمیت آپ کی سمجھ میں آگئی ہو گی۔ اب میں اصل بات پر آتا ہوں ——— ہمیں ایک ہفتہ پہلے اطلاع ملی تھی کہ ایکریمیا میں انتہائی منظم طور پر ایسی جعلی ایکریمی کرنسی پھیلائی جا رہی ہے جسے شناخت کرنا ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے ——— یہ جعلی کرنسی اتنی بڑی تعداد میں پھیلائی جا رہی تھی کہ حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا اور

حکومت نے ایسی کرنسی کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کئے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ حکومت ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی ____ اور ایسی تمام جعلی کرنسی نہ صرف فوری طور پر سمیٹ لی گئی بلکہ اس کی آئندہ کے لئے روک تھام بھی کر لی گئی ____ اور اس طرح حکومت ایکریمیا تباہ ہو جانے سے بچ گئی مگر اس کے ساتھ ساتھ ایسے شواہد بھی سامنے آئے جس سے اس بات کے ثبوت ملے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا میں کاغذی قیامت برپا کرنے کے لئے انتہائی وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے ____ اور ایسے انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ پوری دنیا میں یکدم ایسی جعلی کرنسی ایک مخصوص وقت میں پھیلا دی جائے کہ پھر دنیا کی کوئی بھی حکومت اسے نہ سنبھال سکے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ سرکاری کرنسی پر اعتماد اٹھ جائے گا اور اس کے بعد اصلی کرنسی بھی جعلی بن جائے گی ____ اور پوری دنیا ایک خوفناک اور تباہ کن بحران کا شکار ہو جائیگی ____ ایک ایسا بحران جسے سنبھالنا کسی کے لئے بھی ممکن نہ ہو گا اور انجام کا تصور آپ پہلے ہی سوچ چکے ہیں ____ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس مسئلے کو بین الاقوامی پریس کانفرنس میں پیش کرنے کی تجویز سوچی اور آپ لوگوں کو یہاں آنے کی تکلیف دی ____ میں آپ سب کی وساطت سے پوری دنیا کے عوام اور حکومتوں کو اس بات سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اس خوفناک بحران کی ننگی تلوار پوری دنیا کے ہر فرد کے سر پر لٹک رہی ہے ____ اور کسی بھی لمحے یہ طوفان ٹوٹ پڑے گا ____ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس مسئلے پر پوری دنیا کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے اور اس مسئلے کا کوئی ایسا حل سوچنا چاہیئے کہ جس کے ذریعے اس بحران کا خاتمہ مکمل طور پر کیا جا سکے ____ اب آپ سوال پوچھ سکتے ہیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"جناب صدر! ____ کیا یہ کسی ایسے ملک کی سوچ تو نہیں ____ جو اس طرح پوری دنیا پر اپنا اقتدار دیکھنا چاہتا ہو" ____ ؟ ایک نے اٹھکر سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک ہمیں رپورٹیں ملی ہیں ____ اور ایسے شواہد سامنے آتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی ملک چاہے وہ مشرقی ہے یا مغربی ____ شمالی ہے یا جنوبی کسی بھی نظریہ معیشت سے تعلق رکھتا ہے ____ اس خطرے سے بچا ہوا نہیں ہے" ____ صدر نے بڑے محتاط الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ____ کیا کوئی تنظیم اتنی طاقتور اور با اثر ہو سکتی ہے کہ وہ پوری دنیا میں موجود ہر ملک کی نہ صرف جعلی کرنسی تیار کر سکے ____ بلکہ اسے وہاں پھیلا بھی سکے" ____ ؟ دوسرے نمائندے نے سوال کیا۔

"آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے ____ واقعی کوئی تنظیم اتنی طاقتور اور با اثر نہیں ہو سکتی ____ کیونکہ ہر ملک کی جعلی کرنسی چھاپنے کے لئے اتنا کاغذ چاہیئے کہ شاید وہ تنظیم زندگی بھر بھی اتنا کاغذ ____ سیاہیاں یا دیگر مشینری کا بندوبست نہ کر سکے ____ مگر شاید آپ نے اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ اصل مسئلہ سرکاری کرنسی پر اعتماد کا ہے ____ آپ سوچیئے کہ اگر تھوڑی سی ایسی کرنسی کسی بھی ملک میں پھیلا دی جائے کہ اس کی شناخت ناممکن ہو ____ اور پھر اس کے ساتھ عوام میں اس بات کو پھیلا دیا جائے کہ ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آ گیا ہے تو نتیجہ کیا ہو گا ____ ؟ وہی جس کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے ____ اعتماد اٹھتے ہی اصل سرکاری کرنسی بھی جعلی بن جائے گی" ____ صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ کیا آپ کی یہ پریس کانفرنس اس مجرم تنظیم کا مقصد بلاواسطہ طور پر پورا نہیں کرتی کہ دنیا بھر کی کرنسی پر سے اعتماد ختم کر دیا جائے"۔ ایک نمائندے نے اٹھ کر کہا۔

"آپ نے اپنے لحاظ سے درست سوچا ہوگا ــــ مگر میں اس بات کی وضاحت پہلے کر چکا ہوں ــــ ابھی اس تنظیم کے صرف منصوبے ہی سامنے آتے ہیں ــــ انتہائی محدود تعداد میں وہ کرنسی ہمارے ملک میں پھیلائی گئی جسے بروقت پتہ چل جانے کی بنا پر ہم نے سنبھال لیا اور میری اس پریس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ پوری دنیا اس سلسلے میں ہوشیار ہو جائے ــــ ہم چاہتے تو صرف اپنے طور پر تمام دنیا کی حکومتوں کو خفیہ طور پر اس مسئلے سے مطلع کر سکتے تھے ــــ مگر اس سے ایک تو وقت بہت چاہیئے تھا ــــ دوسرا یہ کہ ہوسکتا تھا کہ کچھ ملک اسے ہماری کوئی سیاسی چال سمجھتے ــــ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ پوری دنیا کے عوام کو اس خوفناک مسئلے سے آگاہ کر کے انہیں ہوشیار کر دیا جائے تاکہ اس خوفناک مسئلے پر ہر ملک کے عوام اپنی اپنی حکومتوں کو اس امر پر مجبور کر سکیں کہ وہ پوری دنیا کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا حل سوچیں" ــــ صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ آپ نے اس سلسلے میں کوئی حل سوچا ہے ــــ؟" ایک اور نمائندے نے سوال کیا۔

"اس سلسلے میں ہم نے یہ اقدامات کئے ہیں کہ اس تنظیم کے متعلق ملنے والے شواہد پر مشتمل رپورٹیں دنیا کے ہر ملک کے حکام کو بھجوا دی ہیں ــــ خاص طور پر دنیا کی بڑی طاقتوں کو ــــ تاکہ ان کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوسکے تو دنیا کی بڑی طاقتوں کی ایک سربراہی کانفرنس کو عملی جامہ پہنایا جاسکے اور پھر اس کانفرنس میں اس کے حل کے لئے کوئی ٹھوس اور فوری لائن آف ایکشن اختیار کی جاسکے" ــــ صدر نے جواب دیا۔

"جناب صدر! ــــ ایک پوائنٹ غور طلب ہے ــــ ظاہر ہے ایسی تنظیم کے افراد پوری دنیا میں پھیلے ہوتے ہوں گے ــــ اور وہ کروڑوں، اربوں ڈالر خرچ کر کے جعلی کرنسی چھاپیں گے ــــ اور بے پناہ رسک لے کر اسے پوری دنیا میں پھیلائیں گے ــــ فرض کیا کہ کاغذی قیامت ٹوٹ پڑتی ہے ــــ اور پوری دنیا کی معیشت مفلوج ہو جاتی ہے ــــ تو پھر یہ تنظیم خود کیسے زندہ رہے گی" ــــ؟ ایک نمائندے نے سوال کیا۔

"آپ نے اچھا نکتہ اٹھایا ہے ــــ مگر فی الحال میں اس کا واضح جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ کیونکہ اس بات پر غور کرنا اس تنظیم کا اپنا کام ہے ــــ جہاں تک میری سوچ کام کرتی ہے ہوسکتا ہے انہوں نے اس سلسلے میں حفظ ما تقدم کے طور پر اقدامات کئے ہوں" ــــ صدر نے مبہم اور غیر واضح سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ آخر اس تنظیم کا اس کاغذی قیامت لے آنے کا اصل مقصد کیا ہے ــــ؟ انہیں اس سے کیا فوائد حاصل ہوں گے"؟ ایک اور نمائندے نے سوال کیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ــــ یہ تنظیم چند جنونیوں پر مشتمل ہے جو اس طرح دنیا کو معاشی طور پر مفلوج کر کے پوری دنیا پر اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے ــــ بہرحال اصل مقصد تو اس وقت سامنے آئے گا جب اس

تنظیم کے سرغنے پکڑ لئے جائیں گے —— فی الحال یہ سوال قبل از وقت ہے" —— صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب صدر! —— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمام ممالک مل کر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہر ملک کی علیحدہ کرنسی کی بجائے ایک بین الاقوامی ہو —— ظاہر ہے اس طرح اس تنظیم کو پوری دنیا سے بیک وقت لڑنا پڑے گا اور ایسا ہونا ناممکن ہے —— اس طرح اس تنظیم کے اس خوفناک منصوبے کو آسانی سے سبوتاژ کیا جا سکتا ہے" —— ایک نمائندے نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" اس سلسلے میں ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے —— ایسا تو تبھی ہو سکتا ہے جب دنیا بھر کے ممالک اس کے متعلق سوچیں —— مگر جہاں تک میرا خیال ہے —— عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے" —— صدر نے اس تجویز کو ابتدا میں ہی رد کرتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی صدر کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر شکریہ ادا کر کے وہ مڑے اور پچھلے دروازے میں غائب ہو گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" آپ نے سلیمان سے خوب کام لیا —— اس کی آواز واقعی ایسی تھی کہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی محسوس نہیں ہوا کہ ایکسٹو کی بجائے سلیمان بول رہا ہے" —— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" سلیمان ساری عمر باورچی ہی نہیں رہنا چاہتا —— میں سوچ رہا ہوں کہ وصیت کر جاؤں کہ ہمارے بعد اسے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا جائے" —— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ویسے آج اس کے لہجے —— ڈانٹ کے انداز —— اور رعب داب سے اس نے واقعی اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیا ہے" —— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ویسے بیچاری جولیا کا حال بہت برا ہوا تھا —— مجھے خیال بھی نہ تھا کہ وہ اس قدر گھبرا جائے گی" —— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہاں —— یہ تو ہے —— مگر عمران صاحب! —— میں اب

تک اس ڈرامے کا مقصد نہیں سمجھ سکا ۔۔۔۔ کیا یہ صرف شرارت تھی یا اس کے پیچھے کوئی مقصد بھی تھا" ۔۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تھی تو شرارت ہی ۔۔۔۔ مگر اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کا ایک امتحان بھی میں نے لیا تھا کہ آیا ایسے مواقع پر وہ سرکاری احکامات کی پرواہ کرتے ہیں ۔۔۔ یا نہیں ۔۔۔۔ اور مجھے خوشی ہے کہ سب نے سرکاری احکامات کا احترام کیا ۔۔۔۔ اور دوسری بات یہ ہوئی کہ ان پر ایکسٹو کے اعتماد کے نقوش کچھ اور زیادہ ہو گئے ہیں ۔۔۔۔ بہرحال چھوڑو ۔۔۔۔ تمہاری خواہش تو پوری ہو گئی کہ تم بھی جولیا کی سالگرہ میں شریک ہو سکو" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا، قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے جناب! ۔۔۔۔ میں طاہر بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی اپنی اصل آواز میں انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کہاں ہے" ۔۔۔۔ ؟ سرسلطان نے پوچھا۔

"جی بیٹھے ہیں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی کہا۔

"اسے رسیور دو" ۔۔۔۔ سرسلطان کا لہجہ بے حد گھمبیر تھا اور بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کوئی خاص چکر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہے۔ ورنہ سرسلطان اتنے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔

"جناب بیٹھا رہوں ۔۔۔ یا ۔۔۔ کھڑا ہو جاؤں ۔۔۔ حکم فرمایئے"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں سنجیدہ ہوں بیٹے! ۔۔۔ ایک اہم ترین مسئلہ سامنے آیا ہے۔ تم فوراً میرے پاس پہنچو" ۔۔۔۔ سرسلطان نے اس کا مذاق نظر انداز کرتے ہوئے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے! ۔۔۔ میں سنجیدہ آدمیوں کے پاس نہیں جا سکتا ۔۔۔ سنجیدگی چھوت چھات کی بیماری ہے ۔۔۔ اس کے جراثیم مجھ پر چڑھ دوڑے تو خواہ مخواہ مجھے شادی کرنی پڑ جائے گی ۔۔۔ اور پھر ظاہر ہے سیکرٹ ایجنٹی تو دھری رہ جائے گی ۔۔۔ اور میں بچوں کی ٹیاؤں ٹیاؤں اور دوائی کی بوتلوں کے پیچھے دوڑ رہا ہوں گا" ۔۔۔۔ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔

"فوراً آؤ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں دو الفاظ کہے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڈھا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہے ۔۔۔ خدا خیر کرے"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں بھی محسوس کر رہا ہوں کہ کوئی خاص چکر چل پڑا ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا تم بیٹھے محسوس کرتے رہو ۔۔۔ میں ذرا سنجیدگی کے چند جراثیم وصول کر لاؤں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر سڑکوں پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے عمران نے کار کا رخ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف ہی رکھا تھا۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار سر سلطان کی عظیم الشان سرکاری کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ گیٹ پر موجود سکیورٹی گارڈ عمران کو چونکہ اچھی طرح پہچانتے تھے اس لئے انہوں نے کوئی تعرض نہیں کیا اور عمران کار آگے بڑھاتا ہوا سیدھا پورچ میں جا رکا۔

پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ سر سلطان کے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جو انتہائی دائیں جانب تھا۔ دفتر کی کھڑکیوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی تھی۔ دروازے پر موجود باوردی دربان نے عمران کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا جیسے اسے پہلے سے اس بارے میں ہدایات مل چکی ہوں۔

عمران دفتر میں داخل ہوا تو اس نے سر سلطان کو دفتر کی بڑی میز کے پیچھے انتہائی پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں بیٹھے دیکھا۔ ان کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اچانک دس سال مزید بوڑھے ہو گئے ہوں۔

"آؤ بیٹھو" ___ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران بھی خاموشی سے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے جناب ___ کیا دوسری شادی کا پروگرام بنا لیا ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی پھلجھڑی چھوڑ دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"شٹ اپ ___ ہر وقت کی ٹیں ٹیں مجھے اچھی نہیں لگتی ___ یہ فلم دیکھو" ___ سر سلطان نے انتہائی خشک لہجے میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے انہوں نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں یکدم اندھیرا چھا گیا۔ اور پھر عمران کے دائیں ہاتھ والی دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

چند لمحوں تک سکرین پر روشنی کے جھماکے سے ہوتے رہے پھر یکدم سکرین پر ایک بڑے ہال کا منظر نظر آنے لگا۔ ہال میں ایسے لوگوں کی اکثریت تھی جنہوں نے کیمرے اٹھائے ہوئے تھے۔ سامنے ڈائس پر ایکریمیا کے صدر نظر آ رہے تھے اور پھر ایکریمیا کے صدر کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ وہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک فلم چلتی رہی اور صدر ایکریمیا کی تقریر کے بعد نمائندوں کے سوال جواب ہوتے رہے۔ پھر اچانک فلم ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشنی سے بھر گیا۔

"حیرت انگیز ___ انتہائی حیرت انگیز" ___ عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"لو ___ اب یہ فائل دیکھو ___ یہ ابھی ابھی حکومت ایکریمیا کی طرف سے موصول ہوئی ہے" ___ سر سلطان نے سامنے میز پر پڑی ہوئی سرخ رنگ کی فائل عمران کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور عمران نے فائل کھینچ کر اپنے سامنے رکھی اور پھر اسے کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

سر سلطان خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے

آثار نمایاں تھے۔

عمران کے چہرے پر بھی لمحہ بہ لمحہ سنجیدگی کی تہہ گہری ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک فائل کا ایک ایک کاغذ پڑھنے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"انتہائی خوفناک منصوبہ ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ نہ صرف خوفناک ـــــ بلکہ انتہائی درجے کا تباہ کن۔ عمران بیٹے! ـــــ میں نے اس سلسلے میں وزارت خزانہ سے خصوصی رپورٹ طلب کی ہے ـــــ ان کی خفیہ رپورٹ کے مطابق اگر مجرموں نے ہمارے ملک میں بھی جعلی کرنسی پھیلا دی تو ہماری معیشت یقیناً تباہ ہو جائے گی۔ کیونکہ چند اہم اور خفیہ پراجیکٹس کے لئے حکومت نے بے پناہ رقومات خرچ کی ہیں اور ان پراجیکٹس کو دنیا کی نظروں سے خفیہ رکھنے کے لئے ہم نے اپنے سٹاک میں موجود سونے کے ذخائر کی نسبت کافی زیادہ مقدار میں کرنسی چھاپ دی ہے اور اس کو برابر کرنے کے لئے ہم ایک دوست ملک سے زرمبادلہ کی شکل میں بھاری امداد لینے کے لئے مذاکرات کر رہے ہیں ـــــ اب تم خود سوچو کہ اگر اچانک ہمارے ملک میں جعلی کرنسی کا ہوا کھڑا کر دیا گیا تو ہم اپنی اصلی کرنسی کے برابر سونا بھی پورا نہ کر سکیں گے ـــــ اور اس طرح لازماً ہماری کرنسی پر اعتماد ختم ہو جائے گا ـــــ اور اس کا نتیجہ تم زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو" ـــــ سر سلطان نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں ـــــ واقعی ہمارے لئے انتہائی تباہ کن مسئلہ ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم اس بارے میں کچھ سوچو" ـــــ سر سلطان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لینا چاہتا ہو۔

"جہاں تک صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کا تعلق ہے ـــــ اس سے تو یہ مسئلہ بین الاقوامی ہے ـــــ اور اسے بین الاقوامی طور پر ہی حل کیا جاسکتا ہے ـــــ مگر جہاں تک اس فائل کے مندرجات کا تعلق ہے اس سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی اس تنظیم نے کام شروع کر دیا ہے ـــــ اور ہمیں زیادہ خطرہ اس مقامی تنظیم سے ہے" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"دونوں پہلو اپنی اپنی جگہ اہم ہیں ـــــ میری ابھی ابھی ایکریمیا کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سے بات ہوئی ہے ـــــ ان کا پروگرام ہے کہ سپر پاورز کے مخصوص سیکرٹ ایجنٹ اس تنظیم کے خلاف کام کریں ـــــ وہ اس سلسلے میں سپر پاورز سے ہٹ کر کسی اور کو لفٹ دینے پر تیار نہیں ہیں" سر سلطان نے کہا۔

"میں ان کی نفسیات سمجھتا ہوں ـــــ یہ بڑے ممالک چھوٹے ممالک کی سیکرٹ سروسز کو کوئی حیثیت نہیں دیتے ـــــ ان کی نظر میں ہم لوگ ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ کسی بین الاقوامی تنظیم کے خلاف لڑ سکیں ـــــ مگر ہم صرف ان پر تکیہ کر کے نہیں بیٹھ سکتے ـــــ ہمیں اپنا کوئی لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ـــــ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کو جعلی کرنسی سے محفوظ رکھنا ہے ـــــ اس کے بعد ہم آگے بڑھ سکتے ہیں" ـــــ سر سلطان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک جعلی کرنسی کے بارے میں کوئی رپورٹ تو نہیں ملی" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ! ۔۔۔ کوئی اِکا دُکا واردات تو سامنے اکثر و بیشتر آتی ہی رہتی ہے ۔۔۔ مگر ایسا تو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ۔۔۔ کوئی منظم صورت ابھی سامنے نہیں آئی" ۔۔۔ سرسلطان نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم فوری طور پر اپنی ساری کرنسی منجمد کر کے نئی کرنسی جاری کر دیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو ۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے" ۔۔۔ سرسلطان نے ناراض لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ بس خوامخواہ ایسا خیال آ گیا تھا" ۔۔۔ عمران نے خفیف سے لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔

فی الحال سے تو اس بات کا اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے ملک میں بھی جعلی کرنسی کے سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ لائن آف ایکشن کیا اختیار کی جائے ۔ اس تنظیم کا کلیو کہاں سے حاصل کیا جائے ۔۔۔ اور اگر اس سلسلے میں دیر کی گئی اور جعلی کرنسی کا سیلاب ایک بار ملک میں پھیل گیا تو پھر اسے کسی قیمت پر نہ سنبھالا جا سکے گا ۔۔۔ اور یہی بات عمران سوچ رہا تھا کہ لائن آف ایکشن کیا اختیار کی جائے۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم یہ سوچ رہے ہو گے کہ کام کا آغاز کہاں سے کیا جائے" ۔۔۔ سرسلطان نے اُسے گہری سوچ میں غرق دیکھ کر کہا۔

"ارے آپ تو ماہر نفسیات بن گئے ہیں ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وزارت خارجہ کی سیکرٹری شپ چھوڑ کر کوئی نفسیاتی کلینک کھول لیجئے" ۔۔۔ عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مذاق چھوڑو ۔۔۔ میں نے بھی اس بارے میں سوچا تھا ۔۔۔ جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے، یہ تنظیم جدید اور منظم طور پر کام کرے گی ۔۔۔ یہ اس طرح کا کام نہیں کر سکتی کہ کسی کو چند نوٹ دیکر بازار میں بھیج دیا۔ اور وہ نوٹ تبدیل کر لایا" ۔۔۔ سرسلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ لوگ جعلی کرنسی بنکوں کے سٹاک رومز میں تبدیل کر دیں گے ۔۔۔ تاکہ کسی کو شک نہ ہو ۔۔۔ اور جعلی کرنسی بھی دھڑا دھڑ مارکیٹ میں آ جائے" ۔۔۔ سرسلطان نے جواب دیا۔

"اوہ ! ۔۔۔ آپ کی بات دل کو لگتی ہے ۔۔۔ مگر اس کے لئے سٹاک انچارج کو خریدنا لازمی ہے ۔۔۔ کیونکہ سٹاک میں موجود کرنسی ان کے نمبروں کے مطابق تبدیل کی جا سکتی ہے ۔۔۔ ورنہ ایک لمحہ میں پتہ چل جائے گا کہ یہ کرنسی جعلی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ! ۔۔۔ واقعی اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا ۔۔۔ ویری گڈ آئیڈیا" ۔۔۔ سرسلطان نے بڑے تعریفی لہجے میں کہا۔

"سٹیٹ بنک کا سٹاک انچارج کون ہے" ۔۔۔ عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ابھی معلوم کر لیتے ہیں" ۔۔۔ سرسلطان نے جواب دیا اور پھر انہوں نے قریب پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ سٹیٹ بنک کے گورنر

سے بات کر رہے تھے ۔

" آصف سلیمانی سٹاک کے انچارج ہیں اور ان کی کوٹھی دلشاد روڈ پر نمبر گیارہ ہے" ـــــ سر سلطان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ میں ابھی سے کام شروع کر دیتا ہوں ـــ مجھے یقین ہے کہ ہم مقامی تنظیم کو تو بہت جلد قابو کر لیں گے ـــ اس کے بعد بین الاقوامی تنظیم کے متعلق کوئی لائحہ عمل سوچیں گے" ـــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" بیٹے! ـــ جس قدر جلد ہو سکے یہ کام کرو ـــ ورنہ ـــ" سر سلطان نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



وسیع و عریض عمارت کے گرد ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ عمارت کے باہر ایک انچ جگہ بھی ایسی نہ تھی جہاں مسلح سپاہی موجود نہ ہو۔

عمارت کے گیٹ پر فوجی افسران کی پوری چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی اور جو کار بھی وہاں پہنچتی۔ اس کی باقاعدہ چھان بین ہوتی اور پھر اسے عمارت کے اندر جانے کی اجازت ملتی۔

یہ دنیا کی سپر پاور روسیاہ کے دارالحکومت میں موجود ریڈ ہال کی عمارت تھی۔ اس عمارت میں اس وقت روسیاہ کی برسر اقتدار پارٹی کی چوٹی کی کانفرنس طلب کی گئی تھی اور روسیاہ کے وزیراعظم اور پارٹی کے جنرل سیکرٹری باروف اس ہنگامی میٹنگ کی صدارت کرنے والے تھے اس لئے عمارت کے گرد سیکورٹی کا انتظام انتہائی سخت کر رکھا تھا۔

عمارت کے اندر ایک ساؤنڈ پروف اور لیک پروف ہال میں میٹنگ میں

شریک ہونے والے افراد جمع ہو رہے تھے۔

اس وسیع و عریض ہال کی دیواروں پر ایسے کیمیکل کی تہہ چڑھائی گئی تھی کہ بجلی کے آلات ان دیواروں سے چھپائے نہ کئے جا سکتے تھے۔ اور پھر اسی ہال کی دیواروں میں ایسے خفیہ آلات نصب تھے کہ اگر ہال کے اندر کی کارروائی دیکھنے یا سننے کے لئے کوئی آلہ لگایا جاتا تو وہ آلات فوراً اس کی نشاندہی کر دیتے۔ یہ ہال خصوصی طور پر ایسی میٹنگ کے لئے بنایا گیا تھا جس میں ہونے والی تمام کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہو۔

ہال میں موجود ایک بڑی سی میز کے گرد بارہ کرسیاں موجود تھیں اور اس وقت تک ان میں سے گیارہ کرسیوں پر افراد موجود تھے۔ یہ سب لوگ ملک کے اعلیٰ ترین حکام تھے اور سب اپنے اپنے محکموں کے سربراہ تھے۔ صرف ایک بڑی کرسی خالی تھی اور ظاہر ہے وزیراعظم کا انتظار تھا۔

چند لمحوں بعد ہال کا خفیہ دروازہ کھلا اور روسیاہ کے وزیراعظم تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے سب ممبرز اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

وزیراعظم نے خالی کرسی سنبھالی اور پھر ان سب کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے" ۔۔۔۔ وزیراعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ۔۔۔۔ پہلے صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کی فلم دیکھ لیجئے" ۔۔۔ ایک طرف بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہی ہال میں یکدم تاریکی چھا گئی۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار میں ایک سکرین

RAFREXO@HOTMAIL.COM



روشن ہو گئی اور پھر اس پر صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کا منظر ابھر آیا۔

ہال میں موجود ہر فرد کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور کان صدر ایکریمیا کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک فلم چلتی رہی، پھر یکدم ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ہال دوبارہ روشن ہو گیا۔

ہال میں روشنی ہوتے ہی انتہائی کونے میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائلوں کو باری باری ہر ممبر کے سامنے کھسکا دیا۔ ایک فائل وزیراعظم کے سامنے بھی پہنچ گئی۔

"جناب! ۔۔۔۔ یہ فائل حکومت ایکریمیا نے ارسال کی ہے ۔۔۔ ہم نے اس کی کاپیاں کرا لی ہیں تاکہ بیک وقت سب ممبرز اس پر غور کر سکیں" ۔۔۔۔ اسی آدمی نے کہا۔

اور پھر وزیراعظم کے فائل کھولتے ہی ہر شخص نے فائل کھول لی اور اس کے مندرجات پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر وہ اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور طوطے جیسی ناک کے مالک سے مخاطب ہو کر بولے۔

"مسٹر جوفسکی! ۔۔۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے" ۔۔۔؟

"جناب! ۔۔۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے ۔۔۔ یہ سب کچھ ایکریمیا کی سیاسی چال ہے ۔۔۔ وہ ہمیں اس چکر میں الجھا کر کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔ جوفسکی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر جناب! ـــــ میرا خیال ہے کہ یہ سیاسی چال نہیں ـــــ بلکہ واقعی ایک بھیانک اور تباہ کن صورت حال سامنے آنے والی ہے" ـــــ میز کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے فوراً ہی مسٹر جونسکی کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

" کھل کر بات کریں مسٹر ماکاوف" ـــــ وزیراعظم نے قدرے فہمائش بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جناب! ـــــ مجھے اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہونے کا فخر حاصل ہے ـــــ اور مجھے سیکرٹ سروس کی طرف سے ایک رپورٹ ایسی مل چکی ہے۔ جس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کوئی خوفناک تنظیم اس منصوبے کے لئے کام کر رہی ہے" ـــــ ماکاوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ کیا رپورٹ ہے ـــــ تفصیل سے بیان کریں" ـــــ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

" جناب! ـــــ ایک سیکرٹ ایجنٹ نے اتفاقاً اپنے ٹرانسمیٹر پر ایک کال پکڑ لی ـــــ جس میں دو افراد ایک نئے کوڈ کے تحت باتیں کر رہے تھے ـــــ اس ایجنٹ نے وہ کال ٹیپ کر کے ڈی کوڈ سنٹر میں بھجوا دی۔ وہاں ماہرین نے بڑی محنت کے بعد اس کال کو ڈی کوڈ کر لیا ـــــ اور تب پتہ چلا کہ ہمارے ملک میں جعلی کرنسی پھیلانے کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے۔ صرف ایک خاص وقت کا انتظار ہے" ـــــ سیکرٹ سروس کے سربراہ ماکاوف نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــــ یہ تو انتہائی اہم خبر ہے ـــــ مجھے اس خبر سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مطلع کیوں نہیں کیا گیا" ـــــ وزیراعظم نے انتہائی سخت اور تلخ لہجے میں کہا۔

" سر! ـــــ آج ہی ماہرین نے اس پیغام کو ڈی کوڈ کیا ہے۔ اور اس کی رپورٹ ملتے ہی میں نے وزارت خزانہ کے سیکرٹری کو اس کی فائل بھجوا دی تھی ـــــ اور دوسری فائل آپ کے مالیات کے سیکرٹری کو بھجوا دی تھی" ـــــ ماکاوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سیکرٹری مالیات سے بات کرائیں" ـــــ وزیراعظم نے کچھ دیر سوچنے کے بعد قریب بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔ اور اس نے پھرتی سے میز کے نچلے خانے میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ نکال کر میز پر رکھا۔

یہ ویژن ٹیلی فون تھا۔ اس کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین نصب تھی جس میں دوسری طرف سے بولنے والے کی تصویر آ جاتی تھی۔ یہ ٹیلیفون صرف وزیراعظم کے لئے مخصوص تھا تاکہ کوئی جعلی آدمی ان سے بات نہ کر سکے۔

نمبر ڈائل ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور پھر ایک نوجوان دوشیزہ کا چہرہ سکرین پر ابھر آیا۔

" یس سر ـــــ ناڈیا سپیکنگ" ـــــ نوجوان دوشیزہ کی مترنم آواز سنائی دی۔

" پرائم منسٹر سے بات کریں" ـــــ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔

" مس ناڈیا! ـــــ مسٹر ماکاوف نے کوئی فائل آپ کو بھیجی ہے؟

وزیر اعظم نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

" یس سر! ___ ابھی آدھ گھنٹہ قبل یہ فائل میرے پاس پہنچی ہے"۔ مس ناڈیا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ___ وہ فائل سپیشل مینجر کے ہاتھ میٹنگ ہال میں بھجوا دیں" ___ وزیر اعظم نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

" گیٹ پر کہہ دیں کہ سپیشل مینجر جو فائل لے کر آئے ___ اسے فوراً یہاں بھجوا دیں" ___ وزیر اعظم نے قریب بیٹھے آدمی سے کہا اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے فائل کے متعلق احکامات دیکر رسیور رکھا اور پھر ٹیلیفون اٹھا کر میز کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

" تو اس کا مطلب ہے کہ صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کوئی سیاسی چال نہیں ہے ___ بلکہ کوئی خوفناک بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا کی معیشت کا خاتمہ کرنے کے درپے ہے" ___ وزیر اعظم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

" جناب! ___ ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت ایکریمیا کے ایجنٹ ہی ہر ملک میں ایسا کر رہے ہوں ___ تاکہ سب اس مسئلے سے خوفزدہ ہو کر حکومت ایکریمیا کے ساتھ ہو جائیں" ___ ایک گنجے شخص نے تیز آواز میں کہا۔

" ہاں! ___ ایسا بھی ہو سکتا ہے ___ مگر اس سے حکومت ایکریمیا کیا فائدہ اٹھا سکتی ہے ___ ؟ پہلے ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے" ___ دوسرے شخص نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" ہو سکتا ہے وہ کوئی بین الاقوامی کرنسی کا منصوبہ بنائے ہو ___ اور اگر بین الاقوامی کرنسی وجود میں آجاتی ہے تو ظاہر ہے دنیا کی سب سے بڑی سرمایہ دار حکومت ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کا معاشی کنٹرول اس کے ہاتھ میں چلا جائے گا" ___ ایک اور شخص نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

" مگر اس پہلو پر سوچنا بے کار ہے۔ ___ کیونکہ پریس کانفرنس میں یہ سوال کیا گیا تھا جسے صدر ایکریمیا نے خود ہی رد کر دیا ہے ___ اور ظاہر ہے اب وہ اس موضوع پر دوبارہ بات نہیں کر سکتے" ___ وزیر اعظم نے جواب دیا۔

اسی لمحے خفیہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں سرخ رنگ کی فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں وہ فائل وزیر اعظم کے سامنے رکھ دی اور خود تیزی سے مڑ کر واپس دروازے میں غائب ہو گیا۔

وزیر اعظم نے فائل کھولی اور پھر اس کے اندر موجود کاغذ کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تمام ممبر بیٹھے اسے پڑھتا دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد وزیر اعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی اب ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

اس فائل نے تمام شکوک ختم کر دیئے ہیں ___ یقیناً یہ بین الاقوامی تنظیم ہمارے ملک میں بھی کام کر رہی ہے ___ اور ہمیں نہ صرف مقامی سطح پر اس سے لڑنا ہے بلکہ پوری دنیا سے مل کر اس تنظیم کو جڑ سے اکھاڑنا ہے ___ ورنہ ملک تباہ ہو جائے گا" ___ وزیر اعظم کا لہجہ خاصا پرجوش تھا۔

" ٹھیک ہے جناب! ___ مگر اس سلسلے میں ہمارا لائحہ عمل کیا

ہوگا" ۔۔۔۔ وزیراعظم کے قریب بیٹھے ہوئے شخص نے فوراً اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔۔ جہاں تک مقامی تنظیم کا تعلق ہے ۔۔۔۔ آپ اس سلسلے میں بے فکر رہیں ۔۔۔۔ ہماری سیکرٹ سروس نے اس سلسلے میں کام شروع کر دیا ہے ۔۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں ہم مقامی تنظیم کے ممبران یا کم از کم اس کے سرغنہ کو گرفتار کرلیں گے" ۔۔۔۔ سیکرٹ سروس کے سربراہ ماکاوف نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کوئی مسئلہ نہیں ۔۔۔۔ مقامی تنظیم کے ممبران سے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلایا جاسکتا ہے" ۔۔۔۔ میٹنگ میں شریک ایک اور شخص نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر آکوپا! ۔۔۔۔ آپ کو بین الاقوامی مجرم تنظیموں کے متعلق کوئی تجربہ نہیں ۔۔۔۔ یہ وقتی طور پر ایجنٹ خرید لیتے ہیں ۔۔۔۔ جنہیں صرف اتنا ہی بتایا جاتا ہے۔ جتنا ان کے خیال میں ضروری ہوتا ہے ۔۔۔۔ اس لئے ان لوگوں سے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلانا ناممکن ہوگا" ۔۔۔۔ مسٹر ماکاوف نے اس آدمی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ۔۔۔۔ حکومت ایکریمیا کو ہماری طرف سے یہ تجویز بھیج دی جائے کہ سپر پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ایک مشترکہ ٹیم تشکیل دی جائے ۔۔۔۔ اور وہ مشترکہ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کرے" ۔۔۔۔ وزیراعظم نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ۔۔۔۔ مگر اس ٹیم کی سربراہی ہمارے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایجنٹ کے پاس ہونی چاہیئے" ۔۔۔۔ ایک اور شخص نے فوراً ہی رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاٹ لائن پر صدر ایکریمیا سے بات کرائیں ۔۔۔۔ ابھی طے ہو جاتا ہے" ۔۔۔۔ وزیراعظم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ساتھ بیٹھا ہوا شخص تیزی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس خفیہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر ہاتھ سے مخصوص قسم کا اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے خفیہ دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ شخص دروازہ پار کر گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ شخص واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ٹیلیفون پکڑا ہوا تھا جس کے ساتھ کوئی تار نہیں تھی اور نہ ہی اس ٹیلیفون سیٹ پر کوئی ڈائل تھا۔ اس کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔ اس نے وہ عجیب ساخت کا ٹیلیفون وزیراعظم کے سامنے رکھ دیا۔

وزیراعظم نے اپنی تیسری انگلی ڈائل والی سپاٹ جگہ پر رکھ کر ہلکے سے دبا دی۔ ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور آدھی انگلی اندر غائب ہوگئی۔ اسی لمحے مترنم سی گھنٹی کی آواز سنائی دی اور وزیراعظم نے انگلی واپس کھینچ کر رسیور اٹھا لیا۔

یہ ٹیلیفون صرف حکومت ایکریمیا کے صدر سے خاص لائن پر بات کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اس میں ایسا سسٹم رکھا گیا تھا کہ صرف وزیراعظم کی تیسری انگلی کی پہلی پور کے دباؤ سے ہی یہ آن ہوسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس فون سے لائن ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

چند لمحوں بعد صدر ایکریمیا کی آواز وزیراعظم کے کانوں سے ٹکرائی۔

"ہاگن پریذیڈنٹ آف ایکریمیا سپیکنگ آن ہاٹ لائن" ۔۔۔۔ صدر ایکریمیا کا لہجہ بڑا باوقار تھا۔

" پرائم منسٹر مستوگ آف روسیاہ سپیکنگ آن ہاٹ لائن" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے بھی باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فرمایئے" ۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے ایک لفظ ادا کرتے ہوئے کہا۔

" مسٹر پریذیڈنٹ! ۔۔۔۔ آپ کی معاشی بحران والی پریس کانفرنس اور فائل پر ہماری حکومت نے غور وخوض کر لیا ہے ۔۔۔۔ اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ واقعی ایسی خوفناک تنظیم کام کر رہی ہے جس کا سدباب ضروری ہے" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے جواب دیا۔

" اعتماد کا شکریہ! ۔۔۔۔ آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی تجویز" ۔۔۔۔؟ صدر ایکریمیا شاید مختصر الفاظ میں بات کرنے کے عادی تھے۔

" ہماری تجویز یہ ہے کہ سپر پاورز کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے ۔۔۔۔ اور وہ مشترکہ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کرے" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" اچھی تجویز ہے ۔۔۔۔ ابھی ابھی وزیر اعظم شوگران نے بھی یہی تجویز پیش کی ہے" ۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے جواب دیا۔

" اس تنظیم کی تشکیل کے متعلق کوئی تجویز" ۔۔۔۔؟ وزیر اعظم نے پوچھا

" جہاں تک شوگران اور ایکریمیا کا خیال ہے ۔۔۔۔ ہر ملک کے دو ممبرز اس ٹیم میں ہوں ۔۔۔۔ اور ان کی سربراہی کا مسئلہ قرعہ اندازی سے طے کیا جائے اور پھر اس ٹیم کو پوری دنیا میں کام کرنے کی ہر قسم کی آزادی اور مراعات حاصل ہوں ۔۔۔۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسی ٹیم فوری طور پر اس بین الاقوامی تنظیم کا قلع قمع کرنے میں کامیاب رہے گی" ۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" ہر ملک سے آپ کی مراد، دنیا کے ہر ملک سے ہے" ۔۔۔۔؟ وزیر اعظم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" مسٹر پرائم منسٹر! ۔۔۔۔ آپ نے غلط سمجھا ہے ۔۔۔۔ میرا مطلب سپر پاورز سے تھا ۔۔۔۔ یعنی ایکریمیا ۔۔۔۔ روسیاہ ۔۔۔۔ اور شوگران سے تھا ۔۔۔۔ ظاہر ہے باقی دنیا کے سیکرٹ ایجنٹس ابھی اس قابل کہاں کہ ایسی تنظیم کے خلاف کام کر سکیں" ۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" سوچ لیجئے! ۔۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ حکومت کارانس ۔۔۔۔ ویسٹرن برمنی اور ساطینہ اس تجویز سے اختلاف نہ کریں" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے دوسرے یورپی ملکوں کا نام لیتے ہوئے کہا۔

" ایسی بات نہیں ۔۔۔۔ ان ملکوں سے ہماری بات چیت ہو چکی ہے وہ بھی ہم پر اعتماد کرنے پر تیار ہیں ۔۔۔۔ پہلے تو وہ بھی چاہتے تھے کہ ان کے سیکرٹ ایجنٹ اس تنظیم میں شامل ہوں ۔۔۔۔ مگر ہم نے انہیں سمجھایا کہ ابھی آپ کی سیکرٹ سروسز اس قابل نہیں کہ ہمارے ساتھ چل سکیں۔ چنانچہ وہ رضامند ہو گئے کہ چیف سپر پاورز کی تنظیم ہی کام کرے ۔۔۔۔ وہ صرف اپنے اپنے ملکوں میں کام کریں گے ۔۔۔۔ اور اگر انہیں کوئی کلیو ملے گا تو وہ اسے ہم تک پہنچا دیں گے" ۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے اب مختصر الفاظ بولنے چھوڑ کر تفصیلی بات کرنی شروع کر دی تھی۔

" یہ آپ نے بہت اچھا کیا ۔۔۔۔ اس طرح کام زیادہ تیز رفتاری سے ہو سکے گا ۔۔۔۔ ویسے ایک بات ہے کہ ایشیائی ممالک اور خاص طور پر پاکیشیا اور کافرستان اس سلسلے میں شور مچائیں گے ۔۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی

سیکرٹ سروسز کو بہت اہمیت دیتے ہیں" ـــــ وزیراعظم روسیاہ نے دونوں ملکوں کا نام حقارت سے لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ خوامخواہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اہمیت دے رکھی ہے بہرحال مختصر بات یہ کہ آپ دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ فوری طور پر منتخب کر کے عالمی ہیڈکوارٹر نمبر ون پر بھجوا دیں ـــــ تاکہ جلد از جلد کام شروع ہو سکے ـــــ کوڈ تھری پاورز درست رہے گا" ـــــ صدر ایکریمیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ کل سپیشل فلائیٹ سے دونوں ایجنٹ پہنچ جائیں گے" ـــــ وزیراعظم نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ گڈبائی" ـــــ صدر ایکریمیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وزیراعظم نے بھی گڈبائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مسٹر ماکاوف! ـــــ اب آپ دو ایسے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ تجویز کریں جو اس تنظیم میں کام کر کے حکومت روسیاہ کا سر فخر سے بلند کر سکیں" ـــــ وزیراعظم نے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسے ایجنٹ صرف مسٹر شاکل اور مس بوجرہی ہو سکتے ہیں ـــــ روسیاہ سیکرٹ سروس کو ان پر فخر ہے ـــــ یہ آج تک ناکام نہیں ہوئے" ـــــ مسٹر ماکاوف نے فوراً ہی دو نام تجویز کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ آپ ان دونوں کو عالمی ہیڈکوارٹر تفصیلی ہدایات دے کر بھجوا دیں ـــــ کوڈ تھری پاورز ہے" ـــــ وزیراعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ مسٹر ماکاوف نے جواب دیا اور وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وزیراعظم تیز تیز قدم اٹھاتے خفیہ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



**وسیع و عریض** ہال میں سرخ رنگ کے چست لباس میں ملبوس منہ پہ سرخ رنگ کا نقاب لگائے دس افراد خاموش بیٹھے ہوئے ہال کی ایک دیوار پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ نقابوں سے جھانکتی ہوئی ان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں چند لمحوں بعد کوئی عظیم خوشخبری ملنے والی ہو۔

پھر اچانک کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور ان سب کے اعصاب تن گئے۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار کا درمیانی حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔ اور چند لمحے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندتی رہیں۔ پھر ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر ابھر آئی۔

بلی کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں۔ اتنی سرخ کہ نقاب پوشوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ ہال میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور اس بار سکرین پر موجود بلی کا منہ بھی اس طرح حرکت میں آیا جیسے یہ آوازیں اسی کے حلق سے نکل رہی ہوں۔ ان سب کے جسم

ان آوازوں کے ساتھ ہی تنتے چلے گئے۔ ان کی نظریں اس طرح بلی پر جمی ہوئی تھیں جیسے لوہے سے مقناطیس چمٹ جاتا ہے۔

"ون ریڈ" ـــــ اچانک بلی کے حلق سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی لہجہ نسوانی تھا مگر انداز اتنا کرخت تھا کہ سننے والے کو بے اختیار جھرجھری سی آجاتی تھی۔

"یس میڈم کیٹ" ـــــ قطار میں بیٹھے ہوئے سرخ نقاب پوشوں میں سے ایک نقاب پوش نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ایکریمیا میں ہمارا ابتدائی مشن کیوں فیل ہوگیا" ـــــ؟ بلی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"میڈم کیٹ! ـــــ اس مشن کے لئے ہم نے جن افراد کو عارضی طور پر خریدا تھا ـــــ ان میں سے ایک غلطی کر بیٹھا اور اس کے نتیجے میں وہاں کی سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی اور اس مشن کا راز کھل گیا" ـــــ ون ریڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس عارضی خریدے ہوئے آدمی کو اس قدر معلومات کیسے مل گئیں کہ صدر ایکریمیا کو عالمی پریس کانفرنس بلانے پر مجبور ہونا پڑا" ـــــ؟ بلی کی غراہٹ میں اضافہ ہوگیا تھا۔

"میڈم کیٹ! ـــــ دراصل اس آدمی نے ایکریمیا برانچ کے انچارج کی جیب سے وہ کاغذ نکال لیا تھا جس میں اس مشن کے متعلق تمام ہدایات درج تھیں گو یہ ہدایات مخصوص کوڈ میں تھیں ـــــ مگر اس آدمی نے وہ کوڈ حل کر لیا" ـــــ ون ریڈ کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہوگیا۔

"پھر اس انچارج اور اس آدمی کو اس کی کیا سزا ملی" ـــــ؟ بلی نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"موت کی سزا" ـــــ ون ریڈ نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ون ریڈ ـــــ تم اس مشن کو ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول کر رہے تھے ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ؟ بلی نے پوچھا۔

"یس میڈم کیٹ" ـــــ ون ریڈ کا لہجہ پژمردہ ہوگیا تھا۔

"اور نہ صرف مشن ناکام ہوگیا ـــــ بلکہ اس کے نتیجے میں پوری دنیا ہمارے مشن سے آگاہ ہوگئی ـــــ اور اب ظاہر ہے پوری دنیا میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے ـــــ اور سب اکٹھے ہو کر ہمارے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں" ـــــ بلی کی غراہٹ سے اب کمرہ گونجنے لگا تھا۔

"یہ درست ہے میڈم کیٹ! ـــــ مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارا مشن کسی طور پر بھی ناکام نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس طرح ہمارے مشن کو ہی تقویت پہنچی ہے" ـــــ ون ریڈ نے اپنی بچی کھچی ہمت جمع کرتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے ـــــ وضاحت کرو" ـــــ میڈم کیٹ کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"وہ اس طرح میڈم کہ اب پوری دنیا اس انتظار میں ہے کہ ہم کب جعلی کرنسی پوری دنیا میں پھیلاتے ہیں ـــــ اب جیسے ہی ہم نے ذرا سی جعلی کرنسی پھیلائی ـــــ پوری دنیا میں بحران آجائے گا ـــــ اور سرکاری کرنسی سے اعتماد یکدم اٹھ جائے گا ـــــ اور اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ہمارے لئے یقیناً انتہائی مفید ثابت ہوگا" ـــــ ون ریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور اب اس بات کی وضاحت بھی کر دو کہ ہمارا مشن کیا ہے" ـــــ؟ بلی

کی غراہٹ بدستور تھی ۔

" یہی میڈم کہ ہم پوری دنیا کو معاشی بحران کا شکار کر کے دنیا کا اقتدار سنبھال لیں" ۔ ـــــــ ون ریڈ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد جواب دیا ۔

" اقتدار سنبھالنے کے بعد ہم دنیا کو کنٹرول کس طرح کریں گے" ـــــــ ؟ بلی نے پوچھا ۔

" بب ـــــ بب ـــــــ" ون ریڈ نے ہکلا کر کچھ کہنا چاہا مگر جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو خاموش ہو گیا ۔

" بس دلائل ختم ہو گئے تو سنو ون ریڈ ! ـــــ ہمارا منصوبہ صرف دنیا کو معاشی بحران میں ہی مبتلا کرنا نہیں ـــــ بلکہ بعد میں اسے خود کنٹرول کرنا بھی ہے ۔ ـــــ اور اس کا واحد طریقہ یہی تھا کہ ہم جعلی کرنسی کے بدلے میں اصل کرنسی حاصل کرتے اور پھر اصلی کرنسی کے ذریعے ہم پوری دنیا کا سونا خرید کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع کر لیتے ـــــ اس طرح ہمیں دو فائدے ہوتے ـــــ ایک تو یہ کہ ہم ایک ٹھوس معاشی بنیاد حاصل کر لیتے ـــــ دوسرے یہ کہ سونا اس قدر مہنگا ہو جاتا کہ اس کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا ۔ اور چونکہ موجودہ معاشی نظام کی بنیاد تمام تر سونے پر رکھی گئی ہے ـــــ اس لئے سونا مارکیٹ سے غائب ہوتے ہی پوری دنیا میں زبردست افراط زر پھیل جاتا ـــــ اس طرح جعلی کرنسی اور افراط زر دونوں مل کر پوری دنیا کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیتے ـــــ جس کا انجام یہ ہوتا کہ جب ہم یہ اعلان کرتے کہ ہمارے پاس سونے کے ذخائر موجود ہیں تو پوری دنیا ہماری طرف دوڑ پڑتی اور پھر ہم اس سونے کے بل بوتے پر پوری دنیا میں اپنا بلاواسطہ اقتدار قائم کر لیتے ـــــ اور کرنسی کی بجائے سونے کے سکوں کو پوری دنیا میں کرنسی کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جگہ چلا دیتے ـــــ اس طرح ہم پوری دنیا کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جاتے" ـــــ میڈم کیٹ نے پلان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

" آپ کا پلان بالکل درست ہے میڈم" ـــــ ون ریڈ نے بڑے عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مگر تمہاری ذرا سی کمزوری سے یہ سارا پلان تباہ ہو کر رہ گیا ہے ۔ اب جعلی کرنسی کا ہوا کھڑا ہو جائے گا ۔ ـــــ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اصلی کرنسی بھی جعلی بن جائے گی اور ہم اس کے بدلے میں سونا نہیں خرید سکیں گے ۔ کیونکہ اب کوئی بھی حکومت کسی قیمت پر سونا فروخت کرنے پر تیار نہ ہو گی ۔ اس سے یہ ضرور ہو گا کہ پوری دنیا معاشی بحران کا شکار ہو جائے گی ـــــ مگر ظاہر ہے دنیا کے دانشور مل کر اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری طرح یہ سوچیں کہ کاغذی کرنسی منسوخ کر کے خالص سونے کے سکے چلائے جائیں ـــــ اس طرح ہمارا تمام کیا دھرا بیکار ہو کر رہ جائیگا" ـــــ میڈم کیٹ کے لہجے میں شدید تلخی عود کر آئی تھی ۔

" میں معافی چاہتا ہوں میڈم ! ـــــ میرا دماغ اتنی دور تک نہیں سوچ سکتا" ـــــ ون ریڈ کے لہجے میں موت کی لرزش نمایاں تھی ۔

' معافی کا لفظ تم خود جانتے ہو ـــــ ہماری تنظیم کے اصولوں میں جرم قرار دے دیا گیا ہے" ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ون ریڈ کوئی جواب دیتا ، اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یوں چھت کی طرف کھنچتا چلا گیا جیسے مقناطیس نے لوہے کو کھینچ لیا ہو ۔ اس کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں ۔ وہ یوں ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے کسی انجانے خطرے سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہو ۔ اس کے

سر کے بال یوں سیدھے کھڑے ہو گئے تھے جیسے بال نہ ہوں. لوہے کی تاریں ہوں اور پھر ان بالوں کے ساتھ وہ چھت سے ساتھ لٹک گیا.

"میں تمہیں تمہارے جرم کی سب سے کم سزا دے رہی ہوں" ——— میڈم کیٹ کی آواز ہال میں ابھری.

باقی تمام نقاب پوش دم بخود بیٹھے تھے. ان سب کی نظریں اب اپنے ساتھی پر جمی ہوئی تھیں جو چھت سے سر کے بل لٹکا ہوا بُری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا. اس کے حلق سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل رہی تھیں اور چہرہ یوں اکڑ گیا تھا جیسے وہ سو سال کا بوڑھا ہو گیا ہو.

اچانک چھت میں بنے ہوئے خانوں میں سے ایک خانہ کھلا اور دوسرے لمحے اس میں سے سرخ رنگ کی ایک شعاع نکل کر ون ریڈ کے جسم پر پڑی اور ون ریڈ کے حلق سے یوں چیخ نکلی جیسے وہ ذبح ہو رہا ہو. اس شعاع کے اس کے جسم پر پڑتے ہی اس کے تمام کپڑوں میں آگ لگ گئی.

اب ہال ون ریڈ کی مسلسل چیخوں سے گونج رہا تھا. وہ جسم میں لگی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا مگر آگ تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی تھی. اور پھر اس کا مکمل جسم ایک بڑے سے شعلے میں تبدیل ہو گیا.

چند لمحوں بعد اس کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی چلی گئیں اور پھر زیادہ سے زیادہ دو منٹ بعد آگ یکلخت بجھ گئی اور اب ون ریڈ کی جگہ چھت سے ایک انسانی پنجر لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا. صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ——— اور پھر ایک دھماکے سے وہ پنجر چھت سے علیحدہ ہو کر واپس اپنی سیٹ پر آ گرا اور ہڈیاں یوں بکھر گئیں جیسے راکھ بکھر جاتی ہے.

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سیٹوں پر بیٹھے ہوئے باقی نقاب پوشوں کے جسموں میں پیدا ہونے والی خوف کی لرزش اب اتنی نمایاں ہو چکی تھی کہ صاف دیکھی جا سکتی تھی.

"سنو دوستو! ——— خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ——— اس تنظیم کے اصول اٹل ہیں. اس لئے جب تک تم میں سے کوئی کوتاہی نہیں کرے گا ——— اس وقت تک تمہیں کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے ——— اب ٹو ریڈ، ون ریڈ کی جگہ لے گا اور اس طرح سب کے نمبر تبدیل سمجھے جائیں" ——— بلی کی سرد آواز کمرے میں گونجی.

"یس میڈم" ——— تمام نقاب پوشوں نے یک زبان ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا.

"اب میں نے اپنا پلان تبدیل کر دیا ہے ——— پوری دنیا میں جعلی کرنسی والا اسکیم کچھ مرحلے کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں تاکہ صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس سے پھیلنے والی سنسنی کی شدت کم ہو جائے ——— لیکن اگر ہم بالکل ہی خاموش ہو کر بیٹھ گئے تو یہ امر ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو گا ——— چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجرباتی طور پر پوری دنیا میں سے ایک ملک کا چناؤ کیا جائے اور پھر اس ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی جائے ——— تاکہ اس کے صحیح نتائج کا بھی علم ہو جائے ——— اور اس بات کا بھی پتہ چل جائے کہ اس کے جواب میں دنیا بھر کے دانشور کیا سوچتے ہیں" ——— میڈم کیٹ نے کہا.

"میڈم! ——— اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں" ——— ایک نقاب پوش نے کھڑے ہو کر کہا.

"یس فور ریڈ! ——— اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ——— تم سب اپنا نقطۂ نظر کھل کر پیش کر سکتے ہو" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیا.

"میڈم! ——— میری تجویز یہ ہے کہ ہم پوری دنیا کے سونے کے ذخائر اس طرح حاصل کریں کہ اصل کی بجائے نقلی سونا تبدیل کر لیا جائے" ——— فورریڈ نے کہا۔

"نقلی سونے والی تجویز پر میں نے پہلے ہی غور کیا تھا اور ہمارے ہیڈ کوارٹر میں اس پر تجربات بھی کیے گئے ——— مگر مجھے افسوس ہے کہ ہم ایسا نقلی سونا بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے جو اصل سونے سے سستا پڑتا ہو ——— کیمیائی طور پر ہمارے سائنسدانوں نے نقلی سونا بنا تو لیا۔ مگر اس پر اتنے اخراجات آتے ہیں کہ اصلی سونا اس کے مقابلے میں مٹی کے برابر ہو جاتا ہے ——— اس لئے یہ تجویز ناقابل عمل ہے" ——— میڈم کیٹ نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک اور تجویز ہے کہ کیوں نہ پوری دنیا میں جعلی کرنسی پھیلانے کے بعد جب حکومتیں بحران کا شکار ہوں تو بزور طاقت ان پر قبضہ کر لیا جائے ——— اور جب ہم اقتدار پر آ جائیں گے تو ظاہر ہے پوری دنیا کا سونا بھی خود بخود ہمارے قبضے میں آ جائے گا" ——— ایک اور نقاب پوش نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز بچگانہ ہے نائن ریڈ! ——— تمہیں عالمی طاقتوں کی اصل جنگی طاقت کا علم نہیں ہے ——— معاشی بحران کے ساتھ ان کی جنگی طاقت میں کمی نہیں ہو گی ——— ان کے پاس ایسا جدید ترین اسلحہ ہے کہ اس کی موجودگی میں ایک تنظیم کا چاہے وہ کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو، ان سے طاقت سے جیتنا ناممکن ہے" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

"مگر میڈم! ——— ایک ملک میں تجربے کا کیا فائدہ ہو گا ——— ؟ اس طرح

RAFREXO@HOTMAIL.COM



تو ہمیں نقصان ہو گا ——— کیونکہ اس ملک میں تجربے کے بعد پوری دنیا اس کا حل تجویز کرے گی اور بعد میں ہم باقی دنیا میں اپنا پلان کامیاب نہ کر سکیں گے" ——— ایک نقاب پوش نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ——— اس پہلو پر میں نے سوچا ہی نہ تھا ——— مگر اب اس کا حل کیا ہونا چاہیئے" ——— ؟ اس بار میڈم کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"میڈم! ——— میری تو تجویز ہے کہ ہمیں اپنا پلان شروع کر دینا چاہیئے۔ پھر جیسے جیسے اس کے نتائج سامنے آتے جائیں گے۔ ویسے ہی اس کے مقابلے کی تجویز بھی سوچ میں آتی جائے گی" ——— ایک اور نقاب پوش نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ——— اس طرح اندھا دھند اقدام کرنے سے نقصان بھی ہو سکتا ہے ——— ایسا ہے کہ آپ لوگوں کو ایک ہفتے کی مہلت دی جاتی ہے۔ آپ اس معاملے پر اچھی طرح سوچ بچار کر کے اپنی اپنی تجاویز پیش کریں اور اس ہفتے کے دوران میں بھی اس پر پوری طرح غور کروں گی ——— چنانچہ آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد دوبارہ میٹنگ ہو گی ——— اور اس میٹنگ میں فیصلہ کن اقدامات کئے جائیں گے" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی یکدم سکرین تاریک ہوتے ہی سب نقاب پوش اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دلشاد روڈ کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ سٹیٹ بنک کے سٹاک انچارج آصف سلیمان کی کوٹھی دلشاد روڈ پر ہی بتائی گئی تھی۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اسے مسئلے کی خوفناک اہمیت کا پوری طرح احساس ہو چکا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ایک بار بھی ملک میں جعلی کرنسی کی بات پھیل گئی تو پھر ملک کی معیشت کو کسی طور بھی نہ سنبھالا جاسکے گا۔ اس لئے وہ فوری طور پر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں اس سلسلے میں کئی تجویزیں آئیں۔ مگر ہر تجویز کو وہ کسی نہ کسی وجہ کی بنا پر رد کر دیتا۔ اسی ادھیڑ بُن میں مبتلا وہ کار ڈرائیو کرتا چلا گیا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ دلشاد روڈ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار دلشاد روڈ کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی ایک بڑے سے درخت کے نیچے روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایک کوٹھی کے قریب پہنچ کر اس کا نمبر دیکھا اور پھر اسی نمبر کے لحاظ سے وہ آگے بڑھ گیا اور دو کوٹھیاں چھوڑ کر وہ گیارہ نمبر کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی مگر جدید طرز کی بنی ہوئی کوٹھی تھی۔ گیٹ پر آصف سلیمان کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

عمران وہاں کھڑا کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر وہ کوٹھی سے متصل چھوٹی گلی میں داخل ہوا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی پشت پر پہنچ گیا۔ کوٹھی کی عقبی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا ہوا نقاب نکال کر منہ پر پہنا۔ یہ نقاب وہ احتیاط کے طور پر ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر جیب میں ریوالور کی موجودگی کا اطمینان کر کے اس نے اچھل کر دونوں ہاتھ دیوار پر جمائے اور پھر اچھل کر دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر بیٹھا نہ صرف اندر کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا بلکہ اس کے کان کسی آہٹ پر بھی لگے رہے۔ مگر کوٹھی کے عقبی سمت اندھیرا تھا اور کسی کتے کی آہٹ بھی سنائی نہ دے رہی تھی پوری طرح اطمینان کر لینے کے بعد وہ ہاتھوں کے بل لٹک کر اندر اتر گیا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اصل عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ برآمدے کی طرف پہنچ گیا۔ برآمدے میں ہلکی پاور کا ایک بلب جل رہا تھا مگر وہاں کوئی چوکیدار قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کوٹھی کے اندر سکوت طاری تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ کوٹھی کے مکین سوئے ہوئے ہیں وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا برآمدے میں داخل ہوا۔ اور پھر ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے برآمدے میں موجود دو اور دروازوں کو آزمایا مگر تمام دروازے اندر سے بند تھے۔ اس نے دروازوں پر موجود ہینڈل دبائے۔ مگر جلد ہی اس نے محسوس کر لیا کہ دروازوں کو اندر سے چٹخنیاں چڑھا کر بند کیا گیا ہے۔

اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر برآمدے سے اتر کر وہ کوٹھی کی دوسری سائیڈ کی طرف گھوم گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اس طرف موجود کوئی نہ کوئی کھڑکی ضرور کھلی ہوئی ہوگی کیونکہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ وہ دروازے بند کرنے کے بعد انہیں ضرور چیک کرتا ہے۔ مگر روزانہ تمام کھڑکیاں چیک کرنے کا اُسے خیال تک نہیں آتا۔ عمارت کی اس طرف کھڑکیاں تو موجود تھیں۔ مگر عمران نے یہ دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا کہ سب کھڑکیوں کے سامنے لوہے کی مضبوط آرائشی جالیاں نصب تھیں۔ ظاہر ہے ان کی موجودگی کے بعد چاہے کھڑکی کھلی ہی کیوں نہ ہو، وہ ان کے ذریعے اندر نہ جاسکتا تھا۔ اب اُسے سمجھ آرہی تھی کہ کوٹھی میں کوئی چوکیدار یا کتا کیوں نہیں رکھا گیا۔ کوٹھی کے تمام راستے بند تھے اور مکینوں کو جگائے بغیر کوئی شخص اصل عمارت میں داخل نہ ہوسکتا تھا۔

عمران نے اب مجبوراً اپنا پلان تبدیل کیا اور تیزی سے واپس عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر دیوار پھلانگ کر وہ گلی میں آیا۔ اس نے نقاب اتار کر واپس جیب میں ڈالا اور سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا واپس چوک کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

کار میں بیٹھ کر اس نے اُسے سٹارٹ کیا اور پھر وہ سیدھا اسی کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ وہ اسے کافی دیر تک دباتا رہا۔

اچانک گیٹ پر لگا ہوا بلب یکدم جل اٹھا اور عمران اس کی تیز روشنی میں نہا گیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔ لہجہ بے حد سخت تھا مگر اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بولنے والا ابھی ابھی گہری نیند سے بیدار

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوا ہے۔

"کون ہے" ۔۔۔۔۔ ستون میں لگی ہوئی ایک جالی سے وہ آواز نکل رہی تھی۔

"آصف سلیمان صاحب سے ملنا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار نرم تھا۔

"میرا نام عالی جاہ ہے ۔۔۔۔۔ اور میں سپیشل برانچ کا نمائندہ ہوں" ۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مگر اس وقت ۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"سرکاری کاموں میں وقت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ۔۔۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی"۔ عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"کیا آپ کے پاس شناختی کارڈ ہے" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"ہاں ہے ۔۔۔۔۔ مگر آپ ملیں گے تو دکھاؤں گا" ۔۔۔۔۔ عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"معاف کیجئے ۔۔۔۔۔ میں بغیر اطمینان کے پھاٹک نہیں کھول سکتا۔ آپ کارڈ نکالئے۔ میں دیکھ لوں گا" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور پھر اس کا رُخ بلب کی طرف کر دیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ بلب

کی اس تیز روشنی میں اسے وڈیو سکرین پر دیکھا جا رہا ہے۔

"او۔کے ــــ تھینک یو! ــــ میں پھاٹک کھول رہا ہوں۔ آپ کار سمیت تشریف لے آیئے" ــــ دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

اور پھر پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار اندر لے گیا۔ پھاٹک بھی میکانکی طریقے سے عمارت کے اندر سے ہی کھولا گیا تھا۔

جب عمران نے کار پورچ میں روکی تو اس نے ایک ادھیڑ عمر شخص کو سلیپنگ گون پہنے برآمدے میں موجود پایا۔

"مجھے آصف سلیمان کہتے ہیں ــــ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو تھوڑی سی تکلیف اٹھانی پڑی" ــــ اس ادھیڑ عمر شخص نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ــــ ایسا ہو ہی جاتا ہے" ــــ عمران نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"آیئے! ــــ تشریف لے آیئے" ــــ آصف سلیمان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو اس وقت کھلا ہوا تھا۔ اور پھر آگے پیچھے چلتے ہوئے وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

یہ انتہائی خوبصورت اور سجا ہوا ڈرائنگ روم تھا۔ آصف سلیمان نے دروازہ بند کیا اور پھر عمران کو ایک صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"معاف کیجئے! ــــ تمام گھر والے سوئے ہوئے ہیں ــــ میں آپ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کی تواضع نہیں کر سکتا" ــــ آصف سلیمان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تکلف کی ضرورت نہیں آصف صاحب" ــــ عمران نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"فرمایئے کیا کام ہے" ــــ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آصف سلیمان مطلب کی بات پر آ گیا۔

"آپ سٹیٹ بنک کے سٹاک انچارج ہیں" ــــ؟ عمران نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں" ــــ آصف سلیمان نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے سٹاک میں موجود کرنسی نوٹوں کے نمبروں کی لسٹیں پچھلے دنوں ایک پارٹی کو مہیا کی ہیں" ــــ؟ عمران نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ن ـ ج ــ جی ــ کیا کہہ رہے ہیں" ــــ آصف سلیمان ایک لمحے کے لئے بوکھلا گیا۔ مگر فوراً ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ مگر عمران کی تیز نظروں سے اس کی بوکھلاہٹ بھلا کیسے چھپ سکتی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے ایسا کس مقصد کے لئے کیا ہے" ــــ؟ عمران کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ــــ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے ــــ میں بھلا ایسا کیسے کر سکتا ہوں" ــــ آصف سلیمان نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر اس کا یکدم زرد پڑتا ہوا چہرہ ساری کہانی خود ہی سنا رہا تھا۔

"دیکھئے آصف صاحب! ـــــ سپیشل برانچ کو اس بات کا حتمی ثبوت مل چکا ہے کہ آپ نے ایسا کیا ہے۔ اس لئے آپ کا انکار تو فضول ہے ـــــ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ـــــ؟ اس کا جواب دیجئے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا ـــــ آپ کو غلط اطلاعات ملی ہیں" ـــــ آصف سلیمان نے اس بار لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ تو آپ خود ہی اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا رہے ہیں۔ ہم نے مکمل تحقیقات کی ہیں ـــــ آپ کا سابقہ ریکارڈ بے داغ ہے۔ اس لئے سپیشل برانچ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ آپ کی نیت میں کھوٹ نہیں تھا۔ بلکہ آپ نے ایسا کسی خاص مجبوری کی بنا پر کیا ہے ـــــ مگر اب آپ انکار کر کے اس بات کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں کہ آپ کی نیت خراب تھی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا ـــــ آپ کی فوری موت" ـــــ عمران نے بڑے مضبوط لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور فقرہ ختم ہونے سے پہلے اس کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آ گیا۔ جس میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور موجود تھا۔

"م ـــــ م ـــــ میں ـــــ" آصف سلیمان کا چہرہ ریوالور دیکھ کر اتنا زرد پڑ گیا کہ عمران کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اس کے دل کی حرکت نہ رک جائے۔

"اب بھی وقت ہے ـــــ اپنے آپ کو بچا لیجئے ـــــ سپیشل برانچ آپ کی رپورٹ نہیں کرے گی ـــــ مگر ہم اصل حالات جاننا چاہتے ہیں ـــــ ورنہ آپ کل صبح کا سورج نہیں دیکھ سکیں گے" ـــــ عمران کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ آصف سلیمان کے جسم میں پیدا ہونے والی لرزش صاف

RAFREXO@HOTMAIL.COM



دکھائی دینے لگی۔

"م ـــــ میں ـــــ مجبور تھا ـــــ میری بیٹی کی شادی قریب تھی اور میرے پاس نقد رقم نہ تھی ـــــ میں مجبور ہو گیا" ـــــ اچانک آصف سلیمان نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ وہ بری طرح رو رہا تھا۔

"ہوں! ـــــ تو یہ وجہ تھی ـــــ جس کی بنا پر آپ جیسا ایماندار آدمی بھی مجبور ہو گیا" ـــــ عمران کا لہجہ اس بار واضح طور پر نرم تھا۔

"آپ یقین کریں میرا ضمیر اس لمحے سے مجھے ملامت کر رہا ہے ـــــ مگر میں مجبور تھا ـــــ یقین کریں بے حد مجبور تھا" ـــــ آصف سلیمان نے اچانک اٹھ کر عمران کے پیر پکڑ لئے۔ وہ بری طرح رو رہا تھا۔

"اپنے آپ کو سنبھالئے آصف صاحب! ـــــ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی بچا لی ہے ـــــ یقین کیجئے سپیشل برانچ آپ کے خلاف رپورٹ نہیں کرے گی ـــــ آپ مجھے تمام تفصیلات بتا دیجئے" ـــــ عمران نے ریوالور جیب میں رکھ کر اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور آصف سلیمان اٹھ کر واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ اب اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔

"وہ کون لوگ تھے جنہیں آپ نے نمبروں کی لسٹیں مہیا کی ہیں" ـــــ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"آج سے دو ہفتے قبل میں نے ایک دعوت کے دوران اپنے دوست سے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں پریشانی کا ذکر کیا تو اس نے مجھے اطمینان دلایا کہ وہ اس سلسلے میں میری مدد کرے گا ـــــ پھر دوسرے روز رات کے وقت دو افراد میری کوٹھی میں آئے۔ انہوں نے میرے دوست کا حوالہ

دیتے ہوئے میری مدد کرنے کا کہا ـــــ اور پھر انہوں نے دس لاکھ روپے نقد نکال کر میرے سامنے میز پر رکھ دیئے کہ میں ان کا تھوڑا سا کام کر دوں تو یہ تمام رقم میری ہو گی ـــــ اور کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہ چلے گا ـــــ اور وہ کام یہ تھا کہ میں انہیں سٹاک میں موجود کرنسی نوٹوں کے سیریل نمبر مہیا کر دوں۔ پہلے تو میں نے انکار کر دیا ـــــ مگر جب انہوں نے اصرار کیا اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اس کا کسی کو پتہ نہ چلے گا ـــــ تو میں نے وعدہ کر لیا۔ کیونکہ مجھے صرف اس بات کا اطمینان تھا کہ صرف نمبر مہیا کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا ـــــ اصل نوٹ تو محفوظ ہیں ـــــ چنانچہ میں نے صرف بیٹی کی شادی کی مجبوری کی بنا پر وہ رقم قبول کر لی اور دوسرے روز نمبروں کی تفصیل انہیں مہیا کر دی“ ـــــ آصف سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

” آپ ان افراد کو جانتے ہیں“ ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

” نہیں ـــــ وہ میرے لئے اجنبی تھے“ ـــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

” کیا وہ مقامی تھے ـــــ یا غیر ملکی تھے“ ـــــ ؟ عمران نے سوال کیا۔

” دونوں مقامی تھے ـــــ ان میں سے ایک نوجوان تھا ـــــ جبکہ دوسرا ادھیڑ عمر تھا“ ـــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔

” آپ کے دوست کا نام اور پتہ ـــــ جس نے انہیں بھیجا تھا“ ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

” اس کا نام عبدالرشید ہے ـــــ اور وہ مقامی گورنمنٹ کالج میں ہسٹری کا پروفیسر ہے“ ـــــ آصف سلیمان نے چند لمحے جھجکنے کے بعد

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جواب دیا۔

” اس کی رہائش کہاں ہے“ ـــــ ؟ عمران نے اور سوال کیا۔

” وہ نادان کالونی میں رہتا ہے ـــــ مکان نمبر ایک سو بیس ہے“ ـــــ آصف سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” او۔ کے آصف صاحب! ـــــ اب میں چلتا ہوں ـــــ مجھے امید ہے کہ آپ نے صحیح باتیں بتائی ہوں گی“ ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

” ج ـــــ جی ہاں! ـــــ میں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔ آپ تصدیق کر لیں“ ـــــ آصف نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

” دیکھئے آصف صاحب! ـــــ ایک بات کو ذہن میں بٹھا لیجئے کہ ملک سے غداری کسی قیمت پر بھی جائز نہیں ہوتی ـــــ آپ ایک اہم ترین پوسٹ پر ہیں ـــــ اس لئے آپ کو اس بات کا زیادہ خیال رہنا چاہیئے ـــــ یہ آپ کی پہلی غلطی تھی اس لئے اس بار آپ کو معافی مل گئی ہے۔ مگر اس کے بعد آپ سے کوئی بات کرنے نہیں آئے گا ـــــ بلکہ دو چھٹانک سیسہ آپ کے سینے میں اتر جائے گا ـــــ اور اب آپ نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ میری آپ سے ملاقات کا ذکر آپ اپنے سائے سے بھی نہیں کریں گے“ ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

” آپ بے فکر رہیں جناب! ـــــ اور یقین کیجئے ـــــ میں اپنی اس غلطی پر سخت شرمندہ ہوں“ ـــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔

” او۔ کے! ـــــ اب میں چلتا ہوں ـــــ آپ آرام کیجئے“ ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار سٹارٹ ہوئی اور موڑ کاٹ کر پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

کوٹھی سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا ایک چوک پر پہنچا جہاں ایک پبلک ٹیلیفون موجود تھا۔ اس نے کار ٹیلیفون بوتھ کے قریب روکی اور پھر اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے سکے ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تو گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"صفدر سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ صفدر کی آواز یکدم ہوشیار ہو گئی۔

"ایک نام اور پتہ نوٹ کرو"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"یس سر۔ لکھوائیے"۔۔۔ صفدر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد جواب دیا۔

"نام عبدالرشید۔۔۔ پتہ۔ مکان نمبر ایک سو بیس فاران کالونی۔ یہ مقامی کالج میں پروفیسر ہے"۔۔۔ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اسے ابھی اور اسی وقت اغوا کر کے دانش منزل پہنچاؤ۔۔۔ اپنی مدد کے لئے کیپٹن شکیل کو ساتھ لے لینا"۔۔۔ عمران نے حکم دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب"۔۔۔ صفدر نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"سنو!۔۔۔ اس اغوا کا اس کے گھر والوں کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اغوا سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا کہ اس کے مکان کی نگرانی نہ ہو رہی ہو"۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ ایسا ہی ہوگا"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اسے صحیح سالم دانش منزل تک پہنچنا چاہیئے۔۔۔ بیہوش کر کے اغوا کرنا"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔۔۔ ایسا ہی ہوگا"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"او کے"۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ واپس مڑا مگر دوسرے لمحے وہ رکا اور اس نے ایک بار پھر سکے ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ دوسری طرف سے مخصوص آواز ابھری۔

"طاہر!۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں۔۔۔ میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو ایک آدمی کو اغوا کر کے دانش منزل تک پہنچانے کے لئے کہا ہے۔ میں خود بھی دانش منزل آ رہا ہوں۔۔۔ اگر وہ مجھ سے پہلے پہنچ جائیں تو اس آدمی کو گیسٹ روم میں لاک کر دینا"۔۔۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"کیا کوئی چکر چل پڑا ہے"۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ انتہائی خوفناک۔۔۔ بائی بائی"۔۔۔ عمران نے

جواب دیا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

پھر وہ ٹیلیفون بوتھ سے نکل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گو اس کا پروگرام بھی دانش منزل پہنچنے کا تھا مگر اس نے احتیاطاً بلیک زیرو کو ہدایات دے دی تھیں تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو جائے اور وہ بروقت نہ پہنچ سکے تو بلیک زیرو ہوشیار رہے۔

اب اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

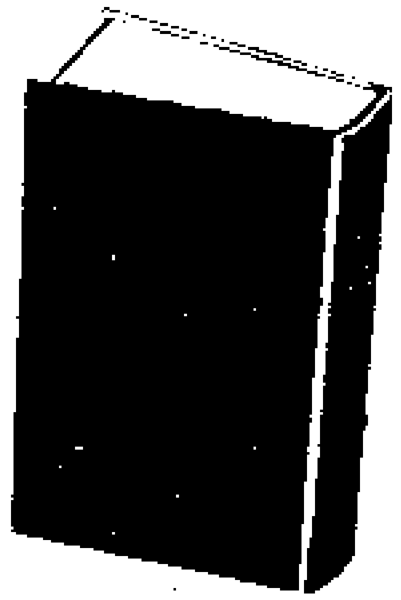

یہ ایک وسیع و عریض عمارت تھی جس کے پہلے فلور پر سپر مارکیٹیں تھی اور باقی منزلوں پر مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ اسی عمارت کی چالیسویں منزل پر ایک بہت بڑا دفتر تھا جس کے باہر یونیورسل ٹریڈرز کا بورڈ موجود تھا اور دفتر میں کم از کم پندرہ افراد کا عملہ اپنے دفتری کاموں میں مصروف تھا۔

ایک کونے میں پارٹیشن بنا ہوا تھا جس کے باہر مینجنگ ڈائریکٹر کی تختی آویزاں تھی اور پارٹیشن کے باہر ایک خوبصورت ریسپشنسٹ لڑکی چار مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اور اس کے ساتھ برف کی طرح سفید بالوں والا ایک نوجوان داخل ہوئے اس نوجوان کے ہاتھ میں ایک بریف کیس اٹھایا ہوا تھا۔ وہ دونوں غیر ملکی تھے ان کی تیز نظروں نے پورے دفتر کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیزی سے اس ریسپشنسٹ لڑکی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

" فرمایئے " ——— اس لڑکی نے ان دونوں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

" عالمی ہیڈکوارٹر نمبر ون " ——— نوجوان نے یوں سرسری سے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا تعارف کرا رہا ہو۔

" کوڈ پلیز " ——— ؟ لڑکی کی آواز یکدم سرد ہو گئی۔

" تھری پاورز " ——— اس بار اس نوجوان لڑکی نے جواب دیا۔

" فرام " ——— ؟ لڑکی نے اسی طرح سرد لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

" حکومت روسیاہ " ——— نوجوان نے جواب دیا۔

" او کے ! ——— باقی لوگ پہنچ چکے ہیں ——— صرف آپ ہی کا انتظار تھا ——— آیئے میرے ساتھ " ——— لڑکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے اس بار قدرے گرم جوشی سے کہا اور ان دونوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ پھر وہ ریسپشنسٹ لڑکی کے پیچھے چلتے ہوئے مینجنگ ڈائریکٹر کے پارٹیشن میں داخل ہو گئے۔

کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ ریسپشنسٹ لڑکی نے ایک کونے میں موجود الماری کے پٹ کھولے اور پھر اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو ایک طرف کی دیوار درمیان سے بے آواز طور پر ہٹتی چلی گئی۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

" تشریف لے جایئے " ——— لڑکی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور وہ دونوں

تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک بڑی میز کے پیچھے چھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے چار کرسیوں پر دو عورتیں اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"شکریہ! ـــــ تشریف رکھیئے ـــــ ہم روسیاہ سے آئے ہیں ـــــ میرا نام شاکل ہے ـــــ اور یہ میری ساتھی مس بوچر ہیں" ـــــ نوجوان نے اپنا اور اپنی ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق شوگران سے ہے ـــــ مجھے کاشاکی کہتے ہیں ـــــ اور یہ میرے ساتھی چوشان ہیں" ـــــ ایک نوجوان عورت نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے ـــــ مجھے بلیک کہتے ہیں ـــــ اور یہ میری ساتھی مس مارگریٹ" ـــــ دوسرے جوڑے نے بھی اپنا تعارف کرایا اور ایک دوسرے سے مصافحے کے بعد وہ سب دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہمیں سب سے پہلے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنا چیف منتخب کر لینا چاہیئے" ـــــ مسٹر بلیک نے کہا اور باقیوں نے سر ہلا دیئے۔

مسٹر بلیک نے جیب سے ایک سادہ کاغذ نکالا اور اس کے چھ حصے کر دیئے۔ پھر ہر حصے پر نام لکھ کر اس نے انہیں ایک ہی طرح تہہ کیا اور پرچیاں بنا کر اس نے مٹھی میں انہیں خلط ملط کرنے کے بعد ان سب کو میز پر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پھینک دیا۔

"مس بوچر! ـــــ آپ ایک پرچی اٹھالیں ـــــ جس کا نام نکلے گا وہ اس مہم میں سب کا چیف ہو گا" ـــــ بلیک نے مس بوچر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو" ـــــ مس بوچر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک پرچی اٹھا کر شوگران کے چوشان کے حوالے کر دی۔

"آپ پڑھیں اسے" ـــــ بوچر نے پرچی دیتے ہوئے کہا اور چوشان نے سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پرچی لی اور پھر اس کی تہیں کھولنی شروع کر دیں۔

سب کے چہروں پر عجیب سی سنسنی طاری تھی۔ کیونکہ اس اہم ترین بین الاقوامی مہم کی سربراہی ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

"مسٹر شاکل" ـــــ چوشان نے اعلان کیا اور پرچی میز پر رکھ دی۔ اور شاکل کے ساتھ ساتھ مس بوچر کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔ کیونکہ ان کے ذہن کے مطابق روسیاہ نے باقی دونوں سپر پاورز پر ترجیح حاصل کر لی تھی۔

"اس اعتماد کا شکریہ ساتھیو! ـــــ سب سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس لمحے کے بعد ہمیں یہ بھول جانا چاہیئے کہ ہمارا تعلق کس ملک سے ہے ـــــ ہم سب ایک ٹیم کے طور پر کام کریں گے ـــــ تاکہ پوری دنیا کے لئے خوفناک خطرہ بننے والی اس بین الاقوامی تنظیم کا فوری اور موثر طور پر قلع قمع کر سکیں" ـــــ شاکل نے چیف بنتے ہی باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"ٹھیک ہے ــــ ایسا ہی ہو گا ــــ اب ہمیں فوری طور پر لائن آف ایکشن مقرر کر لینی چاہیئے ــــ تاکہ کام شروع کیا جاسکے" ــــ بلیک نے جواب دیا۔

"مسٹر بلیک ! ــــ آپ ہی کوئی تجویز پیش کریں ــــ کیونکہ سب سے پہلے آپ کے ملک نے ہی اس تنظیم کا سراغ لگایا ہے" ــــ کاشاکی نے بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ساتھیو ! ــــ جہاں تک ہماری اطلاع ہے ــــ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول ملک میں ہے ــــ اور اس کی سربراہ کوئی عورت میڈم کیٹ ہے ــــ اس کے علاوہ ہمیں کوئی علم نہیں ہے" ــــ بلیک نے جواب دیا۔

"نارتھ پول اور میڈم کیٹ" ــــ جوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چونک پڑا۔

"اوہ ! ــــ میں بتاتا ہوں ــــ میں اس میڈم کیٹ سے ایک بار ٹکرا چکا ہوں ــــ یہ دراصل بین الاقوامی مجرمہ میڈم ڈاروجینی کا کوڈ نام ہے ــــ انتہائی خطرناک ــــ ذہین ترین ــــ اور شاطر ترین عورت ہے" ــــ جوشان نے بتایا۔

"اوہ ! ــــ میڈم ڈاروجینی ! ــــ اگر واقعی یہی میڈم کیٹ ہے تو پھر ہمیں انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا پڑے گا ــــ آج تک بڑے سے بڑا سیکرٹ ایجنٹ بھی اس کی گرد کو نہیں پاسکا" ــــ چیف شاکل نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی میڈم ڈاروجینی کے متعلق ایک بات کا علم ہے کہ میڈم ڈاروجینی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نفسیاتی مریضہ ہے ــــ انتہائی سفاک اور ظالم عورت ہے ــــ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ایسے مرد اس کی کمزوری ہیں جو انتہائی اکھڑ مزاج اور سفاک ہوں ــــ میں نے سنا ہے کہ اس کے مخصوص آدمی ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں ــــ جہاں اس قسم کا مرد انہیں میسر آتا ہے اسے اغوا کر کے میڈم کیٹ کے پاس پہنچا دیتے ہیں ــــ مگر آج تک وہ مرد پھر کبھی دنیا میں واپس نظر نہیں آیا" ــــ مس بوچر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اور ایک بات میں بھی بتا دوں کہ ایسی عورتیں جو آرائش حسن اور مساج فن میں ماہر ہوں ــــ مادام کیٹ کے لئے بے حد اہم ہوتی ہیں ــــ کیونکہ سنا ہے وہ اپنے جسم پر روزانہ مختلف عطریات کی مالش کرواتی ہے اور جہاں بھی مالش کرنے والی عورت کا ہاتھ نرم پڑا ــــ وہ عورت دوسرا سانس نہیں لے سکتی ــــ اس لئے اسے ہر وقت ایسی عورتوں کی تلاش رہتی ہے جو آرائش حسن اور مساج کے فن میں طاق ہوں" ــــ کاشاکی نے معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کیا جائے کہ ٹیم فوراً نارتھ پول پہنچ جائے ــــ جہاں مس بوچر ــــ مس کاشاکی ــــ اور مس مارگریٹ مل کر بیوٹی پارلر کھول لیں اور اس کی وسیع پیمانے پر پبلسٹی کی جائے ــــ شاید اس طرح ان میں سے کسی کو مادام کیٹ تک پہنچنے کا موقع مل جائے ــــ اور میں مسٹر بلیک ــــ اور مسٹر جوشان نارتھ پول میں غنڈوں کے روپ میں ایک گروہ بنا لیں ــــ ہمارا کام ہوٹلوں ــــ باروں ــــ اور جوئے خانوں میں اودھم مچانا ہو ــــ انتہائی اکھڑپن اور سفاکی کا مظاہرہ ہماری فطرت

ہو گا ۔۔۔۔ اس طرح ہو سکتا ہے ہم میں سے کسی پر مادام کیٹ کی نظر پڑ جائے"۔ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" بہت اچھی تجویز ہے ۔۔۔۔ اس طرح مجھے یقین کہ ہم خود منزل تک پہنچ جائیں گے" ۔۔۔۔ بلیک نے حمایت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو ٹھیک ہے ۔۔۔۔ یہ طے رہا ۔۔۔۔ ہمارا آپس میں رابطہ ٹیلی پوک نمبر تھرٹی سے رہے گا ۔۔۔۔ کوڈ یوں رہے گا کہ ہم میں سے ہر شخص ٹیلی پوک نمبر تھرٹی پر بات کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اس دن کے پہلے حرف سے بلوائے گا ۔۔۔۔ مثال کے طور پر سنڈے کے روز جب ہم بات کریں گے تو ایس بلیک ۔۔۔۔ ایس شاکل کہہ کر ۔۔۔۔ اور منڈے کو ایم بلیک اور ایم شاکل ۔۔۔۔ اور اسی طرح ہر روز یہ کوڈ بدلتا رہے گا"۔ چیف شاکل نے کہا۔

" بہت خوب ! ۔۔۔۔ بہت اچھا کوڈ ہے" ۔۔۔۔ سب نے اس کوڈ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

" تو یہ طے رہا ۔۔۔۔ لیڈیز علیحدہ نارتھ پول پہنچیں گی ۔۔۔۔ جبکہ ہم مرد علیحدہ جائیں گے" ۔۔۔۔ چیف شاکل نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور پھر وہ سب باری باری سیڑھیاں چڑھتے ہوئے باہر آ گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران جب دانش منزل پہنچا تو بلیک زیرو نے بتایا کہ ابھی تک مطلوبہ آدمی نہیں پہنچا۔

" ٹھیک ہے آ جائے گا ۔۔۔۔ میں نے تو احتیاطاً فون کر دیا تھا"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا چکر چل پڑا ہے ۔۔۔۔ ؟ کچھ مجھے تو بتایئے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا اور عمران نے سر سلطان سے ملاقات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ آصف سلیمان سے ملاقات تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

" اوہ ! ۔۔۔۔ واقعی انتہائی خوفناک حملہ ہو گا یہ ۔۔۔۔ مگر میرا خیال ہے کہ صرف سٹیٹ بنک تک ہی وہ لوگ اپنے آپ کو محدود نہیں رکھیں گے۔ بلکہ کمرشل بنکوں کے سٹاک رومز میں بھی گڑبڑ کی جائے گی" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ——— ایسا بھی ہو سکتا ہے ——— میرا خیال ہے انہیں بھی فوری طور پر چیک کر لیا جاتے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلطان سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب! ——— سٹیٹ بنک والا کلیو درست رہا ہے ——— میں تیزی سے آگے بڑھ رہا ہوں ——— اب آپ ایسا کیجئے کہ کمرشل بنکوں کی مین برانچوں کے سٹاک انچارجز کے نام اور پتے حاصل کر کے مجھے جلد از جلد اطلاع دیں ——— ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس سلسلے میں ملوث ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے! ——— میرا خیال ہے کہ اگر سٹیٹ بنک کے ذریعے تم آگے بڑھو تو زیادہ بہتر رہے گا ——— اگر ہم تنظیم کے سرغنوں کو پکڑ لیں تو باقی بکھیڑے کی ضرورت نہیں ہے" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"جناب! ——— جو میں کہہ رہا ہوں ——— آپ وہ کام کریں ——— مجھے نصیحتیں مت کریں ——— میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ کسی کو شک میں مبتلا کئے بغیر یہ کام کر سکتے ہیں ——— باقی برا بھلا میں خود اچھی طرح سمجھتا ہوں" ——— عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— تم ناراض ہو گئے ——— میں نے تو ویسے ہی مشورہ دیا تھا" ——— سر سلطان نے نرم لہجے میں کہا۔

"ناراضگی کی بات نہیں جناب! ——— میں اس تنظیم کو فوری طور پر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



قابو میں کرنا چاہتا ہوں ——— اگر ہم صرف ایک سائیڈ پر چلتے رہے اور وہ لوگ کسی اور سائیڈ پر جعلی کرنسی پھیلانے میں کامیاب ہو گئے ——— تو پھر سب کیا دھرا خاک میں مل جائے گا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! ——— تم صحیح نتیجے پر پہنچے ہو ——— میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں یہ پتے حاصل کر کے تمہیں اطلاع دیتا ہوں" ——— سر سلطان نے کہا۔

"شکریہ" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"طاہر! ——— اگر میں آنے والے آدمی سے پوچھ گچھ میں مصروف ہو جاؤں اور سر سلطان کا فون آ جائے تو تم ممبران کو کہہ کر انہیں اغوا کرا لینا۔ یہ کام فوری طور پر ہو جانا چاہیئے" ——— عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور عین اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور دیوار پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہرے ابھر آئے۔ وہ گیٹ کے باہر کار سمیت موجود تھے۔ بلیک زیرو نے اطمینان کر لینے کے بعد ایک اور بٹن دبا دیا تو گیٹ کھلتا چلا گیا اور کار اندر آ گئی۔ وہ لوگ سیدھے کار گیسٹ روم کی طرف بڑھاتے چلے گئے۔ وہاں کار روک کر صفدر تیزی سے نیچے اترا اور اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر ایک بیہوش آدمی کو کھینچ کر باہر نکالا اور کندھے پر لاد کر تیزی سے گیسٹ روم کی

طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو گیسٹ روم کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور صفدر اس آدمی کو اٹھائے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ خالی ہاتھ واپس آیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ میٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں میٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ بلیک زیرو اور عمران ان دونوں کی حرکات و سکنات سکرین پر دیکھ رہے تھے۔ جیسے ہی وہ میٹنگ روم میں پہنچے، بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ مطلوبہ آدمی گیسٹ روم میں پہنچ گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی" ۔۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ۔۔ یہ وہاں اکیلا رہتا تھا ۔۔۔ سویا ہوا تھا کہ ہم نے بیہوش کر دیا اور یہاں لے آئے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر بلیک زیرو کو خاموش رہنے کے لئے کہا اور پھر خود بول پڑا۔

"نگرانی تو نہیں ہو رہی تھی اس کے مکان کی" ۔۔۔ ؟ لہجہ وہی ایکسٹو والا تھا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔ اُسے ذرا برابر بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ اب بولنے والا بدل گیا ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"او۔کے! ۔۔۔ اب تم جا سکتے ہو ۔۔۔۔ مگر تم نے الرٹ رہنا ہے اور ٹیلیفون کر کے باقی ممبرز کو بھی الرٹ کر دو ۔۔۔ ہو سکتا ہے کچھ اور لوگوں کو فوری طور پر اغوا کرنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ چکر کیا ہے" ۔۔۔ ؟ صفدر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ابھی تفصیلات بتانے کا وقت نہیں آیا ۔۔۔ بہرحال انتہائی اہم اور خطرناک مسئلہ ہے" ۔۔۔ عمران نے مبہم سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے سر! ۔۔۔ اب ہم چلتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب تک وہ دونوں کار سمیت دانش منزل سے باہر نہ چلے گئے، عمران آپریشن روم میں بیٹھا رہا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر سلطان کا ٹیلیفون ملتے ہی ممبرز کو کام پر لگا دینا ۔۔۔ میں ذرا اس پروفیسر کو ٹٹول لوں" ۔۔۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران آپریشن روم سے نکل کر سیدھا گیسٹ روم کی طرف بڑھا۔ عمران نے دانش منزل میں مشکوک افراد سے پوچھ گچھ کے لئے یہ مخصوص کمرہ تیار کروایا تھا اور وہ اسے طنزاً گیسٹ روم کہتا تھا اور اب تو اس کمرے کا نام ہی گیسٹ روم پڑ گیا تھا۔ اس کمرے میں پوچھ گچھ کے لئے انتہائی جدید سائنسی حربوں کے ساتھ ساتھ انتہائی سادہ مگر انتہائی پر اثر چٹکلے بھی رکھے ہوئے تھے۔ اور عمران ہر آدمی کی نفسیات کے مطابق اس پر حربہ استعمال کرتا تھا اور ایسا آج تک نہ ہوا تھا کہ عمران نے کسی سے کوئی بات پوچھنی چاہی ہو اور وہ اس میں ناکام لوٹا ہو۔

عمران نے مخصوص لاک ہٹا کر گیسٹ روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر کے اس کا لاک بند کر دیا سامنے فرش پر ایک ادھیڑ عمر کا شخص بیہوش پڑا ہوا تھا۔ شکل و صورت سے وہ کوئی کتابی قسم کا آدمی لگتا تھا۔

عمران چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر اس کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ پروفیسر عبدالرشید نے سلیپنگ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس لئے کسی چیز سے ملنے کا امکان تو کم تھا مگر پھر بھی عمران نے اس کی تلاشی لینی ضروری سمجھی۔ کیونکہ اسے ایسے لوگوں کی نفسیات کا اچھی طرح علم تھا کہ یہ لوگ عام حالات میں تو بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر جب ردعمل سخت ہو تو پھر فوراً راہ فرار اختیار کر جاتے ہیں اور ظاہر ہے اتنی خوفناک تنظیم کا آلہ کار ہونے کی وجہ سے ضرور اس نے جیب میں یا کسی اور جگہ کوئی ایسا کیپسول یا زہر چھپا رکھا ہو گا کہ جب راہ فرار اختیار کرنی پڑے تو فوراً اپنی جان دے دے عمران نے بیہوش پروفیسر کا منہ کھول کر اس کے دانتوں کو بھی اچھی طرح چیک کیا۔ مگر ایسا کوئی کیپسول یا زہر کے آثار نہ ملے تو عمران مطمئن ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر اس نے پروفیسر کو دونوں کاندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے دیوار کے ساتھ گھسیٹ کر اس کی پشت دیوار سے لگا کر باقاعدہ بٹھا دیا۔ اس کی دونوں ٹانگوں کو موڑ کر یوں کر دیں جیسے پروفیسر آلتی پالتی مارے گوتم بدھ کی طرح گیان دھیان میں مصروف ہو۔

پھر عمران نے دو انگلیوں سے پروفیسر کی ناک چٹکی میں دبائی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے دوسرے لمحے پروفیسر کے جسم میں پھڑپھڑاہٹ شروع ہو گئی اور اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ جب

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران نے محسوس کیا کہ اب پروفیسر ہوش میں آنے والا ہے تو اس نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پروفیسر کے سامنے یوں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا جیسے انتہائی بزرگ استادوں کے سامنے فرمانبردار شاگرد بیٹھے رہتے ہیں۔ عمران کا سر جھکا ہوا تھا۔ مگر وہ کنکھیوں سے پروفیسر کی تیزی سے تبدیل ہونے والی حالت کو بغور دیکھ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی سرخ آنکھیں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔ آہستہ آہستہ آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی۔ اور پھر پروفیسر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔

"یا پروفیسر ۔۔۔ مجھے جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ بتا دیجئے" ۔۔۔ ؟ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کون ہو تم ۔۔۔ ؟ اور میں کہاں ہوں" ۔۔۔ ؟ پروفیسر کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یا پروفیسر! ۔۔۔ میں بہت غریب ہوں ۔۔۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ۔۔۔ بس جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ بتا دیجئے ۔۔۔ میرے سارے دلدر دور ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ مسکینوں جیسا تھا۔

"کون ہو تم ۔۔۔ ؟ اور یہ کیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔ ؟ پروفیسر نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھیے پروفیسر! ۔۔۔ میں بڑا شریف آدمی ہوں ۔۔۔ میں نے آج فیصلہ کر لیا ہے کہ آج آپ سے جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ ضرور پوچھوں گا۔ اور آپ جانتے ہیں ۔۔۔ تنگ آمد بجنگ آمد ۔۔۔ اگر آپ نے شرافت سے یہ نسخہ نہ بتایا تو پھر میں آپ کے حلق میں انگلی ڈال کر یہ نسخہ اگلوا لونگا۔ یا پروفیسر

میں بڑا غریب ہوں"۔۔۔۔۔ عمران کی عاجزی میں اضافہ ہو گیا۔

"تم پاگل ہو۔۔۔۔ میرے پاس ایسا نسخہ کہاں سے آیا"۔۔۔۔؟ پروفیسر عمران کو غصیلے انداز میں دھکیلتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عمران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر سے تمام عاجزی و مسکینی یکلخت چھٹ گئی۔

"تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے"۔۔۔۔ عمران نے پروفیسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔

"تم۔۔۔ میں کہاں ہوں"۔۔۔۔؟ پروفیسر نے گھبرا کر نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت شاہی عقوبت خانے میں ہو۔۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم تاریخ کے پروفیسر ہو۔۔۔ اور اس لحاظ سے تم شاہی عقوبت خانوں سے اچھی طرح واقف ہو گے۔۔۔ جہاں آکر پتھر بھی بول پڑتے ہیں"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں غراہٹ کچھ اور بڑھ گئی۔

"تم۔۔۔ مگر۔۔۔ میرا جعلی نوٹوں سے کیا تعلق۔۔۔۔؟ اور تم کون ہو"۔۔۔۔؟ اس بار پروفیسر نے اپنے آپ کو قدرے سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو پروفیسر عبدالرشید!۔۔۔ جو کچھ میں پوچھوں۔۔۔ سیدھی طرح بتا دو۔۔۔ ورنہ یاد رکھو!۔۔۔ اس عظیم پیشے پر تم جیسے داغ کو مٹانے کے لئے میرے پاس ہزاروں نسخے موجود ہیں"۔۔۔۔ عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ پروفیسر کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔۔۔ یقین رکھو میں ایک سیدھا سادھا شریف آدمی ہوں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔۔۔۔ پروفیسر نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تم آصف سلیمان کو جانتے ہو"۔۔۔۔؟ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"آصف سلیمان!۔۔۔ وہی جو سٹیٹ بنک میں افسر ہے۔۔۔ ہاں جانتا ہوں۔۔۔ وہ میرا دوست ہے"۔۔۔۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"تم سے اس نے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں مشکلات کا رونا رویا تھا"۔۔۔۔؟ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ ایک دعوت میں اس نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔۔۔ مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو"۔۔۔۔؟ پروفیسر نے سوال کیا۔

"پھر تم نے اس کی مشکلات کا کیا حل نکالا"۔۔۔۔؟ عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے۔۔۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ کچھ سوچوں گا۔۔۔ میرا خیال تھا کہ میرے پاس بینک میں دس ہزار روپے پڑے ہیں۔۔۔ وہ اُسے دے دوں گا۔۔۔ مگر اس کے بعد وہ ملا ہی نہیں"۔۔۔۔ پروفیسر عبدالرشید نے جواب دیا۔

عمران کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ عمران کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ پروفیسر سچ بول رہا ہے جبکہ اس بات پر یقین کرنے سے تمام مسئلہ الجھ جاتا تھا۔

"کیا تم نے دو آدمیوں کو آصف سلیمان کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اسے ایک راز کے بدلے میں دس لاکھ روپے دے آئیں"۔۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"میں نے ـــــ میں نے تو ایسے کوئی آدمی نہیں بھیجے ـــــ اور پھر میرے دوستوں میں ایسا ایک بھی آدمی نہیں جو دس لاکھ روپے کسی کو دے سکے" ـــــ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگران لوگوں نے اُسے تمہارا حوالہ دیا تھا" ـــــ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کرو ـــــ میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا ـــــ میں تو اپنے آپ میں مگن رہنے والا آدمی ہوں ـــــ یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں اور پھر گھر میں بھی کتابوں میں الجھا رہتا ہوں ـــــ اس روز بھی اس دعوت میں اس لئے چلا گیا تھا کہ میرے ایک عزیز طالب علم نے اصرار کیا تھا۔ یہ دعوت اس کے یونیورسٹی میں اوّل آنے کے اعزاز میں دی جا رہی تھی۔ وہیں آصف سلیمان سے ملاقات ہوئی" ـــــ پروفیسر اب پورے اعتماد سے بات کر رہا تھا۔

"آصف سلیمان سے تمہاری دوستی کیسے ہوئی" ـــــ؟ عمران نے ایک لمحہ توقف کرنے کے بعد پوچھا۔

"آصف پہلے یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا ـــــ پھر اس نے سٹیٹ بنک میں نوکری کر لی ـــــ تب سے ہمارے تعلقات ہیں ـــــ مگر یہ تعلقات بھی کبھی کبھار ملاقات تک ہی محدود ہیں ـــــ مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو" ـــــ؟ پروفیسر نے پوچھا۔

"بس ایک چکر پڑ گیا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں ـــــ یہ بتاؤ کہ جس وقت تم سے آصف سلیمان نے بات کی تھی اس وقت تمہارے ارد گرد اور کون لوگ تھے" ـــــ؟ عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"بے شمار لوگ تھے ـــــ یہ بوفے طرز کی دعوت تھی ـــــ ہم سب پلیٹیں اٹھائے کھڑے کھا رہے تھے"۔ ـــــ پروفیسر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ کسی نے تمہاری بات چیت سے فائدہ اٹھایا ہے ـــــ بہرحال پروفیسر! ـــــ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں تکلیف پہنچی ـــــ مگر ایک بات یاد رکھنا۔ آج کے بعد اس تمام گفتگو کو یکسر بھول جانا ـــــ ورنہ تمہاری زندگی کا چراغ ایک لمحے میں گل کر دیا جائے گا" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کسی نے ان دونوں کی بات چیت سُن لی اور پھر اس سے فائدہ اٹھا لیا۔ ویسے بھی اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ اتنی بڑی تنظیم اتنا کچا کام کرے گی کہ ایک پولیس والا بھی کڑیاں جوڑ کر ان تک پہنچ جاتا۔

"اب تم آرام کرو ـــــ میں تمہیں واپس بھجوانے کے انتظامات کرتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"پلیز ٹھہرو! ـــــ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو ـــــ؟ اور یہ سب کیا چکر ہے" ـــــ؟ پروفیسر نے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"سنو پروفیسر! ـــــ تم شکر کرو کہ مجھے تمہاری باتوں پر یقین آگیا ہے ورنہ تمہارا جسم تو ایک طرف رہا ـــــ تمہاری روح بھی صحیح سالم حالت میں یہاں سے باہر نہ جا سکتی ـــــ بہرحال یہ ایک سرکاری چکر ہے ـــــ تم بس یہ سب کچھ بھول جاؤ۔ حتیٰ کہ آصف سلیمان سے بھی اشارتاً بھی ذکر نہ کرنا ـــــ ورنہ تمہاری موت تمہارے قریب ہی موجود ہو گی" ـــــ عمران نے کہا اور پھر لاک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔ باہر سے دروازہ بند کر کے اس نے

دروازے کی جڑ میں لگے ہوئے ایک خفیہ بٹن کو دوبار دبایا اور پھر واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ بٹن دبتے ہی بیہوش کر دینے والی گیس کمرے میں پھیل گئی ہوگی اور پروفیسر ایک بار پھر بیہوش ہو چکا ہوگا۔

مگر اب اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ ایک بار پھر مکمل اندھیرے میں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کلیو کے ملنے سے وہ مقامی تنظیم پر جلد ہی ہاتھ ڈال دے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ مجرم اس کی توقع سے زیادہ ہی چالاک ثابت ہوئے تھے۔ یہی سوچتا ہوا وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسی لمحے بلیک زیرو رسیور رکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے کاغذ پر نام و پتوں کی ایک فہرست موجود تھی۔

"ابھی ابھی سر سلطان نے کمرشل بنکوں کے سٹاک انچارجوں کے نام اور پتے لکھوائے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے عمران کو دیکھ کر کہا۔

"نہیں! ـــــ کوئی فائدہ نہیں ـــــ مجرم ہماری توقع سے کہیں زیادہ چالاک ہیں ـــــ تم انہیں اغوا کرانے کا خیال چھوڑ دو اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو کہہ دو کہ وہ گیسٹ روم میں موجود بیہوش پروفیسر کو دوبارہ اس کے گھر چھوڑ آئیں" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں! ـــــ پروفیسر نے کچھ نہیں بتایا" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ اسے اس کی لاعلمی میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ بے ضرر سا شخص ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بلیک زیرو نے مزید سوالات کرنے کی بجائے رسیور اٹھایا اور صفدر کو پروفیسر کو واپس چھوڑ آنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے رسیور رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ شہر کے ٹاپ غنڈوں کو ٹٹولا جائے۔ یقیناً یہ لوگ نوٹ بدلنے کے لئے ایسے ہی لوگوں کو استعمال کریں گے" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ـــــ یہ بات درست ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ ان کاموں کا ماہر شیر خان ہے ـــــ اس کا اپنا پورا گروہ ہے جو نقب لگا کر بنک لوٹنے میں ماہر ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"شیر خان" ـــــ ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ یہ یہاں کا مشہور غنڈہ ہے ـــــ جانی بار کا مالک ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"مگر میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ابھی حال ہی میں کہیں باہر سے آیا ہے ـــــ مجھے بھی اتفاقاً اس کے متعلق پتہ چلا ـــــ مگر اس نے یہاں آتے ہی پے در پے ایسی وارداتیں کی ہیں کہ اس کا رعب سب پر بیٹھ چکا ہے ـــــ بظاہر انتہائی سیدھا سادھا آدمی ہے مگر سنا ہے کہ خطرناک حد تک لڑاکا۔ چالاک ـــــ سفاک اور عیار آدمی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے ملیں" ——— ؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل جب میں فارغ ہوتا ہوں تو شغل کے طور پر ایسے لوگوں کا کھوج لگاتا رہتا ہوں ——— تاکہ شہر کے سماج دشمن عناصر کے متعلق اپ ٹو ڈیٹ معلومات حاصل ہوتی رہیں ——— گو ہمارا فیلڈ تو ان سے نپٹنا نہیں ہے مگر پھر بھی مجرموں کی سرکوبی کے درمیان ان سے واسطہ پڑ سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ویری گڈ بلیک زیرو! ——— آج تم نے طبیعت خوش کر دی ہے ——— اس کا مطلب ہے کہ اب تم میں بھی حماقت کے جراثیم سرایت کرتے جا رہے ہیں" ——— عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بس جناب آپ کی صحبت کا اثر ہے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ عمران کی تعریف سے کھل اٹھا تھا۔

"رسیور مجھے دو ——— اور ٹائیگر کے نمبر ملاؤ" ——— عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹائیگر" ——— ؟ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے حیران لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ——— میں سیکرٹ سروس کو سامنے نہیں لانا چاہتا ——— ورنہ مجرم ہوشیار ہو جائیں گے" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر رابطہ ملنے کا انتظار کرنے لگا۔

بلیک زیرو کے نمبر ملاتے ہی دوسری طرف گھنٹی بج اٹھی۔ چند لمحے گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ہیلو" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"یس سر" ——— ٹائیگر کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"ٹائیگر! ——— جونی بار کے مالک شیر خان کو جانتے ہو" ——— ؟ عمران نے سوال کیا۔

"یس باس! ——— اچھی طرح جانتا ہوں ——— انتہائی خطرناک غنڈہ ہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے اغوا کر کے دانش منزل تک پہنچا سکتے ہو" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"کب باس" ——— ؟ ٹائیگر نے بلا کسی توقف کے پوچھا۔

"ابھی اور اسی وقت" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ——— میں کوشش کرتا ہوں" ——— ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لفظ کوشش میرے سامنے مت استعمال کیا کرو ——— سمجھے ——— اسے تم نے ہر قیمت پر اغوا کر کے لانا ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ——— ویسے ہی منہ سے نکل گیا تھا ——— آپ بے فکر رہیں ——— آدھے گھنٹے کے اندر اندر شیر خان دانش منزل پہنچ جائے گا" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے! ——— میں انتظار کر رہا ہوں" ——— عمران نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔

"وہ انتہائی خطرناک غنڈہ ہے ـــــ ٹائیگر اکیلا اس پر قابو نہ پا سکے گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں ٹائیگر کی صلاحیتوں کا صحیح علم نہیں ہے بلیک زیرو! ـــــ وہ چاہے تو آدھے شہر کو ایک ہی وقت میں اغوا کر لائے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

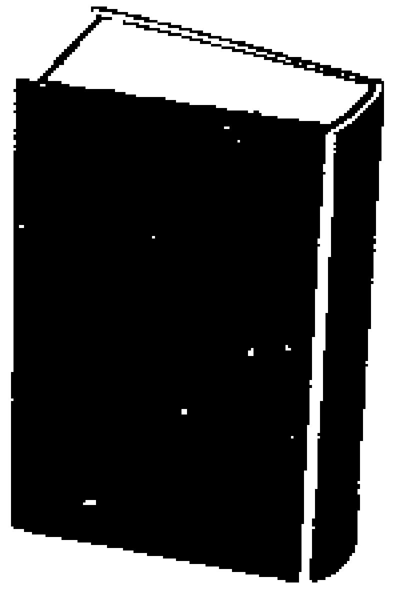

**جدید فیشن** کے خوبصورت کوچ پر ایک نوجوان لڑکی باریک سا گون پہنے ہوئے یوں بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ کسی ملک کی شہزادی ہو۔ اس کا چہرہ بیک وقت معصومیت اور سفاکی کا امتزاج پیش کر رہا تھا۔ آنکھیں یوں سرخ تھیں جیسے گزشتہ کئی دنوں سے وہ شراب پینے میں مصروف ہو۔ اس کی پشت پر ایک چھوٹے قد کی خوبصورت اور نوجوان لڑکی چست لباس پہنے کھڑی تھی۔ اور کوچ پر بیٹھی نوجوان لڑکی کے بالوں کو مختلف کلپوں میں باندھ کر ایک خاص ہیئر اسٹائل بنانے میں مصروف تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کوچ کے سامنے ایک قدِ آدم آئینہ تھا جس میں وہ دونوں بہت نمایاں نظر آ رہی تھیں۔

"دیکھو مارشیا! ـــــ جو ہیئر اسٹائل تم بنا رہی ہو ـــــ یہ اتنا منفرد ہونا چاہیئے کہ آج سے پہلے کسی عورت نے نہ بنوایا ہو۔ اور پھر اس سے میری خوبصورتی میں اضافہ ہونا چاہیئے" ـــــ کوچ پر بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی نے پیچھے کھڑی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد اور سپاٹ تھا۔

"ایسا ہی ہو گا مادام" ـــــ مارشیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ بڑے ماہرانہ انداز میں اپنے کام میں مصروف تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے کلپ دوبارہ کھولنے شروع کر دیئے اور پھر بالوں کی لٹوں کو ماہرانہ انداز میں سیٹ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ جب اس نے ایک طویل سانس لے کر اپنے قدم پیچھے ہٹائے تو کوچ پر بیٹھی ہوئی لڑکی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بغور اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ مختلف انداز میں مڑ کر وہ اپنے آپ کا جائزہ لیتی رہی۔

اس دوران مارشیا خاموش کھڑی رہی۔ اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی زندگی موت کا فیصلہ سننے کی منتظر ہو۔

"او۔کے! ـــــ اچھا ہیئر اسٹائل ہے ـــــ مجھے پسند آیا ہے" نوجوان لڑکی نے اس بار مسکراتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"شکریہ مادام" ـــــ مارشیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ مادام کے سامنے رکوع کے بل جھکتی چلی گئی۔

مادام نے کوچ پر پڑا ہوا سچے موتیوں سے بنا پرس اٹھایا اور اُسے کھول کر اس میں سے ایک سُرخ رنگ کا کارڈ نکال کر مارشیا کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہارا انعام ہے ____ اس کارڈ کے بدلے میں تمہیں ایک خالی چیک مل جائیگا ____ تم جس قدر جی چاہے اس پر رقم لکھ کر کیش کرا لینا" ____ مادام نے کہا۔

" آپ کی پسند ہی میرا انعام ہے مادام" ____ مارشیا کارڈ لیتے ہوئے ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتی چلی گئی اور پھر پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

مادام نے الماری کھول کر سُرخ رنگ کا ایک چست لباس نکالا اور اُسے پہن کر اس نے پرس اٹھایا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی باہر نکلی، دروازے کے باہر سٹین گنوں سے مسلح دو قوی ہیکل آدمی رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔ مگر مادام نے ان پر نظر ڈالنی بھی گوارا نہ کی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ دونوں بڑے مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے چلنے لگے۔

مادام اس وقت ایک طویل راہداری سے گزر رہی تھی۔ راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جسے کھول کر مادام جب باہر آئی تو سامنے ایک خوبصورت سا پورچ تھا جس میں جدید ماڈل کی رولس رائس کار موجود تھی اور کار کے قریب ہی براق سفید وردی میں ملبوس ڈرائیور یوں چوکنا کھڑا تھا جیسے ابھی اس پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ مادام کو باہر نکلتا دیکھ کر اس نے تیزی سے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور پھر رکوع کے بل جھک گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مادام پچھلی نشست پر بیٹھ گئی تو اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

" مالابار ہوٹل" ____ مادام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس مادام" ____ ڈرائیور نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور اس قیمتی ترین گاڑی کا نفیس انجن بغیر کوئی آواز نکالے جاگ پڑا۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی دودھیا سڑک پر گاڑی یوں پھسلتی چلی گئی جیسے وہ سڑک پر نہ چل رہی ہو بلکہ دودھ کی نہر میں تیرتی چلی جا رہی ہو۔

شاہی محل کے طرز کے بنے ہوئے گیٹ سے گزرتی ہوئی کار بیرونی سڑک پر آ گئی۔ گیٹ پر موجود باوردی مسلح دربان کار کے قریب پہنچتے ہی رکوع کے بل جھکتے چلے گئے اور جب تک کار گزر نہ گئی وہ بدستور اسی طرح جھکے رہے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک عظیم الشان ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی جس میں پہلے سے ہی بے شمار کاریں موجود تھیں۔ ڈرائیور نے کار مین گیٹ کے سامنے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر کر پچھلی نشست کا دروازہ کھولا تو مادام باہر آ گئی۔ مین گیٹ کے سامنے موجود باوردی دربان مادام کے باہر نکلتے ہی رکوع کے بل جھکے اور پھر انہوں نے بڑے ادب سے شیشے کا دروازہ کھول دیا اور مادام بڑے انداز سے چلتی ہوئی ہال میں داخل ہو گئی۔

ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور اس وقت اس کی تقریباً تمام میزیں عورتوں اور مردوں سے پُر تھیں۔ جیسے ہی مادام ہال میں داخل

ہوئی، سوٹ میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بھی رکوع کے بل جھک کر مادام کو آداب کیا۔

" ہوٹل مالابار کی انتظامیہ پرنسز مادام کی آمد پہ انتہائی مسرت کا اظہار کرتی ہے ـــــ تشریف لے آیئے" ـــــ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر آگے آگے چلتا ہوا وہ مادام کو ایک کونے میں موجود ایک خوبصورت میز کے پاس لے آیا۔

مادام بڑے انداز سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ ایک بیرے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک خوبصورت ٹرے میں وہسکی کی ایک بوتل اور ایک خوبصورت سا جام مادام کے سامنے رکھ دیا اور پھر خود ہٹ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ہوٹل کا ہال جو مادام کے اندر داخل ہونے سے قبل قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ اب وہاں کسی قبرستان جیسی خاموشی طاری تھی۔ ہال میں موجود ہر شخص یوں سہم گیا تھا جیسے معصوم چڑیا شکاری عقاب کو دیکھ کر سہم جاتی ہے۔

" یہ عورت کون ہے ـــــ ؟ اس کے آنے پر یہ خاموشی کیوں ہو گئی ہے" ـــــ ؟ ہال کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی ایک عورت نے اپنے سامنے بیٹھے مرد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" ششش! ـــ خاموش رہو! ـــــ اگر کسی نے سن لیا تو ہم دونوں بے موت مارے جائیں گے" ـــــ مرد نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

آخر بات کیا ہے ـــــ ؟ یہ کوئی چڑیل ہے یا ڈائن ـــ ؟ آخر ہے کیا" ـــ ؟ عورت نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا مگر اس کا لہجہ دبا ہوا تھا۔



" خدا کے لئے یہ الفاظ مت کہو ـــــ یہ عورت پرنسز مادام ہے، انتہائی پراسرار عورت ـــــ جو شخص شہر میں کہیں بھی، چاہے اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اس کے خلاف کوئی فقرہ کہہ دے ـــــ اسے فوراً قتل کر دیا جاتا ہے ـــــ اس لئے ہر شخص نہ صرف اس کی عزت کرنے پر مجبور ہے ـــــ بلکہ اس سے ڈرتا بھی ہے" ـــــ مرد نے عورت کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" ہوں! ـــــ تم لوگوں نے خوامخواہ اسے ہوا بنا رکھا ہے ـــ اس جدید دور میں بھی تم لوگ اتنے توہم پرست ہو سکتے ہو ـــــ حیرت ہے"۔ عورت نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ مرد کوئی جواب دیتا۔ اچانک ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سٹین گنوں سے مسلح چار قوی ہیکل افراد جنہوں نے سرخ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے اندر داخل ہوئے، انہیں دیکھ کر ہال میں موجود ہر شخص کا چہرہ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا۔ وہ چاروں ایک لمحے کے لئے دروازے پر کھڑے ہال کا جائزہ لیتے رہے پھر تیز تیز قدم اٹھاتے سیدھے اس میز کی طرف بڑھتے چلے آئے جس پر وہ عورت اور مرد موجود تھے۔

" کھڑی ہو جاؤ لڑکی! ـــــ تم نے پرنسز مادام کی توہین کی ہے" ـــــ ایک مسلح شخص نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں اس عورت سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

تم کون ہو اور تمہیں کیا حق ہے کہ مجھے اس طرح مخاطب کرو ـــ ؟ میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایکریمیا کی شہری ہوں ___ میں تمہارے خلاف اپنے سفارت خانے میں شکایت درج کراؤں گی" ___ اس عورت نے غصیلے انداز میں کہا۔

مگر اس کے جواب میں ان چاروں نے ایک قہقہہ بلند کیا اور پھر ان میں سے ایک نے جھپٹ کر اس لڑکی کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا۔

" مدد ___ مدد" ___ لڑکی نے بری طرح ہاتھ پیر مارتے ہوئے کہا۔

مگر پورے ہال میں ایک شخص نے بھی حرکت نہ کی اور وہ مسلح شخص اس عورت کو اٹھائے سیدھا مادام کی میز کے قریب لے آیا۔ اس نے اُسے میز کے قریب فرش پر پٹخ دیا۔ دوسرے لمحے ان چاروں نے اپنی سٹین گنوں کا رُخ فرش پر پڑی ہوئی اس عورت کی طرف کیا اور ہال گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ بے شمار گولیاں اس عورت کے جسم میں گھستی چلی گئیں۔ اور اس عورت کے حلق سے صرف ایک چیخ ہی نکل سکی۔ اس کا پورا جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

ان چاروں مسلح افراد نے سٹین گنیں اونچی کیں اور پھر وہ مادام کے سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔

مادام نے ہاتھ اٹھا کر انہیں جانے کا اشارہ کیا اور وہ تیزی سے مڑے اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی بالٹیاں ہاتھ میں لئے ہوٹل کے ملازمین تیزی سے وہاں پہنچے۔ ان میں سے دو نے اس عورت کی گولیوں سے چھلنی لاش کو اٹھایا اور تیزی سے ہوٹل سے باہر نکلتے چلے گئے۔ جبکہ باقی لوگوں نے تیزی سے فرش کو دھونا اور موٹے موٹے کپڑوں سے سکھانا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں انہوں نے اپنا کام ختم کیا اور پھر وہ بھی ہوٹل کی راہداری میں غائب ہو گئے۔ اب ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

اسی لمحے ہال کی بڑی لائٹیں بجھ گئیں اور صرف سامنے بنے ہوئے سٹیج پر روشنی پھیل گئی۔ اور پھر ایک خوبصورت اور نوجوان نیم عریاں ڈانسر نے سٹیج پر ڈانس شروع کر دیا۔ وہ ڈانس کرتے کرتے سٹیج سے نیچے اتری اور پھر ناچتی ہوئی سیدھی مادام کی میز کی طرف بڑھ گئی۔ مادام کے قریب پہنچ کر وہ رکوع کے بل جھکی اور پھر واپس مڑ کر اسی طرح ناچتی ہوئی واپس سٹیج پر پہنچ گئی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مختلف انداز میں ناچنے کے بعد وہ سٹیج سے غائب ہو گئی اور ہال کی بڑی روشنیاں ایک بار پھر جل اٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی مادام بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سوٹ میں ملبوس وہی نوجوان جو اس ہوٹل کا مینجر تھا بھاگتا ہوا آیا اور مادام کے سامنے جھک کر کھڑا ہو گیا۔

" اچھا شو تھا" ___ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور مینجر نے یوں جھک جھک کر سلام کرنے شروع کر دیئے جیسے اُسے سات بادشاہوں کا خزانہ مل گیا ہو۔

پھر مادام نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے اور مینجر پچھلے قدموں چلتا ہوا اس کی راہنمائی کرنے لگا۔ دروازے پر موجود دربانوں نے جھک کر مادام کو سلام کیا اور پھر اسی طرح جھکے ہوئے انداز میں انہوں نے دروازہ کھول دیا اور مادام تیزی سے قدم اٹھاتی باہر آ گئی۔

برآمدے کے ساتھ ہی مادام کی رولز رائس کار موجود تھی۔ باوردی ڈرائیور نے رکوع کے بل جھک کر دروازہ کھولا اور پھر مادام کے بیٹھنے پر وہ تیزی سے

ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

" واپس محل چلو" ---- مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد کار اسی محل نما عمارت کے بڑے دروازے پر پہنچ گئی اور پھر پورچ میں گاڑی روک کر ڈرائیور نے کار کا دروازہ کھولا اور مادام اتر کر تیزی سے شیشے کے بنے ہوئے بڑے دروازے پر پہنچ گئی۔ وہاں سے راہداری میں پہنچی اور راہداری میں موجود مسلح افراد اس کے پیچھے ادب سے چلتے ہوئے اُسے کمرے کے دروازے تک چھوڑ آئے۔

کمرے میں پہنچتے ہی مادام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس ایک میز کی طرف اچھال دیا اور پھر ایک آرام دہ صوفے پر یوں ڈھیر ہو گئی جیسے وہ بے حد تھک گئی ہو۔ اس نے ٹانگیں اور بازو سیدھے کر کے ایک بھرپور انگڑائی لی۔ چند لمحوں تک وہ آنکھیں بند کر کے صوفے پر بیٹھی رہی پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور باتھ روم کی طرف بڑھنے لگی۔

ابھی وہ باتھ روم کے دروازے تک پہنچی نہ تھی کہ کمرے میں ایک مترنم سی گھنٹی گونج اٹھی اور مادام اس گھنٹی کو سنتے ہی تیزی سے مڑی اور پھر قریب موجود ایک الماری کے قریب پہنچ گئی۔

اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دو بار اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے سپاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں گہری سُرخ تھیں اور پھر کمرے میں میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھر آئیں۔ اس آواز کے ابھرتے ہی مادام اس الماری کے سامنے رکوع کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بل جھکتی چلی گئی۔

" پرنسز مادام حاضر ہے میڈم" ---- مادام کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" مادام! ---- آئندہ تم بغیر اجازت حاصل کئے محل سے باہر نہیں جاؤ گی" ---- ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

" بہتر میڈم! ---- آپکے حکم کی تعمیل ہو گی ---- مگر کیا میں اس حکم کی وجہ جان سکتی ہوں" ---- ؟ مادام نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" میں ایک اہم ترین انقلابی اقدام پر سوچ بچار کر رہی ہوں ---- اور جلد ہی یہ انقلاب شروع ہونے والا ہے ---- اس لئے میں نہیں چاہتی کہ تمہاری وجہ سے میرے آدمیوں کی توجہ بٹ جائے" ---- میڈم کیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے میڈم! ---- مگر کیا اس انقلابی اقدام میں میری کوئی جگہ نہیں ہے" ---- ؟ مادام نے سوال کیا۔

" میں تمہاری صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتی ہوں ---- مگر ابھی تمہاری صلاحیتوں کے استعمال کا وقت نہیں آیا ---- جب وقت آئیگا تو تمہیں ضرور استعمال کیا جائے گا" ---- میڈم کیٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی میاؤں میاؤں کی آواز ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھی اور پھر سکرین سپاٹ ہو گئی اور چند لمحوں بعد الماری کے پٹ سادہ ہو چکے تھے۔

مادام نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتی ہوئی باتھ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے ٹیلیفون کا رسیور رکھا اور پھر اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے سامنے ایک خوفناک مشن تھا۔ وہ شیر خان کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کتنا طاقتور، چالاک اور عیار آدمی ہے۔ اس شخص کا اس کے بھرے ہوئے بار سے اغوا بظاہر ایک ناممکن اقدام تھا مگر ٹائیگر جانتا تھا کہ اسے ہر قیمت پر یہ کام کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی صلاحیتوں کے لئے چیلنج سمجھتا تھا۔ آخر عمران نے اسے اس قابل سمجھا تھا اسی لئے اُسے یہ مشن سرانجام دینے کا حکم دیا تھا۔

ٹائیگر عمران کو دیوتا کی طرح سمجھتا تھا۔ اس کے ذہن کے مطابق عمران کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ اپنی جگہ اٹل ہوتا ہے اور اس کا پورا ہونا ایک لازمی امر ــــــ اس نے تیزی سے کپڑے بدلے، میک اپ کیا اور سیاہ رنگ کا چست لباس پہننے کے بعد اس نے الماری کھول کر اس کے خفیہ خانے سے ایک ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا آیا۔ دروازے کو لاک کر کے وہ راہداری سے گزر کر سیدھا لفٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کی طرف بڑھا۔

لفٹ نے چند ہی لمحوں میں اُسے ہوٹل کے بڑے ہال میں پہنچا دیا۔ ٹائیگر لفٹ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال کے بیرونی دروازے سے نکل کر پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ شیڈ میں اس کی موٹر سائیکل اور ایک سپورٹس کار موجود تھی۔ یہ سپورٹس کار مخصوص ساخت کی تھی اور عمران نے ایک مہم کے بعد اُسے یہ کار تحفے کے طور پر دی تھی۔ اس کار کو وہ بے حد عزیز رکھتا تھا اور سوائے خاص موقعوں کے عام طور پر استعمال نہیں کرتا تھا۔

آج کے مشن کے لئے اس نے کار کا انتخاب کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے فاصلے طے کرتی ہوئی جانی بار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جانی بار ذاکر روڈ کے آخری سرے پہ واقع تھا۔ اس بار میں شہر کے تمام غنڈہ عناصر کا ہر وقت جمگھٹا رہتا تھا مگر شاید یہ شیر خان کا رعب تھا کہ اس بار میں کوئی جھگڑا کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

شیر خان عام طور پہ کاؤنٹر کے پیچھے ایک بڑی سی کرسی پہ بیٹھا شراب کی چسکیاں لیتا رہتا تھا۔ اس نے کاؤنٹر کے نیچے اس قسم کا سسٹم لگا رکھا تھا کہ ہر میز پہ ہونے والی گفتگو باقاعدہ ریکارڈ ہوتی رہتی تھی اور پھر فارغ وقت میں اس تمام گفتگو کو غور سے سنتا اور اس گفتگو کی وجہ سے اسے زیر زمین سرگرمیوں کا علم رہتا تھا۔

ٹائیگر نے کار جانی بار کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیدھا بار کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ شیر خان کاؤنٹر پہ ہی موجود ہو۔ تاکہ اُسے اس کے خاص کمرے تک جانے کی

تکلیف نہ گوارا کرنی پڑے۔

ٹائیگر نے شیر خان کو اغوا کرنے کا ایک بالکل سیدھا سادھا سا اقدام سوچا تھا کہ وہ پستول کے زور پر شیر خان کو جانی بار سے باہر لے آئے گا اور پھر اُسے کار میں بٹھاتے وقت اس کی کنپٹی پر ضرب لگا کر بیہوش کر دیگا اور کار لے کر ہوا ہو جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ ایک بار شیر خان کو کار تک لے آیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے پکڑ نہیں سکتی تھی۔

ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شیر خان کاؤنٹر کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں جام تھا اور نظریں ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

ٹائیگر کاؤنٹر کے قریب جا کر رُک گیا۔

"کیا چاہیئے" ۔۔۔۔؟ کاؤنٹر مین نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"شیر خان سے بات کرنی ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے بھی غنڈوں کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اپنا نام سُن کر شیر خان چونکا اور پھر اس کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں۔

"باس! ۔۔۔۔ یہ بڈا آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جو ایک لحیم شحیم آدمی تھا بڑے مضحکہ خیز لہجے میں شیر خان کی طرف مڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ اس پر قیامت بن کر ٹوٹا۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بڑی سی بوتل اٹھائی اور پوری قوت سے کاؤنٹر مین کے سر پر توڑ دی۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور کاؤنٹر مین چیخ مار کر کاؤنٹر کے پیچھے گرتا چلا گیا۔ ہال میں موجود ہر شخص اس دھماکے سے چونک پڑا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



شیر خان ایک لمحے کے لئے تو حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا جیسے اُسے ٹائیگر کی اس جرأت کا یقین نہ آ رہا ہو۔ پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سُرخ پڑ گیا اور آنکھوں میں بھوکے بھیڑیئے کی سی چمک اُبھر آئی۔

"کون ہو تم ۔۔۔۔؟ اور تم نے میرے آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کیسے کی" ۔۔۔۔؟ شیر خان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولو! ۔۔۔۔ اونچی آواز میں بول کر تم مجھ پر رعب نہیں ڈال سکتے ۔۔۔۔ تمہارے آدمی نے میرا مذاق اڑانے کی گستاخی کی تھی اور یہ کم از کم سزا تھی جو میں نے اُسے دی ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔۔ تو یہ دم خم ہے تمہارا ۔۔۔۔ بہت خوب" ۔۔۔۔ شیر خان نے بڑے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ قدم اٹھاتا کاؤنٹر سے باہر آ گیا۔

ہال میں موجود سب لوگ جو شہر کے چھٹے ہوئے غنڈے تھے غیر ارادی طور پر اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہال میں موجود بیرے بھی تیزی سے سمٹ کر ٹائیگر کے گرد دائرے کی صورت میں پھیلتے چلے گئے۔

ٹائیگر اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی کمزوری دکھائی تو یہ لوگ اس کی چٹنی بنا کر رکھ دیں گے۔ اس لیئے وہ چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔ اگر تم اطمینان سے میری بات سُن لو تو یقیناً فائدے میں رہو گے۔ ورنہ دوسری صورت میں یاد رکھو ۔۔۔۔ تمہارا سارا رعب تمہارے آدمیوں کے سامنے ناک کے

راستے نکال دوں گا" ——— ٹائیگر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بات اس وقت سنوں گا ——— جب صرف تمہاری زبان ہی حرکت کر سکے گی ——— جسم نہیں" ——— شیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹھیک ہے ——— ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ تم شیر خان ہو ——— یا گیدڑ خاں" ——— ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک لحیم شحیم بیرہ تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو! ——— تم میں سے کوئی مداخلت نہ کرے ——— اس نے شیر خان کو للکارا ہے اور شیر خان اسے بتائے گا کہ موت کسے کہتے ہیں"۔ شیر خان نے ہاتھ اٹھا کر بیرے کو روکتے ہوئے کہا اور بیرہ برا سا منہ بناتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"اگر تمہارے پاس کوئی اسلحہ ہو تو اسے نکال کر پہلے اس سے اپنی حسرت پوری کر لو" ——— شیر خان نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسلحے کی کیا ضرورت ہے ——— تمہارے لئے تو میرے ہاتھ ہی کافی ہیں" ——— ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی۔ ٹائیگر ——— اپنی جگہ سے بجلی کی طرح اچھلا اور اس نے پوری قوت سے شیر خان کے سینے پر فلائنگ کک لگانے کی کوشش کی۔ مگر شیر خان اتنی آسانی سے مار کھانے والا کہاں تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ٹائیگر اپنے ہی زور میں اچھلتا ہوا ہال کے بیرونی گیٹ سے جا ٹکرایا۔ جیسے ہی ٹائیگر شیشے کے بنے ہوئے گیٹ سے ٹکرا کر نیچے گرا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



شیر خان نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر ٹائیگر چکنی مچھلی کی طرح فرش پر پھسلتا ہوا اندر کی طرف آ گیا اور شیر خان سر کے بل دروازے کے نچلے حصے سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ اس کی ضرب سے شیشہ ٹوٹ گیا اور شیر خان کا آدھا جسم دروازے کے باہر اور آدھا جسم اندر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر باہر نکلتا۔ ٹائیگر نے تیزی سے اچھل کر پوری قوت سے اس کی پشت پر لات جما دی اور شیر خان اچھل کر دروازے کے باہر جا گرا۔ ٹائیگر نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر وہ باہر نکل آیا۔ مگر اب شیر خان سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نمایاں تھے

جیسے ہی ٹائیگر باہر نکلا، شیر خان نے اسے سنبھلنے ہی نہ دیا اور پوری قوت سے ایک زوردار مکہ اس کے سینے پر جڑ دیا۔ ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا کہ جیسے اس کی سانس رک گئی ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے اوپر جھکے ہوئے شیر خان کو اس نے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا اور خود تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

شیر خان جھٹکا کھا کر برآمدے کے باہر کھڑی ہوئی ٹائیگر کی کار سے جا ٹکرایا۔ ہال میں موجود تمام غنڈے اب ہال سے باہر نکل کر یہ خوفناک لڑائی دیکھ رہے تھے۔

شیر خان کار کے دروازے سے ٹکرا کر اچھلا اور پھر اس نے ایک بار پھر ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اب ٹائیگر اپنا بقیہ پلان سوچ چکا تھا۔ اس لئے شیر خان کے حملہ کرتے ہی وہ ہوا میں اچھلا اور شیر خان کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اپنی ہی کار کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ اب ان

دونوں کی پوزیشن بدل گئی تھی۔ اب شیر خان کی پشت جانی بار کی طرف تھی
جبکہ ٹائیگر کی پشت کار کی طرف تھی۔

دوسرے لمحے ٹائیگر نے اپنے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں
کر لئے جیسے وہ ذہنی طور پر شیر خان سے شکست کھا گیا ہو۔ اور اب
فرار کی سوچ رہا ہو۔

پھر اس سے پہلے کہ شیر خان اس پر حملہ کرتا، ٹائیگر نے انتہائی پھرتی
سے کار کا دروازہ کھولا اور تیزی سے اندر گھستا چلا گیا۔

"ٹھہرو بزدل آدمی! ——— اب تم کہاں بھاگ سکتے ہو" ———
شیر خان نے بڑے فاتحانہ انداز میں دھاڑتے ہوئے کہا اور تیزی سے
کار کے کھلے دروازے کی طرف لپکا۔

ٹائیگر اتنی دیر میں کھسک کر دوسری طرف کی ڈرائیونگ سیٹ پر
پہنچ چکا تھا۔

"مجھے کچھ نہ کہو ——— خدا کے لئے میں چلا جاتا ہوں" ——— ٹائیگر
نے شیر خان کے قریب پہنچتے ہی گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے
چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔

"تم اپنے قدموں پر چل کر واپس نہیں جا سکتے شیطان کے بچے"۔
شیر خان نے دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر کھلے دروازے میں جھک کر اس
نے ٹائیگر کو بازو سے پکڑ کر باہر گھسیٹنا چاہا۔ مگر ٹائیگر تو اس لمحے کے لئے
پوری طرح تیار تھا۔ اس کا دوسرا ہاتھ جو پہلے ہی جیب میں تھا، بجلی کی
سی تیزی سے باہر آیا اور دوسرے لمحے کار کے دروازے کے اندر موجود
شیر خان کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا اور اس کے ساتھ ہی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے شیر خان کو ایک جھٹکا دے کر کار کے اندر
گھسیٹ لیا۔

شیر خان نے کچھ جدوجہد کرنی چاہی کہ اس کی کھوپڑی پر دوسرا زوردار
دھماکہ ہوا اور اس بار شیر خان کا جسم بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔ اور دوسرے
لمحے ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے شیر خان کا باقی جسم بھی اندر گھسیٹ کر
کار کا دروازہ بند کر دیا۔ بار کے برآمدے میں بے شمار لوگ کھڑے اس لڑائی
کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے شیر خان کی فاتحانہ دھاڑ سنی تھی اس
لئے ان کا خیال تھا کہ شیر خان ابھی ٹائیگر کو گھسیٹ کر کار سے باہر لے آئیگا
مگر جب ٹائیگر نے دروازہ بند کیا تو وہ سب بری طرح چونکے اور دوسرے
لمحے ان کے ریوالور باہر نکل آئے اور وہ تیزی سے کار کی طرف جھپٹے
مگر اس سے پہلے کہ وہ کار تک پہنچتے، کار کا طاقتور انجن جاگ اٹھا اور
پھر وہ تیزی سے مڑی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی بیرونی روڈ کی طرف بھاگتی
چلی گئی۔

شیر خان کے ساتھیوں نے کار پر فائرنگ کی مگر ٹائیگر کار کے مخصوص
بٹن پہلے ہی دبا چکا تھا۔ ان بٹنوں کے دبتے ہی کار کے دروازے پر
بلٹ پروف شیشے چڑھ گئے۔ اس کی باڈی ویسے ہی بلٹ پروف تھی
کار کے چاروں ٹائروں پر فولادی شیڈ جھک آئے تھے۔ اس لئے ٹائر
بھی اب فائرنگ کی زد سے محفوظ ہو چکے تھے اس لئے ظاہر ہے کار
پر ہونے والی فائرنگ بے نتیجہ رہی اور ٹائیگر تیزی سے کار بڑھاتا ہوا
مین روڈ پر چڑھ آیا۔ اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار چلاتے
ہوئے اس کا رخ سامنے والے چوک کی طرف کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں

وہ چوک کراس کر کے بائیں روڈ پر آ گیا۔

اور پھر بائیں روڈ پر مڑتے ہی وہ تیزی سے پہلی کراس گلی میں مڑتا چلا گیا۔ یہ گلی دوسری سڑک پر نکلتی تھی۔ اس سڑک پر پہنچ کر اس نے کار کو ایک اور کراس گلی میں موڑ دیا۔ اس طرح وہ ممکنہ تعاقب سے بچنا چاہتا تھا۔

مختلف گلیوں سے گزر کر جب وہ ایک سڑک پر پہنچا تو اسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا۔ اگر بار میں سے کسی نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش بھی کی تھی تو وہ انہیں جھٹک دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ چنانچہ ہر طرف سے مطمئن ہو کر اس نے کار کا رخ تیزی سے دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈلیش بورڈ پر لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈلیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر کی سائیں سائیں کی آواز نکلنے لگی۔ پھر چند لمحوں بعد سپیڈ ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" "اوور" ___ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران سپیکنگ" "اوور" ___ دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"باس! ___ میں شیر خان کو کار میں اغوا کر کے دانش منزل لے آ رہا ہوں ___ وہ میری ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور" ___ ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ اوور" ___؟ عمران نے دوسری طرف سے پوچھا۔

"نہیں باس! ___ میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے۔ اوور" ___ ٹائیگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے جواب دیا۔

" اوکے! ___ سیدھے دانش منزل آ جاؤ ___ گیٹ تمہیں کھلا ملے گا ___ کار اندر لیتے آنا ___ وہاں میں خود سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے جواب دیا۔

اور ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار اور بڑھا دی۔

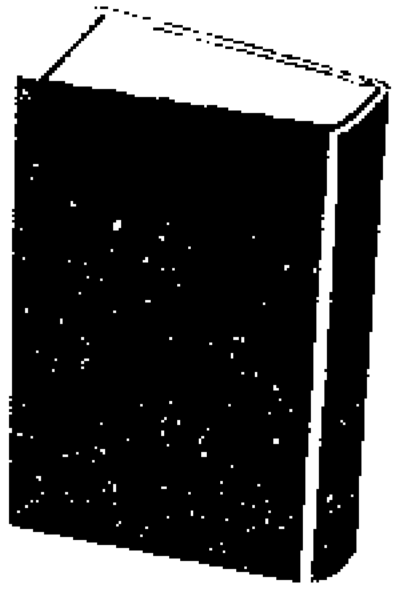

**تنظیم** کے وسیع و عریض ہال میں اس وقت سرخ رنگ کے چست لباس میں ملبوس اور منہ پر سرخ رنگ کے نقاب لگائے نو افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ میڈم کیٹ نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی تھی اس لئے تنظیم کے یہ نو سربراہ اس وقت میٹنگ ہال میں موجود تھے۔ ان کا دسواں ساتھی جو نمبر ون تھا پچھلی میٹنگ میں میڈم کیٹ کے قہر کا نشانہ بن کر ہلاک ہو چکا تھا اس لئے اب ان کی تعداد نو تھی۔ البتہ ان کے نمبر بدل چکے تھے اور اب وہ نمبر ون سے نمبر نائن تھے۔

چند لمحوں بعد کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور ان سب کے اعصاب تن گئے۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار کا درمیانی حصہ

کسی سکرین کی طرح روشن ہوتا چلا گیا۔ اور چند لمحے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندتی رہیں۔ پھر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر ابھر آئی۔ ان سب کی نظریں اس خوفناک بلی پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ سیاہ بلی تنظیم کا مخصوص نشان تھا اور تنظیم کی سربراہ میڈم کیٹ کا سلوگن تھی۔

"آپ لوگوں نے مشن کے بارے میں کوئی تجویز سوچی" ـــــ؟ اچانک بلی کے لبوں کو حرکت ہوئی اور کمرے میں ایک کرخت نسوانی آواز گونج اٹھی۔

"یس میڈم! ـــ میں نے ایک تجویز سوچی ہے" ـــ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں نمبر سیون! ـــ اپنی تجویز بیان کرو" ـــ میڈم کیٹ نے کہا۔

"میڈم! ـــ میرے خیال میں ہمیں اپنے مشن میں ضروری ترمیم کرتے ہوئے پہلے تمام بڑی طاقتوں کے محفوظ سونے کے ذخائر اپنے قبضے میں لے لینے چاہئیں ـــ اور پھر جعلی کرنسی پھیلا دینی چاہیئے ـــ اس طرح کوئی بھی ملک اس بحران پر فوری طور پر قابو نہ پا سکے گا اور ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ ان سے اپنی شرائط پر سودے بازی کر کے انہیں سونا مہیا کر سکیں" ـــ نمبر سیون نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اور کسی کے پاس کوئی تجویز ہو تو بیان کرے" ـــ میڈم کیٹ کی آواز ابھری۔

"میڈم! ـــ نمبر سیون کی تجویز اچھی اور قابل عمل ہے ـــ مگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں اس میں ایک اور ترمیم کی تجویز پیش کرتا ہوں ـــ ہمیں پوری دنیا کے سونے کے ذخائر اپنے قبضہ میں لینے کے لئے طویل عرصے تک جدوجہد کرنی پڑے گی ـــ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ہم دنیا کی تین سُپر پاورز کو کور کر لیں۔ میرا مقصد شوگران، روسیاہ اور ایکریمیا سے ہے تو ہمارا مقصد پورا ہو سکتا ہے" ـــ نمبر ٹو نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اور کوئی تجویز ـــ یا ترمیم" ـــ؟ میڈم کیٹ نے پوچھا مگر اس بار سب خاموش رہے۔

"نمبر سیون کی تجویز ـــ اور نمبر ٹو کی اس میں ترمیم اچھی ہے ـــ میں نے بھی یہی پلان بنایا ہے ـــ اگر ہم تین بڑی طاقتوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر باقی دنیا کے ممالک اپنے آپ ہمارے زیر نگیں آ جائیں گے ـــ اور دوسری بات یہ کہ یہی طاقتیں ہی معاشی طور پر پوری دنیا میں مستحکم ہیں ـــ اس لئے ان کے سونے کے ذخائر اگر ہمارے قبضے میں آ گئے تو ہم دنیا کو معاشی طور پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ـــ میڈم کیٹ نے کہا۔

"مگر میڈم! ـــ ان تینوں ملکوں میں سونے کی کانیں موجود ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سونا نکال لیں اور اسے صاف کرنے کی رفتار تیز کر کے ہمارے اقدام کو بے اثر کر دیں" ـــ ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

"بہت خوب! ـــ یہ بھی ایک اچھا پہلو ہے ـــ اس سلسلے میں ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ ان ممالک کے سونا نکالنے اور اسے صاف کرنے کے کارخانوں کو تباہ کر دیں ـــ ظاہر ہے نئے کارخانے لگانے کے لئے طویل وقت چاہیئے اور ان کارخانوں کی عدم موجودگی میں سونے کی

کانوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جاسکے گا" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

" بالکل درست ہے میڈم! ـــــ آپ نے بیحد اچھی تجویز سوچی ہے" ـــــ سب نے متفقہ آواز میں تائید کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ یہ طے رہا ـــــ اب اس سلسلے میں پہلے بنیادی باتیں سوچ لی جائیں ـــــ ہمیں ان تینوں ملکوں کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق پوری معلومات حاصل ہونی چاہیئے ـــــ ان جگہوں کا پورا پتہ ـــــ سونے کی پوری مقدار ـــــ اور انہیں لوٹنے کا مکمل پلان" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

" یس میڈم! ـــــ یہ بہت ضروری ہے" ـــــ سب نے جواب دیا۔

" تو اس سلسلے میں آپ لوگ اپنی اپنی ذمہ داریاں بانٹ لیں ـــــ نمبر ون! ـــــ تم نے ایکریمیا کو کور کرنا ہے ـــــ نمبر سیون روسیاہ کو ـــــ اور نمبر تھری شوگران کو کور کریگا ـــــ ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے یہ سب پلاننگ مل جانی چاہیئے ـــــ تاکہ آئندہ ہفتے ہم عملی اقدام کر سکیں" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

" او۔کے! ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی میڈم" ـــــ نمبر ون، تھری اور سیون نے کھڑے ہو کر کہا۔

" نمبر ٹو! ـــــ تمہارے ذمے ایکریمیا کے سونا صاف کرنے والے کارخانوں کو اڑانا ہے ـــــ نمبر فور! ـــــ تم نے روسیاہ ـ اور نمبر سکس! ـــــ تم نے شوگران میں مشن مکمل کرنا ہے" ـــــ میڈم

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کیٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی میڈم" ـــــ ان تینوں نے اٹھکر مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ تینوں سپر پاورز نے ہمارے مقابلے کے لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی ہے ـــــ اس کے متعلق کچھ مزید تفصیلات بھی ملی ہیں ـــــ نمبر فائیو اور نمبر ایٹ! تم دونوں کو یہ تفصیلات مل جائیں گی ـــــ تم دونوں نے مل کر اس ٹیم کو بے کار کرنا ہے ـــــ چاہے جس طرح بھی ہو، انہیں ہلاک یا گرفتار ہونا چاہیئے" ـــــ میڈم کیٹ نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس میڈم! ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ ہم اس ٹیم کو چوہوں کی طرح پکڑ لیں گے" ـــــ نمبر فائیو اور ایٹ نے بھی اٹھکر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور نمبر نائن! ـــــ تمہارے ذمہ یہ کام ہو گا کہ تم اس شہر میں اپنے آدمی پھیلا دو ـــــ جو آدمی تمہیں مشکوک معلوم ہو ـــــ اسے پکڑ کر اس کی مکمل سکریننگ کرو ـــــ اور ذرا سا بھی شک پختہ ہونے پر انہیں ہلاک کر دو ـــــ تمہارا یہ کام مکمل مشن کی تکمیل تک جاری رہے گا" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

" یس میڈم" ـــــ نمبر نائن نے اٹھ کر جواب دیا۔

" او۔کے! ـــــ ایک ہفتے بعد میٹنگ دوبارہ ہو گی ـــــ اس دوران تمام کام مکمل ہو جانا چاہیئے ـــــ کسی کی معمولی سی کوتاہی بھی

برداشت نہیں کی جائے گا ——— اور کامیابی کی صورت میں تم سب کا مشترکہ بورڈ پوری دنیا کو کنٹرول کرے گا ——— اور صحیح معنوں میں تم پوری دنیا کے حاکم ہو گے ——— اس لئے کام پوری دلجمعی اور ہوشیاری سے مکمل ہونا چاہئے" ——— میڈم کیٹ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں میڈم ——— ہم آپ کی توقعات پر پورے اتریں گے" ——— سب نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے! ——— میٹنگ ختم" ——— میڈم کیٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی سکرین یکدم تاریک ہو گئی اور سب نقاب پوش اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مارگریٹ ۔ بوچر اور کاشا کی متوسط طبقے کی عورتوں کے میک اپ میں جب نارتھ پول کے مرکزی ہوائی اڈے پر اتریں تو انہوں نے سادہ سے لباس پہنے ہوئے تھے ۔ انہیں دیکھ کر کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ بالکل سیدھی سادھی سی نظر آنے والی عورتیں دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹس ہیں اور ان کے کارناموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ بعض ملکوں کی پوری سیکرٹ سروس بھی ایک صدی میں اتنے کارنامے انجام نہیں دے سکتی۔

وہ تینوں کسٹم کاؤنٹر سے فارغ ہو کر دھیرے دھیرے چلتی ہوئیں جب ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آئیں تو ان کا رُخ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک دو روز کسی ہوٹل میں رہ کر آرام کرنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی ہم پر شک نہ کر سکے" ——— مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں! ——— یہ ضروری معلوم ہوتا ہے ——— کیونکہ میں ایک مرد کو اپنے تعاقب میں دیکھ رہی ہوں" ——— مس بوچر نے جواب دیا۔

ظاہر ہے ـــــ تمہارا تعاقب مرد ہی کر سکتے ہیں ـــــ عورتیں تو کرنے سے رہیں“ ـــــ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

چند لمحوں بعد انہوں نے ایک ٹیکسی پکڑ لی۔

”کسی ایسے ہوٹل میں چلو ـــــ جہاں شریف لوگ رہتے ہوں ـــــ اور کرایہ بھی مناسب ہو“ ـــــ مس بوچر نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس میڈم“ ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

مس بوچر ڈرائیور کے ساتھ والی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی نظریں بار بار بیک مرر کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ اس نے ایک سیاہ رنگ کی کار کو اپنی ٹیکسی کے تعاقب میں دیکھ لیا تھا۔ مگر ظاہر ہے وہ ڈرائیور کے سامنے اس امر کا اظہار نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے خاموش بیٹھی رہی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ایک سات منزلہ عظیم الشان عمارت کے کمپاؤنڈ میں ٹیکسی موڑ دی۔

”میڈم! ـــــ یہ بہت اچھا ہوٹل ہے ـــــ کرایہ بھی مناسب ہے اور ہر قسم کے غنڈہ عناصر سے بھی پاک ہے“ ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے گیٹ کے سامنے ٹیکسی روکتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“ ـــــ ان تینوں نے اٹھ کر کہا اور پھر مس بوچر نے اسے کرایہ کے ساتھ تھوڑی سی ٹپ بھی دے دی۔ اور ٹیکسی ڈرائیور سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوٹل واقعی بے حد صاف ستھرا تھا اور وہاں کا ماحول شریفانہ نظر آتا تھا۔ انہیں چوتھی منزل پر تین بیڈ کا ایک خصوصی سوٹ مناسب کرایہ پر مل گیا اور مؤدب پورٹر نے ان کے بیگ کمرے میں پہنچا دیئے اور پھر ٹپ لیکر واپس چلا گیا۔

بیرے کے جاتے ہی کاشاکی نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید طرز کا چھوٹا سا گائیگر نکالا اور پھر اس نے کمرے کی ہر چیز کو اس گائیگر سے چیک کرنا شروع کر دیا۔

جلد ہی ایک زیبائشی تصویر کے پاس پہنچتے ہی گائیگر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ تینوں چونک پڑیں۔ کاشاکی نے ہاتھ بڑھا کر تصویر ہٹانی چاہی کہ مارگریٹ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”بھئی اتنی تھک گئی ہیں کہ اب بدلنے کو بھی دل نہیں چاہتا“ ـــــ مارگریٹ نے عام سے لہجے میں کہا۔

”ہاں واقعی“ ـــــ کاشاکی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ وہ مارگریٹ کے ہاتھ پکڑنے سے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس کا مقصد کیا ہے۔

واقعی کاشاکی اس ٹرانسمیٹر کا رابطہ ختم کر کے غلطی کر رہی تھی۔ اس طرح چیک کرنے والے فوراً ہی ان کی طرف سے مشکوک ہو جاتے اور پھر ان کی نگرانی خصوصی طور پر کی جاتی۔

”اب کیا پروگرام ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ آج شام کو شہر کی سیر کی جائے ـــــ تاکہ بیوٹی پارلر کے لئے کوئی مناسب جگہ بھی دیکھ لی جائے اور تفریح بھی ہو جائے گی“ ـــــ مس بوچر نے ان دونوں

سے مخاطب ہو کر کہا جواب کرسیوں پر بیٹھ گئی تھیں۔

" ہاں! ـــــ اچھا خیال ہے ـــــ بس ایک بات کا خطرہ ہے کہ کیا یہاں بیوٹی پارلر چل نکلے گا" ـــــ مارگریٹ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

" دیکھو مارگریٹ! ـــــ ہم تینوں اپنے اپنے فن میں طاق ہیں ـــ تم آرائش جمال کی ماہر ہو ـــــ جب کہ کاشاکی ہیئر اسٹائل ـــ اور میں مساج کے فن میں مہارت رکھتی ہوں ـــــ ہم تینوں کا اشتراک یقیناً بیوٹی پارلر شاپ کو جلد ہی مشہور کر دے گا اور ہم دولت میں کھیلنے لگ جائیں گی" ـــــ مس بوچر نے جواب دیا۔

" یہ تو ٹھیک ہے ـــــ مگر اس ملک کا انتخاب میری سمجھ میں نہیں آیا ـــــ میرا تو خیال تھا کہ ہم ناراک میں شاپ کھولیتیں تو زیادہ چل نکلتی" کاشاکی نے کہا۔

" نہیں کاشاکی! ـــــ ناراک میں بیشمار بیوٹی پارلر ہیں ـــــ وہاں نئی دکان کا چل نکلنا بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے ـــــ جب کہ میری معلومات کے مطابق یہاں اتنے بیوٹی پارلر نہیں ہیں۔ یہاں ہم سب کو لیڈ کر جائیں گی" ـــــ اس بار مارگریٹ نے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے ـــــ یہ بھی آزما دیکھتے ہیں ـــــ اب میرے خیال میں غسل کر کے ذرا آرام کیا جائے" ـــــ کاشاکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں! ـــــ غسل خانہ تو ایک ہے ـــــ ظاہر ہے باری باری ہی غسل کیا جا سکتا ہے ـــــ پہلے تم اٹھی ہو تو تم ہی پہلے غسل کر لو" ـــــ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مس بوچر نے جواب دیا۔

" بھئی میں تو ایسے ہی سونا چاہتی ہوں ـــــ غسل کر لیا تو نیند اڑ جائے گی ـــــ شام کو باہر نکلنے سے پہلے غسل کر لوں گی" ـــــ مارگریٹ نے کہا اور پھر اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

" چلو یہ بھی ٹھیک ہے ـــــ ایسے ہی سہی" ـــــ مس بوچر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

" مگر مجھے تو بغیر غسل کئے چین نہیں آئے گا ـــــ اس لئے میں تو چلی غسل خانے میں" ـــــ مس کاشاکی نے کہا اور وہ غسل خانے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

اس نے غسل خانے کا دروازہ بند کر کے اسی کائیکہ سے غسل خانے کو چیک کیا۔ وہاں فلش ٹینکی کے پیچھے کائیکہ بول پڑا اور کاشاکی نے سر ہلاتے ہوئے اسے بند کر دیا اور جیب میں ڈال لیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس قدر خوفناک جاسوسی انتظامات آخر کس نے کئے ہوں گے ـــــ؟ کیا یہ اس ہوٹل کی انتظامیہ کی شرارت ہے جو اس طرح لوگوں کے راز حاصل کر کے انہیں بلیک میل کرتی ہو گی ـــــ یا ـــــ یہاں کی سیکرٹ سروس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کیا ہے ـــــ یا پھر آخری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجرم تنظیم نے یہ سارا چکر چلایا ہو ـــــ مگر اسے دوسرا خیال زیادہ قرین قیاس لگا۔ کیونکہ ہوٹل کی انتظامیہ ہر مسافر کو تو بلیک میل کرنے سے رہی ـــــ جبکہ ایسے انتظامات پر بے پناہ اخراجات آتے تھے۔ اور مجرم تنظیم اتنی وسیع نہیں ہو سکتی کہ ملک کے ہر ہوٹل کو خریدے اور وہاں کے ہر کمرے میں ایسے انتظامات کرے۔ ظاہر ہے یہ

سارا چکر سرکاری پیمانے پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

اس نے کپڑے اتار کر شاور کھول دیا اور پھر کافی دیر تک پانی کے نیچے بیٹھنے کے بعد جب وہ پوری طرح تازہ دم ہو گئی تو اس نے تولئے سے جسم کو صاف کیا اور کپڑے پہن کر وہ باہر آ گئی۔ مس بوچر اور مارگریٹ اس دوران واقعی سو چکی تھیں۔

کاشاکی نے کنگھے سے اپنے بالوں کو سیدھا کیا اور پھر اپنے بیگ سے سلیپنگ سوٹ نکال کر پہنا اور بستر پر لیٹ گئی۔ کچھ دیر تک وہ نئے مشن کے بارے میں سوچتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ بھی نیند کی دلدل میں دھنستی چلی گئی۔

ان تینوں کو سوتے ہوئے زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ گزرا ہو گا کہ کمرے کی ایک دیوار درمیان سے بے آواز طریقے سے ہٹتی چلی گئی اور وہاں ایک خلا پیدا ہو گیا۔

دوسرے لمحے اس خلا میں سے چار نقاب پوش اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر پہلے اُسے کاشاکی کی ناک سے لگایا۔

کاشاکی کا جسم ایک لمحے کے لئے کسمسایا اور پھر وہ ساکت ہو گئی۔ بعد میں یہی عمل اس نقاب پوش نے مس بوچر اور مس مارگریٹ کے ساتھ بھی کیا اور وہ دونوں بھی ایک دو لمحے کسمسانے کے بعد بے حس و حرکت ہو گئیں۔

نقاب پوش نے شیشی کا ڈھکن لگایا اور اُسے دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"اٹھاؤ انہیں ۔۔۔۔ ان کا سامان میں اٹھاتا ہوں" ۔۔۔۔ اسی نقاب پوش نے اپنے باقی تین ساتھیوں سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر ان تینوں نقاب پوشوں نے جھک کر باری باری ان میں سے ایک ایک کو اپنے کندھوں پر لاد لیا۔

ان تینوں کو بے ہوش کرنے والے نقاب پوش نے ان تینوں کے بیگ اکٹھے کئے اور پھر وہ اٹھا کر ان تینوں کے پیچھے چلتا ہوا اس خلا میں غائب ہو گیا جس خلا سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

ان چاروں نقاب پوشوں کے خلا میں غائب ہوتے ہی کمرے کی دیوار دوبارہ بغیر آواز کئے برابر ہو گئی۔

اب وہی کمرہ جو چند لمحے پیشتر تین انسانی وجودوں سے مہک رہا تھا خالی پڑا بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔

"کیا خیال ہے ــــ کہاں سے کام شروع کیا جائے" ــــ؟ بلیک نے شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی بھی بڑے جوئے خانے سے کام شروع کیا جاسکتا ہے ــــ ہم نے تو بس اپنی اہمیت اجاگر کرنی ہے" ــــ پوشان نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ اس طرح اپنی طاقت اور وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ــــ میں نے یہاں آکر کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہوٹل لاشیری کا مالک سینڈرا پرنسز مادام کا خاص آدمی ہے ــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے لاشیری میں ہنگامہ کرنا چاہیئے" ــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں مختلف فلائٹس کے ذریعے آج ہی یہاں پہنچے تھے۔ یہاں چیف شاکل نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کرایہ پر لینے کا بندوبست پہلے ہی کر لیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



تھا۔ اس لئے پروگرام کے مطابق وہ تینوں ایئرپورٹ سے سیدھے یہاں پہنچے تھے۔ اور پھر ایئرپورٹ سے اترتے ہی ان تینوں کا تعاقب کئے جانے کی کوشش کی گئی تھی مگر ظاہر ہے تعاقب کرنے والے کو جھٹک دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میک اپ کرلیں ــــ کیونکہ تعاقب کنندگان ہمیں پورے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے" ــــ بلیک نے کہا۔

"ویسے مجھے حیرت ہے کہ ایئرپورٹ سے نکلتے ہی ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ــــ کیا ہمارا پلان اس تنظیم تک پہنچ گیا ہے" ــــ؟ پوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ــــ میرا ایک دوست یہاں زیر زمین سرگرمیوں میں خاصا معروف ہے ــــ اس سے میں نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ یہ سب آدمی پرنسز مادام کے ہیں ــــ پچھلے کچھ دنوں سے پرنسز مادام کے آدمی بے حد فعال ہو گئے ہیں وہ اس ملک میں داخل ہونے والے ہر فرد کو باقاعدہ چیک کرتے ہیں ــــ اور انہوں نے بڑے بڑے ہوٹلوں میں ٹرانسمیٹر نصب کر رکھے ہیں یہ سب کوئی حفاظتی کارروائی محسوس ہو رہی ہے" ــــ چیف شاکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ پرنسز مادام کو اس بات کا خدشہ ہو گیا ہے کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے" ــــ بلیک نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ــــ جب کوئی تنظیم اتنے بڑے پیمانے پر کام کر رہی

ہو تو وہ میجر آپریشن شروع کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت میں بھی فعال ہو جاتی ہے" ـــــ چوشان نے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے پہلے ٹارگٹ پر ہی کامیابی ہو جائے گی۔ اور ہم پرنسز مادام کی نظروں میں آجائیں گے ـــــ اس لئے میرا خیال ہے کہ ٹارگٹ کور کرنے کے بعد ہم تعاقب کرنے والوں کو جھٹکیں نہیں ـــــ بلکہ یہیں لے آئیں تاکہ وہ آسانی سے ہمیں ٹریپ کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائیں ـــــ اور ہم فوری طور پر کوئی ایکشن لے سکیں" ـــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جانے کی بجائے یہیں گولی ماردیں" ـــــ چوشان نے کہا۔

" ایسا ممکن نہیں ـــــ جہاں تک مجھے پرنسز مادام کے متعلق معلومات حاصل ہیں ـــــ اس کے آدمی پہلے ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے ـــــ وہاں وہ جدید مشینری کے ذریعے ہمارا لاشعور چیک کریں گے ـــــ اگر ہم نے اپنے لاشعور کو بلینک کر لیا تو پھر وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو جائیں گے کہ ہم عام سے غنڈے ہیں ـــــ اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ ہم تینوں میں سے کسی کو پرنسز مادام کی خوابگاہ تک پہنچنے کا اعزاز حاصل ہو جائے اس کے بعد کیا ہو گا ـــــ ؟ یہ ہماری صلاحیتوں پر منحصر ہے" ـــــ چیف شاکل نے جواب دیتے ہوئے کہا

" اوکے! ـــــ جو ہو گا، دیکھا جائے گا ـــــ کام تو شروع کیا جائے" ـــــ بلیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جیب سے میک اپ باکس نکالتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" مسٹر بلیک! ـــــ یہ کونسا میک اپ ہے ـــــ ؟ چیف شاکل نے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

" یہ جدید ترین میک اپ باکس ہے ـــــ اس میک اپ کو دنیا کی کوئی مشینری چیک نہیں کر سکتی ـــــ یہ میرے ملک کے ذہین ترین ـــــ سائنسدانوں کی صلاحیتوں کا نچوڑ ہے" ـــــ بلیک نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

" ٹھیک ہے! ـــــ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کا میک اپ ایسا ہو جو چیک نہ کیا جا سکے" ـــــ چیف شاکل نے جواب دیا اور بلیک مسکراتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

پھر باری باری ان تینوں نے میک اپ کیا۔ ان تینوں نے میک اپ میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا تھا کہ چہرے پر سفاکی جیسے ثبت ہو گئی ہو۔ ویسے بھی وہ تینوں انتہائی ٹھوس جسموں کے مالک تھے اس لئے انہیں امید تھی کہ پرنسز مادام تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پرنسز مادام کے پاس پہنچنے کے بعد ان تینوں نے اپنے اپنے طور پر پلان بنا رکھے تھے کہ وہ کس طرح پرنسز مادام کو کور کر کے اس بین الاقوامی تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں تیار ہو کر مشن کے لئے چل پڑے۔ ان تینوں کے جسموں پر چست لباس تھے اور ان لباسوں کی جیبوں میں مخصوص اور جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔ کرائے کی کار کوٹھی کے پورچ میں موجود تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ چیف شاکل نے سنبھالی جبکہ بلیک اور چوشان پچھلی

نشستوں پر بیٹھ گئے۔

چیف شاکل نے کار کوٹھی سے نکال کر اس کا رُخ لاشیری ہوٹل کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا۔

"جس قدر زیادہ سے زیادہ سفاکی شو ہو سکے ـــــ کی جائے ـــــ واپسی کے لئے ہر ممبر جو طریقہ مناسب سمجھے ـــــ اختیار کرلے ـــــ ایک دوسرے کی راہ نہ دیکھی جائے" ـــــ چیف شاکل نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم سمجھتے ہیں" ـــــ بلیک نے اس کی ہدایات پر قدرے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور شاکل خاموش ہو گیا۔ اُسے بھی شاید احساس ہو گیا تھا کہ وہ نادانستگی میں دنیا کے مشہور سیکرٹ ایجنٹوں کو بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا ہے۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے فاصلوں کو نگلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔



RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹرانسمیٹر کی زوں زوں جیسے ہی کمرے میں گونجی، بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھ دیا۔

"یہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے سر! ـــــ اسی کی فریکوئنسی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے فریکوئنسی چیک کرتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ـــــ آن کرو" ـــــ عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اور پھر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی اطمینان بھری آواز سنائی دی اور عمران اس کا لہجہ سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا ہے۔ ورنہ اس کا لہجہ اتنا مطمئن نہ ہوتا۔

"عمران سپیکنگ۔ اوور" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ میں شیر خان کو کار میں اغوا کر کے دانش منزل لے آرہا ہوں ـــ وہ میری ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ فخریہ تھا۔

"تمہارا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ اوور" ـــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس! ـــ میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے۔ اوور" ـ ٹائیگر کا جواب ملا۔

"او کے! ـــ سیدھے دانش منزل آجاؤ ـــ گیٹ تمہیں کھلا ملے گا ـــ کار اندر لیتے آنا ـــ وہاں میں سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اشارے پر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ ٹائیگر، شیر خان کو اتنی آسانی سے اغوا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے" ـــ بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ایسا ہی آدمی ہے ـــ جب کام کرنے پر آجائے تو وہ دوسرا عمران ثابت ہوتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"واقعی! ـــ اب تو میں بھی اس کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں۔ میرا خیال ہے میں گیٹ کھول دوں" ـــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے سر ہلانے پر اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔

"اچھا! ـــ میں باہر جاتا ہوں ـــ تم نے ٹائیگر کے سامنے نہیں آنا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جب میں ٹائیگر کو واپس بھیج دوں تو اس کے باہر نکلنے کے بعد تم بھی گیٹ روم میں آجانا ـــ آج میں شیر خان کو سچ مچ کا شیر بنا دینا چاہتا ہوں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک درخواست ہے" ـــ بلیک زیرو نے اچانک کہا۔

"لکھ کر دو ـــ زبانی درخواست کوئی اہمیت نہیں رکھتی ـــ اور سنو! ـــ اس پر کورٹ فیس ٹکٹ بھی لگا دینا" ـــ عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"میں مضمون پڑھ دیتا ہوں ـــ ہو سکتا ہے آپ کبھی سکول نہ گئے ہوں ـــ اس لئے پڑھنے میں تکلیف ہو ـــ بخدمت جناب ایکسٹو صاحب! ـــ شیر خان سے مجھے نپٹنے دیجئے ـــ جناب کی عین نوازش ہو گی" ـــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"عین نوازش کا زمانہ پرانا ہو چکا ہے ـــ اب تو غین نوازش کا دور ہے ـــ اس لئے درخواست نامنظور کی جاتی ہے" ـــ عمران نے لہجے کو مصنوعی طور پر سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے عمران کے باہر جانے پر ایک بٹن دبا کر بیرونی منظر دکھانے والی سکرین روشن کر دی۔ عمران باہر برآمدے میں کھڑا صاف دکھائی دے رہا تھا جب کہ دانش منزل کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اور سامنے سڑک پر سے گزرنے والی ٹریفک صاف دکھائی دے رہی تھی۔

چند لمحوں بعد سپورٹس کار تیزی سے مڑ کر گیٹ میں داخل ہوئی اور سیدھی برآمدے کے اس حصے کی طرف بڑھتی چلی آئی جدھر عمران کھڑا تھا۔

بلیک زیرو نے بٹن دبا کر گیٹ بند کر دیا تاکہ کار میں سے بے ہوش شیر خان کو باہر نکالنے کا منظر سڑک پر سے دیکھ نہ لیا جائے۔

ٹائیگر نے برآمدے کے قریب پہنچ کر کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر ساتھ والا دروازہ کھولا اور پھر سیٹ پر بیہوش پڑے ہوئے شیر خان کو باہر گھسیٹ لیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی اسے لے آنے میں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس! ـــــ بس ذرا دماغ استعمال کرنا پڑا" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے تمام واقعات عمران کو سنا دیئے۔

"ویری گڈ! ـــــ اچھا داؤ کھیلا ہے تم نے ـــــ اب تم واپس جاؤ ـــــ اور سنو! ـــــ یہاں سے نکلنے سے پہلے کار کی نمبر پلیٹ اور کلر تبدیل کر لینا ـــــ اور جتنی جلد ہو سکے اس میک اپ سے بھی چھٹکارا حاصل کر لو ـــــ کیونکہ شیر خان کے ساتھی بھوکے بھیڑیوں کی طرح پورے شہر میں تمہیں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے" ـــــ عمران نے شیر خان کو اٹھا کر کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــــ ایسا ہی ہوگا ـــــ اب میں جا سکتا ہوں" ـــــ؟ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں جاؤ ـــــ اور ذرا ہوشیار رہنا ـــــ ہو سکتا ہے کوئی ایجنسی کام پڑ جائے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور پھر شیر خان

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کو کندھے پر اٹھائے گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر تیزی سے مڑ کر واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانے میں نصب دو تین بٹن دبائے تو کار کے اوپر مصنوعی رنگ کی شیٹیں پھیلتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد کار کا رنگ یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی آٹومیٹک انداز میں کار کے دونوں سائیڈز کی نمبر پلیٹس بھی تبدیل ہو چکی تھیں۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا سکرین پر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے اس بات پر کوئی حیرت نہ تھی کیونکہ وہ اس کار کے تمام میکنزم کو اچھی طرح جانتا تھا۔ جب یہ کار عمران نے خاص انداز پر بنوائی تھی تو بلیک زیرو کو اس کے تمام میکنزم عملی طور پر دکھلائے تھے۔

کار کا رنگ اور نمبر پلیٹس تبدیل کر کے ٹائیگر نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنا کوٹ اتار کر اسے پلٹ کر دوبارہ پہن لیا۔ ڈبل انداز میں بنا ہوا کوٹ اب اپنا ڈیزائن اور رنگ بدل چکا تھا۔ پھر ٹائیگر نے چند ہی لمحوں میں مصنوعی میک اپ بھی صاف کر دیا۔ اب وہ کار سمیت مکمل طور پر بدل چکا تھا۔

جب ٹائیگر کار موڑ کر گیٹ کی طرف مڑا تو بلیک زیرو نے بٹن دبا کر گیٹ کھول دیا اور کار کے باہر جاتے ہی اس نے گیٹ بند کر کے حفاظتی سسٹم آن کر دیا اور ایک طویل سانس لیتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران نے خود اسے گیسٹ روم میں بلایا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس سے کچھ کام لینا چاہتا ہے چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیسٹ روم کا مخصوص لاک کھول کر وہ جب اندر داخل ہوا تو اس

نے شیر خان کو فرش پر بیہوش پڑے دیکھا جبکہ عمران ایک طرف کھڑا ہاتھ میں پکڑے ایک کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھا۔

عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

" یار بلیک زیرو! ــــ میں نے ابھی ابھی سوچا ہے کہ کیوں نہ تمہاری درخواست قبول کر لی جائے ــــ اس لئے بھئی اب تم جانو اور شیر خان"۔ عمران نے دیوار سے پشت لگاتے ہوئے کہا۔

" بہت بہت شکریہ! ــــ آپ دیکھنا کہ میں کتنی جلدی اسے بھیڑ خان بنا دیتا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" بس یہی خیال رکھنا کہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" عمران نے اُسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں ــــ بس چند منٹ کا کھیل ہو گا" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اس نے جیب سے نقاب نکال کر منہ پر چڑھایا اور پھر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے شیر خان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران بڑے بے تعلق سے انداز میں دیوار کے قریب کھڑا تھا۔ اور پھر بلیک زیرو نے شیر خان کو ہوش میں لے آنے کا وہی حربہ اختیار کیا جو عام طور پر عمران کیا کرتا تھا یعنی اس کا ناک اور منہ بیک وقت بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی شیر خان کا جسم کسمانے لگا اور بلیک زیرو پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پھر جیسے ہی شیر خان نے آنکھیں کھولیں بلیک زیرو کی لات پوری قوت سے شیر خان کے پہلو پر پڑی اور شیر خان کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ نکل گئی اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ شائد ایک ہی لات نے اُسے تیزی سے لاشعور سے شعور کی حالت میں پہنچا دیا تھا کیونکہ جیسے ہی اس کا جسم لڑھکنیاں کھاتا ہوا رکا وہ پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے کی کیفیت عجیب و غریب ہو رہی تھی۔ بیک وقت حیرت، غصہ اور نفرت کے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

" تمہارا نام شیر خان ہے" ــــ؟ بلیک زیرو نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

" ہاں! ــــ مگر تم کون ہو ــــ اور وہ نوجوان کہاں ہے جو مجھے دھوکے سے اغوا کر لایا ہے" ــــ؟ شیر خان نے بھی غراتے ہوئے جواب دیا

" اُسے بھول جاؤ ــــ اور سنو ــــ صرف میری بات کا جواب دو۔ میں پوچھتا ہوں جعلی کرنسی ملک میں پھیلانے کے سلسلے میں تمہارے ذمہ کیا کام لگایا گیا ہے" ــــ؟ بلیک زیرو نے کرخت اور سرد لہجے میں پوچھا۔

" اوہ! ــــ تو یہ چکر ہے ــــ سنو نقاب پوش! ــــ میری تمام زندگی اسی قسم کی سچوئشنز میں گزری ہے ــــ اس لئے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میری مرضی کے بغیر مجھ سے کوئی بات پوچھ سکتے ہو تو اس خیال کو دل سے نکال دو ــــ تم میرا ریشہ ریشہ الگ کر سکتے ہو ــــ مگر میری مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی میرے منہ سے نہیں اگلوا سکتے"۔

شیر خان نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تقریر کر لی تم نے ـــــ اگر کچھ رہ گئی ہو تو وہ بھی پوری کر لو۔ بعد میں شاید تمہیں پوری زندگی بولنے کا موقع ہی نہ ملے" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

مگر شیر خان خاموش کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتا رہا۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور وہ کسی بھی ممکنہ خطرے سے نپٹنے کے لئے پوری طرح تیار نظر آتا تھا۔

بلیک زیرو نقاب میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں سے چند لمحے بڑے غور سے سامنے کھڑے شیر خان کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بڑے لاپرواہ انداز سے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ اگر تم نہیں بتاتے تو نہ سہی ـــــ میں ہی مونچھیں نیچی کر لیتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے لاپرواہ انداز میں کہا اور پھر واپس مڑا۔

اس کے اس ردعمل نے شیر خان کو حیرت سے بت بنا دیا ـــــ اس کا تو شاید یہ خیال تھا کہ ابھی نقاب پوش اس پر حملہ کرے گا۔ مگر اس قسم کے ردعمل کے بعد اس کے تنے ہوئے اعصاب خود بخود ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

ادھر بلیک زیرو لاپرواہ انداز میں مڑا مگر ابھی اس کا آدھا جسم ہی مڑا تھا کہ وہ کسی لٹو کی طرح اپنی جگہ سے گھوما اور اس کی لات پوری قوت سے نصف دائرہ بناتی ہوئی شیر خان کے پہلو پر پڑی اور شیر خان جو بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا، بھرپور لات کھا کر اچھلا اور سامنے والی دیوار سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جا ٹکرایا۔ پھر اس نے اپنی طرف سے فوری اٹھ کھڑے ہونے کی پوری کوشش کی مگر بلیک زیرو تو چھلاوہ بن گیا تھا وہ اب اسے مزید موقع نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے پلک جھپکنے میں اسے دوبارہ چھاپ لیا اور دوسرے لمحے قوی ہیکل شیر خان اس کے دونوں ہاتھوں پر یوں اٹھتا چلا گیا جیسے وہ کوئی معمولی سا کھلونا ہو۔ بلیک زیرو نے اسے سر پہ اٹھا کر پوری قوت سے سر کے بل زمین پر دے مارا۔ مگر مقابل بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا اس لئے اس نے نہ صرف اپنے آپ کو سنبھال لیا بلکہ وہ نیچے گرتے ہوئے قلابازی کھا کر یوں سیدھا کھڑا ہو گیا جیسے اسے زبردستی نہ گرایا گیا ہو بلکہ اس نے خود ہی جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلابازی کھائی ہو۔ اور نہ صرف وہ سیدھا کھڑا ہوا بلکہ اس نے جھکائی دے کر بلیک زیرو پر واپسی حملہ بھی کر دیا۔

مگر بلیک زیرو اتنی آسانی سے اس معمولی سے داؤ میں کیسے آسکتا تھا۔ وہ پھرتی سے بائیں طرف ہی جھکا اور پھر اس نے الٹی قلابازی کھائی اور شیر خان کو اس نے اپنی ٹانگوں پر اچھال کر سامنے والی دیوار سے دے مارا اور پھر خود سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"چھوڑو باس! ـــــ خوامخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے" ـــــ اچانک عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتا ہوا دیوار کے ساتھ اٹھ کر کھڑے ہوئے شیر خان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو پیچھے ہٹ گیا تھا۔

شیر خان کٹکھنے کتے کی طرح دیوار سے پشت لگائے کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے اب عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ پوری طرح چوکنا نظر آ رہا تھا۔

"شیر خان! ـــــ تمہارے لڑائی بھڑائی کے کارنامے میں نے بہت سن

رکھتے ہیں ـــــ مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے کے باوجود انتہائی سچے اور کھرے آدمی ہو" ـــــ عمران نے اس سے چند قدم دور رُک کر بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" پھر" ـــــ ؟ شیر خان نے اسی طرح چونکنے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سنو شیر خان! ـــ سمگلنگ ـــ چوری ـــ ڈاکہ زنی ـــ نقب لگانا ـــ عورتوں کا اغوا ـــ یہ سب جرائم ہیں ـــ اور ایسے جرائم ہر ملک میں ہوتے رہتے ہیں ـــ مگر جہاں مسئلہ وطن کی سلامتی کا آجائے ـــ وہاں ہر آدمی کچھ نہ کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے" ـــ عمران نے کہا۔

" میں سمجھا نہیں ـــ تم کہنا کیا چاہتے ہو" ـــ شیر خان کا لہجہ اس بار قدرے حیرت بھرا تھا۔

" دیکھو شیر خان! ـــ ہماری تمہاری کوئی لڑائی نہیں ـــ نہ ہی یہ جرائم ہماری فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں ـــ مگر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم ایسی بین الاقوامی تنظیم کے آلہ کار بن گئے ہو ـــ جو اس ملک میں بے پناہ جعلی کرنسی پھیلا کر اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کر دینا چاہتی ہے ـــ تم سمجھدار آدمی ہو ـــ خود سوچو کہ جب یہاں جعلی کرنسی کا سیلاب آجائے گا تو پھر مہنگائی کہاں پہنچ جائے گی ـــ اس ملک کے لاکھوں افراد ـــ بوڑھے ـــ عورتیں ـــ اور بچے بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے ـــ انہیں کسی بھی قیمت پر خوراک کا ایک ذرہ بھی میسر نہیں آسکے گا ـــ کیا بحیثیت انسان تم یہ ظلم برداشت کر لوگے؟

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران کا لہجہ بے حد متاثر کن تھا۔

اور شیر خان کے جسم نے بڑے نمایاں انداز میں جھرجھری لی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت اور نرمی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو ـــ میں نے کبھی اس پہلو پر سوچا بھی نہیں تھا" ـــ شیر خان نے کچھ لمحے توقف کرنے کے بعد قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو ـــ ہم اس ملک کے لاکھوں معصوم بچوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بچا لیں ـــ اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہونے سے بچا لیں" ـــ عمران نے اس کے جذبات کو مزید ابھارتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ میں تم سے تعاون کرنے پر تیار ہوں ـــ مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو" ـــ شیر خان نے اس بار بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

اور دیوار کے قریب کھڑا بلیک زیرو، عمران کی بے پناہ صلاحیتوں پر دل ہی دل میں عش عش کر رہا تھا کہ اس نے کس طرح بغیر انگلی اٹھائے شیر خان جیسے بدمعاش کو رام کر لیا تھا۔

" دیکھو شیر خان! ـــ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا ـــ تم صرف ہمیں یہ بتا دو کہ وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے تمہیں بنکوں میں نقب لگا کر کرنسی تبدیل کرنے کا کام سونپا ہے" ـــ عمران نے کہا اور شیر خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

" تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ـــ؟ اس بات کا ذکر تو ابھی تک

میں نے اپنے خاص آدمیوں سے بھی نہیں کیا" ـــــ شیر خان نے شدید حیرت سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری جیبوں کی تلاشی کے دوران یہ کاغذ ملا تھا ـــــ اس سے ہمیں سب کچھ معلوم ہو گیا ہے" ـــــ عمران نے جیب سے وہی کاغذ نکال کر شیر خان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو وہ بلیک زیرو کے کمرے میں آتے وقت پڑھ رہا تھا۔

"مگر یہ تو کوڈ میں ہے" ـــــ شیر خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وطن کی سلامتی کا جہاں سوال ہو شیر خان! ـــــ وہاں ایسے کوڈ چند لمحوں میں ہی حل ہو جاتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یقیناً تم خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو ـــــ ورنہ یہ کوڈ اتنی آسانی سے سمجھ میں نہ آنے والا تھا" ـــــ شیر خان نے کاغذ واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"شیر خان! ـــــ وقت بہت کم ہے ـــــ اسے ہم باتوں میں ضائع نہیں کر سکتے ـــــ اس تنظیم نے صرف تم پر ہی تکیہ نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے ذمہ بھی یہی کام لگایا گیا ہے ـــــ اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم باتیں ہی کرتے رہ جائیں ـــــ اور وہ اپنا کام کر گزریں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتا دیتا ہوں ـــــ مجھے یہ کام ایڈورڈ نے دیا تھا ـــــ کیا تم ایڈورڈ کو جانتے ہو" ـــــ؟ شیر خان

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے کہا۔

"ایڈورڈ بار کا مالک ـــــ وہی جو بندرگاہ پر ہے" ـــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ایڈورڈ ـــــ اس کے لہجے سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے اس تنظیم میں کوئی اہم حیثیت حاصل ہے" ـــــ شیر خان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! ـــــ تم ایڈورڈ کو فون کرو کہ میرا ایک آدمی کچھ مزید تفصیلات طے کرنے تمہارے پاس آ رہا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے پاس والی دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ پھیرا تو دیوار کے درمیان میں ایک چھوٹی سی الماری نمودار ہو گئی۔ الماری کے اندر ایک ٹیلیفون سیٹ موجود تھا۔

"کیا نمبر ہے اس کا" ـــــ؟ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"سات، دو، چار، ایک" ـــــ شیر خان نے جواب دیا اور عمران کی انگلی تیزی سے ڈائل پر گھومنے لگی۔

چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے رسیور شیر خان کی طرف بڑھا دیا۔

"شیر خان بول رہا ہوں ـــــ ایڈورڈ سے بات کراؤ" ـــــ شیر خان نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس اس وقت ایک لڑکی کے ساتھ اپنی خوابگاہ میں ہے"۔

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ عمران چونکہ رسیور کے بالکل قریب تھا اس لئے وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سُن رہا تھا۔

" خوابگاہ کا دروازہ بند کر دو ۔۔۔ لڑکی غائب ہو جائے گی" ۔۔۔ شیر خان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" بہتر ۔۔۔ چند لمحے توقف کیجئے ۔۔۔ باس سے بات کراتا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سب کوڈ تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اچھا ہوا اس نے شیر خان کو رسیور پکڑا دیا تھا۔ ورنہ ایک لمحے کے لئے اُسے یہ خیال بھی آیا تھا کہ وہ خود شیر خان کے لہجے میں ایڈورڈ سے بات کر لے۔

" ہیلو ایڈورڈ سپیکنگ ۔۔۔ شیر خان کیا بات ہے" ۔۔۔ ؟ ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ایڈورڈ ! ۔۔۔ ایک اہم مسئلہ پیش آگیا ہے ۔۔۔ کچھ مزید تفصیلات طے کرنی ہوں گی ۔۔۔ میرا ایک آدمی تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آئے گا ۔۔۔ اس سے تفصیلات طے کر لینا" ۔۔۔ شیر خان نے کہا۔

" کیسی تفصیلات اور کیسا مسئلہ ۔۔۔ ؟ وضاحت کرو" ۔۔۔ ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

" دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ٹارگٹس کی تفصیلات کے لئے اپنے آدمی بھیجے تھے ۔۔۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ انہیں جو نقشے مہیا کئے گئے ہیں وہ غلط ہیں ۔۔۔ اس طرح تو تمام مشن فیل ہو جائے گا۔ ان نقشوں کی درستگی ضروری ہے" ۔۔۔ شیر خان نے فوراً ہی جواب دیا اور عمران شیر خان کی ذہانت کی دل ہی دل میں داد دینے لگا جس نے بات بڑی ذہانت سے سنبھال لی تھی۔ اب عمران کو یہ بھی اطمینان ہو گیا تھا کہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



شیر خان واقعی سچے دل سے تعاون پر آمادہ ہو چکا ہے۔

" اوہ ! ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ نقشے تو بڑی چھان بین کے بعد تیار کرائے گئے تھے" ۔۔۔ ایڈورڈ کی تشویش سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

" کہیں نہ کہیں غلطی ہوئی ہے ۔۔۔ اسی لئے تو میں آدمی بھیج رہا ہوں تاکہ سب کام تسلی بخش طور پر ہو سکے" ۔۔۔ شیر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر تم خود کیوں نہیں آتے" ۔۔۔ ؟ ایڈورڈ نے پوچھا۔

" دیکھو ایڈورڈ ! ۔۔۔ میں بڑے منظم طریقے سے کام کرتا ہوں ۔۔۔ اس لئے میں نے ایسے کاموں کے لئے ماہر رکھے ہوتے ہیں ۔۔۔ جو آدمی میں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں وہ اس کام کا ماہر ہے ۔۔۔ وہ زیادہ آسانی سے ساری تفصیلات طے کر سکتا ہے" ۔۔۔ شیر خان نے جواب دیا۔

" او کے ! ۔۔۔ بھیج دو ۔۔۔ میں اس کا انتظار کروں گا" ۔۔۔ ایڈورڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

" وہ آدمی کوڈ میں سُرخ نقشہ کہے گا" ۔۔۔ شیر خان نے خود ہی کوڈ بھی طے کر دیا۔

" او۔ کے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ بھیج دو" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنتے ہی شیر خان نے بھی رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" کیا تم خود ایڈورڈ کے پاس جاؤ گے" ۔۔۔ ؟ شیر خان نے عمران

سے پوچھا جو ریسیور رکھ کر الماری بند کر رہا تھا۔

"ظاہر ہے ___ مجھے جانا ہوگا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"او۔کے! ___ مگر خیال رکھنا وہ بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے ذرا بھی مشکوک ہوگیا تو تمہارا وہاں سے زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا"۔ شیر خان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی تم فکر نہ کرو ___ مسئلہ اب ان نقشوں کا ہے" ___ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ___ نقشے میری بار میں موجود ہیں ___ میں وہاں سے تمہارے حوالے کر سکتا ہوں" ___ شیر خان نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ آؤ میرے ساتھ ___ پہلے تمہاری بار میں چلتے ہیں" ___ اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ___ ظاہر ہے شیر خان اس کے پیچھے تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نقاب پوش نے تیزی سے ایک بٹن دبایا تو مشین کے اوپر موجود چھوٹی سی سکرین پر روشنی کی لہریں کوندنے لگیں۔ پھر چند لمحوں بعد وہاں ایک اور نقاب پوش کی تصویر ابھر آئی۔ اس نقاب پوش کے سینے پر سیاہ رنگ میں نو کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔

"چیف باس! ___ تین مشکوک عورتیں ہیڈکوارٹر پہنچ چکی ہیں"۔ بٹن دبانے والے نقاب پوش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پوری رپورٹ دو ___ یہ عورتیں کون ہیں ___؟ اور کیسے مشکوک ہوئیں" ___؟ چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"چیف باس! ___ حسب معمول ایئر پورٹ پر نگرانی ہو رہی تھی کہ یہ تینوں عورتیں ایک جہاز سے اتریں ___ یہ تینوں جنیوا سے آئی تھیں تینوں علیحدہ علیحدہ قومیت کی تھیں ___ مگر اس کے باوجود یوں اکٹھی ہو کر وہ بات چیت کر رہی تھیں جیسے ایک ہی ملک کی ہوں۔ اس پر

زیروسیون ان کی طرف سے مشکوک ہو گیا ـــــ پھر اتفاق سے وہ تینوں ہوٹل لاشیری میں جا ٹھہریں ـــــ جہاں زیروسیون نے فون کر کے انہیں سپیشل روم میں ٹھہرانے کا حکم دیا ـــــ چنانچہ انہیں سپیشل روم میں بھیج دیا گیا اور زیروسیون چیکنگ روم میں پہنچ گیا ـــــ جیسے ہی یہ عورتیں کمرے میں پہنچیں ـــــ ٹرانسمیٹر پر گائیگر کی مخصوص آوازیں سنائی دیں ـــــ چنانچہ زیروسیون نے ویژن آئی آن کر دیا ـــــ ویژن آئی سے معلوم ہوا کہ ان کے پاس انتہائی جدید ترین گائیگر موجود ہے. مگر اس کے باوجود انہوں نے ٹرانسمیٹر کو نہ چھیڑا اور کچھ غیر ضروری سی گفتگو کرتی رہیں ـــــ اس کے بعد ایک لڑکی باتھ روم میں گئی ـــــ اس نے وہاں بھی گائیگر سے ٹرانسمیٹر چیک کیا ـــــ اور ٹرانسمیٹر چیک کرنے کے باوجود اسے نہ چھیڑا ـــــ اس سے زیروسیون کو مکمل یقین ہو گیا کہ وہ تینوں یقیناً مشکوک ہیں ـــــ چنانچہ ٹریننگ سیکشن کو کال کر کے انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا حکم دے دیا گیا تاکہ ان کی مکمل سکریننگ کی جا سکے۔ اب یہ تینوں یہاں موجود ہیں ـــــ تینوں ابھی تک بیہوش پڑی ہیں میں نے سوچا کہ آپ کو ان کے بارے میں اطلاع کر دوں ـــــ اور پھر ان کی سکریننگ کروں ـــــ ہو سکتا ہے کہ آپ خود ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہیں۔ اوور" ـــــ نقاب پوش نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا.

"ہوں! ـــــ معاملہ واقعی مشکوک ہے ـــــ ان کے سامان اور کپڑوں کی تلاشی لی گئی ہے. اوور" ـــــ ؟ چیف باس نے پوچھا.

"یس باس! ـــــ گائیگر ان تینوں کے پاس ہیں ـــــ اس کے علاوہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کچھ ایسا سامان بھی ان سے برآمد ہوا ہے ـــــ جو انتہائی جدید قسم کا ہے اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ تینوں گائیگر علیحدہ علیحدہ ملکوں کے ساختہ ہیں ـــــ ایک لڑکی جو قومیت سے شوگران کی ہے اس کا گائیگر شوگران میڈ ہے ـــــ دوسرا روسیاہ میڈ ـــــ اور تیسرا ایکریمیا میڈ ہے ـــــ اسی طرح سامان بھی مختلف ہے ـــــ کچھ سامان ان کے جوتوں کی ایڑیوں سے ملا ہے ـــــ کچھ ان کے بیگز کے خفیہ خانوں سے ـــــ ان میں سے ایک نے مخصوص ساخت کے آویزے پہن رکھے تھے. ان آویزوں کو چیک کیا گیا ہے تو ان میں انتہائی نفیس قسم کے ٹرانسمیٹر فٹ ہیں. اوور" ـــــ نقاب پوش نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا.

"اوکے! ـــــ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی ـــــ یہ عورتیں یقیناً کسی ملک کی سیکرٹ سروس سے متعلق معلوم ہوتی ہیں۔ انہیں مین سکریننگ روم میں پہنچا دو ـــــ میں وہیں پہنچ رہا ہوں. اوور" ـــــ چیف باس نے کہا

"مین سکریننگ روم میں ـــــ بہتر جناب! اوور" ـــــ نقاب پوش نے چونکتے ہوئے جواب دیا.

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا. پھر وہ سٹول سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا.

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی. راہداری کے آخر میں ایک اور کمرے کا دروازہ تھا. جس کے باہر دو مسلح نقاب پوش کھڑے پہرہ دے رہے تھے.

نقاب پوش کو آتے دیکھ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جس میں مختلف اور عجیب قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ وہاں چار نقاب پوش موجود تھے مگر ان کے نقاب سفید تھے کمرے کے درمیان میں فرش پر تین عورتیں بیہوش پڑی ہوئی تھیں۔ یہ مارگریٹ، کاناکی اور مس بوچر تھیں۔

" ان عورتوں کو مین سکریننگ روم میں پہنچا دو ۔۔۔ چیف باس وہاں خود آرہے ہیں" نقاب پوش نے ان چاروں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" بہتر باس" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر ان میں سے تین نقاب پوشوں نے آگے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑی ہوئی عورتوں کو اٹھا کر کاندھوں پر لاد لیا۔ چوتھے نے آگے بڑھ کر ایک مشین پر موجود ڈائل کو مخصوص انداز میں گھمایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور دوسرے لمحے کمرے کی شمالی دیوار تیزی سے درمیان سے پھٹتی چلی گئی اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آنے لگیں۔ وہ نقاب پوش ان تینوں کو اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جبکہ سرخ نقاب پوش بھی ان کے پیچھے ہی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

تقریباً چالیس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچے جس کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ موجود تھا۔ سرخ نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے بعد عورتوں کو بھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اندر لے آیا گیا۔

اس بڑے کمرے کے درمیان میں شفاف شیشے کا ایک بڑا سا صندوق پڑا ہوا تھا۔ اس صندوق میں مختلف رنگوں کی بے شمار چھوٹی بڑی تاریں نکل کر قریب ہی دیوار میں نصب ایک بہت بڑی مشین سے منسلک تھیں۔

" ان میں سے ایک عورت کو اس میں لٹا دو ۔۔۔ اور باقی دو کو ساتھ والے بیڈز پر ڈال کر باندھ دو" ۔۔۔ سرخ نقاب پوش نے حکم دیتے ہوئے کہا اور ایک نقاب پوش نے جس نے کاندھے پر مس بوچر کو اٹھایا ہوا تھا آگے بڑھ کر صندوق کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا صندوق کا ڈھکن خود بخود اٹھتا چلا گیا اور اس نے مس بوچر کو اس صندوق کے اندر لٹا کر ڈھکن دوبارہ بند کر دیا جبکہ مارگریٹ اور مس کاناکی کو قریب پڑے ہوئے لوہے کے بیڈ پر لٹا کر چمڑے کی پیٹیوں سے باندھ دیا گیا۔

وہ تینوں نقاب پوش فارغ ہو کر پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

" تم تینوں جا سکتے ہو" ۔۔۔ سرخ نقاب پوش نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں خاموشی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

سرخ نقاب پوش اب بغور صندوق میں لیٹی ہوئی مس بوچر کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک سامنے کی دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور ایک قوی ہیکل نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ اس کے سینے پر نو کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔ اس نے اندر آکر باری باری غور سے ان تینوں کو دیکھا اور پھر وہ سرخ نقاب پوش سے مخاطب ہوا۔

" نمبر ٹو ۔۔۔ یہ تینوں عورتیں واقعی سیکرٹ سروس سے متعلق لگتی ہیں۔

تم مشین آن کر کے پہلے اسے ہوش میں لے آؤ ــــــ پھر میں خود ہی اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں" ــــــ چیف باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے اور بٹن آن ہوتے ہی اس جہازی سائز کی مشین پر لگے ہوئے بیشمار چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مشین سے گھوں گھوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

نمبر ٹو نے پیلے رنگ کا بٹن دبایا اور پھر بٹن کے اُوپر لگی ہوئی موہڑ کو ہاتھ سے پکڑ کر آہستہ آہستہ دائیں طرف گھمانے لگا۔ موہڑ کے گھومتے ہی صندوق میں پڑی ہوئی مس بوچر کے جسم میں کسمساہٹ سی ہونے لگی اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں، مگر اس کی نگاہیں چند لمحے ایک جگہ جمی رہیں، پھر آہستہ آہستہ ان میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی۔ دونوں نقاب پوش اُسے بغور دیکھ رہے تھے۔

ہوش میں آتے ہی مس بوچر نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی، مگر اس کا جسم صرف پھڑپھڑا کر ہی رہ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے باوجود کوشش کے وہ اپنے جسم کو زیادہ حرکت نہیں دے سکی۔

" مائیک مجھے دے دو ــــ اور سب کانشس بٹن آن کر دو ــــ اس کی سوئی نمبر الیون پر فکس کر دو" ــــــ چیف باس نے کہا۔

" نمبر الیون تو بہت بڑی فریکوئنسی ہے ــــــ ایسا نہ ہو کہ اس کا دماغ ہی پھٹ جائے" ــــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

" نہیں ــــــ یہ سیکرٹ ایجنٹ بہت طاقتور ذہن کے مالک ہوتے ہیں ــــــ الیون نمبر پر اُمید ہے کہ یہ اپنے لاشعور کو بلنیک نہ کر سکیں گے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ورنہ کم طاقت پر مجھے خطرہ ہے کہ یہ اپنا ذہن بلنیک کر کے ہمیں دھوکہ نہ دے جائیں" ــــــ چیف نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے باس" ــــــ نمبر ٹو نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے مشین کی ناب پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا اور اس پر لگی ہوئی موہڑ کو گھمانے لگا۔ موہڑ کے اوپر بنے ہوئے ڈائل پر جس پر ایک سے پچیس تک کے ہندسے موجود تھے۔ سُرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی اور جب سوئی سات پر پہنچی تو نمبر ٹو نے موہڑ پر سے ہاتھ اٹھا لیا اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔ اب مشین کے درمیان میں نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر آڑھی ترچھی لکیریں بننے اور مٹنے لگیں۔ نمبر ٹو نے مشین کے کونے میں ایک ہک سے لٹکا ہوا چھوٹا سا مائیک نکالا جس کے ساتھ لچھے دار تار لگی ہوئی تھی اور مائیک قریب ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے چیف باس کی طرف بڑھا دیا۔

چیف باس نے مائیک ہاتھ میں پکڑتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے لڑکی" ــــــ؟ اس کے سوال کرتے ہی سکرین پر اس کا سوال حروف میں لکھا ہوا نظر آنے لگا۔

" مس بوچر" ــــــ مشین میں سے ہی مس بوچر کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی سکرین پر مس بوچر کا نام لکھا ہوا بھی نظر آنے لگا۔

" تمہارا تعلق کس ملک سے ہے" ــــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

" روسیاہ سے" ــــــ مس بوچر نے جواب دیا۔

چیف باس کا سوال اور مس بوچر کا جواب سکرین پر بھی نمایاں ہو گیا سکرین پر لکھے ہوئے حروف سے پتہ چلتا تھا کہ جواب دینے والے نے صحیح

جواب دیا ہے۔ یہ مشین لاشعور کو کھنگال کر اصل جواب سکرین پر لے آتی تھی اس لئے آدمی چاہے کتنا ہی جھوٹ بولنے کی کوشش کرے۔ مشین اصل اور صحیح جواب دے دیتی تھی۔ ویسے بھی اس وقت لاشعوری چیکنگ کی جا رہی تھی اور جس قدر ہائی فریکوئنسی پر مشین سیٹ تھی اس کے بعد تو جھوٹ بولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"روسیاہ کی کونسی تنظیم ہے" ۔۔۔ ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"میرا تعلق وہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے" ۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

"یہ تمہارے سامنے دو عورتیں کون ہیں ۔۔۔ تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ ؟ چیف باس نے سوال کیا۔

"ان میں سے ایک کا نام مس مارگریٹ ہے ۔۔۔ اس کا تعلق ایکریمیا سیکرٹ سروس سے ہے ۔۔۔ جبکہ دوسری مس کاشاکی ہے ۔۔۔ اس کا تعلق شوگران سیکرٹ سروس سے ہے" ۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

"تم تینوں اس ملک میں کیوں آئی ہو ۔۔۔ ؟ اور کیا مقاصد ہیں ۔۔۔ ؟ تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔ چیف باس نے سوال کیا۔

"ہمارا مقصد میڈم کیٹ کی تنظیم کو ختم کرنا ہے ۔۔۔ اور ہم اسی مقصد کے لئے یہاں آئی ہیں" ۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

"مگر تم تینوں اکٹھی کیسے کام کر رہی ہو" ۔۔۔ ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"اس تنظیم کے خلاف تین عالمی طاقتوں نے مشترکہ طور پر کام کرنے کا آغاز

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کیا ہے ۔۔۔ اس تنظیم میں تینوں سیکرٹ سروس کے دو نمائندے شریک ہیں ۔۔۔ اس لئے ہم تینوں یہاں اکٹھی آئی ہیں" ۔۔۔ مس بوچر بڑے اطمینان سے چیف باس کے سوالوں کے جواب میں تمام باتیں صحیح صحیح بتاتے چلی جا رہی تھی۔

"باقی تین سیکرٹ ایجنٹس کون ہیں ۔۔۔ اور کہاں ہیں" ۔۔۔ ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"وہ تینوں علیحدہ علیحدہ اس ملک میں آئے ہیں ۔۔۔ ان میں روسیاہ کے شاکل ۔۔۔ ایکریمیا کے مسٹر بلیک ۔۔۔ اور شوگران کے پوشان شامل ہیں"۔ مس بوچر نے جواب دیتے ہوئے بتایا۔

"تمہارا ان سے رابطہ کیسے ہوگا" ۔۔۔ ؟ چیف باس نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہمارا ان سے علیحدہ کوئی رابطہ نہیں ہے ۔۔۔ آپس میں ہم تینوں کا ۔۔۔ اور آپس میں ان تینوں کا رابطہ ٹیلی لوک نمبر تھرٹی سے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

"تمہارا یہاں کیا پروگرام تھا ۔۔۔ ؟ تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔ چیف باس نے سوال کیا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پرنسز مادام ہی میڈم کیٹ ہیں ۔۔۔ اور وہ ایسی عورتوں کی تلاش میں رہتی ہے جو آرائش گیسو ۔۔۔ میک اپ ۔۔۔ اور مساج کے فن میں ماہر ہوں ۔۔۔ ہم تینوں نے بھی ان فنوں کی مکمل ٹریننگ لے رکھی ہے ۔۔۔ اس لئے ہمارا پروگرام تھا کہ ہم یہاں آ کر ایک بیوٹی پارلر کھول لیں ۔۔۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی وقت ہمیں پرنسز مادام

تک پہنچنے میں کامیابی ہو جائے ـــــ اور پھر ہم اُسے اغوا یا یرغمال بنا کر تنظیم کو ختم کر دیں" ـــــ مس بوچر نے اپنا تفصیلی پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"باقی تینوں سیکرٹ ایجنٹوں کا کیا پروگرام ہے" ـــــ ؟ چیف باس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ان کا خیال ہے کہ وہ مار دھاڑ کریں گے ـــــ شاید اس طرح پرنسز مادام تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں ـــــ کیونکہ ظالم ـــ اکھڑ ـــ اور سفاک مرد پرنسز مادام کی کمزوری ہیں" ـــــ مس بوچر نے جواب دیا۔

"اسے آف کر دو" ـــــ چیف باس نے مائیک پر ہاتھ رکھ کر نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور نمبر ٹو نے مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

"آدمی بلواؤ ـــــ اور اسے باہر باندھ کر دوسری کو چیکنگ مشین میں ڈالو ـــــ میں ان کے تقابلی بیانوں کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں" ـــــ چیف باس نے کہا اور نمبر ٹو نے ایک گھنٹی بجا کر باہر موجود دربانوں کو بلوایا اور پھر ان کی مدد سے مس بوچر کو شیشے کے صندوق سے باہر نکال کر مس کاشاکی کو صندوق میں ڈال دیا گیا۔

چیف باس نے اس سے بھی سوالات کئے اور ظاہر ہے مس کاشاکی نے بھی وہی جواب دیئے جو مس بوچر دے چکی تھی۔ اور پھر اسی طرح مارگریٹ سے بھی سوال جواب ہوئے۔

"ان تینوں کو ڈارک روم میں پہنچا دو ـــــ میڈم کیٹ ہی ان کے متعلق کوئی فیصلہ کرے گی" ـــــ چیف باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"یس باس" ـــــ نمبر ٹو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور چیف باس تیزی سے اسی دیوار کی طرف چل پڑا جس کے درمیان میں پیدا ہونے والے خلا سے وہ اندر آیا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر بوٹ کی نوک سے ٹھوکر ماری تو خلا دوبارہ پیدا ہوا اور چیف باس دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔

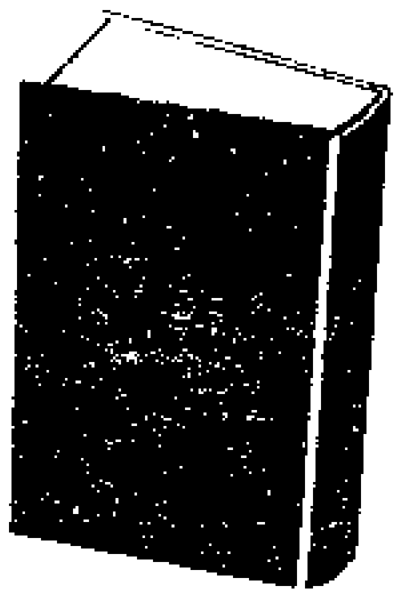

ہوٹل لاشیری کے کمپاؤنڈ میں جیسے ہی کار رکی۔ وہ تینوں اچھل کر باہر آ گئے اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان تینوں کے چہروں پر سنسنی اور جوش کے آثار نمایاں تھے۔ جب کہ آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے بھوکے بھیڑیئے کو اچانک کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ تینوں رک گئے۔ ہال اس وقت ہر رنگ و نسل کی عورتوں اور مردوں سے پُر تھا۔ سب لوگ پینے پلانے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ جبکہ ہال کے درمیان ڈانسنگ پلیس بنی ہوئی تھی جس میں تیز

میوزک کی دھن میں کئی جوڑے رقص کرنے میں مصروف تھے۔

وہ تینوں چند لمحے جیبوں میں ہاتھ ڈالے گیٹ کے قریب کھڑے ہال کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر بڑے فاخرانہ انداز میں وہ قدم بڑھاتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

"لڑکی! ___ سینڈرا کہاں ہے" ___؟ شاکل نے انتہائی اکھڑ لہجے میں لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں" ___؟ لڑکی نے چونک کر قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ مگر دوسرا لمحہ اس لڑکی کے لئے بھی شدید ترین حیرت کا لمحہ تھا کیونکہ جیسے ہی کیوں کا لفظ اس کے منہ سے نکلا، شاکل نے انتہائی غصیلے انداز میں کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بڑی بوتل اٹھا کر پورے زور سے کاؤنٹر پر دے ماری۔ بوتل کے ٹوٹنے کے دھماکے سے ہال میں موجود ہر شخص چونک پڑا۔ ناچتے ہوئے جوڑے بھی یکدم رک گئے۔ ہر شخص حیرت بھرے انداز میں ان تینوں کو دیکھنے لگا۔

"کہاں ہے سینڈرا" ___؟ شاکل نے انتہائی جوش سے کاؤنٹر پر مکہ مارتے ہوئے پوچھا۔ اس کا مکہ اتنا زوردار تھا کہ کاؤنٹر پر پڑے ہوئے خالی جام اچھل کر نیچے فرش پر جا گرے اور ان کے ریزے ادھر ادھر بکھر گئے۔

"اے مسٹر! ___ یہ غنڈہ گردی یہاں نہیں چلے گی" ___ اچانک ایک طرف سے ایک قوی الجثہ آدمی جس کے چہرے پر ضربوں کے بے شمار نشانات تھے غصے میں دھاڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ابھی وہ ان سے چند قدم دور ہی تھا کہ اچانک بلیک اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے آنے والے کے سینے پر پڑے اور وہ پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ بلیک قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کرنے میں مصروف اس آدمی کا بازو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور تیزی سے لٹو کی طرح گھوم گیا۔ بازو کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ساتھ ہال اس آدمی کی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور وہ دوبارہ فرش پر گر کر تیزی سے تڑپنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی شخص آگے بڑھتا وہ شخص ساکت ہو گیا۔ شاید وہ تکلیف کی شدت سے بیہوش ہو گیا تھا۔

"کہاں ہے سینڈرا ___؟ بلاؤ اسے" ___ شاکل نے ایک بار پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے اچانک سائیں کی آواز سنائی دی اور ایک گولی شاکل کے کان کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ گولی ہال کی طرف سے کسی نے چلائی تھی۔ اس گولی کا چلنا تھا کہ وہ تینوں انتہائی تیزی سے اچھل کر کاؤنٹر کے پیچھے جا گرے۔ اور پھر انہوں نے کاؤنٹر کی آڑ میں بے تحاشہ ہال پر فائرنگ شروع کر دی۔

ہال میں چیخوں اور کراہوں کا سیلاب سا آ گیا۔ بے شمار مرد اور عورتیں چیختی چلاتی ہوئیں بیرونی دروازے کی طرف بھاگیں۔ ان تینوں نے کل تین راؤنڈ چلائے تھے۔ اور اس کے نتیجے میں آٹھ نو افراد شدید زخمی ہو کر گرے مگر زیادہ لوگ اس اچانک پیدا ہونے والی بھگدڑ میں گر کر کچلے گئے۔

"نکلو" ___ شاکل نے کہا اور پھر ان تینوں نے کاؤنٹر سے باہر چھلانگیں لگائیں اور پھر اس بھگدڑ میں لوگوں کو دھکیلتے ہوئے وہ بیرونی

دروازے کی طرف بڑھے۔

"ٹھہرو بزدل چوہو" ـــــ اچانک ایک دھاڑ سی سنائی دی اور وہ تینوں تیزی سے مڑے اور پھر ان کی نظریں ایک راہداری کے کونے میں کھڑے ہوئے ایک گینڈے نما شخص پر پڑیں جو انتہائی غصے کے عالم میں کھڑا دھاڑ رہا تھا۔

"تم نے ہمیں چوہا کہا ہے" ـــــ اچانک چوشان نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ کسی باز کی طرح اڑتا ہوا سیدھا اس گینڈے پر جا گرا۔

اس گینڈے نما شخص کو شاید تصور میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اتنی دور سے بھی کوئی شخص اس پر چھلانگ لگا سکتا ہے اس لئے وہ چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا اور چوشان نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوتے پوری قوت سے اس کے جبڑے پر ٹھوکر ماری۔

اتنی دیر میں ہال خالی ہو چکا تھا۔ اب وہاں صرف بیرے موجود تھے۔ جو مختلف میزوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے کیونکہ بلیک اور شاکل کے ہاتھوں میں ریوالور پکڑے ہوئے تھے۔

اس گینڈے نما شخص نے چوٹ کھا کر تیزی سے پلٹنی کھائی اور پھر چوشان کی لات پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا مگر چوشان نے اپنے جسم کو تیزی سے جھکا کر دونوں ہاتھ فرش پر رکھے اور دوسری لات گھما کر پوری قوت سے اس گینڈے کے اس ہاتھ پر ماری جس سے اس نے اس کی ٹانگ پکڑی ہوئی تھی اور گینڈے نے چیخ مار کر اس کی ٹانگ چھوڑ دی اور اپنے ہاتھ کو تیزی سے جھٹکنے لگا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"کھڑے ہو جاؤ ـــــ اور مرنے کے لئے بھی تیار ہو جاؤ ـــــ ہمیں بزدل کہنے والا زندہ نہیں رہ سکتا" ـــــ چوشان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ـــــ؟ میرا نام سینڈرا ہے" ـــــ سینڈرا نے تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ تو تم ہو سینڈرا ـــــ تو سنو سینڈرا! ـــــ اپنی میڈم کریٹ کو کہہ دینا کہ اب یہاں اس کا سکہ نہیں ـــــ بلکہ ہمارا سکہ چلے گا ـــــ ہم مرد ہیں ـــــ اور مرد کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی عورت ان پر حکم چلائے ـــــ صرف تم جیسے زنخے ہی اس کا حکم مان سکتے ہیں سمجھے۔ بس ہم نے یہی پیغام دینا تھا" ـــــ چوشان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاکل اور بلیک نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے مختلف سمتوں سے ہوتے ہوئے اندھیرے میں دوڑتے چلے گئے کیونکہ انہوں نے پولیس گاڑیوں کے چیختے چلاتے سائرن تیزی سے نزدیک آتے سن لئے تھے۔ شاید کسی نے اس ہنگامے کی اطلاع پولیس کو دیدی تھی۔ کسی نے بھی اس کار کا رخ نہ کیا کیونکہ ظاہر ہے اول تو اتنا وقت نہ تھا اور دوسری بات یہ کہ کار کرائے کی تھی اور ظاہر ہے جعلی نام و پتہ دیکر ہی لی گئی ہوگی۔ انہوں نے سفاکی کا مظاہرہ کرنا تھا اور وہ کر دیا۔ اب انہیں یقین تھا کہ میڈم کریٹ کے کارندے پاگلوں کی طرح پورے شہر میں انہیں تلاش کرتے پھریں گے۔ اور یہی وہ چاہتے تھے۔

عمران جب ایڈورڈ بار میں داخل ہوا تو بار میں ہنگامے اپنے پورے عروج پر تھے۔ یہ بار چونکہ بندرگاہ پر تھی اس لئے یہاں زیادہ تعداد ملاحوں کی نظر آ رہی تھی۔

عمران کے جسم پر اس وقت غنڈوں جیسا لباس تھا۔ سیاہ جیکٹ اور سیاہ رنگ کی تنگ موری والی پتلون میں ملبوس عمران نے گلے میں سرخ رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا۔ ظاہر ہے عمران نے میک اپ بھی غنڈوں جیسا ہی کر رکھا تھا۔

ہال داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک لحیم شحیم پہلوان نما شخص کھڑا تھا۔ اس نے سر پہ تازہ تازہ استرا پھروایا ہوا تھا۔ اور کاؤنٹر کے اوپر لگے ہوئے تیز بلب کی روشنی میں اس کا گھٹا ہوا سر اس طرح چمک رہا تھا جیسے روشنی پڑنے پر آئینہ چمکتا ہے۔

"مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ــــــ ایڈورڈ سے ملنا ہے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"کس سے ملنا ہے" ــــــ ؟ گنجے کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کی نظریں اب عمران کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"تم گنجے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو ـــ ؟ سچ سچ ـــــ میں تو اب تک یہی سمجھتا تھا کہ جو لوگ گونگے ہوں ـــ وہ بہرے بھی ہوتے ہیں مگر آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ گنجے بھی بہرے ہوتے ہیں" ـــــ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"یو باسٹرڈ! ـــ میرا مذاق اڑاتے ہو ـ پدے" ـــــ گنجے پہلوان نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے تقریباً دھاڑتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے بال تو شاید نائی نے اڑا دیئے ـــــ اب تمہارے پاس صرف مذاق ہی رہ گیا تھا ـــ وہ سمجھو میں نے اڑا دیا ـــــ مگر اس میں ناراض ہونے والی کونسی بات ہے ـــ ؟ جہاں تک پدے کا تعلق ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ـــ یہ ایٹمی دور ہے اس میں پدے کا مطلب موٹا ہوتا ہے" ـــــ عمران نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر گنجے سے شاید مزید برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے پوری طاقت سے بازو لہرایا۔ اس کا مقصد شاید عمران کو تھپڑ مارنا تھا مگر ظاہر ہے عمران اگر اس طرح ہر شخص سے مار کھا لیتا تو اسے عمران کون کہتا۔ وہ بڑی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا اور گنجا اپنے ہی زور میں گھوم گیا۔

"واہ بھئی واہ! ـــ اچھا ناچتے ہو ـــ کسی تھیٹر میں مسخرے بن جاؤ ـــ زیادہ کما لو گے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور گنجے کا چہرہ ندامت اور غصے سے اتنا بگڑا کہ مسخ ہو کر رہ گیا۔ وہ دھاڑتا ہوا کاؤنٹر سے باہر نکلا مگر اسی لمحے ایک اور شخص تیزی سے آگے بڑھا۔

"کیا بات ہے رالف! ـــ؟ کیوں اتنا غصہ کر رہے ہو ـــ؟"
آنے والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور گنجا جس کا نام رالف تھا یکدم ٹھٹھک کر رک گیا۔

"باس! ـــ یہ شخص میرا مذاق اڑا رہا ہے ـــ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا" ـــ رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر ہڈیاں توڑنے میں اتنے ہی ماہر ہو ـــ تو کسی قصائی کی دکان پہ بیٹھ جاتے ـــ تمہاری حسرت بھی پوری ہو جاتی اور بیچارے قصائی کا بھی فائدہ ہو جاتا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کون ہو مسٹر" ـــ؟ آنے والے نے اس بار کافی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام جیکارڈ ہے ـــ مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ـــ اور میں نے ایڈورڈ سے ملنا ہے" ـــ عمران نے اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تو تم شیر خان کے آدمی ہو ـــ مگر میں نے تو تمہیں شیر خان کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا" ـــ اس آدمی نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے شیر خان کے ساتھ نہیں دیکھا ـــ تو شیر خان کو میرے ساتھ دیکھا ہو گا ـــ بات ایک ہی ہے ـــ اگر یہ بھی نہیں دیکھا تو پھر تمہیں اپنی آنکھیں ٹیسٹ کرانی ہوں گی" ـــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی زبان چلاتے ہو ـــ اگر چیف باس نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مجھے تمہارے آنے کی اطلاع نہ دی ہوتی تو تمہاری زبان ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیتا" ـــ آنے والے نے بڑے ناگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہو! ـــ بھئی یہاں تو بڑے بڑے ماہرین فن موجود ہیں ـــ کوئی ہڈیاں توڑنے کا ماہر ہے ـــ کوئی زبان خاموش کرانے کا ماہر ـــ اس بار کا نام تو ماہر بار ہونا چاہیئے" ـــ عمران کی زبان بھلا کون روک سکتا تھا۔

"رالف! ـــ چیف باس سے فون ملاؤ" ـــ آنے والے نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر ابھی تک غصہ ناچ رہا تھا۔

"بہتر" ـــ رالف نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر پہ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو چیف باس! ـــ میں جوزف بول رہا ہوں ـــ ایک آدمی یہاں آیا ہے ـــ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے ـــ کہتا ہے کہ شیر خان نے مجھے بھیجا ہے" ـــ اس نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی تیز نظریں بات کرتے وقت بھی عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"اوہ! ـــ اس سے بات کراؤ" ـــ جواب میں کہا گیا اور جوزف نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"چیف باس سے ادب سے بات کرنا ـــ ورنہ تمہیں ڈھیر کر دوں گا" ـــ جوزف کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہیلو ـــ جناب عالی! ـــ بندہ پرور ـــ بندہ نواز ـــ سلطانِ بے ملک ـــ حضور فیض گنجور ـــ موتی چور ـــ" عمران نے

رسیور ہاتھ میں لیتے ہی القابات کی گردان شروع کر دی۔

"کیا بکواس لگا رکھی ہے ___ کون ہو تم" ___ ؟ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"یہ بکواس نہیں ___ ادب ہے جناب! ___ آپ کے جوزف صاحب نے کہا ہے کہ میں آپ سے ادب سے بات کروں ___ چنانچہ حضور! پرُفسور ___ عربی کھجور ___ اوہ ___ ساری جناب! ___ بس میرے پاس جتنا ادب تھا ___ وہ پہلے فقرے میں ہی ختم ہو گیا۔ اس لئے مجبوری ہے" ___ عمران نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم پاگل تو نہیں" ___ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پھاڑ کھانے جیسا تھا۔

"نہیں! ___ میرا نام جیکارڈ ہے ___ پاگل کوئی اور ہوگا ___ مجھے شیر خان نے سُرخ نقشہ دے کر بھیجا ہے" ___ عمران نے اس بار ساتھ ہی کوڈ بھی دوہرا دیا کیونکہ اب وہ مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

"اوہ! ___ تو اس کے لئے اتنی لمبی چوڑی بکواس کی کیا ضرورت تھی۔ فون جوزف کو دو" ___ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ جھنجھلایا ہوا تھا۔

اور پھر عمران نے جوزف کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لو بھئی! ___ اب باقی ادب تم جھاڑ دو"۔

"یس چیف باس" ___ جوزف نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسے فوراً میرے پاس لے آؤ" ___ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور شاید اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔ کیونکہ جوزف نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بھی رسیور رکھ دیا تھا۔

"آؤ میرے ساتھ" ___ جوزف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"چلو یار! ___ کھڑے کھڑے تو میری ٹانگیں بھی تھک گئی ہیں" ___ عمران نے کہا اور پھر جاتے جاتے گنجے رالف کو آنکھ مار دی۔ گنجے کا چہرہ کچھ اور بگڑ گیا۔ مگر ظاہر ہے اس سچویشن میں وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے ہونٹ بھینچ کر ہی رہ گیا۔

جوزف کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دو راہداریاں مڑ کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر پہنچ گئے اور پھر جوزف نے ایک بند دروازے پر بڑے ادب سے دستک دی۔

"یس کم ان" ___ اندر سے کرخت آواز سنائی دی اور جوزف دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر چلا گیا۔ عمران نے بھی اس کے پیچھے قدم اندر بڑھائے۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں تین طرف آرام دہ صوفے پڑے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک اُدھیڑ عمر مگر سخت چہرے والا آدمی موجود تھا۔ اس کے بال سُرخ رنگ کے تھے اور چہرے کا رنگ تانبے جیسا تھا۔ تیز براؤن رنگ کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہوں بیٹھو" ___ اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے عمران کو میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور عمران یوں تیزی سے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اگر ایک لمحہ بھی دیر ہو گئی تو شاید کرسی اس سے چھین نہ لی جائے۔

"جوزف! ___ تم نیچے جا کر خیال رکھنا کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے ___ اور جب تک میں بلاؤں نہیں ___ کوئی اُوپر نہ آئے" ___ ایڈورڈ نے جوزف

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس" ____ جوزف نے بڑے مودبانہ انداز میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا پھر اس کی سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

"ہاں! ____ اب بولو کونسے نقشے غلط ہیں" ____؟ ایڈورڈ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نقشے! ____ کون سے نقشے" ____؟ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے اس نے لفظ نقشہ زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔

"شیرخان نے تمہیں کس لئے بھیجا ہے" ____؟ ایڈورڈ نے اُسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ! ____ تو تم سمجھ رہے ہو کہ مجھے شیرخان نے بھیجا ہے ____ یہ بات نہیں ____ میں ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہوں ____ شیرخان کو تو صرف ریفرنس کے طور پر استعمال کیا گیا ہے" ____ عمران نے اس بار بے پناہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ____ ہیڈ کوارٹر" ____؟ ایڈورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہاں ایڈورڈ! ____ ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ ملی تھی کہ تم نے کام کو آگے کسی اور کے سپرد کر دیا ہے ____ جبکہ یہ ہیڈ کوارٹر کے اصول کے خلاف تھا۔ چنانچہ مجھے تحقیقات کے لئے بھیجا گیا ہے ____ یہاں آکر میں نے انکوائری کی تو مجھے معلوم ہوا کہ واقعی تم نے آپریشن کا کام شیرخان کے ذمہ لگا دیا ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چونکہ میں تم سے ایسی صورت میں ملنا چاہتا تھا کہ کسی کو شک نہ پڑے۔ اس لئے میں نے یہ میک اپ کیا ____ اور شیرخان کی آواز میں بات کر کے اس کا ریفرنس دیا" ____ عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے کیسے یقین آئے کہ تم واقعی ہیڈ کوارٹر سے آتے ہو" ____؟ ایڈورڈ نے زور دے کر کہا۔

"ابھی یقین آجائے گا" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال لیا۔

ایڈورڈ نے شاید یہ سمجھا کہ عمران جیب سے کوئی شناختی کارڈ یا کوئی نشان نکالے گا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ عمران کا ہاتھ جب باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور موجود تھا۔

"تم نے ہیڈ کوارٹر کے اصول کی خلاف ورزی کی ہے ____ اس لئے تمہاری چھٹی ہی زیادہ بہتر ہے" ____ عمران کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"مم ____ مگر میں نے تو کوئی خلاف ورزی نہیں کی ____ میں نے مسٹر مائیکل سے اجازت لے لی تھی ____ انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کر لی ہے ____ آپ مسٹر مائیکل سے پوچھ لیں"۔ ایڈورڈ اتنا گھبرایا کہ اُسے شناختی کارڈ پوچھنا یاد ہی نہ رہا۔

"مائیکل اگر ہیڈ کوارٹر سے بات کر لیتے تو ظاہر ہے مجھے یہاں آنے کی تکلیف نہ کرنی پڑتی" ____ عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آپ یقین کریں ____ میں نے اجازت لے لی تھی ____ آپ پوچھ

لیں" ـــــ ایڈورڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" اگر ایسا ہے تو پھر مائیکل کی جواب طلبی ہونی چاہیئے ـــــ مائیکل سے میری بات کراؤ" ـــــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے بڑی تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

عمران کی نظریں اس کی انگلی پر لگی ہوئی تھیں۔ جب ایڈورڈ نے آخری نمبر گھما کر انگلی ہٹائی تو اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور ایک ہلکی سی ٹھک کی آواز نکلی اور ایڈورڈ کا جسم جھٹکا کھا کر کرسی کی پشت سے جا لگا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ عمران نے جھپٹ کر رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اُسے ایڈورڈ کی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ اس نے گولی دل پر ماری تھی اور اُسے یقین تھا کہ ایڈورڈ دوسرا سانس بھی نہ لے سکا ہو گا۔

دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی اور اسی لمحے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو" ـــــ ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ایڈورڈ سپیکنگ" ـــــ عمران نے ایڈورڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــ اس وقت کیا بات ہے" ـــــ؟ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا اور عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا خود مائیکل ہی ہے ـــ ظاہر ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا لہجہ ایڈورڈ سے بات کرتے وقت اتنا سخت نہ ہوتا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" ایک الجھن آن پڑی ہے ـــــ یہاں میرے پاس ایک شخص موجود ہے ـــــ جو اپنے آپ کو ہیڈ کوارٹر کا آدمی بتا رہا ہے۔ اس کے پاس تنظیم کا کارڈ بھی موجود ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

" ہیڈ کوارٹر کا آدمی ـــــ اور تمہارے پاس مگر ـــــ" دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں ہیڈ کوارٹر کا نام سنتے ہی گھبراہٹ کا عنصر پیدا ہو گیا۔

" ہیلو مسٹر مائیکل! ـــــ میں جیکارڈ بول رہا ہوں فرام ہیڈ کوارٹر۔ اِٹ اِز ایمرجنسی" ـــــ عمران نے یوں لہجہ بدل کر بات کی جیسے اس نے رسیور ایڈورڈ کے ہاتھ سے جھپٹ لیا ہو۔

" جیکارڈ ـــــ" مائیکل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" مسٹر مائیکل! ـــــ میرا آپ سے فوری ملنا انتہائی ضروری ہے ایک انتہائی ضروری چیز آپ کو ڈیلیور کرنی ہے ـــــ کیا آپ یہاں ایڈورڈ بار میں آ سکتے ہیں" ـــــ؟ عمران نے اُسے مزید سوچنے کا موقع دیئے بغیر سخت لہجے میں کہا۔

" مگر تم میرے پاس آ جاؤ ـــــ میرا وہاں بار میں آنا ـــــ" مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا، مگر اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا، عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ میں پہنچ رہا ہوں ـــــ مگر آپ مجھے پھاٹک پر ملیں ـــــ اور اگر آپ نے نگرانی کرائی ہوئی ہے تو اُسے ہٹا لیں میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا ـــــ اسی لئے میں نے ایڈورڈ کی معرفت آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" ـــــ عمران نے بات بناتے

ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ تم آجاؤ ___ میں پھاٹک پر موجود ہوں گا" ___ مائیکل نے جواب دیا اور عمران نے مزید بات کرنے سے پہلے ہی رسیور کا کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا پھر اس کی انگلیاں تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگیں۔ وہ مین ایکسچینج انچارج کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

" یس ___ انچارج مین ایکسچینج" ___ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو" ___ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر" ___ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ایکسٹو کا لفظ سنتے ہی گھبرا گیا۔

" فون نمبر نوٹ کرو ___ اس فون نمبر کا مکمل پتہ چاہیئے" ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس سر" ___ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز میں جواب دیا گیا۔

" نمبر ___ ون ___ تھری ___ زیرو ___ سکس ___ نائن" ___ عمران نے اسے نمبر نوٹ کراتے ہوئے کہا۔

" یس سر ! ___ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ___ انچارج نے جواب دیا اور عمران نے انتظار کے دوران پہلی بار نظریں اٹھا کر ایڈورڈ کو دیکھا جو کرسی کے بازو پر ڈھلکا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں کافی بڑا سوراخ تھا جس میں سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔

" سر ! ___ پتہ نوٹ کیجئے ___ نام، ڈاکٹر شوالا ___ پتہ۔ تھرٹی سکس لالہ زار کالونی" ___ دوسری طرف سے انچارج نے پتہ اور نام بتاتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوئے کہا۔

" ایک بار پھر چیک کر لو ___ پتہ بالکل درست ہونا چاہیئے" ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس سر ! ___ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے ___ یہی پتہ ہے" ___ انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے ! ___ اب ایسا کرو کہ فوری طور پر یہ فون نمبر خراب کر دو۔ اور صبح تک اسے خراب رہنا چاہیئے ___ سمجھے" ___ عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

" یس ___ جناب ! ___ ایسا ہی ہو گا ___ میں خود ابھی ایکسچینج جا کر ایسا کرتا ہوں" ___ انچارج نے کہا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور اب اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو" ___ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی۔

" بلیک زیرو ! ___ صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہدایت دے دو کہ وہ فوری طور پر تھرٹی سکس لالہ زار کالونی پہنچ جائیں ___ ٹو ٹن بی ٹرانسمیٹر اپنے ہمراہ لے جائیں ___ میں وہیں جا رہا ہوں ___ ہو سکتا ہے مجھے ان کی ضرورت پڑ جائے ___ انہیں میرے متعلق بتا دینا" ___ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور کریڈل پر رکھنے کی بجائے میز پر رکھ دیا تاکہ ایڈورڈ سے کوئی رابطہ فون پر قائم نہ کر سکے۔

رسیور رکھ کر اس نے تیزی سے میز کی درازوں کی تلاشی لینی شروع کر دی مگر وہاں کوئی کام کی چیز نہ ملی تو وہ مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

اس نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر جوزف موجود تھا۔

"تمہارے چیف باس کا پیغام ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور جوزف سر ہلا کر وہیں کھڑا رہ گیا۔

راہداریوں سے گزر کر عمران ہال میں پہنچا اور پھر گنجے کاؤنٹر مین پر توجہ دیئے بغیر بار سے باہر آ گیا۔

یہاں تھوڑی ہی دور اس کی کار موجود تھی۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر تیزی سے کار کو آگے بڑھاتا لے چلا گیا۔ ظاہر ہے اب اس کا رخ لالہ زار کالونی کی طرف ہی تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چھوٹے سے کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے دبیز قالین پر تھری پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس یوں بیہوش پڑی ہوئی تھیں جیسے کسی نے موم کے مجسموں کو ٹیڑھا میڑھا کر کے فرش پر پھینک دیا ہو۔ اور ایسا اس لئے محسوس ہو رہا تھا کہ مین چیکنگ روم سے انہیں اٹھا کر لے آنے والوں نے انہیں آرام سے فرش پر لٹانے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی تھی بلکہ یوں انہیں کندھے سے جھٹک کر فرش پر پھینک دیا تھا جیسے وہ عورتیں نہ ہوں آٹے کی بوریاں ہوں۔ دبیز قالین کی وجہ سے گو انہیں کوئی چوٹ تو نہ آئی لیکن ان کے جسم ٹیڑھے میڑھے ہو گئے اور پھر شاید اس طرح بلندی سے نیچے پھینکنے کی وجہ سے ان کے ذہنوں پر لگنے والے شاک کی بنا پر انہیں توقع سے پہلے ہی ہوش آنے لگا۔

ان میں سے سب سے پہلے مارگریٹ کو ہوش آیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ اس وقت پہلو کے بل قالین پر پڑی ہوئی تھی۔ چند لمحے تو وہ آنکھیں پٹپٹاتی رہی جیسے وہ دنیا میں پہلی بار وارد ہوئی ہو۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا

ذہن بیدار ہوتا چلا گیا اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی وہ یوں اچھل کر اٹھ بیٹھی جیسے بجلی کی ننگی تاروں پر لیٹی ہوئی ہو۔ اس نے نظریں گھما کر چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں قریب ہی پڑی ہوئیں کاشاکی اور مس بوچر پر پڑیں تو اس نے لپک کر انہیں ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ان دونوں کو بھی عالم بیہوشی سے واپس کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی۔ جب وہ سب پوری طرح ہوش میں آئیں تو حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگیں۔

"یہ کیا ہو گیا ـــــ ہم تو ہوٹل کے کمرے میں سوئی تھیں"ـــــ سب سے پہلے مارگریٹ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہمیں وہاں سے اغوا کیا گیا ہے"ـــــ کاشاکی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"جہاں تک مجھے یاد آ رہا ہے ـــــ ہمیں کسی مشین میں ڈال کر چیک کیا گیا ہے ـــــ کیونکہ مجھے یوں خواب کی طرح محسوس ہو رہا ہے کہ میں کسی شیشے کے شفاف صندوق میں پڑی ہوئی ہوں ـــــ اور دو نقاب پوش مجھ سے سوال کر رہے ہیں ـــــ اور میرے ذہن میں ان کے ہر سوال سے ایک زلزلہ سا پیدا ہو جاتا تھا اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی صحیح جواب دے رہی ہوں"ـــــ مس بوچر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ـــــ ہمیں بھی ایسا ہی یاد آ رہا ہے"ـــــ ان دونوں نے بھی بیک آواز ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میرا خیال ہے کہ نہ صرف ہمیں چیک کر لیا گیا ہے ـــــ بلکہ یہ لوگ ہماری حقیقت تک بھی پہنچ چکے ہیں ـــــ اور ایسی صورت میں ہماری زندگیاں شدید خطرے میں ہیں ـــــ ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے"ـــــ کاشاکی نے کہا۔

اور پھر وہ سب اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے کمرے کی دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ مگر یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے عجیب و غریب تھا تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ کہیں نہ کوئی دروازہ تھا نہ کھڑکی اور نہ کوئی روشندان۔ اس کے باوجود انہیں سانس لینے میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی یوں لگتا تھا کہ تازہ ہوا کی آمدورفت کے لئے اس میں کوئی خفیہ سسٹم بنایا گیا تھا۔

"اس کمرے سے نکلنا تو ناممکن ہے"ـــــ مارگریٹ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ایک صورت ہے کہ ہم اسی انداز میں لیٹ جائیں ـــــ اور یوں ظاہر کریں جیسے ہم ابھی تک بیہوش ہوں ـــــ ظاہر ہے جلد یا بدیر کوئی اندر آئے گا۔ پھر اس پر قابو پا کر آگے بڑھنے کی کوئی راہ بنائی جا سکتی ہے"ـــــ مس بوچر نے تجویز پیش کی اور پھر باقی دونے یہ تجویز منظور کر لی اور وہ تینوں فرش پر تقریباً اسی انداز سے لیٹ گئیں جیسے وہ ہوش میں آتے وقت پڑی ہوئی تھیں۔

انہیں دوبارہ قالین پر لیٹے ہوئے تقریباً دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک سامنے والی دیوار سرر کی تیز آواز سے درمیان سے سمٹتی چلی گئی اور ان تینوں کے جسم ایک لمحے کے لئے اکڑ سے گئے۔ مگر انہوں نے اپنے آپ پر کنٹرول رکھا۔ ان تینوں میں سے کاشاکی کا چہرہ براہ راست اس دیوار کی طرف ہی تھا۔ وہ کن انکھیوں سے دیکھنے لگی۔ دیوار میں خلا پیدا ہوتے ہی

مشین گنوں سے مسلح تین افراد اندر داخل ہوتے اور وہ اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ایک نوجوان لڑکی جس نے سرخ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا اور چہرے پر سفید رنگ کا نقاب لگائے ہوئے تھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے سینے پر سیاہ بلی کی بڑی سی تصویر نمایاں نظر آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش تھا جس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا اور سینے پر نو کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دیوار سرر کی آواز سے دوبارہ برابر ہو گئی۔

"میڈم! ـــــ یہ تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہیں" ـــــ نمبر نائن نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان میں سے ایک کو ہوش میں لے آؤ" ـــــ میڈم نے کرخت مگر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ نقاب پوش تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری قوت سے سامنے پڑی ہوئی کاشا کی کے پہلو میں لات ماری۔ کاشا کی نے بڑی مشکل سے اپنی چیخ ضبط کی اور اس نے فوری طور پر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں نقاب پوش دوسری لات نہ مار دے۔ پہلے چند لمحے وہ اپنی آنکھیں پٹپٹاتی رہی پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی

"بڑی جلدی ہوش میں آ گئی یہ" ـــــ میڈم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم ـــــ؟ اور میں کہاں ہوں" ـــــ؟ کاشا کی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تم اچھی اداکارہ نہیں ہو ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم پہلے سے ہوش

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں آئی ہوئی تھیں ـــــ ورنہ ایک لات سے ہوش میں نہ آتیں" ـــــ میڈم نے کہا اور پھر اس نے نقاب پوش کو دوسروں کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔

"اٹھ بیٹھو! ـــــ خوامخواہ لاتیں کھانے کا فائدہ" ـــــ کاشا کی نے اس بار کھل کر اپنی ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں بھی اچھل کر کھڑی ہو گئیں۔

"بہت خوب! ـــــ سمجھدار ہو" ـــــ میڈم نے کہا۔

تینوں مسلح نقاب پوش اب چوکنے ہو کر کھڑے تھے جبکہ نمبر نائن ایک طرف ہٹ کر کھڑا تھا اور اب اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"کیا تم ہی میڈم کیٹ ہو" ـــــ؟ کاشا کی نے ہی بات کرنے میں پہل کی۔

"ہاں! ـــــ اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھے اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھ رہی ہو" ـــــ میڈم نے جواب دیا۔

"واقعی بہت شہرت سنی تھی تمہاری ـــــ چلو اچھا ہے آج ملاقات ہو گئی ـــــ مگر تم نے ہمیں یہاں بلوایا کیسے" ـــــ اس بار مارگریٹ نے بڑے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــــ میں یہاں وقت ضائع کرنے نہیں آئی ـــــ تمہاری مکمل رپورٹ چیکنگ سیکشن سے مجھے مل گئی ہے" ـــــ میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم تلخ ہو گیا۔

"تو پھر چلی جاؤ ـــــ ہم نے تمہیں بلوایا تو نہیں تھا" ـــــ مس لوچر نے بھی لہجہ تلخ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے گولی مار دو" ـــــ اچانک مادام نے مڑ کر ایک نقاب پوش سے مخاطب ہو کر کہا اور نقاب پوش کی انگلی تیزی سے ٹریگر پر دب گئی اور

گولیوں کی بوچھاڑ مس بوچر کی طرف لپکی مگر وہ تینوں گولیاں نکلنے سے پہلے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلیں اور ان تینوں نے بیک وقت تین مختلف سمتوں میں چھلانگیں لگائیں۔

مس بوچر بجلی کی سی تیزی سے نمبر نائن کی طرف آئی جبکہ کاشا کی اچھل کر میڈم کیٹ کی طرف اور مارگریٹ نے دوسری سائیڈ میں کھڑے نقاب پوش کی طرف چھلانگ لگادی۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ مشین گنوں سے مسلح دو نقاب پوشوں نے مشین گن کا فائر نہ کھولا اور نمبر نائن کی توجہ اس لمحے اس مشین گن بردار نقاب پوش کی طرف تھی جسے فائر کا حکم دیا گیا تھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مس بوچر نے دھکا مار کر نمبر نائن کو گرا دیا جب کہ کاشا کی تیر کی طرح اڑتی ہوئی میڈم کیٹ پر آگری اور مارگریٹ نے دوسرے نقاب پوش کو چھاپ لیا۔

نمبر نائن نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے مس بوچر کو پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ مگر مس بوچر اچھل کر بالکل پیچھے جانے کی بجائے اپنے جسم کو سائیڈ میں لے گئی اور اس بار وہ اس نقاب پوش سے جا ٹکرائی جس نے اس پر مشین گن سے فائر کھولا تھا اور دوسرے لمحے وہ اس کے ہاتھ سے مشین گن چھین لینے میں کامیاب ہو گئی مگر اسی لمحے کاشا کی اڑتی ہوئی اس کے جسم سے آٹکرائی اور نہ صرف مشین گن مس بوچر کے ہاتھ سے نکل گئی بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی نیچے قالین پر جا گریں۔ مس کاشا کی کو دراصل میڈم نے بیک پش کیا تھا۔ اس طرح نہ صرف میڈم خود بچ گئی بلکہ وہ دونوں آپس میں ٹکرا کر نیچے جا گریں۔

ادھر مارگریٹ نے مسلح نقاب پوش کی گردن میں دونوں ٹانگوں کی مدد سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



قینچی ڈالی اور جیسے ہی اس کا اپنا جسم زمین پر گرا، اس نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے اور انتہائی تیزی سے قلابازی کھائی اور نقاب پوش ہوا میں اچھل کر تیسرے نقاب پوش سے جا ٹکرایا جو ابھی تک حیرت بھرے انداز میں اس اچانک ہونے والی جنگ کو دیکھ رہا تھا اور وہ دونوں ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔

یہ سارا سین زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ میں مکمل ہو گیا۔ ان سب نے دوبارہ کھڑے ہونے اور اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھالنے کے لئے بیک وقت کارروائی کی اور اس بار مس بوچر ایک نقاب پوش کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا وار کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کی ضرب اس قدر قوت اور مخصوص انداز میں پڑی کہ نقاب پوش کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی اور وہ چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا۔

مگر اسی لمحے نمبر نائن نے مس بوچر پر چھلانگ لگا دی اور وہ مس بوچر کو دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ یہ چھلانگ اتنی زوردار تھی کہ مس بوچر کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس کے ذہن میں ستارے سے ناچ اٹھے۔ مگر اس نے جھٹکا دے کر فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے پھیلا کر پوری قوت سے نمبر نائن کے دونوں پہلوؤں پر مارے اور نمبر نائن کے حلق سے چیخ سی نکل گئی اور وہ پلٹ کر پشت کے بل فرش پر گر گیا۔

ادھر کاشا کی نے مس بوچر سے علیحدہ ہو کر الٹی قلابازی کھائی اور اس نے فرش سے اٹھتی ہوئی میڈم کی گردن میں قینچی ڈال کر اسے پلٹانے کی کوشش کی مگر مادام چکنی مچھلی کی طرح پھسلتی چلی گئی اور کاشا کی اپنے ہی زور میں آگے جا گری اور مادام نے پلٹ کر نہ صرف اسے چھاپ لیا بلکہ پوری قوت سے

اس کی ناک پر سر کی ٹکر مارنے کی کوشش کی مگر کاشاکی نے نہ صرف اپنا چہرہ پھرتی سے ایک طرف کر لیا بلکہ اس کی دونوں ٹانگیں تیزی سے مڑیں اور اس کے گھٹنے پوری قوت سے مادام کی پشت پر لگے اور مادام چیخ مار کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوسری طرف جا گری۔

ادھر مارگریٹ بجلی بنی ہوئی تھی۔ جیسے ہی دونوں نقاب پوش ٹکرا کر گرے مارگریٹ نے اچھل کر بائیں طرف چھلانگ لگائی اور اس بار جب وہ کھڑی ہوئی تو ایک سٹین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے انتہائی تیزی سے آپس میں ٹکرا کر اٹھنے والے دونوں نقاب پوشوں کی طرف سٹین گن کا رُخ کیا اور دوسرے لمحے سٹین گن کا قہقہہ کمرے میں گونجا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں نقاب پوشوں کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سٹین گن کا رُخ بدلتی۔ مادام جسے کاشاکی نے گھٹنوں کی ضرب لگائی تھی اچھل کر اس پر آ گری اور مارگریٹ کے ہاتھوں سے سٹین گن نکلتی چلی گئی اور وہ پہلو کے بل مادام سے ٹکرا کر زمین پر جا گری۔

نمبر نائن کے نیچے گرتے ہی مس بوچر اچھل کر اس کے اوپر آ گری اور اس نے ایک لمحے کے لئے اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور دوسرے لمحے وہ پوری قوت سے نمبر نائن کے پیٹ اور سینے پر گھٹنوں کے بل آ گری اور نمبر نائن کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی اور اس نے اِدھر اُدھر سر پٹکنا شروع کر دیا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر مس بوچر دوبارہ اچھلی مگر اس بار وہ نمبر نائن پر گرنے کی بجائے بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح تیسرے نقاب پوش سے جا ٹکرائی۔ جو اپنی مشین گن کی طرف لپک رہا تھا اور وہ دونوں ٹکرا کر فرش پر گرے۔ مگر اس بار نقاب پوش کا داؤ چل گیا اور مس بوچر اس کی دونوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ٹانگوں کے زور پر اچھل کر کمرے کی پچھلی دیوار سے کسی گیند کی طرح جا ٹکرائی۔

ادھر مادام سے ٹکراتے ہی مارگریٹ جمناسٹک کے انداز میں اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس نے بھی عین اسی موقع پر اس نقاب پوش کی طرف چھلانگ لگائی جو مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا مگر اس سے پہلے مس بوچر اس سے ٹکرا کر پشت کے بل ہوتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ مگر نقاب پوش کو مس بوچر کو اچھالنے کے بعد ایک لمحے کی بھی مہلت نہ ملی اور مارگریٹ پوری قوت سے نقاب پوش کے جسم پر آ گری۔ اس نے زوردار انداز میں نقاب پوش کے سر پر ٹکر ماری اور ساتھ ہی اچھل کر پہلو کے بل اس کی سائیڈ پر گری۔

ادھر مادام مارگریٹ سے ٹکرا کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی کیونکہ مارگریٹ نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو بائیں سائیڈ میں کاٹ لیا تھا۔ اور وہ دیوار سے ٹکرانے کی بجائے وہیں فرش پر لوٹتی رہ گئی۔

مادام جیسے ہی دیوار سے ٹکرائی اس نے پوری قوت سے بوٹ کی ٹو دیوار کی جڑ میں ماری اور دیوار سر کی آواز سے درمیان سے کھلتی چلی گئی پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ اٹھ کر اسے پکڑتی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی دیوار سے دوسری طرف نکل گئی اور جب تک مارگریٹ دیوار تک پہنچتی، دیوار ایک بار پھر برابر ہو چکی تھی۔ اور مارگریٹ جو کہ پوری قوت سے مادام کے پیچھے دوڑی تھی دیوار سے ٹکرا کر واپس فرش پر آ گری اور چابی والی گڑیا کی طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

ادھر مس بوچر سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر جب فرش پر گری تو کسی گیند کی طرح اچھل کر دوبارہ اس جگہ آ گری جہاں مشین گن پڑی ہوئی تھی اور اس بار جب وہ کھڑی ہوئی تو مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ کاشاکی بھی

اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی جبکہ نقاب پوش اپنے سر کو جھٹک جھٹک کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مس بوچر نے ایک لمحے کی دیر کئے بغیر مشین گن کا فائر کھول دیا اور نقاب پوش کا جسم مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ مارگریٹ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

وہ تینوں اب کمرے میں کھڑی تھیں جبکہ کمرے میں چار لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ نمبر نائن کے منہ سے خون لوتھڑوں کی شکل میں باہر نکلا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بھی بے نور ہو چکی تھیں۔ مس بوچر کے گھٹنوں کی بھرپور ضرب جس میں اس کے پورے جسم کی طاقت شامل تھی نمبر نائن کے سینے پر پڑی تھی اور نہ صرف اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں بلکہ اس کا دل بھی پھٹ گیا تھا۔ اور باقی تین نقاب پوش گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ مادام نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ مگر وہ تینوں فتح یاب ہونے کے باوجود کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھیں۔

مارگریٹ نے لپک کر اس جگہ پر پیر مارے جہاں مادام نے پیر مار کر دیوار کھولی تھی مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ شائد مادام نے دوسری طرف سے سسٹم جام کر دیا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بلڈاگ کی شکل والے مائیکل نے رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر بیک وقت حیرت اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہیڈ کوارٹر سے جیکارڈ کا آنا ـــــ اور پھر اُسے ملنے کی بجائے شیر خان سے ملنا اور پھر ایڈورڈ بار میں پہنچنا۔ ایمرجنسی پیغام یہ سب باتیں اس کے حلق سے اتر نہ رہی تھیں اس نے ایک لمحے تک سوچنے کے بعد میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سمارٹ سا نوجوان اندر داخل ہوا۔

" طارق! ـــــ ایک الجھن آپڑی ہے" ـــــ مائیکل نے اُلجھے ہوئے لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" الجھن، ـــــ کیسی الجھن" ـــــ ؟ خوبصورت اور سمارٹ نوجوان طارق نے چہرے پر سنجیدگی لے آتے ہوئے پوچھا اور مائیکل نے ابھی ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو اُسے تفصیل سے سنا دی۔

"یہ واقعی عجیب بات ہے ـــــ آپ ایک بار پھر ایڈورڈ سے بات کریں ـــــ اس سے شناختی نشان کی تفصیل پوچھیں" ـــــ طارق نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ مجھے تو اس کی تفصیل پوچھنے کا موقع ہی نہ مل سکا" ـــــ مائیکل نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے لائن ڈیڈ تھی۔ گھنٹی کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

"ایڈورڈ کا فون بے جان ہے" ـــــ مائیکل نے کریڈل دباتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــــ؟ ایڈورڈ اس معاملے میں بے حد محتاط رہتا ہے ـــــ دکھایئے میں نیچے کاؤنٹر سے پتہ کرتا ہوں" ـــــ طارق نے کہا اور پھر مائیکل کے ہاتھ سے رسیور لیکر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ـــــ ایڈورڈ بار پلیز" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سنو کاؤنٹر مین! ـــــ نمبر ٹو پیپر ماسٹرز سپیکنگ" ـــــ طارق نے لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر!" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کی بوکھلاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"تمہارا باس کہاں ہے" ـــــ؟ طارق نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہے سر" ـــــ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"اس کے فون کو کیا ہوا ـــــ؟ وہ کیوں ڈیڈ ہے" ـــــ؟ طارق نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں جناب! ـــــ باس کا فون ڈیڈ نہیں ہو سکتا" ـــــ کاؤنٹر مین نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــــ کسی کو بھیج کر چیک کراؤ ـــــ اور پھر مجھے رپورٹ دو ـــــ میں ہولڈ کر رہا ہوں" ـــــ طارق نے کاؤنٹر مین کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ـــــ صرف چند لمحے ہولڈ کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کسی سخت جگہ پہ رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

تقریباً تین چار منٹ تک خاموشی طاری رہی پھر اچانک کاؤنٹر مین کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"غضب ہو گیا جناب! ـــــ باس کو گولی مار دی گئی ہے"۔

"کیا کہہ رہے ہو" ـــــ؟ طارق نے چونک کر پوچھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ـــــ میں اور جوزف خود اوپر گئے ہیں ـــــ باس کرسی پر مرا پڑا ہے۔ اس کے دل میں گولی لگی ہے ـــــ اور فون کا رسیور علیحدہ میز پر رکھا ہوا تھا ـــــ اسے یقیناً جیکارڈ نے گولی ماری ہے ـــــ کیونکہ اس کے بعد اور کوئی باس کے پاس نہیں گیا" ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"جیکارڈ" ـــــ طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جناب! ـــــ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان یہاں آیا ـــــ اس نے کہا کہ وہ شیر خان کا آدمی ہے اور باس سے ملنا چاہتا ہے کوئی مسخرہ سا آدمی تھا ـــــ اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا ـــــ پھر جوزف نے باس کو فون کیا تو باس نے اُسے فوراً بھیجنے کے لئے کہا۔ چنانچہ جوزف اُسے باس کے پاس چھوڑ کر سیڑھیوں سے نیچے آ کھڑا ہوا ـــــ کچھ دیر بعد وہ نیچے اترا اور اس نے جوزف کو کہا کہ باس کہتا ہے کہ اُسے ڈسٹرب نہ کیا جائے ـــــ اس لئے جوزف اوپر نہ گیا اور وہیں کھڑا رہا ـــــ اب آپ کا فون ملنے کے بعد ہم دونوں اوپر گئے تو یہ بات سامنے آئی" ـــــ کاؤنٹر مین نے جو یقیناً گنجا رالف تھا تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا تفصیل سے حلیہ بتاؤ ـــــ قد و قامت اور عمر بھی" ـــــ؟ طارق نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

اور رالف نے تفصیل سے عمران کا موجودہ حلیہ بتا دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ وہ مسخرہ سا آدمی ہے ـــــ اور اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا تھا ـــــ اس کی باتیں دہراؤ" ـــــ طارق نے حلیہ سننے کے بعد پوچھا۔

"جناب! ـــــ اس نے آتے ہی کہا کہ مجھے ایڈورڈ سے ملنا ہے۔ چونکہ اس نے باس کا نام بڑے عامیانہ طریقے سے لیا تھا اس لئے میں نے چونک کر اس سے پوچھا کہ کس سے ملنا ہے ـــــ؟ تو اس نے بڑے مسخرے سے لہجے میں جواب دیا۔

"تم گنجے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو ـــــ میں تو اب تک یہی سمجھتا تھا کہ جو لوگ گونگے ہوں ـــــ وہ بہرے بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ گنجے بھی بہرے ہوتے ہیں" ـــــ رالف نے یاد کرتے ہوئے عمران کا فقرہ دہرایا۔

"اور کوئی بات" ـــــ؟ طارق نے پوچھا۔

"جناب! ـــــ اس نے باس سے بات کرتے وقت بھی بڑا مسخرہ پن دکھایا تھا ـــــ جوزف نے اُسے کہا تھا کہ چیف باس سے ادب سے بات کرنا تو اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا ـــــ جناب عالی! ـــــ بندہ پرور ـــــ حضور ـــــ فیض گنجور ـــــ موتی چور" ـــــ مجھے پورے الفاظ یاد نہیں ـــــ اسی طرح کے لفظ تھے ـــــ فتور ـــــ غربی کھجور وغیرہ" ـــــ رالف نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ طارق نے یہ سنتے ہی رسیور واپس رکھ دیا۔

مائیکل خاموش بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔

"میں سمجھ گیا ہوں باس ـــــ کہ اس جیکارڈ کے روپ میں کون آدمی ہے" ـــــ طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کون ہے" ـــــ؟ مائیکل نے پوچھا۔

"باس! ـــــ یہ یہاں کا خطرناک ترین آدمی علی عمران ہے ـــــ طارق نے جواب دیا۔

"علی عمران" ـــــ مائیکل نام سنتے ہی کرسی سے اچھل پڑا ـــــ "کیا کہہ رہے ہو تم" ـــــ؟ اس کی آواز میں لرزش تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ـــــ وہ کسی بھی میک اپ میں ہو اپنا مسخرہ پن نہیں چھپا سکتا ـــــ یہ اس کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے۔

وہ ہماری راہ پر لگ گیا ہے ۔۔۔ اب اس کا خاتمہ ہمارے لئے لازمی ہو چکا ہے" ۔۔۔ طارق نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ میں نے بھی اس کا نام سنا ہوا ہے ۔۔۔ چلو یہ تو اچھا ہوا کہ ہمیں اس کی اصلیت کا پتہ چل گیا ۔۔۔ ورنہ ہم یقیناً اس کے ہاتھوں دھوکا کھا جاتے ۔۔۔ یہاں آ کر اسے زندہ واپس نہیں جانا چاہیئے" ۔۔۔ مائیکل نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔۔۔ جہاں تک میرا خیال ہے ۔۔۔ ہمارے مشن کی بھنک سیکرٹ سروس کے کانوں تک پہنچ گئی ہے اور اسی کے کہنے پر عمران ہماری راہ پر لگا ہے" ۔۔۔ طارق نے کہا۔

"یقیناً پہنچ گئی ہو گی ۔۔۔ ایکریمیا کے صدر نے پریس کانفرنس کر کے پوری دنیا کو چونکا دیا تھا۔ شائد یہی وجہ ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے ابھی تک نہ ہی ڈلیوری آئی ہے ۔۔۔ اور نہ ہی کوئی اور ہدایت ملی ہے" ۔۔۔ مائیکل نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"باس ۔۔۔ وہ اکیلا نہیں آئے گا ۔۔۔ یقیناً اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی ہوں گے ۔۔۔ اس لئے ہمیں باہر بھی نگرانی کرنی ہو گی ۔۔۔ مگر اسے یہی تاثر دینا ہو گا کہ ہم ابھی تک اس کی اصلیت سے ناواقف ہیں ۔۔۔ اور پھر ہم نہ صرف اسے گھیر لیں گے بلکہ اس کے ساتھیوں کو بھی پکڑ لیں گے ۔۔۔ اور پھر انہیں فوری طور پر ختم کر کے ہمیں یہ کوٹھی بھی چھوڑنا ہو گی تاکہ سیکرٹ سروس کے مزید ارکان ہم پر دھاوا نہ بول سکیں" ۔۔۔ طارق نے اپنے پروگرام کی وضاحت

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ فوری طور پر تمام انتظامات کرو ۔۔۔ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچنے والا ہو گا ۔۔۔ جب سب انتظام ہو جائے تو پھر میں اکیلا پھاٹک پر اس کے استقبال کے لئے جاؤں گا" ۔۔۔ مائیکل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف چند لمحے توقف کریں ۔۔۔ میں سب انتظامات کر لیتا ہوں" ۔۔۔ طارق نے جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مائیکل اس کے جانے کے بعد بڑے الجھے ہوئے انداز میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ وہ اس تنظیم سے منسلک ہونے سے پہلے ایک ایسی تنظیم سے وابستہ تھا جو انتہائی خطرناک اور طاقتور تھی۔ مگر جب یہ تنظیم اس ملک میں ایک مشن پر آئی تو عمران کے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ مائیکل چونکہ ساتھ نہیں آیا تھا اس لئے بچ گیا تھا مگر اسے رپورٹ مل گئی تھی کہ پاکیشیا کے علی عمران نے اتنی خوفناک اور طاقتور تنظیم کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور نہ صرف چیف باس اس کے ہاتھوں ختم ہو گیا بلکہ باقی ممبر بھی مارے گئے۔ اس کے بعد ہی وہ میڈم کیٹ کی تنظیم سے منسلک ہوا تھا اور جب میڈم کیٹ نے اسے یہاں کا چارج سنبھالنے کے لئے بھیجا تو اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اتنے خفیہ طریقے سے کام کریگا کہ کسی کو کانوں کان ہوا بھی نہ لگے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے تنظیم کا ہیڈ کوارٹر علیحدہ کوٹھی میں بنایا تھا۔ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ رہتا تھا۔ طارق کی معرفت ایڈورڈ اور شیر خاں کو کام سونپا گیا تھا تاکہ وہ خود سامنے نہ آئے۔

مگر اب عمران کی براہ راست یہاں تک آمد بتا رہی تھی کہ اس کی تمام پلاننگ فیل ہو گئی ہے اور عمران نجانے کس طرح یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

" اُسے کسی صورت میں بھی یہاں سے بچ کر نہیں جانا چاہیئے "۔۔۔ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے طارق اندر داخل ہوا اور مائیکل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" میں نے سب انتظام کر لیا ہے باس۔۔۔ کوٹھی کے باہر ہمارے مسلح آدمی دور دور تک پھیل چکے ہیں۔۔۔ کوٹھی کے اندر بھی میں نے حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا ہے۔۔۔ آپ پھاٹک پر جائیں۔۔۔ اور گیٹ پر سے عمران کو لے کر سیدھے بلیو روم میں چلے جائیں۔۔۔ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ آخر کس چکر میں ہے۔۔۔ اس کے بعد جب باہر کی طرف سے پوری طرح تسلی ہو جائے گی تو پھر ہم اُسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے "۔۔۔ طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" او کے "۔۔۔ مائیکل نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکلا اور راہداری سے گزرتا ہوا برآمدے میں آیا اور وہاں سے پورچ پار کر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدہ، پورچ اور کوٹھی کا لان سب سنسان پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کوئی بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ پھاٹک پر چوکیدار تک موجود نہ تھا۔

مائیکل نے پھاٹک کھولا اور پھر باہر نکل کر پھاٹک کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں اس طرف کا جائزہ لے رہی تھیں جدھر سے عمران نے آنا تھا۔ وہ کوٹھی کے سامنے سے گزرنے والی ہر کار کو چونک کر دیکھتا۔ مگر جب

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کار تیزی سے آگے نکل جاتی تو وہ دوبارہ اُدھر دیکھنے لگتا جدھر سے اُسے عمران کے آنے کی توقع تھی۔

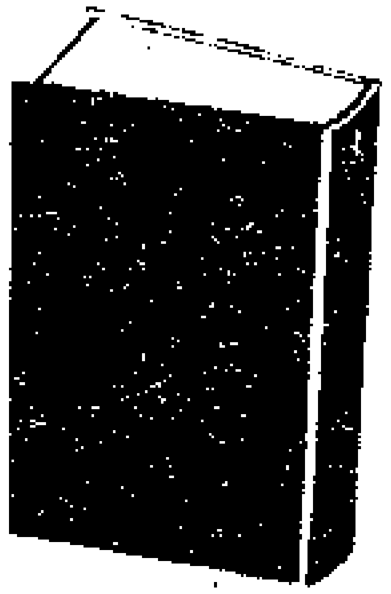

ہوٹل سے لائبریری میں ہنگامہ کرنے کے بعد شاکل، جوشان اور بلیک ایلس اسی کوٹھی میں پہنچ گئے جہاں وہ عارضی طور پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں نگرانی کا کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک ہم پر دھاوا بول دیں۔۔۔ اور ہم حقیر کیڑوں کی طرح مارے جائیں "۔۔۔ بلیک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ ان سب سے بعد میں پہنچا تھا جبکہ شاکل سب سے پہلے آیا تھا اور اس کے بعد جوشان آیا تھا۔

" ٹھیک ہے۔۔۔ نگرانی کے لئے اوپر والا چوبارہ درست رہے گا۔ وہاں سے ہم ہر طرف خیال رکھ سکتے ہیں۔۔۔ ہم ڈیوٹیاں بانٹ لیتے ہیں۔۔۔ پہلے میں نگرانی کروں گا۔۔۔ چار گھنٹے بعد بلیک اور اس کے بعد جوشان ڈیوٹی دیگا "۔۔۔ چیف شاکل نے پلان بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے "۔۔۔ بلیک اور جوشان نے تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور چیف شاکل تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا راہداری

سے گزر کر وہ سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا کوٹھی کی دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ جہاں ایک ایسا کمرہ تھا جس کے چاروں طرف شیشے لگی ہوئی کھڑکیاں موجود تھیں کمرے میں فرنیچر موجود تھا۔

شاکل نے بجلی جلانے کی بجائے اندھیرے میں ہی بیٹھنے کو ترجیح دی تاکہ اُسے باہر سے چیک نہ کیا جا سکے۔ اس نے تمام کھڑکیوں پر پڑے ہوئے سُرخ مخمل کے پردے ہٹا دیئے اور پھر وہ کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا رخ اس طرف رکھا جدھر سڑک تھی۔ کیونکہ اُسے اندازہ تھا کہ آنے والے ادھر سے ہی آئیں گے۔

اُسے وہاں بیٹھے ہوتے ابھی دو گھنٹے ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک بڑی سی ویگن کو کوٹھی سے ذرا دُور ایک درخت کے نیچے رُکتے ہوئے دیکھا۔ ویگن وہاں چند لمحے رُکی رہی۔ پھر اس کا پچھلا دروازہ کھلا اور سرخ رنگ کے چست لباسوں میں ملبوس افراد تیزی سے باہر آنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب ویگن کی آڑ میں کھڑے ہوتے چلے گئے۔ ان کی تعداد دس تھی۔ پھر ویگن کا فرنٹ ڈور کھلا اور دونوں طرف سے دو آدمی نیچے اترے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور شاکل نے صاف طور پر دیکھا کہ اس کا اشارہ اسی کوٹھی کی طرف تھا۔

اور پھر سرخ رنگ میں ملبوس افراد تیزی سے سڑک پار کر کے اس کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے آئے اور شاکل تیزی سے اٹھ کر نیچے دوڑا۔ اس نے چوشان اور بلیک کو بڑے مطمئن انداز میں سوئے ہوئے دیکھا۔ اس نے تیزی سے انہیں جگاتے ہوئے کہا ۔۔۔ "اٹھو دوستو! ۔۔۔ حملہ آور آپہنچے ہیں"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"اوہ اتنی جلدی" ۔۔۔ ان دونوں نے ہوشیار ہوتے ہی پہلا فقرہ یہی کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ لوگ بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہیں ۔۔۔ انہوں نے بہت جلدی ہمارا کھوج نکال لیا ۔۔۔ وہ تعداد میں بارہ ہیں اور کوٹھی کے گرد پھیل رہے ہیں" ۔۔۔ شاکل نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔؟ بلیک نے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اغوا ہو جانا چاہیئے" ۔۔۔ چوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہیں اغوا ہوتے ہوتے ان کے ہاتھوں مارے نہ جائیں" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"ایسا کرتے ہیں کہ اوپر چلتے ہیں ۔۔۔ ان سے مقابلہ کیا جائے جب دیکھیں گے کہ یہ حاوی پڑ رہے ہیں تو پھر عارضی طور پر ہتھیار ڈال دیں گے ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں اگر ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا تو پھر ہماری اہمیت تنظیم کی نظروں میں بڑھ جائے گی ۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ پھر ہمارے اغوا کا ہی حکم جاری ہوگا" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا اور اس کی اس تجویز سے دونوں نے اتفاق کیا اور وہ الماری سے سٹین گنیں نکال کر تیزی سے راہداری سے نکل کر سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے اور پھر دوبارہ اسی شیشے کی کھڑکیوں والے کمرے میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے انہیں باہر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر چاروں طرف سے سائے سے دیوار پھاند کر اندر کودتے ہوئے دکھائی دیئے۔

"پوزیشنیں سنبھال لو ۔۔۔ اور حملہ کر دو" ۔۔۔ چیف شاکل نے

ایک کھڑکی کھولتے ہوئے کہا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اندر داخل ہونے والوں پر جو اب آہستہ آہستہ حملے کے انداز میں آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے، سٹین گنوں کا فائر کھول دیا۔ اور فضا سٹین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ دوسرے لمحے نیچے چند چیخیں بلند ہوئیں اور پھر نیچے سے بھی فائر کھول دیا گیا اور گولیوں نے شیشوں کے پرخچے اڑانے شروع کر دیئے۔

تھری یا ورز بڑے محتاط انداز میں چاروں طرف سے فائر کر رہے تھے مگر اچانک ایک زبردست دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم ہزاروں پرزوں میں تقسیم ہو کر فضا میں بکھرتے چلے گئے ہوں۔ ان کے ذہنوں پر جو آخری تاثر محفوظ رہ گیا تھا وہ یہ تھا کہ اندھیری رات میں اچانک ان کی آنکھوں کے اندر سورج اتر آیا ہو۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ان کے ذہنوں پر اس کا کوئی تاثر نہ تھا۔

اور پھر اچانک شاکل کی آنکھیں دوبارہ کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے ذہن میں وہی تاثر ابھر آیا کہ سورج اس کی آنکھوں میں اتر آیا ہے۔ اس نے بڑی شدت سے دوبارہ آنکھیں بند کیں مگر یوں لگتا تھا جیسے روشنی کی کرنیں برچھیوں کی طرح اس بند آنکھوں میں اترتی چلی آ رہی ہوں۔ اس نے بوکھلا کر دوبارہ آنکھیں کھول دیں اور اس بار اس کی آنکھوں کو روشنی کی تیز چبھن کا احساس قدرے کم محسوس ہوا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں ہے اور ایک لوہے کی کرسی پر چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھا ہوا بیٹھا ہے اور اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



دائیں بائیں اسی حالت میں بندھے ہوئے ہیں البتہ ان کے سر پیچھے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ شاکل کو یاد آیا کہ زبردست دھماکے کے بعد ان کے جسم کے پرزے فضا میں بکھر گئے تھے اور اس نے بوکھلا کر اپنے جسم کو دیکھا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اس کا جسم نہ صرف بالکل صحیح سلامت تھا بلکہ کہیں بھی ٹوٹ پھوٹ یا زخم کا نشان نظر نہ آیا۔ اس نے بلیک اور چوشان کی طرف دیکھا اور وہ بھی محفوظ نظر آئے اسی لمحے چوشان نے آنکھیں پٹپٹائیں اور شاکل دلچسپی سے اس کے ہوش میں آنے کا سین دیکھنے لگا۔

چوشان نے بھی ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اپنے جسم کو ہی دیکھا۔

"ہوش میں آ گئے چوشان" ---- شاکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! شاکل تم ---- یہ ہمیں کیا ہوا تھا ---- مجھے تو یوں محسوس ہوا تھا کہ میرا جسم ہزاروں حصوں میں تبدیل ہو گیا ہو" ---- چوشان نے کہا۔

"ہاں! ---- مجھے بھی بیہوش ہوتے وقت یہی احساس ہوا تھا۔ مگر شکر ہے کہ ہم صحیح سلامت ہیں" ---- شاکل نے جواب دیا۔

"دوستو! ---- شکر ہے کہ میں بھی صحیح سلامت ہوں" ---- اچانک بلیک نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ---- تم بھی ہوش میں آ گئے ---- میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید تم اپنی بقایا نیند پوری کر رہے ہو" ---- شاکل نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اتنی زبردست سنسنی خیزی کے باوجود وہ تینوں کھل کھلا کر

ہنس پڑے۔ دراصل وہ تینوں انتہائی منجھے ہوئے اور باصلاحیت سیکرٹ ایجنٹ تھے۔ ان کی زندگیاں اس قسم کے حادثوں سے دوچار ہوتے ہوتے گزری تھی اس لئے ان کے ذہنوں پر زیادہ بوجھ نہ تھا اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آئندہ اقدامات کے لئے ذہن پر جتنا بھی بوجھ کم ہو۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ اس لئے وہ نہ صرف مذاق سے پوری طرح محفوظ ہو رہے تھے بلکہ دل کھول کر ہنس بھی رہے تھے۔

" مگر ہم آ کہاں گئے ہیں" ____ ؟ بلیک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ____ کسی کے مہمان ہوں گے ____ اب یہ میزبان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کو کس انداز میں رکھے" ____ چوشان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے درست کہا ہے ____ تم جیسے مہمانوں کو رکھنے کے لئے یہی انداز بہتر ہے" ____ اچانک کمرے میں ایک بھاری آواز گونجی اور ان تینوں نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز نکل رہی تھی۔ یہ دائیں طرف کی دیوار کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی جالی سے برآمد ہو رہی تھی۔

" کیا ہم اپنے میزبان کا نام پوچھ سکتے ہیں" ____ ؟ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" جسے تم ہوٹل لاشیری میں چیلنج کر آئے تھے ____ وہی تمہاری میزبان ہے" ____ جواب دیا گیا۔

" اوہ ویری گڈ! ____ تو ہم میڈم کیٹ کے مہمان ہیں ____ مگر معاف کیجئے ہمیں اگر پہلے سے پتہ ہوتا تو ہم ضرور اس کی خدمت میں پیش کرنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کے لئے چھیچھڑے بطور تحفہ لے آتے" ____ بلیک نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں ____ تمہارے اپنے ہی چھیچھڑے کافی مقدار میں نکل آئیں گے" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" کیا تم سامنے آ کر بات نہیں کر سکتے" ____ ؟ اچانک چوشان نے سوال کیا۔

" بے فکر رہو ____ ابھی تم سے ملاقات بھی ہو جائے گی ____ اور مجھے یقین ہے کہ پھر تم یہی سوچتے رہ جاؤ گے کہ کاش! ____ یہ ملاقات نہ ہوتی ہوتی" ____ دوسری طرف سے طنزیہ انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گئے کہ بولنے والے نے مائیک آف کر دیا۔

آواز بند ہوتے ہی بلیک نے اپنا سر چوشان اور شاکل کی طرف موڑا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں پلکیں جھپکا کر آئی کوڈ میں ان سے مخاطب ہو کر کہا ____ " کہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہمیں ان بندشوں سے آزاد ہو جانا چاہئے"۔

اور پھر اسی آئی کوڈ میں شاکل نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا کہ " اس کے ناخنوں میں تیز بلیڈ موجود ہے ____ اس لئے وہ پہلے ہی اپنی بیلٹوں کو کمر کی طرف سے کاٹ چکا ہے"۔

چوشان نے بھی آئی کوڈ میں بتایا کہ اس نے انگوٹھے کے ناخن کے کونے میں لگے ہوئے بلیڈ کی تیز نوک کی مدد سے چمڑے کی بیلٹوں پر نشان ڈال دیا ہے ____ اب ذرا سے جھٹکے سے وہ ان بیلٹوں کو کاٹ سکتا

ہے"۔

بلیک مطمئن ہوکر خود بھی بیلٹوں کو کاٹنے میں مصروف ہوگیا۔

وہ تینوں آئی کوڈ میں باتیں اس لئے کر رہے تھے کہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف ان کی باتیں سنی جارہی ہیں بلکہ انہیں ویژن آئی کی مدد سے دیکھا بھی جارہا ہے۔

اور پھر چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار مسلح نقاب پوش اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں سے سٹین گنیں لٹکی ہوئی تھیں ان کے پیچھے ایک اور نقاب پوش تھا جو غیر مسلح تھا۔ مسلح نقاب پوش دروازے کے دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے جبکہ غیر مسلح نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا ان تینوں کے سامنے آکر رک گیا۔

"تم نے ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کیوں کیا تھا"۔۔۔۔ ؟ اس نقاب پوش نے قدرے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہم اس شہر میں اپنی اہمیت اجاگر کرنا چاہتے تھے ۔۔۔۔ تاکہ ہمیں کوئی تگڑا سا کام مل سکے"۔۔۔۔ چیف شاکل نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں سے آئے ہو"۔۔۔۔ ؟ نقاب پوش نے کچھ سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ایکریمیا کے شہر ناراک سے"۔۔۔۔ چیف شاکل نے جواب دیا اُسے معلوم تھا کہ انہیں بیہوش کرنے کے بعد ان کے کاغذات کی تلاشی لی گئی ہوگی

"تمہیں میڈم کیٹ کا نام کس نے بتایا تھا"۔۔۔۔ ؟ نقاب پوش نے ایک اور سوال کیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"یہاں اترتے ہی ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ یہاں حکومت میڈم کیٹ کی ہے چنانچہ ہم نے میڈم کیٹ کی نظروں میں اپنی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کر دیا۔۔۔۔ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم اتنی جلدی میڈم کیٹ کے پاس پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"ہوں!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم غیر ملکی جاسوس نہیں ۔۔۔ بلکہ عام سے غنڈے ہو"۔۔۔۔ نقاب پوش نے کہا۔

"غیر ملکی جاسوس!۔۔۔ واہ بھئی واہ!۔۔۔ خوب لقب دیا تم نے۔۔۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہمیں اتنی جلدی ٹریس کیسے کر لیا۔۔۔ ؟ اور پھر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خوفناک دھماکہ کیسا تھا"۔۔۔ ؟ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے لئے معمولی باتیں ہیں۔۔۔ تم میں سے ایک آدمی کو مشکوک انداز میں ہوٹل سے بھاگتے ہوئے چیک کیا گیا۔۔۔ اور پھر اس کا تعاقب کر کے تمہاری رہائش گاہ دیکھی گئی۔۔۔ بعد میں جب تمہارے متعلق تفصیلی رپورٹیں ملیں تو تمہیں گرفتار کرنے کے احکام صادر کئے گئے۔۔۔ تم نے فائرنگ کر کے ہمارے پانچ افراد ہلاک کر دیئے تھے۔۔۔ اس لئے روشنی کا بم مار کر تمہیں بیہوش کر دیا گیا"۔۔۔ نقاب پوش نے جواب دیا۔

"تو وہ روشنی کا بم تھا۔۔۔ مگر ہمیں تو یوں محسوس ہوا جیسے ہمارے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں"۔۔۔ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے پھٹنے سے تیز روشنی ہوتی ہے۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسی زود اثر گیس پھیل جاتی ہے کہ انسانی دماغ بیہوش ہوتے وقت یہی تاثر لیتا ہے کہ اس کا جسم ہزاروں ریزوں کی صورت میں فضا میں بکھر رہا ہو"۔

نقاب پوش نے جواب دیا۔

"اب ہمارے لئے تم نے کیا سوچا ہے" ـــــــ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف شاکل نے پوچھا۔

"تمہارے لئے موت مقدر ہو چکی ہے ـــــــ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ تین غیر ملکی جاسوس ہمارے شہر میں داخل ہوئے ہیں ـــــــ ہمیں دراصل ان کی تلاش تھی ـــــ ان سے شاید میڈم کیٹ کوئی بات چیت کرتی ـــــ مگر تم غنڈوں کی ہماری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ـــــ اور پھر تم نے ہمارے کئی آدمی بھی ہلاک کر دیئے ہیں ـــــ اس لئے موت ہی تمہارا انجام ہے" ـــــ نقاب پوش نے جواب دیا۔ اور پھر وہ قدم بہ قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی چاروں مسلح نقاب پوشوں نے بڑی پھرتی سے اپنی گنیں کاندھوں سے اتاریں۔ وہ شاید اپنے انچارج کے اشاروں کو پہچانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پیچھے ہٹتے ہی نقاب پوش نے فائر کا حکم دے دینا ہے۔ ان تینوں بندھے ہوئے آدمیوں کی قسمت کا فیصلہ ایک لحاظ سے نقاب پوش نے سُنا ہی دیا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"یہ تو غضب ہو گیا ـــــ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کمرے کو ہی بم سے اڑا دیں" ـــــ مس بوچر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں فوراً کسی طرح باہر نکلنا چاہیئے" ـــــ کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے جنونیوں کے سے انداز میں دیواروں کو تھپتھپانا شروع کر دیا جب کہ مارگریٹ ابھی تک اسی جگہ پوری شدت سے ٹھوکریں مارنے میں مصروف تھی جہاں میڈم کیٹ نے ٹھوکر مار کر دیوار کھولی تھی۔ مگر بے سود۔ اس کی ٹھوکروں کا کوئی نتیجہ نہ نکل رہا تھا۔

اور پھر اچانک کاشاکی کی محنت رنگ لے آئی اور شمالی دیوار کے ایک کونے پر ہاتھ مارتے ہی سر سر کی سی آواز نکلی اور شمالی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

وہ تینوں سٹین گنیں سنبھالے تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئیں۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک چھوٹے سے دروازے پر ہوا۔ کاشاکی چونکہ سب سے آگے تھی

اس لئے اس نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی اُسے زور سے دھکیلا اور دروازہ شاید دوسری طرف سے بند نہ تھا اس لئے آسانی سے کھلتا چلا گیا اور وہ تینوں باری باری دروازے سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گئیں۔ اب وہ ایک طویل راہداری میں پہنچ گئیں جس کی دونوں طرف کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ البتہ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا فولادی دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فولادی دروازہ بند تھا۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"اس دروازے کے پیچھے کوئی چکر ہے" ——— مارگریٹ نے کہا اور اسی لمحے اس کی نظریں دروازے کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن پر پڑ گئیں۔ اس نے آگے بڑھ کر وہ بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سرخ بلب بجھ گیا اور دروازہ اسی طرح دونوں اطراف میں گھستا چلا گیا جیسے وہ کسی لفٹ کا دروازہ ہو اور جب ان کی نظریں اندر پڑیں تو وہ واقعی لفٹ نما چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ تینوں اس لفٹ میں داخل ہو گئیں۔ لفٹ کی اندرونی دیوار پر ایک بورڈ نظر آ رہا تھا۔ جس پر چار بٹن لگے ہوئے تھے اور ان کے نیچے ایک سے چار تک ہندسے لکھے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے جن میں سے دوسرے نمبر کا ہندسہ چمک رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم دوسری منزل پر ہیں" ——— مس بوچر نے کہا اور پھر اس نے نمبر چار کا ہندسہ دبا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر کی طرف جانے لگی۔ دو کا ہندسہ بجھ گیا اور چند لمحوں بعد تین کا ہندسہ جل پڑا اور پھر جب چار کا ہندسہ جلا تو لفٹ خود بخود رک گئی اور اس کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ تینوں تیزی سے دروازے سے باہر آ گئیں۔ ان کے سامنے ایک طویل

RAFREXO@HOTMAIL.COM



راہداری تھی جس میں دونوں اطراف میں کئی دروازے موجود تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے دروازے پر زور آزمائی کی۔ مگر دروازہ بند تھا۔

"ایک لمحہ ٹھہرو" ——— مارگریٹ نے کہا اور پھر اس نے اپنے بالوں کے اندر انگلی ماری اور دوسرے لمحے بالوں کے اندر سے سیاہ رنگ کی ایک باریک تار نکال لی۔ اس نے تار کا ایک سرا مخصوص انداز میں موڑا اور پھر اس تار کو دروازے کے لاک ہول میں داخل کر کے اُسے ادھر اُدھر گھمانے لگی۔ چند ہی لمحوں بعد ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری اور مارگریٹ نے تار واپس کھینچ لیا۔

اب جب انہوں نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دوسری طرف ایک کھڑکی موجود تھی۔ وہ تینوں تیزی سے اس کھڑکی کی طرف لپکیں اور جب انہوں نے کھڑکی کھول کر دوسری طرف جھانکا تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ کیونکہ دوسری طرف نیچے سڑک صاف نظر آ رہی تھی۔ جس پر دوڑتی ہوئی کاریں اور جگمگاتی روشنیاں بہت بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ اس وقت اس عمارت کی چوتھی منزل پر تھیں۔ مس بوچر نے کھڑکی سے جھانک کر اِدھر اُدھر دیکھا مگر نیچے تک دیوار بالکل سپاٹ تھی اور کوئی ایسی چیز وہاں نہ تھی جس کے ذریعے وہ نیچے پہنچ سکتیں۔

اور اسی لمحے انہیں باہر راہداری میں ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی یوں لگتا تھا جیسے لفٹ دوبارہ وہاں آ کر رکی ہو۔ وہ تینوں تیزی سے پلٹیں اور پھر دروازے کے قریب آ کر رک گئیں۔ دروازہ وہ پہلے ہی بند کر چکی تھیں اور پھر راہداری میں کئی لوگوں کے قدموں کی بھاری آوازیں ابھریں۔

"وہ تینوں انہی کمروں میں سے کسی ایک میں ہوں گی" ـــــ اچانک ایک بھاری آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی تیز تیز آوازیں راہداری کے آخر تک پھیلتی چلی گئیں۔

وہ تینوں سانس روکے اسی انتظار میں کھڑی تھیں کہ دیکھو آنے والے اب کیا اقدام کرتے ہیں کہ اچانک انہیں کی ہول میں سے سفید رنگ کی گیس کے بھبھکے سے نکلتے دکھائی دیئے اور وہ تینوں بے اختیار پیچھے ہٹیں اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتیں کھڑکی کے پاس پہنچ گئیں۔ آنا تو وہ گیس دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھیں کہ یہ بیہوش کر دینے والی گیس ہے اور شاید ہر کمرے میں ایسی گیس پمپ کی جا رہی ہوگی۔ تاکہ ان تینوں پر آسانی سے قابو پایا جا سکے۔

مگر کھلی ہوئی کھڑکی کے راستے آنے والی تازہ ہوا کی وجہ سے گیس ان پر اثر انداز نہ ہو رہی تھی۔ مگر یہ سچویشن تھی خطرناک ـــــ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور آنے والے تعداد میں کافی تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ ان سب پر قابو نہ پا سکتی تھیں اور پھر اچانک کاشاکی کو ایک تجویز سوجھ گئی۔ گو یہ خیال تھا انتہائی خطرناک ـــــ مگر اس نے سوچا کہ جب جان ویسے بھی جانی ہے اور ایسے بھی۔ تو پھر انتہائی رسک کیوں نہ لیا جائے۔ وہ تیزی سے کھڑکی پر چڑھی اور پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ اور مس بوچر اس کا پلان سمجھ سکتیں۔ اس نے کھڑکی پر سے فضا میں چھلانگ لگا دی اور مارگریٹ اور مس بوچر کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ صریحاً خودکشی تھی۔ انہوں نے بے اختیار ہو کر باہر سر نکالا اور پھر ان کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ کاشاکی کسی گڑیا کی طرح فضا میں تیرتی ہوئی نیچے سڑک کی طرف گرتی چلی جا رہی تھی۔ پھر پلک جھپکنے میں وہ ان کی نظروں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سے اوجھل ہو گئی۔

مگر دوسرے لمحے ان کے چہروں پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ کاشاکی نیچے سڑک کے کنارے لگے ہوئے ایک بڑے سے پبلسٹی بکس کے درمیان کھڑی ان کی طرف ہاتھ ہلا رہی تھی۔

یہ پبلسٹی بکس سڑک کے کنارے بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف پبلسٹی کے بڑے بڑے بورڈ تھے اور ان کے درمیان چھت سی بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ کاشاکی جیسے ہی وہاں پہنچی، اس نے پیراٹروپنگ کے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھ نیچے کئے اور پھر وہ دو تین بار قلابازیاں کھا کر یوں سیدھی کھڑی ہو گئی جیسے سیڑھی کے ذریعے نیچے اتری ہو۔

"اب یہی آخری چارہ رہ گیا ہے مارگریٹ! ـــــ جلدی کرو" ـــــ مس بوچر نے تیز لہجے میں کہا اور مارگریٹ سر ہلاتی ہوئی کھڑکی پر چڑھ گئی۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی اس کے جسم کے پرخچے اڑا دیگی۔ مگر اُسے اپنی صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا۔ اس لئے اس نے اپنے جسم کو تولتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی۔

مس بوچر رُکے ہوئے سانس کے ساتھ اس کے گرنے کا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ پھر جب مارگریٹ بھی صحیح سلامت پبلسٹی بکس پر اتر جانے میں کامیاب ہو گئی تو اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر وہ بھی کھڑکی پر چڑھنے لگی۔ مگر اسی لمحے اُسے اپنے پیچھے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹھہرو! ـــــ ورنہ گولی مار دونگا" ـــــ اچانک ایک کرخت آواز اس کی پشت پر سنائی دی۔ مگر مس بوچر نے مڑ کر دیکھنے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی بلکہ فوراً ہی چھلانگ لگا دی۔ اور پھر اس کا جسم فضا میں تیرتا ہوا انتہائی

تیز رفتاری سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ آسمان کی بلندیوں سے نیچے گر رہی ہو۔ بار بار اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑنے کی کوشش کرتا مگر اپنی مضبوط قوت ارادی کی بنا پر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول قائم رکھا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح احساس تھا کہ ذرا سی لاپرواہی یقینی موت کا روپ دھار لے گی۔

چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم پبلسٹی بورڈوں کے درمیان پہنچ گیا۔ اسے جگہ دینے کے لئے مارگریٹ اور کاشاکی بورڈوں کے کونوں میں دبک گئی تھیں مس بوچر کا جسم جیسے ہی بورڈوں کے قریب پہنچا۔ اس نے دونوں ہاتھ مخصوص انداز میں نیچے کر کے ہتھیلیوں کو پھیلا لیا۔ پھر اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی کسی ماہر جمناسٹک کے انداز میں وہ قلابازی کھا گئی۔ مگر چونکہ وہ کافی بلندی سے گری تھی اس لئے اس کا جسم قلابازی کھاتے ہی اچھلا اور اس نے ایک اور قلابازی کھائی اور پھر وہ پہلو کے بل فرش پر گر کر گھسٹتی ہوئی سائیڈ بورڈ سے ٹکرا کر رک گئی۔ اور عین اسی لمحے ایک چٹخ کی آواز آئی اور جہاں مس بوچر گری تھی وہاں گولی آ لگی۔ مگر مس بوچر بورڈ کی جڑ میں ہونے کی وجہ سے بچ گئی۔

" کھڑے نہ ہونا ____ وہ لوگ گولیاں برسا رہے ہیں" ____ مس بوچر نے چیخ کر کہا اور وہیں دبکی رہی۔

دو تین اور گولیاں بورڈوں پر آ کر لگیں۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

" وہ لوگ اب ہمیں یہاں گھیرنے کی کوشش کریں گے" ____ مس بوچر نے کھڑے ہو کر کہا اور اس کی نظریں اس کھڑکی پر جم گئیں جو کھلی ہوئی تھی۔ مگر اب وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ کھڑکی اتنی بلندی پر تھی کہ اب اسے یہ تصور کر کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہی خوف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اتنی بلندی سے گری ہے۔

" نکل چلیں ____ یہاں رکنا خطرناک ہو گا" ____ مارگریٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر وہ تینوں بورڈوں کے درمیان ایک چھوٹے سے خلا کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ نیچے سڑک پر ٹریفک چل رہی تھی۔ بورڈ چونکہ سڑک کے درمیان میں ایک چکر کے اوپر بنا ہوا تھا اس لئے گاڑیاں ان کے دونوں اطراف سے آ جا رہی تھیں۔ اندھیرے کی وجہ سے شاید ان کو گرتے ہوئے تو کسی نے نہ دیکھا تھا مگر اب نیچے چھلانگیں لگاتی ہوئیں وہ یقیناً نظر آ جاتیں۔

مگر اسی لمحے انہیں دور سے ایک کھلا ٹرک آتا نظر آیا۔ ٹرک کے اوپر کپڑوں کے بڑے بڑے گٹھڑ لدے ہوئے تھے۔ اور لانڈری کا نام صاف لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

" اس ٹرک پر کودنے کی کوشش کرو ____ اس طرح ہم اطمینان سے نکل جائیں گی" ____ کاشاکی نے چیخ کر کہا اور پھر مارگریٹ اور کاشاکی ایک کونے میں اور مس بوچر دوڑ کر دوسرے کونے میں پہنچ گئی۔

چند لمحوں بعد ٹرک پہلے مس بوچر کے نیچے سے گزرا اور مس بوچر نے چھلانگ لگا دی اور وہ کپڑوں کے ڈھیر میں دھنستی چلی گئی۔ اور اس سے دو سیکنڈ بعد مارگریٹ اور کاشاکی نے بھی چھلانگیں لگا دیں اور وہ دونوں بھی کپڑوں کے ڈھیر پر آ پڑیں۔

ٹرک ڈرائیور کو شاید ان تینوں کے کودنے کا احساس تک نہ ہوا تھا کیونکہ ٹرک اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

وہ تینوں کھسکتی ہوئیں ٹرک کے انجن کی سائیڈ پر اکٹھی ہو گئیں۔ اب

سڑک کی طرف سے انہیں دیکھا نہ جا سکتا تھا۔

"توبہ توبہ! ___ کتنا ہولناک وقت تھا"۔ ___ سب سے پہلے مس بوچہ نے کہا۔

"یہ ہمت کاشاکی کی ہے ___ اگر وہ پہلے نہ کودتی تو شاید اب تک ہماری روحیں عالمِ بالا کی طرف پرواز کر رہی ہوتیں"۔ ___ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس میری نظریں اچانک ہی اس پبلسٹی بکس پر پڑ گئی تھیں ___ میں نے سوچا کہ جب مرنا تو ویسے بھی ہے ___ تو کیوں نہ یہ چانس بھی لے ہی لیا جائے"۔ ___ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی! ___ بس چانس ہی تھا ___ پیراٹروپنگ کی مخصوص مشق کام آ گئی ___ ورنہ تو ایسا سوچا بھی نہ جا سکتا تھا"۔ ___ مس بوچہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے"؟ ___ اچانک مارگریٹ نے پوچھا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، ٹرک ایک زوردار دھچکے سے رک گیا اور پھر اس کے چاروں طرف دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے فاصلے طے کرتی ہوئی لالہ زار کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک چوک کے قریب ___ ایک سرخ رنگ کی کار نے انتہائی تیز رفتاری سے اس کی کار کو کراس کیا اور عمران نے بڑی پھرتی سے سٹیرنگ کاٹ کر اپنی کار کو حادثے سے بچایا۔ کیونکہ پیچھے سے آنے والی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے کے باوجود اس بری طرح ڈول رہی تھی جیسے نشے میں مدہوش شرابی سڑک پر کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولتا پھر رہا ہو۔

پھر جیسے ہی کار عمران کے قریب سے گزری، عمران کے کانوں میں ایک نسوانی چیخ کی تیز آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی بچاؤ بچاؤ کے الفاظ بھی ہوا میں گونجتے رہ گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے کار میں زبردست کشمکش ہو رہی ہو نسوانی چیخ اتنی دردناک تھی کہ عمران نے بے اختیار سٹیرنگ اس طرف کاٹا جدھر وہ تیز رفتار کار گئی تھی اور پھر اس نے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس

کی کار ایک جھٹکا کھا کر کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھی۔ مگر آگے جانے والی کار بھی اپنی پوری سپیڈ میں جا رہی تھی۔ اس لئے عمران کو اس تک پہنچنے میں تقریباً پانچ منٹ لگ ہی گئے۔ اور عمران نے اُسے جا لیا۔ نسوانی چیخیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں اور کبھی کبھی چیخوں کے ساتھ ساتھ کراہیں اور سسکیاں بھی سنائی دے جاتیں۔

دونوں کاریں چند لمحوں تک برابر دوڑتی رہیں۔ مگر دوسری کار کے شیشے اس قسم کے تھے کہ باہر سے اندر کا منظر دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے باوجود کوشش کے عمران اندر کا منظر نہ دیکھ سکا۔ مگر اس نے کار کی رفتار انتہائی حد تک بڑھانے کے بعد دوسری کار کو سائیڈ میں دبانا شروع کر دیا۔ کیونکہ اُسے روکنے کا صرف یہی ایک طریقہ تھا۔

اور پھر نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق برآمد ہوا۔ دوسری کار کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے آخر کار اتنی آہستہ ہو گئی کہ عمران نے کار کو یکدم کاٹ کر اس کے سامنے روک دیا اور پچھلی کار بھی رک جانے پر مجبور ہو گئی۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور پھر دروازہ کھول کر انتہائی تیزی سے پچھلی کار کی طرف بھاگا۔ اب نسوانی چیخیں، سسکیاں اور کراہیں کی آوازیں آنی بند ہو چکی تھیں اور پچھلی کار میں خاموشی طاری تھی۔

جب عمران ریوالور سنبھالے پچھلی کار کے قریب پہنچا تو اس کا ڈرائیور بھی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔ وہ ایک فیشن ایبل نوجوان تھا جس کی چڑھی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس نے اپنے ظرف سے زیادہ ہی شراب پی رکھی ہے۔

" کیا بات ہے " ___ نوجوان نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" لڑکی کہاں ہے " ___ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا اور اس کے ساتھ ہی کھلے ہوئے دروازے سے اس کی نظروں نے کار کا اندرونی جائزہ مکمل کر لیا۔ مگر کار بالکل خالی تھی۔

" لڑکی! ___ کیسی لڑکی" ___ نوجوان نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے سنبھلا ہوا تھا۔ شاید اس کی وجہ وہ خوفناک ریوالور تھا جو عمران کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے ریوالور کا رُخ اس کے سینے کی طرف ہی ہو سکتا ہے۔

" وہ جسے تم زبردستی اٹھا کر لا رہے تھے" ___ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ کار خالی نظر آ رہی تھی اور عمران نے جب سے چیخیں سنی تھیں وہ مسلسل اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ اس لئے یہ بھی نہ سوچا جا سکتا تھا کہ اس نے لڑکی کو کار سے راستے میں دھکیل دیا ہو۔

" میں اٹھا کر لا رہا تھا ___ کیا کہہ رہے ہو ___ کہیں تم پاگل تو نہیں ___ میں تو سیدھا کلب سے آ رہا ہوں ___ تم دیکھ لو کار میں لڑکی نظر آ رہی ہے تمہیں" ___ اس نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہاری کار سے عورت کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں" ___ عمران نے کہا۔ مگر ظاہر ہے اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

" عورت کی چیخیں! ___ ارے ___ اوہ! ___ تو تم وہ چیخیں سُن کر میرے پیچھے آئے ہو ___ ہا ___ ہا ___ ہا" ___ اس نوجوان نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو ___ ورنہ ابھی دل میں سوراخ کر دوں گا" ___ عمران

کو اس کے قہقہہ پر غصہ آگیا۔

" بھائی ناراض نہ ہو ـــــ تم بھی سچے ہو ـــــ آؤ میں تمہیں چیخیں سناؤں" ـــــ اس نوجوان نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک تیز نسوانی چیخ سنائی دی اور پھر چیخ کے ساتھ ساتھ کراہیں اور سسکیاں سنائی دینے لگیں۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیکر ریوالور جیب میں ڈال لیا اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے بھرے بازار میں اُسے جوتے لگا دیئے ہوں، وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بیوقوف بن گیا ہے کیونکہ اب چیخوں اور کراہوں کے ساتھ میوزک کی ہلکی ہلکی آواز بھی سنائی دینے لگی تھی۔ دراصل یہ جدید قسم کا گانا تھا جس کا ٹیپ چل رہا تھا۔

" ایسے گانے نہ سنا کرو بھائی ! ـــــ میں تو شریف آدمی ہوں تم سے پوچھ لیا ہے ـــــ ورنہ لوگ ایسے موقعوں پر گولی پہلے چلاتے ہیں اور بات بعد میں کرتے ہیں ـــــ بہرحال ویری سوری" ـــــ عمران نے نوجوان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی۔ اس کا ذہن جھلا رہا تھا کہ خوامخواہ اس چکر میں پڑ کر وقت ضائع کیا۔ اس نے گھڑی دیکھی تو اسے ایڈورڈ بار سے چلے ہوئے تقریباً پچیس منٹ گزر چکے تھے۔

اس نے اگلے چوک سے کار کا رخ موڑا اور لالہ زار کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر تیزی سے کار دوڑانے لگا۔ اُسے یقین تھا کہ کیپٹن شکیل اور صفدر اس دوران کوٹھی کے قریب پہنچ گئے ہوں گے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لالہ زار کالونی میں داخل ہوتے ہی اس نے پہلے چوک سے بائیں طرف ٹرن لیا۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق نمبر ۳۶ کوٹھی اسی سڑک پر تھی۔ اور کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ نمبر ۳۶ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ یہ ایک قلعہ نما بڑی سی کوٹھی تھی۔ اس کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور ایک لمبا تڑنگا قوی الجثہ بلڈاگ کی شکل والا آدمی گیٹ کے باہر کھڑا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے کار اس آدمی کے قریب جا کر روک دی۔

" مائیکل" ـــــ عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

" ہاں ! ـــــ میں مائیکل ہوں ـــــ تم" ـــــ ؟ مائیکل نے جھک کر غور سے عمران کی شکل دیکھتے ہوئے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جیکارڈ فرام ہیڈ کوارٹر" ـــــ عمران نے بھی لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

" کوڈ" ـــــ ؟ مائیکل نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ دیکھ لو ـــــ باقی باتیں اندر ہوں گی ـــــ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ سڑک پر ہی ساری رات گزار دوں" ـــــ عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کارڈ اس کی آنکھوں کے آگے لہرا کر ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے کہا۔ اُسے یقین تھا کہ اتنے کم وقت میں مائیکل کارڈ کو غور سے نہیں دیکھ سکتا۔

" او۔ کے ! ـــــ آجاؤ" ـــــ مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کوٹھی کے اندر چل پڑا۔

عمران نے بھی کار آگے بڑھا دی۔ کوٹھی بالکل خالی معلوم ہوتی تھی۔

عمران نے آہستہ آہستہ کار بڑھاتے ہوئے پورچ میں جاکر اسے روک دیا۔ مائیکل پھاٹک بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پورچ میں پہنچ گیا۔ عمران اس دوران کار سے نیچے اتر کر بڑے اطمینان سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ بظاہر کوٹھی میں کوئی آدمی نظر نہیں آرہا مگر اس کے باوجود کچھ آنکھیں اس کی نگرانی کر رہی ہیں۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ مائیکل نے بڑے مطمئن انداز میں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

اور عمران خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا برآمدہ پار کر کے ایک گیلری سے گزر کر ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کمرے میں نیلے رنگ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ فرش پر بھی نیلے رنگ کا ایک قالین بچھا ہوا تھا۔

"بیٹھو" ـــــ مائیکل نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کرسی کھسکائی اور پھر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔

"کس سٹیج تک کام پہنچا ہے" ـــــ؟ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی قدرے تحکمانہ لہجے میں مائیکل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیسا کام" ـــــ؟ مائیکل نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"جعلی کرنسی والا" ـــــ عمران نے مائیکل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ـــ تو تم تک اس کی خبر پہنچ گئی ـــــ بہت خوب ـــ بہت

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوشیار ہے یہاں کی سیکرٹ سروس" ـــــ مائیکل نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ـــــ؟ عمران اس کے اس انداز پر چونک پڑا۔

"دیکھو مسٹر عمران! ـــ ہمیں دھوکہ دینا تم جیسے گھٹیا جاسوسوں کا کام نہیں ہے ـــ خبردار! ـــ جیب میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ارد گرد دیکھ لینا" ـــــ مائیکل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران کو ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ کیونکہ مائیکل کے بات کرتے ہی دیواروں میں سرسر کی آوازیں ابھریں اور پھر چاروں طرف سے مشین گنوں کے دہانے اندر جھانکنے لگے۔ ظاہر ہے ان کا رخ عمران کی طرف ہی تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر مائیکل" ـــــ عمران نے آخری بار حالات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ویسے اس اچانک کایا پلٹ کی اُسے امید نہ تھی۔

"غلط فہمی نہیں ہے مسٹر عمران! ـــ تم نے ایڈورڈ کو قتل کر دیا۔ تاکہ وہ ہمیں ٹیلیفون نہ کر سکے ـــ مگر ہم نے تصدیق کے لئے جب وہاں فون کیا تو اس کا فون ڈیڈ ملا چنانچہ کاؤنٹر مین کے ذریعے پتہ کرایا گیا ـــ تو معلوم ہوا کہ ایڈورڈ ختم ہو چکا ہے" ـــــ مائیکل نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"ایڈورڈ نے بات ہی ایسی کہی تھی کہ اُسے مرنا ہی پڑا ـــ مگر اس سے کہاں ثابت ہو گیا کہ میں جیکارڈ نہیں ہوں" ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر عمران! ــــ جو باتیں تم نے کاؤنٹر مین سے کہیں ــــ اس نے بتا دیا ہے کہ تم علی عمران ہو ــــ تم چاہے لاکھ میک اپ کر لو۔ مگر مذاق کرنے کی عادت سے باز نہیں آ سکتے" ــــ اچانک مائیکل کے پیچھے موجود پردہ ہٹا اور ایک مقامی نوجوان جس نے ہاتھ میں سٹین گن پکڑی ہوئی تھی، اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

عمران نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اس کا مقصد گھڑی میں موجود مخصوص ٹرانسمیٹر آن کرنا تھا تاکہ کوٹھی سے باہر موجود صفدر اور کیپٹن شکیل چوکنے ہو جائیں۔ کیونکہ اب عمران کے نزدیک حالات اس سٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ تصادم ناگزیر ہو چکا تھا۔

عمران دل ہی دل میں اس کار والے فیشن ایبل نوجوان کو کوس رہا تھا جس کے تعاقب کی وجہ سے اس کا کافی وقت ضائع ہو گیا اور انہیں چیکنگ کرنے کا موقع مل گیا ورنہ اگر وہ سیدھا آ جاتا تو یقیناً ان لوگوں کو چیکنگ کا وقت نہ مل سکتا اور پھر یہ حالات بھی سامنے نہ آتے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

مگر عمران ذہنی طور پر بالکل مطمئن تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے دو ساتھی باہر موجود ہیں اور ان کی مدد سے وہ سچویشن پر قابو پا لے گا۔

"چلو مان لیا کہ میں علی عمران ہوں ــــ مگر کیا تم بتا سکتے ہو کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے" ــــ؟ عمران نے اب لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے پوچھنے کی ــــ چند لمحوں بعد تم اس جگہ پہنچ جاؤ گے جہاں ان معلومات سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے" ــــ مقامی نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا حرج ہے بتانے میں طارق! ــــ عمران صاحب قبر میں یہ حسرت

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لے کر نہ جائیں کہ وہ کس تنظیم کے ہاتھوں مارے گئے ہیں" ــــ مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات کہی ہے تم نے عقلمندوں جیسی ــــ اب خود سوچو۔ اگر منکر نکیر مجھ سے سوال کریں کہ تم کس تنظیم کے ہاتھوں شہید ہوئے ہو ــــ؟ اور میں بتا نہ سکوں ــــ تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے شہید ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیں ــــ اور تم جانتے ہو کہ آجکل کے مسلمان تو صرف شہید ہی ہو کر جنت میں جا سکتے ہیں ورنہ ــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا حوصلہ قابل داد ہے کہ موت کے منہ میں بیٹھ کر بھی تم مذاق کر لیتے ہو ــــ بہرحال سنو! ــــ تمہاری موت میڈم کیٹ کے ہاتھوں ہو رہی ہے ــــ میڈم کیٹ کو جانتے ہو" ــــ؟ مائیکل نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میڈم کیٹ! ــــ جس کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے ــــ اسی کا ذکر کر رہے ہو تم" ــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ تم صحیح سمجھے ہو ــــ بس اب تمہاری حسرت پوری ہو گئی"۔ مائیکل کی بجائے طارق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں صرف تم ہی اس کے نمائندے ہو ــــ یا تمہارا بھی کوئی باس ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"میں اس ملک میں میڈم کیٹ کا نمائندہ ہوں ــــ بس چند روز کی بات ہے ــــ پھر تمہارا ملک بھی تمہارے ساتھ ہی معاشی طور پر دفن ہو جائے گا" ــــ مائیکل نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک طارق نے جو عمران کے پیچھے دیکھ رہا تھا تیز لہجے میں کہا ـــــ "کم ان"۔

اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر غیر ارادی طور پر عمران نے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ چار افراد کیپٹن شکیل اور صفدر کو بیہوشی کے عالم میں کندھوں پر لادے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بڑی بے دردی سے انہیں فرش پر پٹخ دیا اور پھر طارق کے اشارے پر انتہائی تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گئے۔

عمران انہیں اس عالم میں دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب حالات اس کی توقع سے کہیں بڑھ کر بدتر ہو چکے تھے۔

"اچھی طرح دیکھ لو مسٹر عمران! ـــــ یہی تمہارے ساتھی ہیں نا" ـــــ طارق نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ ان دو کے علاوہ باہر اور کوئی موجود نہیں" ـــــ انہیں لے آنے والے نے کہا۔

عمران نے اٹھتے ہی انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا، اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ ناف تک زمین میں دھنستا چلا گیا۔ اس کا صرف سینہ فرش سے باہر رہ گیا تھا۔ باقی جسم فرش کے اندر چھپ چکا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے جس جگہ وہ کھڑا تھا صرف اتنی جگہ زمین تین چار فٹ تک نیچے دھنس گئی ہو۔

اب عمران حرکت کرنے سے بھی معذور ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس کے بازو بھی اس کے جسم کے ساتھ ہی فرش میں جکڑے جا چکے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"کیا خیال ہے مسٹر عمران! ـــــ کیا تم نے ہمیں احمق سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمہیں جیب سے ریوالور نکالنے کی مہلت دیں گے" ـــــ مائیکل نے مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسی نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا کر عمران کو زمین میں آدھا دھنسا دیا تھا۔

"باس! ـــــ اسے فوراً گولی مار دینی چاہیئے ـــــ اس کا زندہ رہنا ہمارے لئے کسی بھی لمحے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ـــــ طارق نے سٹین گن کا رخ عمران کے سینے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو طارق! ـــــ اب یہ قطعی بے بس ہو چکا ہے ـــــ اب چاہے اس میں جناتی قوتیں کیوں نہ عود کر آئیں ـــــ تب بھی یہ سوائے زبان ہلانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا ـــــ مجھے اس سے سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز اور ایکسٹو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے دو ـــــ میڈم کیٹ ان معلومات سے بے حد خوش ہو گی ـــــ اور ہم اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال پھینکنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ـــــ مائیکل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

عمران اب واقعی بے بس ہو چکا تھا۔ اس کا جسم حرکت کرنے سے قطعی قاصر تھا۔ ایسی بے بسی شاید اس نے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ اور دوسرے لمحے مائیکل کا ہاتھ ہوا میں لہرایا اور پھر کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ عمران کے چہرے پر پڑنے والا تھپڑ واقعی انتہائی زوردار تھا۔

"باس! ـــــ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ اس کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دیں ـــــ تب بھی یہ زبان نہ کھولے گا ـــــ یہ معلومات اس کی

موت کے بعد اس کے ساتھیوں سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں ___ اس کی فوری موت بہرحال میری نظر میں انتہائی ضروری ہے" ___ طارق نے ایک بار پھر مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

دراصل طارق، مائیکل کی نسبت عمران کے متعلق زیادہ معلومات رکھتا تھا اس لئے اُسے خدشہ تھا کہ سنبھلنے کسی بھی لمحے حالات پلٹ نہ جائیں اس لئے وہ کم از کم عمران کی فوری موت کے حق میں تھا۔

" یہ بھی ٹھیک ہے ___ گولی مار دو اسے ___ اور اس وقت ٹریگر پر سے ہاتھ نہ ہٹانا ___ جب تک اس کے جسم کا ریشہ ریشہ گولیوں سے نہ کٹ جائے" ___ مائیکل نے ذرا سائیڈ میں ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی طارق نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور عمران سوائے بے بسی سے اس کی طرف دیکھنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



وسیع و عریض ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسیوں پر آٹھ نقاب پوش بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سرخ رنگ کے نقابوں میں سے ان کی جھانکتی ہوئی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ سامنے دیوار پر ایک کافی بڑی سکرین نصب تھی۔ اور تمام نقاب پوشوں کا رُخ اسی سکرین کی طرف ہی تھا۔ سکرین اس وقت تاریک تھی اور ہال میں مکمل خاموشی طاری تھی۔

اچانک اس خاموشی میں بلی کی میاؤں میاؤں کی تیز آواز ابھری اور تمام نقاب پوش چونک کر سیدھے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین بھی ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ پہلے چند لمحے تک سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں سی کوندتی رہیں پھر ایک بڑی سی سیاہ بلی کی تصویر اُبھر آئی جس کی آنکھیں انتہائی سُرخ تھیں۔

" تم لوگوں کو جو مشن سونپے گئے تھے ___ کیا وہ پورے ہوئے ___ ؟ مجھے تفصیلی رپورٹ دو" ___ اچانک ہال میں ایک کرخت نسوانی آواز گونجی۔

"میڈم! ــــ میں نے ایکریمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق پوری معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ــــ اس کی تفصیلات آپ تک پہنچ چکی ہوں گی" ــــ نمبر ون نے کھڑے ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ــــ روسیاہ کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق جزوی معلومات تو ملی ہیں ــــ مگر مکمل معلومات ابھی میسر نہیں آ سکیں ــــ میں پوری کوشش کر رہا ہوں ــــ مجھے یقین ہے کہ مزید ایک ہفتے کے دوران میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا" ــــ نمبر ون کے بعد نمبر سیون نے کھڑے ہو کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ــــ شوگران کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق بے پناہ کوششوں کے باوجود کوئی یقینی اور ٹھوس معلومات میسر نہیں آ سکیں ــــ میں شرمندہ ہوں" ــــ نمبر سیون کے بعد نمبر تھری نے کھڑے ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر ٹو! ــــ تم ایکریمیا کے سونے کی کانوں کے متعلق رپورٹ پیش کرو" ــــ میڈم نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میڈم! ــــ ایکریمیا میں سونے کی پانچ کانیں ہیں ــــ جن کا سونا صاف کرنے کے لئے صرف دو بڑے کارخانے لگائے گئے ہیں۔ میں نے ان کی تباہی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں ــــ اب کسی بھی وقت انہیں تباہ کیا جا سکتا ہے" ــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"نمبر فور! ــــ تمہاری رپورٹ کیا ہے" ــــ؟ میڈم کیٹ نے اس بار نمبر فور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میڈم! ــــ روسیاہ میں سونا صاف کرنے کے بائیس کارخانے ہیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہم ان میں سے صرف دو کو تباہ کرنے کے انتظامات کر سکے ہیں" ــــ نمبر فور نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ــــ میں سخت شرمندہ ہوں کہ شوگران کے سونا صاف کرنے کے پانچ کارخانوں کی تباہی کے لئے میرا کوئی پلان کامیاب نہیں ہو سکا" ــــ نمبر سکس نے نمبر فور کے بعد خود ہی اٹھ کر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوائے ایکریمیا کے باقی سپر پاورز میں ہمارا مشن قطعی ناکام رہا ہے ــــ ادھر بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم نے ہمارے ملک میں پہنچ کر ہمارے خلاف کام شروع کر دیا ہے ــــ اور نمبر نائن ان کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے ــــ حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں ــــ اور ہمارا مشن ابھی تک ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکا ــــ اگر ہم اسی طرح کام کرتے رہے تو پھر ایک روز ایسا آئے گا کہ ہم معلومات ہی اکٹھی کرتے رہ جائیں گے ــــ اور بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹ ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے پوری تنظیم کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیں گے" ــــ میڈم کیٹ کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

تمام نقاب پوش سر جھکائے بیٹھے رہے۔ ظاہر ہے وہ جواب بھی کیا دے سکتے تھے۔

"تو ساتھیو! ــــ میں نے فوری طور پر ایک پلان مرتب کیا ہے۔ ہمیں اپنی طاقت مختلف ممالک میں تقسیم کرنے کی بجائے ایک ہی ملک میں اپنا مشن پورے زور شور سے شروع کر دینا چاہیئے ــــ اور اس کے لئے میں نے ایکریمیا کا انتخاب کیا ہے ــــ اس انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ایکریمیا سرمایہ دار ملکوں کا رہنما ہے ــــ اس کی معیشت تباہ ہونے کا مطلب یہ

ہوگا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے تمام سرمایہ دار ممالک کی معاشی تباہی ـــــ کیونکہ ان سب ملکوں کی کرنسی ایکریمیا کرنسی سے متعلق ہے ـــــ باقی رہے روسیاہ اور شوگران ـــــ تو یہ دونوں ممالک علیحدہ معاشی نظریہ رکھتے ہیں۔ اور یہ دونوں ممالک نظریاتی طور پر ایکریمیا کے خلاف بھی ہیں ـــــ اس لئے ظاہر ہے ـــــ یہ سوائے زبانی ہمدردی کے ایکریمیا کی عملی مدد نہ کرسکیں گے ـــــ اور اس طرح ہم ایکریمیا کی معیشت تباہ کر کے ایکریمیا پر قبضہ کرلیں گے ـــــ اور اس کے بعد ہمارے پاس معاشی طاقت کے ساتھ ساتھ فوجی طاقت بھی آجائے گی ـــــ چنانچہ مؤثر طور پر ہم بعد میں روسیاہ اور شوگران سے بھی نپٹ لیں گے" ـــــ میڈم کیٹ کی آواز ہال میں گونجتی رہی۔

"آپ کی پلاننگ درست ہے میڈم" ـــــ میڈم کے خاموش ہوتے ہی سب نقاب پوشوں نے متفقہ طور پر تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے نمبر نائن کی جگہ اس کے اسسٹنٹ کو نمبر نائن مقرر کر دیا ہے لیکن چونکہ اس کا اس میٹنگ سے کوئی تعلق نہیں تھا ـــــ اس لئے اسے یہاں نہیں بلوایا گیا ـــــ بہرحال وہ ان جاسوسوں سے خود ہی نپٹ لے گا ـــــ تم سب مل کر ایکریمیا میں کام کرو ـــــ اور وہاں جس قدر جلد ممکن ہو سکے ـــــ کاغذی قیامت برپا کر دو ـــــ اس سلسلے میں تم نے کیا کیا کرنا ہے اس کی تفصیلات پہنچ جائیں گی" ـــــ میڈم کیٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام" ـــــ سب نقاب پوشوں نے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ میٹنگ برخاست ـــــ میرے احکامات کا انتظار کرو"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوگئی اور ہال میں ایک بار پھر میاؤں میاؤں کی آوازیں گونج اٹھیں اور پھر جیسے ہی یہ آوازیں بند ہوئیں آٹھوں نقاب پوش ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اپنے نمبروں کی ترتیب کے مطابق بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

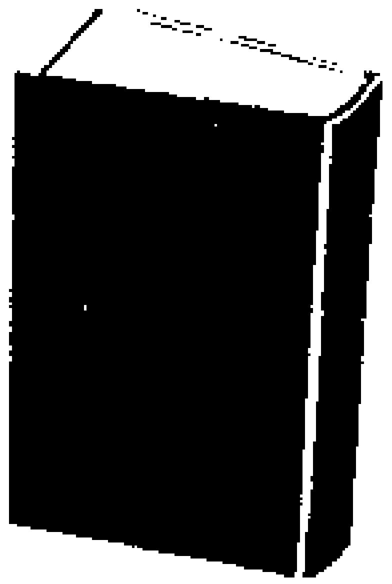

نقاب پوش کے پیچھے ہٹتے ہی دروازے کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے ہوئے مسلح آدمیوں نے سٹین گنوں کو بڑی پھرتی سے کندھوں سے اتارا اور پلک جھپکنے میں ان کا رخ چیف شاکل، چوہان اور بلیک کی طرف کرتے ہوئے فائرنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

"سنو! ـــــ آخری بار پوچھ رہا ہوں ـــــ اگر تم ہی وہ غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ ہو تو بتا دو ـــــ تاکہ میں میڈم کیٹ کو اطلاع کر دوں اور وہ تم سے براہ راست ہی نپٹ لے ـــــ ورنہ دوسری صورت میں میرے ایک اشارے پر تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے" ـــــ نقاب پوش نے بڑے سپاٹ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو کچھ ہم ہیں ـــــ وہ ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے ـــــ اب

تم زبردستی ہمیں سیکرٹ ایجنٹس بنانا چاہو ـــــ تو تمہاری مرضی" ـــــ چیف شاکل نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ وہ نقاب پوش کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس طرح خوفزدہ کر کے وہ ان سے ان کی اصلیت اگلوانا چاہتا ہے اُسے اچھی طرح علم تھا کہ سیکرٹ ایجنٹس کی اصلیت کھلتے ہی وہ ایک لمحے بھی زندہ نہ رہیں گے۔ اور ایسے نفسیاتی ڈاجوں سے نپٹتے ہوئے ان کی عمر گزر چکی تھی۔ اس لئے وہ اتنی آسانی سے اس نقاب پوش کے ڈاج میں کیسے آسکتے تھے۔

"ہوں! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ایک عام سے غنڈے ہو" ـــــ نقاب پوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے غور سے ان کی شکلیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایریل کھینچ کر لمبا کیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ـــــ نمبر نائن سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"نمبر نائن سکس سپیکنگ باس! ـــــ اوور" ـــــ نقاب پوش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ دو ـــــ اوور" ـــــ ؟ دوسری طرف سے انتہائی تحکمانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس ـــــ ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کرنے والے غنڈوں کو اغوا کر کے لایا گیا ہے ـــــ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے ـــــ وہ عام سے غنڈے ہیں۔ سیکرٹ ایجنٹس نہیں ہیں۔ اوور" ـــــ نائن سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے چیک کیا ـــــ ؟ اوور" ـــــ نمبر نائن نے پوچھا اور نائن سکس

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے اپنے نفسیاتی حربے کا ذکر کرتے ہوئے تفصیلی رپورٹ دی۔

"ٹھیک ہے ـــــ لیکن پھر بھی ایسے حالات میں رسک نہیں لیا جاسکتا تم انہیں ہیڈ کوارٹر چیکنگ روم میں بھجوا دو ـــــ وہاں سے فائنل رپورٹ ملنے کے بعد ہی ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ اوور" ـــــ نمبر نائن نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔ اوور" ـــــ نائن سکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نائن سکس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ایریل تہہ کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈال لیا۔

"انہیں اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو" ـــــ نقاب پوش نے مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور چاروں مسلح نقاب پوشوں نے اپنی سٹین گنیں کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر بڑے مطمئن انداز میں ان تینوں کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ تینوں بندھے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ قطعی مطمئن تھے۔

مگر جیسے ہی وہ قریب پہنچے چیف شاکل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے حرکت میں آئے اور دو نقاب پوش اوہ کی آواز نکالتے ہوئے اچھل کر فرش پر جا گرے۔ ان دونوں کی کنپٹیوں پر پوری قوت سے مکے پڑے تھے۔

ادھر جوشتان اور بلیک بھی حرکت میں آ گئے تھے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ پانچ

سکینڈ کے ایکشن میں وہ چاروں مسلح نقاب پوش فرش پر پڑے ہوئے تھے جبکہ وہ تینوں ان کے قریب مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔

" جلدی کرو ۔۔۔ ان کا لباس پہن لو" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا اور پھر اس نے بھی ایک آدمی کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ یہ آدمی اس کے ڈیل ڈول کے مطابق تھا۔ اس نے اس کا لباس اپنے چست لباس کے اوپر ہی پہن لیا اور جب اس نے اس کا نقاب اپنے چہرے پر لگایا تو مکمل طور پر روپ بدل چکا تھا۔

جوشان اور بلیک نے بھی پھرتی دکھائی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں نقاب پوش بنے کھڑے تھے جبکہ ان کے سامنے تین نقاب پوش ننگے پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک نقاب پوش اپنی اصل حالت میں بیہوش پڑا تھا۔

چیف شاکل تیزی سے اس پر جھکا اور پھر اس نے اس کی ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے چند ہی لمحوں میں وہ ہوش میں آ گیا۔ چیف شاکل اس کا نقاب پہلے ہی اتار چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی وہ ہوش میں آیا۔ چیف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کی نال اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" بولو! ۔۔۔ یہاں سے نکلنے کا کوڈ کیا ہے ۔۔۔؟ خبردار! اگر غلط کہا تو گولی مار دوں گا"۔

" نمبر نائن" ۔۔۔ اس آدمی نے جو شکل سے عام سا غنڈہ لگ رہا تھا۔ گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

چیف شاکل اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس لئے اس نے دوسرا سوال کیا۔ لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" ہیڈکوارٹر کہاں ہے ۔۔۔؟ جلدی بولو" ۔۔۔ شاکل نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دیتے ہوئے پوچھا۔

" مادام روڈ ۔۔۔ رائل برج" ۔۔۔ اس نے جواب دیا۔

" وہاں کا کوڈ بتاؤ" ۔۔۔؟ چیف شاکل نے پوچھا۔

" میڈم کیٹ ۔۔۔ نمبر نائن گروپ" ۔۔۔ اس شخص نے جواب دیا۔

اور چیف شاکل نے سٹین گن ہٹالی۔ اس آدمی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ مگر چیف شاکل کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے اس شخص کی کنپٹی پر پڑی۔ ضرب اتنی جچی تلی اور بھرپور تھی کہ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی اور وہ فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

" آؤ نکل چلیں" ۔۔۔ چیف شاکل نے جوشان اور بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مگر کہیں باہر ہمیں لوگ خالی ہاتھ دیکھ کر مشکوک نہ ہو جائیں ۔۔۔ ایسا نہ کریں کہ ان تینوں کو اپنا لباس پہنا کر کاندھے پر اٹھا لیں" ۔۔۔ بلیک نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں! ۔۔۔ اس کام میں کافی دیر لگے گی ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا باس دوبارہ آ جائے ۔۔۔ اور پھر انہیں اٹھا کر یہاں سے نکلنے کی نسبت ہم خود زیادہ آسانی سے نکل جائیں گے ۔۔۔ آؤ" ۔۔۔ چیف شاکل نے بلیک کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر اس نے پہلے سر باہر نکال کر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی

جو خالی پڑی تھی۔ وہ اچھل کر باہر آگیا۔ اور اس کے پیچھے جوشان اور بلیک بھی باہر آگئے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ بڑے اطمینان سے سٹین گنیں کاندھوں سے لٹکائے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک کمرے میں ہوا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

دروازہ پار کر کے جیسے ہی وہ ایک اور راہداری میں پہنچے سٹین گنوں کی نالیں ان کے سینوں سے ٹک گئیں۔ اس راہداری میں چار سٹین گن بردار نقاب پوش موجود تھے۔

"نمبر نائن" ——— چیف شاکل نے تیز لہجے میں کہا اور سٹین گنیں ان کے سینوں سے ہٹ گئیں۔

"باس کہاں ہے" ——— ؟ چیف شاکل نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر گیا ہے ——— مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ تم شکاروں کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ گے" ——— راہداری میں موجود نقاب پوش نے پوچھا۔

"ہاں! ——— کہا تو ایسا ہی تھا ——— مگر اس کے جاتے ہی شکاروں نے خودکشی کر لی ——— انہوں نے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپائے ہوئے تھے" ——— چیف شاکل نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— یہ تو برا ہوا ——— اسے فوراً اطلاع دینی ہوگی" ——— نقاب پوش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم اسے اطلاع دو ——— ہم ایک چیکنگ کر لیں ——— مرنے سے پہلے ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں کی نشاندہی کی ہے" ——— چیف شاکل نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"اوہ ضرور! ——— کار لے جاؤ گے" ——— اس نقاب پوش نے کہا۔

"ظاہر ہے" ——— چیف نے کہا اور پھر تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ جوشان اور بلیک جو اس کے قریب خاموش کھڑے تھے چیف شاکل کے آگے بڑھتے ہی اسی طرح خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے جبکہ وہ نقاب پوش تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راہداری سے گزر کر وہ تینوں کوٹھی کے پورچ میں پہنچے جہاں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی اور چابی اگنیشن میں لگی ہوئی تھی۔ چیف شاکل کو چابی باہر سے ہی نظر آگئی تھی۔ اس لئے اس نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی نشستوں پر جوشان اور بلیک کے بیٹھتے ہی شاکل نے کار تیزی سے موڑی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے کار کا سہارا بھی اس لئے لیا تھا کہ کار کی وجہ سے پھاٹک پر روک ٹوک نہ ہوگی۔ اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق کار کو پھاٹک کی طرف بڑھتے دیکھ کر پھاٹک کے قریب موجود مسلح چوکیداروں نے تیزی سے پھاٹک کھول دیا اور شاکل اطمینان سے کار باہر سڑک پر لے آیا۔

"میرا خیال ہے کہ جس قدر جلد اس کار سے چھٹکارا پا لیں ——— اچھا ہے" پچھلی نشست پر سے جوشان نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— چیف شاکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کار ایک گلی کی طرف موڑ دی۔ یہ گلی تنگ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی اندھیری بھی تھی اور چونکہ اس طرف عمارتوں کی پشت تھی اس لئے وہاں ایمرجنسی دروازوں اور کھڑکیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ شاکل نے کار گلی کے درمیان

میں رکی اور پھر تیزی سے نقاب اور لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چوشان اور بلیک پہلے ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر چکے تھے۔ پھر لباس اور نقاب اسی کار میں پھینک کر وہ باہر نکل آئے۔ اور بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتے گلی کراس کر کے واپس سڑک پر آ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ ؟ چوشان نے پوچھا۔

"اس کوٹھی کے سامنے ایک کیفے میں نے دیکھا ہے ۔۔۔ وہاں بیٹھ کر اس کوٹھی کی نگرانی کرتے ہیں" ۔۔۔ شاکل نے کہا۔

"مگر اس نگرانی کا فائدہ ۔۔۔ ؟ کیوں نہ ہم ہیڈ کوارٹر میں گھسنے کی کوشش کریں" ۔۔۔ چوشان نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر میں گھسنا آسان نہیں ہوگا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ جیسے ہی انہیں ہمارے نکلنے کا احساس ہوگا ۔۔۔ وہ یہ کوٹھی چھوڑ دیں گے اور کسی اور پوائنٹ پر شفٹ ہو جائیں گے۔ میں وہ پوائنٹ دیکھنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ شاکل نے کہا۔

"اس کی وجہ" ۔۔۔ ؟ بلیک نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اس لئے کہ پہلے ہم وہاں گھسیں ۔۔۔ اور باس اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں نکل کر ہیڈ کوارٹر جائیں ۔۔۔ اس طرح ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے" ۔۔۔ شاکل نے اپنی تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں شاکل! ۔۔۔ یہ سلسلہ خاصا طویل ثابت ہوگا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کاروں میں شفٹ ہوں ۔۔۔ اور ہمیں ان کے تعاقب کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لئے سواری ہی میسر نہ آئے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کریں ۔۔۔ اور وہیں بیٹھ کر اس میں خفیہ داخلے کی کوئی تجویز سوچیں"۔ بلیک نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ بلیک ٹھیک کہہ رہا ہے ۔۔۔ اب وہ بہت محتاط اور ہوشیار ہو جائیں گے ۔۔۔ اس لئے آسانی سے ٹریپ نہ ہو سکیں گے"۔ چوشان نے بھی بلیک کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ پھر چلیں" ۔۔۔ شاکل نے بھی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چوک کی طرف چل پڑے جہاں سے انہیں آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔

عمران ناف تک زمین میں دھنسا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی زمین کے اندر تھے اور سامنے کھڑے ہوئے طارق کے ہاتھوں میں موجود سٹین گن کا رُخ عمران کی طرف ہی تھا جبکہ مائیکل اس سے ذرا سا سائیڈ میں ہٹ کر کھڑا ہوا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ایک طرف فرش پر بیہوش پڑے ہوئے تھے طارق کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ عمران کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی حاصل کر رہا ہو۔

عمران کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی اس خوفناک سچوئشن میں تقریباً جواب دے گئی تھی اور عمران کو معلوم تھا کہ پلک جھپکنے میں طارق کی سٹین گن سے نکلی ہوئی گولیاں اس کے جسم کو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیں گی۔

اور پھر جیسے ہی طارق کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی۔ عمران کے ذہن میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایک جھماکا سا ہوا۔

طارق کے ٹریگر دباتے ہی گولیوں کی بوچھاڑ سی نکل کر سیدھی عمران کی طرف بڑھی۔ مائیکل سائیڈ میں کھڑا بڑے مطمئن انداز میں عمران کی موت کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے ذہن کے بعید ترین گوشے میں بھی شاید یہ تصور نہ تھا کہ اس بے بسی کے عالم میں بھی عمران کوئی حرکت کر سکے گا۔

جیسے ہی طارق نے ٹریگر دبایا۔ عمران کا آدھا جسم انتہائی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے آدھے جسم نے جو زمین سے اوپر تھا جھکولا کھایا اور اس کے سر کی ٹکر پوری قوت سے قریب کھڑے مائیکل کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پڑی اور مائیکل اچانک ضرب کھا کر اچھلا اور اس کا جسم عمران اور طارق کے درمیان آگیا۔ نتیجہ یہ کہ سٹین گن کے دہانے سے نکلنے والے قہقہے کے ساتھ مائیکل کی خوفناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ سٹین گن کی گولیاں چونکہ ایک تسلسل سے چل رہی تھیں۔ اس لئے طارق ان گولیوں کو نہ روک سکا اور پہلے نکلنے والی گولیاں عمران کے جھکولے کی وجہ سے اس کے جسم سے قریب ہوتی گزر گئیں جب کہ باقی گولیوں نے درمیان میں آجانے والے مائیکل کے جسم کو چھلنی کر دیا۔

مائیکل کے منہ سے چیخ نکلتے ہی طارق نے بوکھلا کر ٹریگر پر سے انگلی ہٹالی مگر وہ مائیکل کو نہ بچا سکا۔ مائیکل کا جسم گولیوں کے زور سے اچھل کر عمران کے اوپر آگرا۔ وہ بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کے جسم سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔

طارق نے مائیکل کی یہ حالت دیکھ کر سٹین گن ایک طرف پھینکی اور تیزی سے مائیکل کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑ سا گیا تھا۔ اس نے انتہائی

پھرتی سے تڑپتے ہوئے مائیکل کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ شاید مائیکل کو جلد از جلد طبی امداد پہنچا کر اس کی جان بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا وہ دروازے کے قریب پہنچا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اتنی گولیاں کھانے کے بعد اب مائیکل کا بچ جانا تقریباً ناممکن ہے۔ بہرحال قدرت نے اُسے موت سے فی الحال بال بال بچا لیا تھا لیکن اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی مائیکل کی رُوح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑے گی۔ طارق انتہائی غصے کے عالم میں عمران سے انتقام لینے کے لئے پلٹے گا اور پھر اس کے ہاتھوں سے بچ نکلنا ناممکن ہوگا

صفدر اور کیپٹن شکیل اس سے ذرا فاصلے پر ابھی تک بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کی خواہش تھی کہ کسی طرح طارق کے آنے سے پہلے ان میں سے کم از کم ایک ہوش میں آجائے۔ مگر سوائے انہیں دیکھنے کے وہ اور کچھ بھی نہ کرسکتا تھا۔

"صفدر! ۔۔ شکیل! ۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔ اچانک عمران نے ان دونوں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔ وہ انتہائی تیز لہجے میں انہیں پکار رہا تھا۔

اور پھر اس وقت عمران کی آواز میں اور زیادہ تیزی آگئی جب اس نے صفدر کی پلکیں جھپکتی ہوئی دیکھیں اور چند لمحوں بعد صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔

"صفدر! ۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اور صفدر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"جلدی کرو ۔۔۔ اس میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دباؤ ۔۔۔ جلدی کرو" عمران نے چیخ کر کہا۔

اور شاید عمران کی تیز آواز نے صفدر کو شعور کی سرحدوں پر لا کھڑا کیا تھا کیونکہ وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔

"اس کے دوسرے کنارے پر بٹن لگا ہوا ہے ۔۔۔ اسے دباؤ ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور صفدر تیزی سے میز کی دوسری طرف گھوم گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے بٹن پر پڑیں اس نے تیزی سے وہ بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے عمران کا جسم ایک جھٹکے سے اونچا ہوگیا۔ اور اب وہ فرش پر کھڑا ہوا تھا۔

فرش کی قید سے آزاد ہوتے ہی عمران نے اس طرف چھلانگ لگائی جس طرف طارق کی سٹین گن پڑی تھی۔ اور سٹین گن اٹھا کر وہ مڑا تو صفدر تیزی سے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ادھر صفدر نے چند ہی لمحوں میں کیپٹن شکیل کو بیہوشی سے ہوش کی سرحدوں میں کھینچ لیا۔ اور اب کیپٹن شکیل حیرت بھرے انداز میں پلکیں جھپکا جھپکا کر کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے عمران کو باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے اعصاب تن سے گئے۔ آنے والا آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا

آرہا تھا۔ چونکہ قدموں کی آواز ایک ہی آدمی کی تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ اس کی توقع کے مطابق مائیکل کی موت کے بعد طارق، عمران سے انتقام لینے کے لئے دوڑا چلا آرہا تھا۔

اور پھر کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور طارق اچھل کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مگر کمرے کی سچوئیشن دیکھتے ہی وہ یکدم ٹھٹھک گیا اس سچوئیشن کے متعلق تو شاید اس نے سوچا تک نہ تھا۔

"اپنے ہاتھ اٹھا لو طارق" ___ اچانک عمران کی کڑکدار آواز کمرے میں گونجی اور اس نے سٹین گن کی نال طارق کی کمر سے لگا دی۔

طارق تیزی سے مڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح مڑتا، عمران کی لات پوری تیزی سے حرکت میں آئی اور طارق اچھل کر سامنے پڑی ہوئی میز سے جا ٹکرایا۔

"اسے سنبھالو صفدر" ___ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ طارق میز سے ٹکرا کر سیدھا کھڑا ہوتا، صفدر کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اور اس نے طارق کو دونوں بازوؤں میں جکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ صفدر کا ایک بازو طارق کی گردن میں اور دوسرا اس کی کمر میں حمائل تھا

طارق نے اپنی دونوں کہنیاں صفدر کے پہلوؤں میں مارنے کی کوشش کی مگر صفدر نے اس کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور طارق کا جسم مفلوج ہوتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی اور آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"اس کی تلاشی لو شکیل" ___ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اس کی جیبوں کی بڑی پھرتی سے تلاشی لی اور پھر اس کی سائیڈ پاکٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سے ایک مشینی پستول برآمد کر لیا۔

"صفدر! ___ اسے گھسیٹ کر اس جگہ لا کر کھڑا کرو ___ اور خود اپنے قدم پیچھے کر لو" ___ عمران نے اسی جگہ سٹین گن کی نال رکھتے ہوئے صفدر سے کہا جہاں وہ خود زمین میں دھنسا ہوا تھا۔

صفدر طارق کو گھسیٹتا ہوا اس جگہ لے آیا جب کہ عمران تیزی سے میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب صفدر نے بے بس طارق کو اس مخصوص جگہ پر کھڑا کیا تو عمران نے پھرتی سے بٹن دبا دیا اور طارق بھی عمران کی طرح ناف تک زمین میں دھنستا چلا گیا۔ صفدر نے چونکہ اسے جکڑا ہوا تھا اس لئے طارق کے نیچے جھکتے ہی صفدر بھی بے اختیار اس پر جھکتا چلا گیا۔

"چھوڑ دو اسے" ___ عمران نے کہا اور صفدر دونوں ہاتھ چھوڑ کر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔

اب طارق اسی انداز میں کھڑا تھا جس انداز میں تھوڑی دیر پہلے عمران کھڑا تھا۔ اُس وقت سٹین گن طارق کے ہاتھوں میں تھی جبکہ اب سٹین گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔

"ہاں تو جناب طارق صاحب! ___ تمہارے باس کا کیا حال ہے؟ اُسے میڈم کیٹ تک پہنچا آئے ہو ___؟" عمران نے مسکراتے ہوئے طارق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم انسان نہیں ___ شیطان ہو شیطان" ___ طارق نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تو آسان طریقہ ہے ___ لاحول پڑھو ___ میں بھاگ جاؤں گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور طارق بھلا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا۔

" تم گھبراؤ نہیں ـــــ میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا" ـــــ عمران نے اُسے خاموش دیکھ کر کہا اور پھر اس نے سٹین گن صفدر کی طرف بڑھا دی اور صفدر نے اُسے جھپٹ لیا۔

" تم خود ہی سب کچھ بتا دو گے مسٹر طارق" ـــــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور پھر طارق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

طارق دانت بھینچے عمران کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ عمران نے طارق کے قریب پہنچ کر اپنا بازو اوپر کیا اور کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتار کر اس کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں موڑ کر ایک جھٹکے سے باہر کھینچا۔ ونڈ بٹن سرر کی آواز سے باہر نکلتا چلا آیا۔ اس کے ساتھ ایک باریک سی تار بھی باہر نکلتی چلی آئی۔ تار خاصی لمبی تھی۔ اس کا دوسرا سرا ابھی تک گھڑی کے اندر تھا۔ عمران نے گھڑی کی پشت کو انگوٹھے کے ناخن سے کریدا اور پھر ایک باریک سی ٹیپ نما جھلی گھڑی کی پشت سے اکھڑتی چلی آئی۔

عمران نے گھڑی کی پشت طارق کے ایک کان پر رکھ کر اُسے ہلکے سے دبایا اور جب اس نے ہاتھ چھوڑا تو گھڑی اس طرح طارق کے کان سے چپک گئی تھی جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی جھلی کو تار سے منسلک ونڈ بٹن کے موٹے سرے سے چپکایا اور تار کو طارق کے سر کی پشت سے گھما کر ونڈ بٹن کو طارق کے دوسرے کان میں ڈال کر اس نے جھلی کو اس کی کان کی لو سے چپکا دیا۔ اب طارق کے ایک کان سے گھڑی چپکی ہوئی تھی جب کہ دوسرے کان میں ونڈ بٹن اس جھلی کی مدد سے چپک چکا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل حیرت سے عمران کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے جبکہ طارق کی نظروں میں بھی حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



گھڑی کو اس انداز میں چپکا کر عمران ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے انگلی سے گھڑی کے ایک کنارے پر لگے ہوئے چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا طارق کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی پیشہ ور مداری بچوں کے سامنے کوئی دلچسپ شعبدہ دکھانے والا ہو۔

" ابھی چند لمحوں بعد تم چابی بھرے کھلونے کی طرح بولنا شروع کر دو گے۔ اور یہاں کی تمام تفصیلات بتاؤ گے" ـــــ عمران نے میز سے پشت لگاتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

طارق چند لمحے تو اطمینان سے کھڑا رہا۔ مگر پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اس نے تیزی سے سر کو ادھر اُدھر جھٹکنا شروع کر دیا جیسے وہ اس گھڑی سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔ مگر گھڑی اس طرح چپکی ہوئی تھی کہ تیز جھٹکوں کے باوجود وہ اس کے کان سے علیحدہ نہ ہوئی۔

" اسے اتارو ـــــ خدا کے لئے اسے اتارو ـــــ میرا دماغ پھٹ جائے گا ـــــ اتارو اسے" ـــــ اچانک طارق نے بُری طرح چیخنا شروع کر دیا۔

" ابھی سے ! ـــــ ابھی تو ابتدا ہے مسٹر طارق" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ چند لمحوں بعد طارق کی قوت ارادی جواب دے جائے گی اور پھر وہ سب کچھ خود ہی بتا دے گا۔

" میں کہتا ہوں اتار دو اسے ـــــ میں سب کچھ بتاؤں گا ـــــ اسے اتارو ـــــ یہ اب ناقابل برداشت ہے ـــــ مجھے مار ڈالو ـــــ گولی مار دو مگر اسے اتارو" ـــــ طارق نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں اور چہرہ بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

عمران نے جو حربہ استعمال کیا تھا وہ بظاہر بچگانہ نظر آرہا تھا مگر اس کے خوفناک نتائج سے عمران پوری طرح واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ گھڑی کی ٹک ٹک طارق کے دماغ میں کسی گُرز کی طرح پڑ رہی ہوگی اور مسلسل ضربات اس کے دماغ کو اس حد تک مفلوج کر دیں گی کہ وہ اس سے بچنے کے لئے جان دینے پر بھی تیار ہو جائے گا۔

"روکو اسے ــــ روکو ــــ خدا کے لئے روکو ــــ تم جو پوچھو گے میں بتاؤں گا ــــ مگر اسے روکو ــــ میرا دماغ پھٹ جائے گا"۔ طارق نے اب ناقابل برداشت انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم بولتے جاؤ طارق! ــــ سب کچھ بتلاتے جاؤ ــــ بولنے سے اس کی ضربات شدید محسوس نہیں ہوں گی" ــــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مائیکل ہمارا باس تھا ــــ ہماری تنظیم میڈم کیٹ کی اس ملک میں نمائندہ ہے ــــ مائیکل کو ہیڈ کوارٹر سے بھیجا گیا تھا ــــ وہ نمبر ون تھا ــــ میں نمبر ٹو ــــ مائیکل کے آنے سے پہلے میں نمبر ون تھا ــــ مائیکل کو ایک خصوصی مشن پر بھیجا گیا تھا ــــ ہم نے اس ملک میں جعلی کرنسی پھیلانی تھی ــــ ہم نے سٹیٹ بنک اور تمام شیڈولڈ بنکوں کے سٹاک انچارجز کو خرید لیا تھا ــــ ہم نے سٹاک میں موجود تمام نوٹوں کے سیریل نمبر حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیتے ہیں ــــ وہاں سے انہی نمبروں پر مشتمل جعلی کرنسی آئی ہے ــــ یہ کرنسی عام نظروں میں اصل لگے گی مگر غور سے دیکھنے پر جعلی معلوم ہو گی ــــ ہم نے ایڈورڈ کی معرفت سپلائی آنے پر ہر بنک کے سٹاک روم میں نقب لگا کر نوٹ تبدیل کرنے تھے۔ ایڈورڈ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے ماہر نقب زن شیر خان کی خدمات حاصل کی تھیں ــــ شیر خان نے تمام بنکوں کے سٹاک رومز کے نقشے حاصل کر لئے تھے اور یقینی کامیابی کے لئے سپلائی کے ساتھ ساتھ نقب کے لئے جدید ترین مشینری بھی آنی تھی۔ جعلی کرنسی کی تبدیلی کے بعد ہم نے شہر بھر میں یہ افواہ پھیلانی تھی کہ ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آچکا ہے ــــ ہم نے آپریشن کی کامیابی کیلئے پولیس اور انٹیلی جنس کے سرکردہ افسران کو بھی خرید لیا تھا۔ اور شہر کے تمام جرائم پیشہ افراد کو کور کر لیا تھا تاکہ جعلی کرنسی کے ساتھ ساتھ وہ شہر میں حکومت کے خلاف ہنگامے برپا کر دیں ــــ یہ سب کچھ مکمل تھا ــــ صرف سپلائی کا انتظار تھا جو کسی بھی وقت پہنچنے والی تھی کہ یکدم تم ٹپک پڑے اور اب سب کچھ ختم ہو گیا۔ ــــ مائیکل مارا جا چکا ہے" ــــ طارق نے مسلسل چیخ چیخ کر تمام تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی میں کتنے افراد ہیں" ــــ؟ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"دس افراد ہیں ــــ مگر میں نے مائیکل کے ختم ہونے پر اس کی لاش سمیت ان سب کو ہیڈ کوارٹر بھیج دیا ہے ــــ میرا پروگرام یہ تھا کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی تم تینوں کو ہلاک کر کے اس کوٹھی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دونگا ــــ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تمہارے اور ان لوگوں کے آنے کی وجہ سے یہ اڈہ سیکرٹ سروس کی نگاہوں میں آچکا ہے ــــ مگر کاش! ــــ میں انہیں روک لیتا" ــــ طارق نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ! ــــ میں نے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی بتا دیا ــــ اوہ! یہ میں

نے کیا کیا" ــــ طارق نے بُری طرح سر پٹختے ہوئے کہا۔ شاید وہ لاشعوری طور پر ہیڈ کوارٹر کے متعلق نہ بتانا چاہتا تھا مگر دماغ پر لگنے والی مسلسل ضربات سے بچنے کے لئے اس نے اس کا ذکر بھی روانی میں کر دیا تھا۔

"نہ بتاؤ ــــ خاموش ہو جاؤ ــــ میں نے تم پر جبر تو نہیں کیا"۔ عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"روکو! ــــ اسے روکو ــــ میں بتاؤں گا ــــ میں سب کچھ بتاؤں گا" ــــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر طارق پھٹ پڑا۔

"نہیں نہیں ــــ بالکل نہ بتاؤ ــــ کیا ضرورت ہے بتانے کی۔ چلنے دو اس گھڑی کو" ــــ عمران نے اُسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر نیو کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ میں ہے ــــ کوڈ پیپر ماسٹرز ہے ــــ وہاں ان دس کے علاوہ دس افراد اور ہیں ــــ وہاں برآمدے کے کونے میں چیکنگ روم ہے ــــ جدید ترین مشینری سے میک اپ چیک کیا جاتا ہے ــــ کمرے کے جنوبی کونے میں دیوار کے قریباً وسط میں ایک اینٹ ابھری ہوئی ہے ــــ اسے دباؤ تو دیوار درمیان سے پھٹ جاتی ہے ــــ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی ہیں ــــ آخری سیڑھی پر پیر رکھتے ہی اختتامی دروازہ کھل جاتا ہے ــــ آگے طویل راہداری ہے ــــ جس میں مختلف کمروں کے دروازے ہیں ــــ ان کمروں میں سپلائی رکھی جاتی ہے ــــ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ ہے ــــ اس دروازے کے وسط میں ایک ہاتھ کا نشان موجود ہے ــــ اس ہاتھ کے نشان پر مائیکل جب اپنا ہاتھ رکھ کر دباتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے ــــ کمرے کے درمیان میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایک بڑی سی میز ہے ــــ میز کے دائیں کنارے کو دبایا جائے تو میز کی سطح درمیان سے کھل جاتی ہے ــــ اس میں وہ ٹرانسمیٹر موجود ہے جس سے ہیڈ کوارٹر رابطہ قائم ہوتا ہے" ــــ طارق نے ایک بار پھر تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم وہاں جاؤ ــــ تو وہ دروازہ کیسے کھولو گے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"مائیکل کی عدم موجودگی کے دوران میں بھی اپنا بایاں ہاتھ اس نشان پر رکھ کر دروازہ کھول سکتا ہوں ــــ مائیکل کا دایاں ہاتھ اور میرا بایاں ہاتھ چلتا ہے" ــــ طارق نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر سے رابطے کے لئے کیا فریکونسی ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"فریکونسی زیرو ــــ چار ــــ نارتھ تھری ون ہے ــــ پہلے شناخت مانگی جاتی ہے ــــ تو پاکیشیا پوائنٹ اور اپنا نمبر بتانا پڑتا ہے ــــ پھر کوڈ پوچھا جاتا ہے تو کوڈ پیپر ماسٹرز بتایا جاتا ہے" ــــ طارق نے بتایا شاید اب اس کی قوت ارادی مکمل طور پر مفلوج ہو چکی تھی۔

"اور ان بیس افراد کو کنٹرول کس طرح کیا جاتا ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"ان کو جو حکم دیا جاتا ہے ــــ وہ بجا لاتے ہیں ــــ اگر ٹیلیفون پر آرڈر دیا جائے تو نمبر اور کوڈ بتایا جاتا ہے ــــ اگر براہ راست بات کی جائے تو صرف حکم دیدیا جاتا ہے" ــــ طارق نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات ــــ جو بتانی رہ گئی ہو" ــــ؟ عمران نے طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"روکو اسے ___ روکو ___ اب روک دو ___ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے ___ اب کچھ بتانے کو نہیں رہا" ___ طارق نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے آگے بڑھ کر گھڑی کا وہ چھوٹا ونڈ بٹن دبا کر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی طارق کا سر پیچھے کی طرف ڈھلک گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں مسلسل دماغ پر پڑنے والی ضربوں کے بعد یکدم خاموشی ہو جانے سے اس کا شعور اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

عمران نے گھڑی کو جھٹکا دے کر اس کے کان سے اکھاڑا اور پھر دوسرے کان میں لگی ہوئی ٹیپ اکھاڑ کر ونڈ بٹن بھی باہر کھینچ لیا۔ اور جب اس نے ونڈ بٹن کو ہلکی سی سروڑی دے کر چھوڑا تو تار سر کی آواز نکالتی ہوئی واپس گھڑی میں غائب ہو گئی اور ونڈ بٹن واپس اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا اور عمران بڑے اطمینان سے گھڑی کو دوبارہ کلائی پر باندھنے میں مصروف ہو گیا۔

"کمال کی گھڑی ہے عمران صاحب" ___ صفدر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ایسے مجرموں سے راز اگلوانے کے لئے بچگانہ سا شعبدہ ہے ریڈی میڈ" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے" ___ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"اسے اٹھا کر دانش منزل پہنچا دو ___ اور وہاں اپنے چوہے باس کو اس بات کی رپورٹ بھی دے دینا کہ تم نگرانی کرنے کے ساتھ ساتھ اب بیہوش ہو جانے کی ریہرسل بھی کرتے رہتے ہو" ___ عمران نے میز کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں کہا۔



"اوہ عمران صاحب! ___ دراصل اچانک ہم پر حملہ کیا گیا ___ یہ لوگ پہلے سے ہی باہر چھپے ہوئے تھے" ___ صفدر نے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے بٹن دبا دیا اور طارق اچھل کر فرش پر آ گرا۔ عمران کو معلوم تھا کہ ابھی ایک گھنٹے تک اس کے ہوش میں آنے کی امید نہیں ہے۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔

"آپ کا کیا پروگرام ہے" ___ ؟ کیپٹن شکیل نے جھک کر بیہوش پڑے طارق کو اٹھا کر کندھے پر لادتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس عمارت کی مکمل تلاشی لینے کے بعد تمہارے باس کو رپورٹ کروں گا ___ پھر شاید ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا جائے ___ اب تم نکلنے کی کرو" ___ عمران نے جواب دیا۔

اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے بیہوش طارق کو کاندھے پر اٹھائے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران سٹین گن اٹھائے ان دونوں کے پیچھے پیچھے تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں طارق نے جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور اس کے ساتھی کوٹھی میں ہی موجود ہوں۔ مگر واقعی پوری کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمران کی کار پورچ میں کھڑی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی گاڑی نہ تھی۔

"تم لوگ کس چیز پر آئے ہو" ___ ؟ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

"باہر ہماری کار موجود ہے" ___ صفدر نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"او کے! ___ پھر نکل جاؤ ___ میں جلد ہی پہنچ جاؤں گا" ___ عمران نے کہا اور پھر اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک وہ دونوں طارق کو اٹھائے پھاٹک سے باہر نہ نکل گئے۔

ان دونوں کے جانے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس مڑ گیا۔ ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارنے سے قبل وہ کوٹھی کو اچھی طرح کھنگالنا چاہتا تھا۔

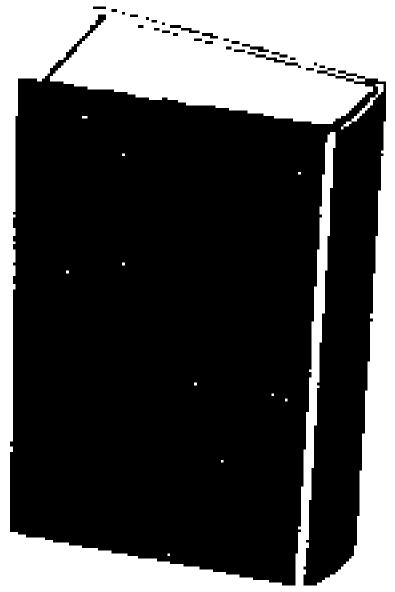

ٹرک جس انداز میں دھچکا کھا کر رکا تھا اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں اس سے وہ تینوں لیڈیز سیکرٹ ایجنٹس یکدم چوکنا ہو گئیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ___ مس بوچر نے دبے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ___ شاید چیکنگ ہو رہی ہے" ___ کاشا کی نے کہا اور پھر اس نے آہستہ سے سر اٹھا کر ٹرک کی باڈی کے کنارے سے باہر کو جھانکا تو اسے دس کے قریب سرخ رنگ کے نقاب لگائے سٹین گنوں سے مسلح آدمی نظر آئے جو تیزی سے ٹرک کے گرد پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"اچھی طرح چیک کرو" ___ ایک تیز آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ اور کاشا کی نے تیزی سے کپڑوں کے گٹھڑ ہٹانے شروع کر دیئے اور پھر وہ پھرتی سے مختلف گٹھڑوں کے درمیان پیدا ہونے والے خلا میں گھستی چلی گئی۔

مس بوچر اور مارگریٹ نے بھی ایسا ہی کیا اور اس سے پہلے کہ چیکنگ کرنے والے افراد ٹرک کے اندر آئیں وہ تینوں گٹھڑوں کے درمیان ٹرک کے نچلے حصے میں پہنچ چکی تھیں۔ ان کے سروں اور دائیں بائیں کپڑوں کے بڑے بڑے گٹھڑ پڑے ہوئے تھے۔

ٹرک کے اندر تین چار افراد اتر آئے اور پھر انہوں نے مختلف گٹھڑوں کو اوپر نیچے کر کے دیکھا مگر وہ تینوں چونکہ بالکل نچلی سطح میں چھپی ہوئی تھیں اس لئے ان کے گٹھڑوں کے ہٹانے سے وہ نظر نہ آ سکیں۔

"ٹھیک ہے ___ کچھ نہیں ہے" ___ ایک آواز سنائی دی اور افراد باری باری باڈی پر چڑھ کر نیچے اتر گئے۔

"کوئی مشکوک چیز ہے" ___ نیچے سے ایک تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"نہیں جناب! ___ سب ٹھیک ہے ___ ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ___ دوسری آواز سنائی دی۔

"او کے! ___ کلیئر کر دو" ___ وہی تحکمانہ آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آواز تیزی سے دور ہوتی چلی گئی اور ٹرک ایک دھچکا کھا کر آگے بڑھا۔ اس بار اس کی رفتار آہستہ تھی، پھر مختلف موڑ سے آتے ہوئے محسوس ہوتے اور اس کے بعد ٹرک ایک بار پھر رک گیا۔

"اب نکل چلو" ___ مارگریٹ نے دبے لہجے میں کہا اور وہ تینوں گٹھڑ

ہٹا کر اوپر نکلنے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح باہر نکلتیں، اچانک سرر کی آواز سنائی دی اور پھر انہیں محسوس ہوا کہ ٹرک کے انجن کی طرف سے ٹرک اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی گٹھڑ تیزی سے نیچے کو گھسٹنے لگے گٹھڑوں کے ساتھ ساتھ ان کے جسم بھی تیزی سے نیچے کی طرف پھسلنے لگے۔

انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر اب ٹرک کا پچھلا حصہ بہت نیچا ہو گیا تھا اور گٹھڑوں کے نیچے گرنے کی رفتار بہت تیز ہو گئی تھی چنانچہ وہ تینوں بھی گٹھڑوں کے ساتھ ہی لپٹی ہوئیں نیچے گرتی چلی گئیں اور پھر ایک دھچکے سے ان کے جسم پہلے سے نیچے گرے ہوئے کپڑوں کے گٹھڑوں پر جا گرے اور ان کے جسموں پر اوپر سے اور گٹھڑ آ گرے اور انہوں یوں لگا جیسے وہ ان گٹھڑوں میں ہی دفن ہو جائیں گی۔ گٹھڑ مسلسل ان کے اوپر گر رہے تھے۔ مگر چند لمحوں بعد گٹھڑ گرنے بند ہو گئے اور پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی بہت بڑے ڈرم کا ڈھکن بند کر دیا گیا ہو۔

اب ہر چیز ساکت ہو چکی تھی اس لئے وہ ان گٹھڑوں کے درمیان سے نکلتی چلی آئیں۔ مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑیں کہ وہ ایک بہت بڑے ڈرم میں بند ہیں جو چاروں طرف سے بند تھا اور اس کے اندر کپڑے ہی کپڑے تھے۔

ابھی وہ تینوں ماحول کا جائزہ ہی لے رہی تھیں کہ یکدم چیخ کر اچھل پڑیں انہوں نے لاشعوری طور اپنے آپ کو اس بڑے ڈرم کی دیوار کے ساتھ چپکا کر چھت سے آنے والی عجیب سی بو والے پانی کی بوچھاڑ سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بچانا چاہا۔ مگر ظاہر ہے کہ ان کا یہ لاشعوری اقدام انہیں اس پانی سے بھیگنے سے نہ بچا سکا۔

پانی ڈرم کی چھت سے بوچھاڑوں کی صورت میں مسلسل گر رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ڈرم کی پوری چھت میں سوراخ ہو گئے ہوں اور یہ پانی ان میں سے امڈا چلا آ رہا ہو۔

پانی کی رفتار اتنی تیز تھی کہ چند ہی لمحوں میں آدھے سے زیادہ ڈرم بھر گیا اور تقریباً تمام کپڑے اس پانی میں ڈوب گئے۔ چونکہ ڈرم بہت بڑا تھا اس لئے کپڑوں کے یہ گٹھڑ آدھے ڈرم کو ہی بھر سکے تھے۔ وہ تینوں چونکہ ان کپڑوں کے اوپر کھڑی تھیں اس لئے پانی ان کے گھٹنوں تک ہی آیا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ ؟ سب سے پہلے مارگریٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ڈرائی کلیننگ ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہم اس وقت لانڈری ڈرم میں ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ مس بوچر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔۔۔۔ تو یہ چکر ہے۔۔۔۔۔۔ مگر اس ڈرم میں موجود ہوا تو جلد ہی ختم ہو جائے گی"۔۔۔۔۔۔۔ کاشاکی نے کہا۔

"ہاں!۔۔۔۔ لگتا تو ایسا ہی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے وہ تینوں بری طرح لڑکھڑائیں اور پھر ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس پانی میں ہی گر پڑیں۔ ڈرم انتہائی تیزی سے الٹ پلٹ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ سالم ڈرم انتہائی تیزی سے اوپر نیچے گھومنے لگا تھا۔ اور وہ کپڑوں

سمیت اس ڈرم میں الٹ پلٹ ہو رہی تھیں۔ کبھی وہ کپڑوں کے اوپر آجاتیں اور کبھی کپڑے ان کے اوپر آجاتے۔

لانڈری پوڈر ملے ہوئے پانی میں سے تیز بُو نکلنے لگی اور انہیں یُوں محسوس ہوا جیسے ان کا دم گھٹتا چلا جا رہا ہو۔ ان تینوں نے اپنے آپکو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر کب تک ـــــ چند ہی لمحوں بعد ہوش و حواس ان کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے اور وہ تینوں بھی بے جان کپڑوں کی طرح الٹ پلٹ ہونے لگیں۔

پھر جب ان تینوں کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے میں پڑا ہوا دیکھا جس میں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا تھا۔ اس دھوئیں کی وجہ سے کمرے میں تیز گرمی پھیلی ہوئی تھی اور شاید اس گرمی کی وجہ سے ہی ان کی آنکھیں کھل گئی تھیں ان کے جسموں کے اوپر کپڑوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

ہوش میں آتے ہی ان تینوں نے تیزی سے کپڑے ہٹائے اور اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ اب انہیں سمجھ آگئی تھی کہ وہ اس کمرے میں موجود ہیں جہاں دُھلے ہوئے کپڑوں کو بھاپ کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ چونکہ ان کے جسم اور کپڑے بھی دُھل گئے تھے اس لئے ان کے جسموں کو گرم بھاپ اچھی محسوس ہو رہی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک گرم بھاپ کا یہ غسل جاری رہا اور پھر یکدم بھاپ ختم ہو گئی۔ اب کمرہ صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس کمرے کی دیواریں سپاٹ تھیں۔ ایک طرف اندھے شیشے کا دروازہ بنا ہوا تھا۔

"میرے خیال میں ابھی کپڑے اٹھانے لوگ آئیں گے ـــــ اس لئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہمیں تیار ہو جانا چاہیئے" ـــــ مارگریٹ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ اس چکر میں ڈرائی کلیننگ بھی مفت ہو گئی ـــــ لیکن اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیئے" ـــــ مس بوچہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ابھی شکر ہے کہ پانی سے کلیننگ ہوئی ہے ـــــ کہیں پٹرول سے ہوتی تو رُوح تک صاف ہو چکی ہوتی" ـــــ کاشاکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ دروازے کے قریب ہوتی چلی گئیں۔ کاشاکی اور مارگریٹ دروازے کے ایک طرف اور مس بوچہ دوسری طرف دیوار سے پشت لگا کر کھڑی ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد دُور سے قدموں کی آوازیں نزدیک آتی سنائی دینے لگیں اور وہ تینوں چوکنی ہو کر کھڑی ہو گئیں۔ آنے والوں کی تعداد ان کے قدموں کے لحاظ سے تین ہی لگ رہی تھیں اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا اور تین عورتیں ایپرن پہنے منہ پر نقاب لگاتے اندر داخل ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے تھیلے تھے۔ انہوں نے شاید کپڑے ان تھیلوں میں ڈال کر لے جانے تھے۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئیں مس بوچہ نے ہاتھ مار کر ادھ کھلے دروازے کو بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی وہ تینوں چونک کر پیچھے کی طرف مڑیں اور پھر ان کی آنکھیں ان تینوں کو دیکھ کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو ـــــ؟ ہم بھی تمہاری

طرح انسان ہیں" ـــــ مس بوچر نے مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ـــ مگر تم یہاں کیسے آئیں" ـــــ ؟ ان میں سے ایک عورت نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــ ؟ یہاں آنا جرم ہے ـــــ ؟ تم بھی تو آئی ہو ـــ ؟" کاشاکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ! ـــــ یہ ناممکن ہے ـــــ تم اس دروازے سے اندر داخل نہیں ہو سکتیں ـــــ مگر اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے" ـــــ ایک اور عورت نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں ! ـــــ ہم کپڑوں کے ساتھ ساتھ ڈرائی کلین ہوتی ہوئیں یہاں تک پہنچی ہیں" ـــــ مارگریٹ نے ان کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔

"کیا کہا ـــــ ؟ تم ڈرم اور پانی کی سرنگ سے ہو کر یہاں پہنچی ہو ـــ ؟ نہیں نہیں ! ـــــ اس راستے سے آدمی زندہ یہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے" ـــــ ؟ تینوں عورتوں نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو ناممکن نظر آتا ہے ـــــ مگر دیکھو ! ـــــ ہم تینوں تمہارے سامنے زندہ موجود ہیں" ـــــ کاشاکی نے کہا۔

"اوہ ! ـــــ تم کہیں وہ جاسوس عورتیں تو نہیں ـــــ جنہوں نے چوتھی منزل سے سڑک پر چھلانگیں لگا دی تھیں ـــــ اور پھر غائب ہو گئیں" ـــــ ان میں سے ایک نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا اور اس کی یہ بات سن کر اس بار چونکنے کی باری ان تینوں کی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"تمہیں کیسے معلوم ہوا" ـــــ ؟ مس بوچر نے چونک کر پوچھا۔

"اگر تم وہی ہو ـــ تو ہم تمہاری بہادری اور جرأت کی داد دیتی ہیں ـ تمہارے تو یہاں بڑے چرچے ہیں ـــــ مادام نے ہیڈ پوائنٹ کے تمام پہرے داروں کو اس غفلت کی بنا پر سزا دے دی ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے کہا۔

"دیکھو ! ـــ اب تعارف تو ہو چکا ـــ تم ہمیں یہاں کے متعلق بتاؤ ـــــ تمہارے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کوئی عام کلیننگ پلانٹ نہیں ہے" ـــــ مس بوچر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"تمہارا خیال درست ہے ـــــ تم جہاں سے بھاگی ہو ـــ وہیں دوبارہ آ پھنسی ہو ـــــ یہ مادام کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے ـــــ یہ ڈرائی کلیننگ پلانٹ تو ایک آڑ ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ـــ تو یہ بات ہے ـــــ مگر اس پلانٹ کی آڑ لینے کی کیا ضرورت ہے" ـــــ ؟ کاشاکی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"یہاں خفیہ طور پر مختلف ممالک کی جعلی کرنسی چھاپی جاتی ہے ـــ اسے چھپانے کے لئے یہ پلانٹ لگایا گیا ہے ـــــ تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے" ـــ اسی عورت نے جواب دیا۔

"اوہ ! ـــ تو پھر تم ہمیں یہ سب کچھ کیوں بتا رہی ہو" ـــــ ؟ مارگریٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ ہم سب یہ چاہتی ہیں ـــ کہ کسی طرح ہمیں اس جبری قید سے چھٹکارا مل سکے ـــــ یہاں جتنے بھی افراد ہیں ـــــ انہیں جبراً

اغوا کر کے لایا گیا ہے ____ اور یہاں سے موت ہی انہیں باہر نکال سکتی ہے ____ اس لئے ہمیں ان لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے“۔ اس عورت نے جواب دیا۔

”اوہ! ____ ٹھیک ہے ____ میں سمجھ گئی ____ اچھا یہ بتاؤ کہ مادام خود بھی یہاں آتی ہے“ ____؟ کاشاکی نے پوچھا۔

”ہاں! ____ کبھی کبھی آتی ہے ____ مگر اس کے گرد مسلح افراد کا سخت پہرہ ہوتا ہے ____ ہمیں تو صرف اس کی جھلک ہی نظر آتی ہے“ ____ دوسری عورت نے جواب دیا۔

”یہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ“ ____؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

”اس عمارت کے گرد سخت ترین پہرہ ہے ____ یہاں سے زندہ نکل جانا ناممکن ہے ____ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہیں کہ تمہیں اپنے کوارٹروں تک پہنچا دیں ____ اس کے بعد تم یہاں سے کیسے نکل سکتی ہو ____ یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے ____ اگر ہو سکے تو ہمیں بھی یہاں سے نکال لے جاؤ ____ ہم آزاد زندگی کے لئے ترس گئی ہیں“ ____ اس عورت نے کہا۔

”ٹھیک ہے ____ تم ہمیں اپنے کوارٹروں تک پہنچا دو ____ تاکہ وہاں بیٹھ کر ہم اطمینان سے کوئی پروگرام بنا سکیں ____ یہاں تو ہر لمحے خطرہ ہی رہتا ہے“ ____ مارگریٹ نے جواب دیا۔

”پھر ایسا ہے کہ تم یہیں رہو ____ ہم کپڑے لے جاتی ہیں ____ چھٹی کے وقت سے ذرا پہلے ہم تمہیں ایپرن اور نقاب مہیا کر دیں گی ____ تم وہ پہن کر بھیڑ میں شامل ہو کر کوارٹروں تک پہنچ جانا“ ____ اس عورت نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



تجویز پیش کی اور ان تینوں نے اس تجویز کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

چنانچہ ان تینوں عورتوں نے تیزی سے کپڑے اٹھا کر تھیلوں میں بھرنے شروع کر دیئے اور پھر جب کپڑے ان بڑے تھیلوں میں غائب ہو گئے تو وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔

”یہ تو عجیب بات ہے کہ ہم اتفاق سے مادام کے خفیہ ترین ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئی ہیں“ ____ کاشاکی نے دیوار کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں سوچ رہی ہوں کہ اب قسمت سے یہاں پہنچ ہی گئی ہیں تو پھر خالی ہاتھ باہر کیوں جائیں ____ اگر ہو سکے تو اس ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیں ____ اس طرح مادام پر انتہائی کاری ضرب لگے گی“ ____ مس بوچر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں! ____ میرا بھی یہی خیال ہے ____ مگر پہلے ہم کسی محفوظ جگہ تو پہنچ جائیں“ ____ کاشاکی نے جواب دیا۔

”یہ عورتیں یہاں جبراً قید ہیں تو پھر یقیناً انہوں نے یہاں کے مردوں سے دوستی لگا رکھی ہو گی ____ کیونکہ بغیر مرد کے عورت اتنے طویل عرصے تک نہیں رہ سکتی ____ ہو سکتا ہے کہ ان مردوں میں سے کوئی اہم پوزیشن کا مالک ہو ____ اور ہم اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکیں“ ____ مارگریٹ نے سوچتے ہوئے کہا۔

”اچھا آئیڈیا ہے ____ ویسے بھی ایک اور خیال مجھے آ رہا ہے کہ طباعت کے کام میں بھی عورتوں کو ضرور شامل کیا گیا ہو گا ____ کیونکہ نفیس کام عورت ہی اچھا کر سکتی ہے ____ اگر ان عورتوں تک ہم پہنچ جائیں تو پھر ان کے میک اپ میں ہم اصل مشینوں تک پہنچ کر انہیں تباہ کر سکتی

ہیں“ ــــ مس بوچر نے کہا۔

” اوہ گڈ ۔ــــ یقیناً ایسا ہی ہو گا ــــ بہرحال ہماری ڈرائی کلیننگ ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہوئی ــــ اور مادام کے اصل ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں ــــ اگر یہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے تو پھر مادام اتنی آسانی سے پوری دنیا میں کاغذی قیامت برپا نہ کر سکے گی اور نئی مشینوں کا حصول ــــ اور پھر ان کی سیٹنگ کے لئے طویل عرصہ چاہیئے اس عرصے میں پورے گروہ کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے“ ــــ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی دونوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وہ تینوں بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہاں سے نجات رات کو ہی ہو سکتی تھی۔ فی الحال تو انتظار ہی کرنا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایکریمیا کے صدر کی سرکاری رہائش گاہ ”بلیک ہاؤس“ میں افراتفری کا عالم برپا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورے ایکریمیا پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ اعلیٰ سرکاری آفیسران تیزی سے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ہر کمرے میں ٹیلیفون کھڑک رہے تھے۔ چیخ و پکار مچی ہوئی تھی۔

صدر کا پرسنل سیکرٹری انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا ایک کمرے سے نکلا اور راہداری کراس کر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جس میں ایک میز پر تقریباً دس کے قریب مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے بلیک ہاؤس کی رابطہ آفیسر مسز جموگا بیٹھی ٹیلیفون اٹنڈ کر رہی تھی۔

” مسز جموگا ! ــــ فوری طور پر ایمرجنسی میٹنگ کال کرو ــــ پندرہ منٹ بعد صدر میٹنگ اٹنڈ کرنا چاہتے ہیں“ ــــ پرسنل سیکرٹری نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے مسز جموگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر میٹنگ کا ایجنڈا" ---- ؟ مسٹر جموگا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی ایجنڈا نہیں ---- جعلی کرنسی کے پھیلاؤ کی روک تھام اور سرکاری کرنسی پر ڈوبتے ہوئے اعتماد کے لئے اقدامات سوچے جائیں گے" ----

پرسنل سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اسی طرح مڑکر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

راہداری کراس کرکے وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور کمرے میں داخل ہوکر اس نے دروازے کے قریب لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ تیزی سے نیچے اترنا شروع ہوگیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کی حرکت رکی اور دروازہ کھلتے ہی پرسنل سیکرٹری نے تیزی سے دروازہ کراس کیا۔ اب وہ ایک بہت بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ جو انتہائی سادہ مگر باوقار طریقے سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک وسیع و عریض میز کے پیچھے اونچی پشت کی کرسی پر ایکریمیا کے صدر بیٹھے ہوئے تھے۔ میز پر ایک انٹرکام اور ایک سبز اور دوسرا سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ صدر براؤن رنگ کا سوٹ پہنے کرسی کی پشت سے سر ٹیکے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

پرسنل سیکرٹری کے داخل ہونے پر صدر نے چونک کر سر اٹھایا اور آنکھیں کھول دیں۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"سر! ---- میں نے میٹنگ کال کرنے کے لئے کہہ دیا ہے" ----

پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹی۔ وی آن کرو" ---- صدر نے گھمبیر لہجے میں کہا اور پرسنل سیکرٹری

RAFREXO@HOTMAIL.COM



تیزی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار پر نصب ایک بڑی سی سکرین کے کونے میں لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ اور پھر تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹ گیا۔

صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک فلیش گن قسم کا آلہ نکال کر میز پر رکھا اور پھر دراز بند کرکے اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سکرین پر رنگ برنگی لہریں سی کوندنے لگیں اور پھر ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔

"یس سر" ---- نوجوان کے لب ہلے اور اس کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"کیا رپورٹس ہیں" ---- ؟ صدر نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"حالات لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتے جا رہے ہیں ---- تمام بنکوں میں کاروبار بند ہو چکا ہے ---- دارالحکومت میں کاروبار ٹھپ ہو چکے ہیں کھانے پینے کے سامان کی قیمتیں لمحہ بہ لمحہ چڑھتی جا رہی ہیں ---- لوگوں نے اپنے پاس موجود اصل کرنسی روک لی ہے ---- مگر اب اصل کرنسی بھی قبول نہیں کی جا رہی" ---- نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عام لوگوں کا کیا تاثر ہے" ---- ؟ صدر نے سوال کیا۔

"عام لوگ شدید پریشان ہیں ---- انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ اب کیا ہوگا ---- ادھر پرائیویٹ ٹیلی ویژن سٹیشن اور ریڈیو سٹیشن ایسی رپورٹیں پیش کر رہے ہیں ---- جس سے حالات مزید خراب ہوتے جا رہے ہیں"۔

نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے" ---- صدر نے کہا اور پھر انہوں نے بٹن آف کر دیا اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوتی چلی گئی۔

"سر! — اب کیا ہوگا" — ؟ پرسنل سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا — ورنہ تو ہم مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے" — صدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

ابھی صدر نے فقرہ مکمل نہ کیا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے چونک کر ٹیلیفون سیٹ کو دیکھا اور پھر تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس پریذیڈنٹ سپیکنگ" — صدر نے رسیور کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر شوگران سپیکنگ! — صدر صاحب! — یہ کیا معاملہ ہے — ؟ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ کے ملک میں بڑے خوفناک انداز میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یاد آوری کا شکریہ! — مجرموں نے انتہائی خوفناک وار کیا ہے تمام شیڈولڈ بنکوں میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے — اور پھر کسی نامعلوم ذریعے سے ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات روک کر اس بات کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ پورے ملک سے اصل کرنسی ہٹا کر جعلی کرنسی رکھ دی گئی ہے۔ حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں — ملک تیزی سے مکمل تباہی کی طرف ڈوبتا جا رہا ہے" — صدر نے گھمبیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — بہت افسوس ہوا — اس کا مطلب ہے کہ بین الاقوامی جاسوسوں کی ٹیم مجرموں پر قابو نہیں پا سکی" — شوگران کے وزیر اعظم

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے کہا۔

"ہاں! — ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی" — صدر نے جواب دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" — ؟ وزیر اعظم شوگران نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو حالات کا جائزہ لیا جا رہا ہے — بہرحال کوئی اہم اقدامات کرنے پڑیں گے" — صدر نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! — کسی بھی مرحلہ پر حکومت شوگران کے کسی بھی قسم کے تعاون کی ضرورت اگر آپ محسوس کریں تو ہمارے مکمل وسائل حاضر ہیں" — وزیر اعظم نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی ہمدردی کا شکریہ! — کوئی ایسی بات ہوئی تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا" — صدر نے پُرخلوص لہجے میں جواب دیا۔

"بلاتکلف یاد کر لیجئے گا — ہم آپ کے ساتھ ہیں" — شوگران وزیر اعظم نے کہا اور صدر نے تھینک یو کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سبز رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ماٹنگ سیکرٹری سپیکنگ سر! — ایک انتہائی بُری خبر ہے — سونا صاف کرنے والے دونوں کارخانے پُراسرار انداز میں تباہ کر دیئے گئے ہیں — دو سو کارکن بھی ہلاک ہو گئے ہیں — اور تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے" — دوسری طرف سے گلوگیر لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ! ___ ویری بیڈ ___ ویری ویری بیڈ" ___ صدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔ ان کا چہرہ جذبات کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی بھی لمحے ان کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔

"سر! ___ آپ کی طبیعت" ___ قریب موجود چھوٹی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے پرسنل سیکرٹری نے صدر کی حالت دیکھ کر ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں ___ مجھے کچھ نہیں ہو رہا" ___ صدر نے سر کو جھٹکے دیکر اپنے آپ کو پرسکون بناتے ہوئے کہا۔

"سر! ___ ڈاکٹر کو کال کروں" ___ پرسنل سیکرٹری نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں! ___ کسی کو مت کال کرو ___ سب کچھ تباہ ہو رہا ہے۔ کاش! ___ میں اس بھیانک دور میں صدر نہ بنا ہوتا" ___ صدر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

اور سبز رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ صدر چند لمحے بغور ٹیلیفون دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ___ صدر کے لہجے میں وقار کی بجائے پریشانی کا عنصر زیادہ نمایاں تھا۔

"فنانس سیکرٹری سپیکنگ سر! ___ ایک انتہائی خوفناک خبر آئی ہے ___ سونے کے محفوظ ذخائر چوری کر لئے گئے ہیں" ___ فنانس سیکرٹری نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"کیا کہا ___ ذخائر چوری کر لئے گئے ہیں" ___؟ صدر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کا سر سینے پر ڈھلکتا چلا گیا اور رسیور ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر میز پر جا گرا۔

حصہ اول ختم شد

# کاغذی قیامت

## حصہ دوم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

# چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون!

کاغذی قیامت ابھی برپا ہے۔ اس کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجرموں نے اس بار پوری دنیا کی حکومتوں کو بُری طرح بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس بار دنیا کے نظام معیشت پر ضرب لگائی ہے اور ضرب بھی اتنی کاری کہ اس کی تباہ کاریوں کی کوئی آخری حد بھی نہیں۔

موجودہ دَور دراصل ذہنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال کا دَور ہے اور اس کہانی میں بھی بین الاقوامی مجرموں کی ـــــ ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے بین الاقوامی طور پر حالات و واقعات کچھ اس تیزی سے رُخ بدلتے رہتے ہیں کہ دنیا میں رہنے والا ہر فرد اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے کاغذی نوٹوں پر اس کا صدیوں کا اعتماد مجرموں کی ایک ہی ضرب سے اس طرح چکنا چور ہو جاتا ہے کہ وہ حیرت سے بُت بنا رہ جاتا ہے اور اُسے یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا اس کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے اور سوائے شدید بے بسی کے اس کے پاس اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس حصے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی صلاحیتیں بھی اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو غیر اہم اور ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سمجھ کر سُپر پاورز نے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی اہمیت نہ تھی؟ سُپر پاورز کی سیکرٹ سروسز

پر مشتمل ٹیم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے کا جو خمیازہ بھگتنا پڑا۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔

عمران کی ذہنی صلاحیتیں بھی اس کہانی میں اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں اور جب مقابلہ ایسے بین الاقوامی مجرموں سے ہو جنہوں نے پوری دنیا پر موت کے خوفناک سائے پھیلا دیتے ہوں تو پھر جو بھی ہو جائے کم ہے۔

یہ کہانی اپنے منفرد پلاٹ ـــــ کردار نگاری ـــــ حالات و واقعات میں لمحہ بہ لمحہ پیدا ہونے والے انقلابات ـــــ عمران کی ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی کے لحاظ سے جاسوسی ادب میں ایک ناقابل فراموش حیثیت رکھتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کہانی کو آپ دنیا کی ہر زبان میں شائع ہونے والے عظیم جاسوسی ادب کے مقابلے پر رکھنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

والسّلام

منظہر کلیم ایم اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہ تو بڑی آسانی سے قابو میں آ گئے عمران صاحب" ـــــ بلیک زیرو نے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــــ وہی ایک نازک لمحہ تھا ـــــ جب صفدر اور شکیل بیہوش پڑے ہوئے تھے ـــــ اور میں ناف تک زمین میں دھنسا طارق کی مشین گن کا نشانہ بننے والا تھا ـــــ اس کے بعد تو سب کچھ آسان ہی ثابت ہوا" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں کہ کیا اقدام کروں ـــــ ایک تو جی چاہتا ہے کہ نارتھ پول پہنچ کر مادام کیٹ سے ٹکرا جاؤں ـــــ مگر دوسرے لمحے یہ خیال آتا ہے کہ ہمارا ملک تو کم از کم جعلی کرنسی کے سکینڈل سے بچ گیا ـــــ اور سپر پاورز نے جب ہمیں گھاس نہیں ڈالی ـــــ تو پھر خود ہی بھگتیں" ـــــ عمران نے روٹھی ہوئی بیوی کا سا انداز بناتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ___ دوسری طرف سے سرسلطان کی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"یس سر ___ طاہر بول رہا ہوں" ___ سرسلطان کی آواز سنتے ہی بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کہاں ہے" ___ ؟ سرسلطان نے اسی طرح گھمبیر لہجے میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹھے ہیں ___ بات کیجئے" ___ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں جناب عالی! ___ بندہ پرور ___ سخی سرور ___ کیا ہو گئی ہے کوئی نئی گڑبڑ" ___ ؟ عمران نے باقاعدہ شاعری کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"عمران! ___ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ مجھ سے سنجیدہ لہجے میں بات کیا کرو" ___ سرسلطان نے غصیلے انداز میں جواب دیا۔

"سنجیدہ اور رنجیدہ ___ ہم قافیہ ہیں ___ اور چونکہ میں رنجیدہ کو کسی مصرعے میں استعمال نہیں کرنا چاہتا ___ اس لئے سنجیدہ کا آنا بھی ناممکن ہے البتہ آپ کہیں تو فہمیدہ ___ چکیدہ ___ گرگ باراں دیدہ قسم کے لہجے میں بات ہو سکتی ہے" ___ عمران کی زبان بھلا کہاں رکنے والی تھی۔

"کیا میں رسیور رکھ دوں" ___ ؟ سرسلطان کا موڈ اور بگڑ گیا۔

"ظاہر ہے ___ آپ کے پاس دل تو ہے نہیں جو کسی کے قدموں میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



رکھ دیں گے ___ اب آپ رسیور ہی رکھ سکتے ہیں ___ جدید دور کے عاشق تو یہی کر سکتے ہیں ___ ویسے آپ سلطان ___ عالی شان ___ ذیشان ___ بے ایمان ___ اوہ سوری! ___ غلط قافیہ کہہ گیا ہوں ___ معاف کیجئے ___ نئی نئی شاعری شروع کی ہے ___ بس کبھی کبھی وزن گر پڑتا ہے ___ پھر کسی ویٹ لفٹر کو بلانا پڑتا ہے ___ تب ہی وہ وزن اٹھا آتا ہے" ___ عمران شاید سرسلطان کو زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

"حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں ___ صدر مملکت نے فوری رپورٹ طلب کی ہے ___ اور تمہیں شاعری کی سوجھ رہی ہے" ___ سرسلطان آخر پھٹ پڑے۔

"جناب ہیڈ سلطان صاحب! ___ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مجرم جیل جا چکے ہیں ___ میں نے سوچا کہ اس بار منظوم رپورٹ پیش کروں۔ مگر یہ قافیے اور ردیف کسی طرح قابو میں ہی نہیں آ رہے ___ کبھی قافیہ بھاگ جاتا ہے ___ تو کبھی ردیف فرار ہو جاتی ہے ___ بس اسی پکڑ دھکڑ میں لگا ہوا ہوں ___ جیسے ہی یہ سب قابو میں آئے رپورٹ آپ تک پہنچ جائے گی ___ ویسے اگر آپ کہیں تو پہلا بند ترنم سے ٹیلیفون پر ہی سنا دوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ___ مجرم پکڑے گئے ہیں ___ کیا وہ جعلی کرنسی والے" ___ سرسلطان کی آواز میں یکدم جوش عود کر آیا تھا۔

"جی ہاں! ___ وہ جعلی کرنسی والے مجرم تو پکڑے گئے ہیں ___ مگر یہ قافیہ ردیف ابھی نہیں پکڑے جا رہے ___ میں نے تو بلیک زیرو سے کہا تھا کہ سیکرٹ سروس کی خدمات مستعار دے دو ___ تاکہ سارے قافیہ ردیف

گرفتار ہو جائیں ـــــ مگر یہ کالا صفر اکڑا ہوا ہے ـــــ کہتا ہے کہ سیکرٹ سروس کو مجرموں سے پکڑنے کی تنخواہ ملتی ہے ـــــ قافیہ ردیف پکڑنے کی نہیں ـــــ اور اگر آپ پکڑوانا ہی چاہتے ہیں تو پھر ڈبل اوور ٹائم دینا پڑیگا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ مجھ حقیر فقیر کے پاس سوائے دعاؤں کے اور کچھ بھی نہیں ہے ـــــ مگر دعائیں معاوضے میں لینے پر یہ تیار نہیں ہے ـــــ ظاہر ہے اب ایک صورت ہے" ـــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

"تم بکواس بند نہیں کرو گے ـــــ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ـــــ؟ مجرم کیسے پکڑے گئے" ـــــ سر سلطان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولیئے جناب ـــــ آپ کی آواز میرے کان کے اندر کہیں گہرائی میں اتر گئی تو اُسے باہر نکلنے کے لئے غوطہ خوروں کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی اور ـــــ ارے ارے ـــــ سلطان صاحب! ـــــ ارے آپ فون ہی بند کر گئے ـــــ اتنی جلدی" ـــــ عمران نے آخر میں چیختے ہوئے کہا اور پھر بڑے مایوسانہ لہجے میں رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا اور یوں منہ لٹکا لیا جیسے کسی شاعر کا شعر سُن کر جب لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں تو شاعر بیچارے کا منہ سینکڑوں فٹ لٹک جاتا ہے۔

"آپ نے بھی سر سلطان کو زچ ہی کر دیا" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار بڑے دنوں سے زبان میں کھجلی ہو رہی تھی ـــــ مگر سلطان جلد ہی بھاگ گئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"طاہر! ـــــ میں سلطان بول رہا ہوں" ـــــ سر سلطان کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"جی فرمایئے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سامنے بیٹھے عمران کو آنکھ مار دی۔

"کیا رپورٹ ہے ـــــ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ سر سلطان نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ مجھے تفصیلات کا علم نہیں ہے ـــــ سارا کام عمران صاحب نے خود ہی کیا ہے ـــــ البتہ اتنا معلوم ہے کہ گروہ کا قلع قمع ہو گیا ہے ـــــ مجرم پکڑے گئے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو طاہر! ـــــ صدر مملکت اس سلسلے میں انتہائی پریشان ہیں ـــــ اور انہوں نے فوری رپورٹ طلب کی ہے ـــــ کیونکہ مجرموں نے ایکریمیا میں جعلی کرنسی پھیلا دی ہے ـــــ اور اس وقت ایکریمیا پر قیامت ٹوٹی ہوئی ہے ـــــ پورا ایکریمیا سنگین ترین معاشی بحران کی زد میں آگیا ہے ـــــ اس لئے ہر ملک میں شدید ترین پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے ـــــ مگر عمران ہے کہ بے وقت کی راگنی چھیڑ کر بیٹھ جاتا ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ! ـــــ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے ـــــ آپ عمران صاحب سے بات کر لیں" ـــــ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جی فرمایئے" ـــــ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید

اس کے کانوں میں بھی سر سلطان کی آواز پہنچ گئی تھی۔

"عمران! ـــ حالات انتہائی نازک ہیں ـــ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری کرنسی کا تعلق بین الاقوامی طور پر ایکریمین کرنسی سے ہے ـــ مگر ایکریمیا پر اس وقت قیامت ٹوٹی ہوئی ہے ـــ پورے ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آگیا ہے ـــ تمام کاروبار اور لین دین یکلخت رک گیا ہے ـــ پوری دنیا کے ملکوں نے فوری طور پر ایکریمین کرنسی سے تعلق توڑ دیا ہے۔ ہم نے بھی مجبوراً ایسا کیا ہے ـــ لیکن اگر مجرم ایکریمیا جیسے طاقتور ترین ملک میں ایسا کر سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں بھی ایسا ہو سکتا ہے ـــ اس لئے صدر مملکت بے انتہا پریشان ہیں" ـــ سر سلطان نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ واقعی ایکریمیا کے لئے یہ تاریخ کا ہولناک ترین دور ہوگا۔ بہرحال صدر مملکت کو کہہ دیجئے کہ پاکیشیا میں ایسا نہیں ہوگا ـــ میں نے مجرموں کو پکڑ لیا ہے ـــ اور اگر وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو انہیں نئے سرے سے سٹ اپ کرنا پڑے گا ـــ جس کے لئے طویل عرصہ چاہئے" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ـــ لیکن عمران بیٹے! ـــ خطرہ تو بہرحال موجود رہے گا" ـــ سر سلطان نے کہا۔

"ہاں! ـــ خطرہ تو رہے گا ـــ اور خطرے کا مکمل سدباب تو ایسی صورت میں ہو سکتا ہے ـــ کہ اس تنظیم کو ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ مجھے ایسی معلومات ملی ہیں کہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا جا سکتا ہے ـــ مگر میں اس لئے خاموش ہوں کہ جب تھری سپر پاورز نے مجرموں کے خلاف تنظیم بناتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



وقت ہمیں نظر انداز کر دیا ہے تو اب خود ہی نتائج بھگتیں" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــ یہ بات تو ہے ـــ بہرحال میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں ـــ پھر اس سلسلے میں مزید بات کریں گے" ـــ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں نارتھ پول جانا ہی پڑے گا" ـــ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"نارتھ پول" ـــ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ـــ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر اتنی خوفناک تنظیم کا خاتمہ اتنی آسان بات تو نہ ہوگی" ـــ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آسان تو دنیا میں کوئی چیز نہیں ہوتی ـــ مگر میرا تجربہ ہے کہ جتنی خوفناک تنظیم ہو ـــ اتنی آسانی سے قابو میں آجاتی ہے ـــ بہرحال دیکھو! صدر مملکت کیا فیصلہ کرتے ہیں" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ دراصل میڈم کیٹ کی فائل دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اگر اس سے ٹکراؤ ہو بھی جائے تو اس سلسلے میں بنیادی معلومات تو معلوم ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ میڈم کیٹ کی فائل اٹھا کر واپس آپریشن روم میں آگیا اور اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

پورے ایکریمیا پر ہولناک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ وہ ایکریمیا جو دفاعی لحاظ سے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھتا تھا۔ مجرموں کے ایک ہی حملے میں اپنی تاریخ کے بھیانک دور میں داخل ہو چکا تھا۔

جعلی کرنسی کے سکینڈل نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر طرف شدید افراتفری کا عالم تھا۔ تمام کاروبار ___ بنک ___ دفاتر ___ کلب ___ ہوٹل۔ دکانیں ___ ادارے یکلخت بند ہو گئے تھے۔ جعلی کرنسی ایسے بہترین انداز میں چھاپی گئی تھی کہ اس کی پہچان ناممکن ہو چکی تھی ___ اور پھر جب سے تمام ریڈیو سٹیشنوں اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں سے جعلی کرنسی کے بارے میں نشریات روک کر اعلان کر دیا گیا تھا ___ اصل کرنسی بھی جعلی بن گئی تھی ___ کرنسی کی پشت پر جو اعتماد تھا وہ ختم ہو گیا تھا اور وہی نوٹ جن کی خاطر ایک دوسرے کے گلے کاٹے جا رہے تھے ___ اب کاغذوں کے حقیر اور بے مصرف ٹکڑے بن چکے تھے ___ کھانے پینے کے سامان کی شدید ترین قلت ہو گئی تھی۔ ایک روز تک تو لوگوں نے گھر میں موجود کچھ نہ کچھ کھانے پینے کے سامان سے گزارا کیا مگر جب یہ خبر پھیل گئی کہ حکومت کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی غائب کر دیئے گئے ہیں تو حالات ناگفتہ بہ ہو گئے اور بھوکے لوگ گھروں سے نکل کر کھانے پینے کی دکانوں پر ٹوٹ پڑے۔ غلے کے سرکاری گودام لوٹ لیے گئے، ہر طرف ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ پولیس اور فوج بھی بے بس ہو گئی کیونکہ ظاہر ہے وہ اپنے ہی لوگوں کو بھوک سے مرتے تو نہ دیکھ سکتے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گلیوں اور بازاروں میں بڑی چھوٹی مالیت کے نوٹ ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے اور کوئی انہیں اٹھا کر ایک نظر دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا۔ اگر نوٹوں کے ڈھیر کے نیچے روٹی کا کوئی ٹکڑا پڑا مل جاتا تو لوگ دیوانہ وار اس روٹی کے ٹکڑے پر ٹوٹ پڑتے۔ ہر شخص نے اپنے پاس موجود کرنسی نوٹ نکال کر گلیوں میں پھینک دیئے تھے کیونکہ اب یہ ناکارہ اور فضول ہو چکے تھے ہزاروں نوٹوں کے بدلے میں ایک روٹی بھی حاصل نہ کی جا سکتی تھی۔ مائیں روٹی کے بدلے میں اپنے بچے تک بیچنے پر تیار ہو گئی تھیں مگر انہیں خریدے کون؟

ایکریمیا جو معاشی طور پر پوری دنیا میں خوشحال سمجھا جاتا تھا یکدم ہولناک قحط کا شکار ہو گیا۔ حکومت بار بار اپیلیں کر رہی تھی کہ وہ حالات کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کر رہی ہے۔ مگر بے سود۔ لوگ اب حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ وہ صرف خوراک مانگتے تھے۔ انہیں اسمبلیاں ___ بلڈنگیں ___ نوکریاں ___ کاریں ___ مکان ___ کچھ نہیں چاہیئے تھا۔ وہ صرف خوراک کے خواہاں تھے تاکہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکیں۔ مگر غلہ کہاں سے آتا؟ جن کے پاس تھا انہوں نے چھپا لیا تھا اور جن کے پاس نہ تھا وہ اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔

حکومت ایکریمیا نے انسانی ہمدردی کی بنا پر پوری دنیا سے خوراک بطور امداد بھیجنے کی اپیلیں کیں اور کچھ ملکوں نے امداد بھی کی۔ مگر کب تک؟ اور کتنی ـــــ؟ دنیا کے ہر ملک کو یہ فکر پڑ گئی تھی کہ نجانے کب ان کا حشر بھی ایکریمیا جیسا ہو جائے۔ اس لئے ہر ملک نے غلہ سٹاک کرنا شروع کر دیا اور تقریباً ہر ملک کے لوگوں نے بھی زیادہ سے زیادہ غلہ خریدنا شروع کر دیا تھا اس طرح ایکریمیا کی طرح مگر اس سے قدرے کم پوری دنیا کے حالات بگڑتے چلے گئے۔ غلے کی قیمتیں یکدم آسمان پر پہنچ گئیں اور لوگ بھوکے مرنے لگے اور پھر اس وقت حکومت کے خلاف نفرت اور زیادہ پھیل گئی جب مجرموں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اگر ایکریمیا کا اقتدار ان کے حوالے کر دیا جائے تو وہ سونے کی اشرفیاں کرنسی کے طور پر استعمال کرے گی اور پورے ایکریمیا کے ہر فرد کو ایک مہینے کی خوراک مفت مہیا کرے گی۔

اس اعلان کے ہوتے ہی پورے ایکریمیا کے عوام مجرموں کے حق میں اور حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جلوس نکلنے لگے کہ حکومت ان کے حوالے کی جائے جو ملک کو غلہ فراہم کر سکتے ہیں چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ظاہر ہے حکومت اتنی آسانی سے ملک کی باگ ڈور مجرموں کے ہاتھوں میں کیسے دے سکتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں خونریز فسادات پھوٹ پڑے۔ عوام پولیس اور فوج کے درمیان فسادات شروع ہو گئے اور لوگ اس کے نتیجے میں مکھیوں کی طرح مرنے لگے۔

ایکریمیا کے صدر نے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا اور پورے ملک میں کرفیو نافذ کر دیا گیا اور ملک کا انتظام فوج کے حوالے کر دیا گیا مگر لوگ اب فوج سے بھی ٹکرانے لگے۔ اور پھر آہستہ آہستہ فوج نے بے تحاشا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



فائرنگ کر کے حالات کو کسی حد تک سنبھال لیا اور لوگ موت کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے۔

مگر فوج بھی یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ عارضی خاموشی بہت خوفناک ہے اور جلد ہی کوئی ایسا اقدام نہ کیا گیا جس سے لوگوں کی خوراک کا مسئلہ حل نہ ہوا تو یہ خاموشی کسی بھی لمحے طوفان کی طرح پھٹ پڑے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ پورا ملک ہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے فوج کے جنرلوں نے بھی حکومت کو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس صورت حال کا کوئی ایسا حل نکالا جائے جو لوگوں کو قابل قبول ہو۔ ورنہ وہ بھی پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہوں گے۔

بلیک، جوشان اور شاکل جب ٹیکسی میں سوار ہو کر مادام روڈ پہنچے تو مادام روڈ کے پہلے ہی چوک پر ٹیکسی فارغ کر دی۔

"ہیڈ کوارٹر کی نگرانی انتہائی سختی سے کی جا رہی ہو گی ــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم علیحدہ علیحدہ کام کریں ــــ اور اپنے اپنے طور پر اندر داخل ہونے کی پلاننگ کریں ــــ تاکہ اگر کوئی چیک ہو جائے تو دوسرا اس کی وجہ سے گرفت میں نہ آسکے۔" ــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت وہیں چوک پر موجود ایک کیفے کے پرائیویٹ کیبن میں بیٹھے چائے کی چسکیاں لے رہے تھے۔

"مگر اس بات پر غور کیا جائے کہ آخر ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر کریں گے کیا" ــــ؟ جوشان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا کریں گے ــــ مادام کو ختم کریں گے" ــــ چیف شاکل نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوشان صحیح کہہ رہا ہے شاکل! ــــ دراصل ہم نے شروع سے ہی پلاننگ غلط کی ہے ــــ ہم بغیر کسی واضح پلاننگ کے یوں ہی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں ــــ ہمارا پروگرام یہ تھا کہ ہم مادام کی نظروں میں آجائیں ــــ اور پھر مادام اپنی عیاشی کے لئے ہمیں منتخب کرے۔ اس کے بعد مادام کو کور کر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جائے ــــ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گئے اور مادام تک پہنچنا تو ایک طرف اس کی شکل تک دیکھنے کی بھی نوبت نہ آئی ــــ اب بھی اگر ہم خالی ہاتھ ہیڈ کوارٹر میں داخل بھی ہو گئے تو کیا مادام ہمارا شکار بننے کے لئے ہمارے انتظار میں دلہن بنی تیار بیٹھی ہو گی" ــــ بلیک نے جوشان کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے بلیک ــــ واقعی ہم سے شروع میں ہی حماقت ہوئی ہے ــــ بہرحال ابھی کچھ نہیں گیا ــــ ہمیں اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ــــ ہم اس سلسلے میں کوئی واضح پلاننگ بنالیں" ــــ چیف شاکل نے بھی بڑی فراخدلی سے اعتراف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ــــ واقعی یہ بہت بڑا کام ہے ــــ اب ہمیں کوئی ایسا اقدام کرنا چاہیئے جس سے اس تنظیم کا خاتمہ ہو جائے" ــــ جوشان نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہم خوفناک قسم کا ڈائنامیٹ لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں اور پھر ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں" ــــ بلیک نے کہا۔

"مگر اتنا خوفناک ڈائنامیٹ آئے گا کہاں سے" ___ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"یہاں میرا ایک واقف ہے جو در پردہ اسلحے کا کاروبار کرتا ہے اس سے ہر قسم کا خوفناک اسلحہ مہیا ہو سکتا ہے ___ مگر رقم کا بندوبست کرنا ہوگا۔" بلیک نے کہا۔

"رقم کی فکر نہ کریں ___ کسی اعلیٰ قسم کے جوئے خانے میں چلتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی رات میں ہم اپنی ضرورت کی رقم حاصل کر لیں گے"۔ چوشان نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ___ تم دونوں جوئے خانے پہنچو ___ میں اس آدمی سے بات کر کے وہیں آ جاؤں گا ___ کل اپنی مرضی کا اسلحہ لیکر پھر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کا پروگرام بنائیں گے" ___ بلیک نے تجویز پیش کی۔

"ایک اور تجویز آئی ہے میرے ذہن میں" ___ چیف شاکل نے کہا۔

"کونسی ___ بتاؤ شائد وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہو" ___ بلیک اور چوشان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اسلحے کے چکر میں پڑنے کی بجائے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ طور پر داخل ہونا چاہئے ___ اور پھر وہاں کے کسی اچھے عہدے والے شخص کو ختم کر کے اس کا میک اَپ کر لیا جائے ___ اس طرح ہیڈ کوارٹر کے کسی اہم حصے تک پہنچا جائے ___ ڈائنامیٹ اور اسلحہ ہمیں وہیں سے ہی مل جائے گا" ___ چیف شاکل نے کہا۔

"مگر خالی ہاتھ جانا تو بہت بڑا رسک ہے ___ نجانے وہاں کیسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



حالات پیش آئیں" ___ بلیک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بلیک! ___ یہ تنظیم کوئی عام مجرموں کی تنظیم نہیں ہے ___ یہ بین الاقوامی مجرم ہیں ___ اور ان کے پاس جدید قسم کے آلات بھی ہیں ___ اس لئے اگر ہم کوئی خطرناک شئے لیکر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تو فوراً پکڑے جائیں گے ___ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اعلیٰ سائنسی پیمانے پر ہیڈ کوارٹر کے گرد خفیہ حصار قائم کیا ہوا ہوگا ___ لیکن اگر ہم بغیر اسلحہ کے داخل ہوئے تو شائد ہم ٹریس نہ ہو سکیں" ___ چیف شاکل نے کہا۔

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے ___ ایسا ہی کرنا چاہیئے ___ لیکن ہمارا مقصد صرف یہی ہونا چاہئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا جائے" ___ بلیک نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ہم صرف زیرو ون ٹرانسمیٹر سے آپس میں رابطہ رکھیں اور علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا پروگرام بنائیں" ___ چوشان بھی اس تجویز پر رضامند ہو گیا اور پھر انہوں نے مزید تفصیلات طے کیں اور تھوڑی دیر بعد وہ باری باری کیفے سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

ہال میں موجود ہر فرد کا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب کسی کو دفنا کر ابھی ابھی واپس آئے ہوں۔ ہال میں موجود بڑی بیضوی میز کے گرد بیس کرسیاں موجود تھیں جن میں سے اٹھارہ کرسیاں میز کے دونوں اطراف میں اور دو کرسیاں آمنے سامنے کے دونوں کونوں میں رکھی ہوئی تھیں ان میں سے دائیں کونے والی کرسی خاصی بڑی اور آرام دہ تھی۔ میز پر ہر آدمی کے سامنے ایک ایک چھوٹا سا مائیک رکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی سادے کاغذوں کا ایک ایک پیڈ بھی موجود تھا۔ انیس کرسیوں پر قیمتی سوٹوں میں ملبوس افراد موجود تھے جبکہ دائیں کونے والی کرسی خالی تھی۔

یہ انیس افراد ایکریمین حکومت کے انتہائی اعلیٰ عہدیدار تھے بیسویں کرسی صدر کے انتظار میں خالی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر ان سب کے چہروں پر جیسے پریشانیاں ثبت ہو کر رہ گئی تھیں۔

چند لمحوں بعد دائیں کونے میں موجود کرسی کی بالکل پشت پر دیوار میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایک دروازہ کھلا اور صدر ایکریمیا ڈھیلے قدم اٹھاتے اندر داخل ہوئے ان کے سوٹ پر بے پناہ سلوٹیں تھیں اور چہرے پر موجود شکنیں گہری پریشانی ظاہر کر رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے خالی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔

"تازہ ترین رپورٹ کیا ہے"۔۔۔۔۔ صدر نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔۔۔۔ فوج نے ملک کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔۔۔۔ کرفیو نافذ ہے۔۔۔۔ اور قدرے امن و امان ہے۔۔۔۔ مگر فوجی جرنیلوں کے نزدیک یہ خاموشی عارضی ہے۔۔۔۔ اگر فوری طور پر کوئی حل نہ نکالا گیا تو پھر حالات فوج کے کنٹرول سے بھی باہر ہو جائیں گے"۔۔۔۔ صدر کے بالکل سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھے دبلے پتلے ہوم سیکرٹری نے گمبھیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"اس مسئلے کو حل کرنے کی تجویزیں پیش کی جائیں"۔۔۔۔ صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔۔۔۔ میں نے عالمی ماہر معاشیات سے اس مسئلے کے حل کے لئے رائے طلب کی ہے تاکہ کوئی مناسب حل نکل سکے۔۔۔۔ مگر یہ مسئلہ اتنا نازک ہو چکا ہے کہ بظاہر اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ حکومت اپنے محفوظ ذخائر سے ہر خاندان کو کم از کم ایک ہفتے کا راشن مفت سپلائی کرے تاکہ عوام کم از کم ایک ہفتے تک پرسکون رہیں۔۔۔۔ اس دوران اس کا کوئی حل نکالا جا سکے"۔۔۔۔ صدر سے چوتھے نمبر پر بیٹھے ہوئے سیکرٹری منصوبہ بندی نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ یہ مسئلہ صرف ایکریمیا اکیلے حل نہیں کر سکتا ـــــ اس کے لئے پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کی جائے اور کوئی نیا معاشی نظام رائج کیا جائے ـــــ تاکہ آئندہ کوئی مجرم اس قسم کا حربہ استعمال نہ کر سکے"۔ ایک اور شخص نے کہا

"اس کے لئے تو بہت وقت چاہیئے ـــــ ہمیں فوری حل نکالنا ہے" ـــــ صدر نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ میرا خیال ہے کہ پورے ملک سے ہنگامی طور پر چاندی اکٹھی کی جائے اور اس کے سکے ڈھالے جائیں ـــــ اور پھر ان سکوں کو سرکاری کرنسی کا درجہ دے دیا جائے" ـــــ ایک اور نے تجویز پیش کی۔ شاید اس نے چاندی کا نام اس لئے لیا تھا کہ ایکریمیا سونے کے ذخائر سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

"مگر باقی دنیا سے لین دین کے لئے کیا کیا جائے ـــــ؟ کوئی بھی ملک چاندی کو بنیادی کرنسی کا درجہ دینے پر تیار نہ ہو گا" ـــــ سیکرٹری منصوبہ بندی نے جواب دیا۔

"جناب صدر! ـــــ میرے نزدیک اس کا ایک فوری حل ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کے پاس بے پناہ سونا موجود ہے ـــــ ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ غلے کے بدلے میں سونا جمع کریں ـــــ اور پھر اس سونے سے سکے ڈھال کر انہیں کرنسی کا درجہ دے دیا جائے ـــــ اس طرح غیر ممالک بھی ان سکوں کو لینے سے نہ گھبرائیں گے ـــــ اور ملک میں بھی رکا ہوا کاروبار فوری طور پر جاری ہو جائے گا ـــــ اور اس کے بعد پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کر کے نیا معاشی نظام رائج کیا جا سکتا ہے ـــــ یا ـــــ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM



دوران مجرموں کو گرفتار کر کے ختم کیا جا سکتا ہے ـــــ اور پھر سونے کی بجائے نئی کرنسی جاری کی جا سکتی ہے ـــــ اور سب سے اچھا پہلو یہ ہے کہ مجرم اس کی نقل نہ بنا سکیں گے" ـــــ ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تجویز تو اچھی ہے ـــــ مگر کیا عوام کے پاس اتنا سونا ہو گا کہ جس سے ملک کا معاشی نظام بحال ہو سکے ـــــ؟ ایک سوال تو یہ ہے ـــــ اور دوسرا یہ کہ جن لوگوں کے پاس سونا نہ ہو گا وہ غلہ کیسے حاصل کریں گے" ـــــ؟ صدر نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔ یہ تجویز ایسی تھی جو قدرے دل کو لگتی تھی۔

"جناب! ـــــ تازہ ترین سروے میں جو اعداد و شمار سامنے آئے تھے اس لحاظ سے ملک کے عوام کے پاس اتنا سونا ہے جتنا کہ ہمارے پاس بطور محفوظ ذخیرہ موجود تھا" ـــــ ایک شخص نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اس قومی ادارے کا سربراہ تھے جس کے ذمے پورے ملک میں مختلف انداز کے سروے کرنا تھا۔

"خوب! ـــــ تب تو اس تجویز پر عمل کیا جا سکتا ہے ـــــ آپ کو شاید اس ٹاپ سیکرٹ کا علم نہ ہو کہ حکومت کے پاس معاشی طور پر مستحکم رہنے کے لئے سونے کے جو ذخائر موجود تھے ـــــ اتنے ہی ذخائر جنگ کی صورت میں ملک کو ہنگامی حالات سے بچانے کے لئے سونے کے محفوظ ذخائر موجود ہیں ـــــ ہم ایسا کرتے ہیں کہ ملک میں ہنگامی طور پر غلے کے راشن ڈپو قائم کر کے ہر خاندان کو ایک ہفتہ کا غلہ مفت سپلائی کر دیتے ہیں۔ اس ہفتے کے دوران ان محفوظ ذخائر سے سونے کے سکے بطور کرنسی ڈھال

کہ اس کے بعد تمام ملازمین کو تنخواہوں کی صورت میں یہ سکے ایک ماہ کے ایڈوانس کے طور پر دے دیئے جائیں گے تاکہ رُکا ہوا کاروبار چل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سرکاری طور پر غلے کی خریداری کے لئے ان سکوں کے علاوہ بھی سونا قبول کریں گے ـــــ تاکہ عوام کے پاس موجود سونا حکومت کے پاس پہنچ جائے ـــــ اور پھر اسے بھی سکوں کی صورت میں ڈھالا جاسکے ـــــ جب حالات مکمل طور پر پُرسکون ہو جائیں گے تو پھر بین الاقوامی طور پر کوئی نیا معاشی نظام سامنے لایا جائے گا ـــــ یا پھر مجرموں کو ختم کر کے دوبارہ نئی کرنسی چھاپی جائے گی" ـــــ صدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور میٹنگ میں موجود تمام افراد نے اس تجویز کی پُرزور تائید کی۔ چنانچہ صدر کی ہدایت پر اس تجویز کو فوری طور پر تحریر کیا گیا اور سب نے اس پر دستخط کر دیئے۔

پھر صدر نے سونے کے سکوں کو قانونی حیثیت دینے کے لئے مسودہ قانون تیار کرنے کی ہدایت کرنے کے بعد پریس سیکرٹری کو ہدایت کی کہ وہ پورے ملک میں اس بات کا اعلان کر دے کہ شام کو سات بجے صدر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اہم تقریر کرنے والے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی صدر نے محکمہ خوراک کے سیکرٹری کو خصوصی ہدایات دیں کہ شام سے پہلے پہلے پورے ملک میں ہنگامی راشن ڈپو قائم کرنے اور ان پر فوری طور پر غلہ پہنچانے کا بندوبست کیا جائے اور ہنگامی حالات کے لئے محفوظ ذخیرے میں موجود سونے کو گداموں کی صورت میں سکوں میں ڈھالنے کے احکامات بھی انہوں نے صادر کر دیئے اور پھر یہ ایمرجنسی میٹنگ برخاست کر دی۔ مگر اس میٹنگ کے بعد سب لوگوں کے چہروں پر وہ پریشانی نہ تھی جو

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میٹنگ سے پہلے موجود تھی۔ اب سب کو یہ امید لگ گئی تھی کہ حکومت حالات سنبھال لے گی۔

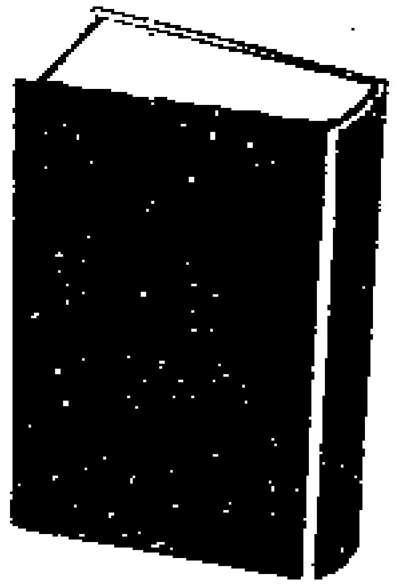

**کاشاکی** ـــــ مارگریٹ اور مس بوچرچ کو ڈرائی کلیننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تقریباً پانچ گھنٹے گزر گئے تھے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا، ان عورتوں کے انتظار میں زیادہ شدت آتی جا رہی تھی۔ بھوک اور پیاس نے بھی اب انہیں ستانا شروع کر دیا تھا۔

اور پھر اندازاً پانچ چھ گھنٹوں کے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں تین ایپرن موجود تھے۔

" جلدی سے انہیں پہن لو ـــــ ابھی چھٹی ہونے والی ہے ـــــ اور سب عورتیں اس دروازے کے سامنے سے گزریں گی ـــــ ہم جان بوجھ کر آخر میں آئیں گی ـــــ پھر ہم دروازے کو باہر سے آہستہ سے کھٹکھٹائیں گی اور تم خاموشی سے باہر آ جانا" ـــــ اس عورت نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

ان تینوں نے اس عورت کے جانے کے بعد تیزی سے اپنے لباس

کے اوپر ایپرن پہنے اور اس کے دیئے ہوئے نقاب انہوں نے سر پر باندھ کر ان کی ڈوریاں گلے میں باندھ لیں۔ اس طرح ان کے بال بھی چھپ گئے اور بوقت ضرورت وہ نقاب کو کھسکا کر منہ پر بھی ڈال سکتی تھیں۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد انہیں بہت سی عورتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ عورتیں تیز تیز بولتی ہوئیں اس کمرے کے قریب سے گزر رہی تھیں۔ اور پھر دروازے پر کسی نے ہلکے سے دستک دی اور مس بوچہ تیزی سے آگے بڑھی اس نے دروازہ کھولا اور باہر آگئی۔ مارگریٹ اور کاشاکی بھی اس کے پیچھے آگئیں۔ دروازے سے نکل کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچیں جہاں سے ایک دروازے سے نکل کر وہ باہر ایک پتلی سی سڑک پر آگئیں۔ وہ تینوں عورتیں ان کے انتظار میں دروازے کے قریب موجود تھیں۔

"آؤ ہمارے ساتھ" ـــــ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھنے لگیں۔

"یہ کارڈ رکھ لو ـــــ ان پر لکھے ہوئے اپنے اپنے نام یاد کر لو ـــ شاید چیکنگ والے پوچھ لیں" ـــــ ان میں سے ایک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ایک ایک سفید رنگ کا کارڈ ان تینوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے کیسے تیار کر لئے" ـــــ مس بوچہ نے پوچھا۔

"تیار کہاں کرائے ہیں ـــــ یہ ان تین عورتوں کے ہیں جو آج چھٹی پر تھیں ـــــ ان کے گھروں سے منگوائے ہیں" ـــــ اس عورت نے جواب دیا۔

"پھر تو چیکنگ والوں کے پاس ان کی رخصت کا ریکارڈ ہوگا" ـــ کاشاکی نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"نہیں! ـــ آج کے ان سیکشن میں کام نہیں تھا ـــــ اس لئے وہ بغیر رخصت کے کوارٹروں میں رہ گئی تھیں" ـــــ اسی عورت نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور ان تینوں نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

وہ سب پتلی سی سڑک پر جا رہی تھیں اور وہ پتلی سڑک ایک بڑی سی عمارت کے اندر تک جا رہی تھی۔ اس عمارت کے مین گیٹ پر مسلح نقاب پوش بڑے چوکنا انداز میں اندر داخل ہونے والے ہر مرد اور عورت کی بڑی ہوشیاری سے چیکنگ کر رہے تھے۔

جب یہ تینوں ان عورتوں سمیت چیکنگ پوائنٹ پر پہنچیں تو وہاں اس وقت بیس کے قریب عورتیں اور دس بارہ مرد موجود تھے اور وہ سب ایک قطار بنا کر کھڑے تھے۔ یہ تینوں بھی قطار میں لگ گئیں اور پھر قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ ان تینوں کو لے آنے والی عورتیں قطار میں ان کے پیچھے تھیں۔ قطار میں سب سے آگے مارگریٹ ـــــ اس کے پیچھے کاشاکی اور آخر میں مس بوچہ تھی۔

مارگریٹ نے اپنا نمبر آتے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ چیکنگ سٹاف کی طرف بڑھا دیا۔

چیکنگ سٹاف کے انچارج نے غور سے ایک بار کارڈ کو دیکھا اور پھر دوسرے آدمی کی طرف بڑھا دیا جو میز پر ایک بڑا سا رجسٹر رکھے اس میں ہر کارڈ کا اندراج کر رہا تھا۔ اس نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا اور پھر رجسٹر میں اس کا اندراج کرنے کے بعد اس پر تاریخ اور وقت درج کر کے دستخط کئے اور کارڈ مارگریٹ کی طرف بڑھا دیا۔

مارگریٹ کارڈ لے کر آگے بڑھی اور کارڈ دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہوئے

مسلح نقاب پوش نے دروازہ کھول دیا اور مارگریٹ عمارت کے اندر داخل ہو گئی کسی نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ اس سے کوئی پوچھ گچھ ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ اس لئے وہ پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتے تھے۔ صرف کارڈ پر ہی انحصار کر لیتے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد کاشاکی اور مس بوچہ بھی اس کے پیچھے عمارت میں آ گئیں۔

"بڑی وسیع و عریض عمارت ہے" ــــــ مس بوچہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

گیٹ کی دوسری طرف ایک وسیع میدان تھا جس کے آخری سرے پر وہ قلعے نما عمارت بنی ہوئی تھی۔ اور ایک سائیڈ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آ رہے تھے۔

ان سے پہلے داخل ہوئے والی عورتیں اور مرد انہی مکانوں کی طرف جا رہے تھے اس لئے وہ بھی آہستہ آہستہ انہی مکانوں کی طرف ہی چل رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ان کی ہمدرد عورتیں بھی ان سے آ ملیں۔ اب ان کے چہروں پر پریشانی کے آثار نہ تھے۔

"خدا کا شکر ہے کہ کسی کو کوئی شک نہیں ہوا" ــــــ ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ــ اچھا ہوا ــــ ویسے تم اپنا تعارف تو کرا دو ــــ مگر ٹھہرو! پہلے ہم اپنا تعارف کرا دیں ــــ میرا نام مارگریٹ ہے اور میرا تعلق ایکریمیا سے ہے ــــ یہ میری ساتھی مس بوچہ ہیں ــــ ان کا تعلق روسیاہ سے ہے ــــ اور یہ کاشاکی ہیں ــــ ان کا تعلق شوگران سے ہے" ــــ مارگریٹ نے چلتے چلتے اپنے ساتھ ان دونوں کا بھی تعارف

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کرا دیا۔

"بہت خوب! ــــ پھر تو یہاں تینوں سپر پاورز اکٹھی ہو گئی ہیں ــ ویسے مجھے لوسی کہتے ہیں ــــ یہ میری ساتھی روزی ــــ اور یہ میری ہیں اور ہم سب کا تعلق ایک ہی ملک ساؤتھ راگ سے ہے" ــــ لوسی نے اپنا اور اپنی دو ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

اور پھر اسی طرح چلتے چلتے وہ ان مکانوں کے ایریا میں داخل ہو گئیں مکان خاصے جدید خوبصورت اور صاف ستھرے تھے۔

لوسی انہیں اپنے مکان میں لے گئی۔ یہ دو کمروں کا مکان تھا جس میں آسائش اور آرام کی ہر چیز میسر تھی۔ ایک کمرہ ڈرائنگ روم اور ڈائننگ کے طور پر سجا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرا کمرہ بیڈ روم تھا۔

"ارے بڑا پر آسائش اور آرام دہ مکان ہے" ــــــ کاشاکی نے تحسین آمیز نظروں سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں آرام و آسائش کی ہر چیز میسر ہے ــــ سوائے آزادی کے"۔ لوسی نے پھیکے لہجے میں کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ یہاں تم اکیلی ہی رہتی ہو ــــ یا مرد بھی آ سکتے ہیں"؟ مس بوچہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں پر عورتوں اور مردوں کے میل جول پر کوئی قدغن نہیں ہے ــ مرد بھی ہماری طرح اغوا کر کے لائے جاتے ہیں ــــ اور پھر وہ بھی مر کر ہی باہر نکل سکتے ہیں ــــ اس لئے یہاں ہم سب لوگ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں ــــ البتہ صرف شرط آپس کی پسند ہے" ــــ لوسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" مگر پھر تم لوگ ایک خاندان کی طرح اکٹھے کیوں نہیں رہتے" ___ ؟ کاشاکی نے سوال کیا۔

" ہر وقت اکٹھے رہنے پر پابندی ہے ___ مرد صرف چھٹی کے دن یہاں داخل ہو سکتے ہیں ___ ہفتے میں صرف ایک دن اور ایک رات اکٹھے رہنے کی اجازت ہے ___ ویسے چوری چھپے تو لوگ آتے جاتے رہتے ہیں ___ مگر صرف چند گھنٹوں کے لئے" ___ لوسی نے الیکٹرک کیتلی میں چائے کا پانی ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا یہاں سب مرد اور عورتیں لانڈری میں کام کرتے ہیں" ___ ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

" نہیں ___ پریس سیکشن میں بھی مرد اور عورتیں کام کرتی ہیں اور لانڈری میں بھی ___ مگر رہتے یہاں سب مل جل کر ہیں" ___ لوسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مرد دوست کیا کام کرتا ہے" ___ ؟ مس بوچر نے پوچھا۔

" میرا ساتھی جونی ہے ___ وہ پرنٹنگ سیل کا انچارج ہے ___ کل چھٹی کا دن ہے ___ آج رات اس نے آنا ہے" ___ لوسی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

" اوہ! ___ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں دیکھ کر بدک جائے" ___ مس بوچر نے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں! ___ وہ بہت اچھا نوجوان ہے ___ ویسے وہ خود بھی یہاں کے ماحول سے بے حد تنگ ہے ___ وہ مجھے کئی بار کہہ چکا ہے کہ اگر اسے موقع ملا تو وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی اس سارے تماشے کو

RAFREXO@HOTMAIL.COM



راکھ کے ڈھیر میں پھونک دے گا ___ جس کی وجہ سے اس کی آزادی سلب ہو چکی ہے" ___ لوسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر لوسی کی یہ بات سنکر اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں۔

" روزی اور بیری کے مرد کیا کرتے ہیں" ___ ؟ اچانک ایک خیال کے تحت مارگریٹ نے پوچھا۔

" روزی کا ساتھی فیلنگ ہے ___ وہ یہاں کے اسلحہ خانے کا انچارج ہے ___ اور بیری کا مرد ٹونی ہے جو کلرک ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہے" ___ لوسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" وہ دونوں کس قسم کے آدمی ہیں" ___ ؟ کاشاکی نے سوال کیا۔

" وہ بھی جونی کی طرح یہاں سے تنگ ہیں ___ بلکہ سچ پوچھو تو مسلح محافظوں کے علاوہ یہاں موجود ہر مرد اور عورت ماحول سے بیحد تنگ ہیں ___ مگر ہم سب مجبور ہیں ___ کچھ نہیں کر سکتے ___ کیونکہ مسلح محافظ بے حد چوکنے اور ہوشیار رہتے ہیں ___ اس کے علاوہ اصل تہہ خانوں میں انتہائی جدید حفاظتی نظام موجود ہے جو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں مشکوک آدمی کو چیک کر لیتا ہے ___ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ نظام نیتوں اور دلوں کا حال بھی جانتا ہو" ___ لوسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہوں! ___ تو انہوں نے ایم۔ ایم تھراپی کو استعمال کیا ہوا ہے" ___ مس بوچر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ایم۔ ایم تھراپی" ___ ؟ لوسی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــ یہ جدید ترین حفاظتی نظام ہے ـــ اس سے نکلنے والی لہریں جو نظر نہیں آتیں ـــ انسانی جسم کے میک اپ کے ساتھ ساتھ اس کے دماغ کو بھی ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں کھنگال لیتی ہیں ـــ اور پھر جو کچھ اس وقت وہ سوچ رہا ہوتا ہے ـــ یا اس کے شعور میں ہوتا ہے وہ سب کچھ سامنے آجاتا ہے ـــ اور اس طرح نہ صرف جسمانی طور پر مشکوک آدمی پکڑا جاتا ہے ـــ بلکہ ایسا آدمی بھی چیک ہو جاتا ہے ـــ جو بُری نیت ـــ یا بُرے خیالات رکھتا ہو ـــ اس نظام کو مائنڈ مائیکرو تھراپی کہتے ہیں اور اس کا کوڈ ایم ۔ ایم تھراپی ہے" ـــ مس لوچر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ مگر تمہیں اس تفصیل کا کیسے علم ہوا" ـــ؟ لوسی نے جھرجھری لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے ملک میں آجکل یہی نظام استعمال کیا جا رہا ہے" ـــ مس لوچر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہی کیا ـــ ہمارے ملکوں میں بھی یہی نظام کارفرما ہے۔ اور اس سے بچنے کی ہمیں خصوصی تربیت دی گئی ہے" ـــ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــ؟ اس خوفناک نظام سے کوئی بچ بھی سکتا ہے"؟ لوسی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ ایسا لوشن ایجاد ہو گیا ہے ـــ جس سے کیا ہوا میک اپ ایم ۔ ایم تھراپی چیک نہیں کر سکتا ـــ باقی رہی ذہن پڑھنے کی بات ـــ تو یہ مخصوص ذہنی ٹریننگ سے اس سے بھی بچاؤ ہو سکتا ہے ـــ خصوصی طور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پر شعور میں ایسے خیالات ابھارے جاتے ہیں ـــ جو اصل خیالات کو چھپا لیتے ہیں" ـــ کاشاکی نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ واقعی یہ سب کچھ حیرت انگیز ہے ـــ ہم سب تو اس نظام سے اس طرح خوفزدہ رہتے ہیں ـــ جیسے کوئی موت سے خوفزدہ رہتا ہے" ـــ لوسی نے چائے میز پر رکھی ہوئی پیالیوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چائے پیتیں، دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لوسی کی آنکھوں میں یکدم چمک ابھر آئی۔

"جونی آگیا ہے" ـــ اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو اس کے ہمراہ ایک صحت مند اور خوبصورت جوان بھی تھا۔ وہ ان تینوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور پھر لوسی نے تفصیل سے جب ان کا تعارف کرایا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"آپ لوگ واقعی بہت بہادر ہیں ـــ کاش! ـــ آپ ہمیں یہاں سے آزادی دلا سکیں" ـــ جونی نے گہرا سانس لے کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ تعاون کریں تو ایسا ہو سکتا ہے" ـــ مس لوچر نے بھی جواب میں بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں ـــ مگر یہاں ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــ جونی نے جواب دیا۔

"اس بات کی فکر آپ مت کریں ـــ بس آپ وہ کچھ کریں جو ہم کہیں۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے" ـــ مس لوچر نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔کے! ___ لوسی کی خاطر میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں ___ اگر ہم یہاں سے آزادی حاصل کر لیں تو ہم دونوں آزاد دنیا میں میاں بیوی کے طور پر رہیں گے ___ اور پھر گھر میں لوسی اور ننھے منے بچے ہوں گے" ___ جونی نے مسکراتے ہوئے لوسی کی طرف دیکھ کر کہا اور لوسی شرما کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے اس مشرقی انداز پر سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

پھر چند لمحوں بعد جب لوسی اندر داخل ہوئی تو اس کے ساتھ روزی، بیری اور دو مرد بھی تھے۔ یہ لوٹی اور فیلنگ تھے۔

روزی اور بیری کے مرد دوست تعارف کے بعد وہ سب اکٹھے بیٹھ گئے اور پھر ان سب کے درمیان یہی باتیں چھڑ گئیں اور تھوڑی سی بحث کے بعد وہ سب ان تینوں سے مکمل تعاون پر رضامند ہو گئے۔

"مسٹر جونی! ___ آپ پرنٹنگ سیکشن کے انچارج ہیں ___ آپ ہمیں یہاں مکمل اور تفصیلی نقشہ بنا کر بتائیں کہ راستے کہاں سے ہیں ___ چیکنگ نظام کہاں ہے ___ اور محافظ کتنی کتنی مقدار میں کہاں کہاں موجود ہوتے ہیں ___؟ اور کوڈ ورڈز کیا ہے" ___ مس بوچر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لوسی! ___ تم باہر جا کر ٹھہرو! ___ ایسا نہ ہو کہ کوئی ہماری باتیں سن رہا ہو ___ اور ہم آغاز میں ہی پکڑے جائیں" ___ جونی نے لوسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم سب باتیں کرو ___ ہم تینوں نگرانی کرتی ہیں ___ کیونکہ ظاہر ہے کام تم نے کرنا ہے" ___ روزی اور بیری نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اور پھر وہ تینوں، جونی، لوٹی اور فیلنگ کے ساتھ بیٹھ کر تفصیلات سمجھنے اور سمجھانے میں مصروف ہو گئیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد وہ سب ایک لائحہ عمل پر متفق ہو گئے اور انہوں نے تمام تفصیلات طے کر لیں اور پھر انہوں نے لوسی، روزی اور بیری کو بھی بلا لیا۔

"کیا پروگرام طے ہوا" ___؟ لوسی نے بے چینی سے پوچھا۔

"سب طے ہو گیا ہے ___ پرسوں رات بارہ بجے اصل ایکشن ہو گا اور پھر ہم سب آزاد ہوں گے" ___ تینوں مردوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی خطرے والی بات تو نہیں" ___؟ روزی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہمارے لئے تو کوئی خطرہ نہیں ___ اگر ایکشن کامیاب رہا تو ہم آزاد ہوں گے ___ اور اگر ناکام رہا تو ہم پر تو کوئی اثر نہ ہو گا ___ البتہ تمہاری یہ تینوں دوست ماری جائیں گی" ___ ٹونی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ٹونی! ___ ہماری زندگی اسی قسم کے کھیل کھیلنے میں گزری ہے ___ اور موت تو بہرحال ایک دن آنی ہے ___ موت سے خوفزدہ ہونا تو دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے" ___ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ___ تم واقعی بہادر لڑکیاں ہو" ___ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب ہمیں اجازت ___ رات ہونے لگی ہے ___ اور ہفتہ بھر کے شدید ترین انتظار کے بعد صرف یہی ایک رات جشن منانے کو ملتی ہے" ___ فیلنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل خوب جشن مناؤ" ـــــ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر لوٹی، فیلنگ، روزی اور بیری اجازت لیکر چلے گئے۔

"میں کھانا تیار کر لوں" ـــــ لوسی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ کھانا کھا کر تم دونوں اپنے بیڈ روم میں چلے جانا ـــ اور ہم یہاں ڈرائینگ روم کے قالین پر ہی گزارہ کر لیں گی" ـــــ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور لوسی دھیرے سے مسکراتی ہوئی کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد وہ تینوں جونی کے ساتھ آئندہ اقدام کے بارے میں مزید گفتگو میں مصروف ہو گئیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس وقت پانچ افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پانچوں افراد کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب موجود تھے ان کے درمیان رکھی ہوئی میز پر ایک بہت بڑا سا مگر انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے اس ٹرانسمیٹر کو گھور رہے تھے جو خاموش اور بے جان تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اچانک ٹرانسمیٹر میں لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی ان پانچوں کے جسم تن سے گئے۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز بند ہو گئی اور پھر کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آواز گونجنے لگی اور پھر اس میاؤں میاؤں کی آواز پر مادام کیٹ کی کرخت آواز چھاتی چلی گئی۔

"رپورٹ دو" ـــــ مادام کیٹ کی آواز کمرے میں گونجی۔

"مادام ! ــــ ایکریمیا کے حالات بالکل خراب ہو چکے ہیں ــــ فوج نے کرفیو نافذ کیا ہے ــــ مگر اس کے نفاذ کے لئے بھی انہیں سینکڑوں آدمیوں کو مارنا پڑا ہے ــــ مگر یہ خاموشی عارضی ہے ــــ اب حکومت بے بس ہو چکی ہے اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ صدر نے ایک ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے ــــ شاید اس میٹنگ میں وہ اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ حکومت ہمارے حوالے کر دیں" ــــ نمبر ون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ! ــــ اچھی رپورٹ ہے" ــــ دوسری طرف سے مادام کیٹ کی آواز سنائی دی۔ لہجے میں اس بار کرختگی کی بجائے خوشی کی کھنک موجود تھی۔ شاید یہ خوشی مادام کو ایکریمیا جیسی سپر پاور پر قبضہ کرنے کے تصور سے ملی تھی۔

"مادام ! ــــ حکومت کے ــــ سونے کے محفوظ ذخائر ہمارے پوائنٹس پر پہنچ چکے ہیں ــــ اور اب وہ بالکل محفوظ ہیں ــــ ہم نے ان ذخائر کو پچاس پوائنٹس پر تقسیم کر کے رکھا ہے" ــــ نمبر دو نے رپورٹ پیش کی۔

"بہت خوب ! ــــ ان کی پوری طرح حفاظت کی جائے ــــ جیسے ہی ایکریمیا کا اقتدار ہمیں منتقل ہوا ــــ فوری طور پر یہی سونا حالات کو سنبھالنے میں مدد دے گا ــــ مگر اس بات کی تسلی کر لی گئی ہے کہ حکومت کے پاس ان ذخائر کے علاوہ مزید سونا موجود نہیں ہے" ــــ ؟ مادام نے ہدایات دیتے ہوئے سوال کیا۔

"یس مادام ! ــــ ہم نے پوری طرح تسلی کر لی ہے ــــ حکومت

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کے پاس اور سونا موجود نہیں ہے ــــ سونا صاف کرنے کے کارخانے قطعاً تباہ ہو چکے ہیں ــــ اس لئے حکومت فوری طور پر مزید سونا اکٹھا نہیں کر سکتی" ــــ نمبر دو نے جواب دیا۔

"او کے ! ــــ نمبر تین ! ــــ تمہاری رپورٹ کیا ہے ــــ ؟ مادام نے پوچھا۔

"مادام ! ــــ میں نے حکومت کی مخالف سیاسی پارٹی کے اہم لیڈروں کو اپنا ہمنوا بنا لیا ہے ــــ وہ ہم سے مکمل تعاون کے لئے تیار ہیں ــــ انہوں نے ملک میں حکومت کے خلاف بھرپور ایجی ٹیشن کے لئے اپنے مخصوص آدمیوں کو ہدایات دے دی ہیں ــــ جہاں تک ان کا خیال ہے کہ حکومت غلے کے محفوظ ذخائر عوام تک راشن ڈپوؤں کے ذریعے پہنچانے کی کوشش کرے گی ــــ اور ان کا پروگرام یہ ہے کہ یہ غلہ راستے میں ہی لوٹ لیا جائے ــــ یا تباہ کر دیا جائے ــــ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ حکومت جیسے ہی ہمیں ملے گی ــــ ہم انہیں منتقل کر دیں گے ــــ وہ صرف ہماری ہدایات پر عمل کریں گے ــــ ویسے حکومت انہی کی ہو گی" ــــ نمبر تین نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ انہیں اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھو ــــ نمبر فور ! تمہاری کیا رپورٹ ہے" ــــ ؟ مادام نے انتہائی نرم لہجے میں پوچھا۔

"مادام ! ــــ میرے سیکشن نے دنیا کے تمام اہم ممالک کے سربراہوں کو خفیہ طور پر خطوط روانہ کر دیئے ہیں کہ اگر انہوں نے ایکریمیا کی کسی قسم کی بھی امداد کی تو ان کا حشر بھی یہی ہو گا ــــ اور میرے سیکشن کے آدمیوں کی رپورٹ یہی ہے کہ ہر حکومت نے اپنے عہدیداروں کی میٹنگ کال کر کے

اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ حکومت ایکریمیا کی جلتی ہوئی آگ میں نہ کودا جائے وہ سب ہمارے اس ایکشن سے بے انتہا خوفزدہ ہیں" ـــــ نمبر ونز نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب! ـــ مجھے بھی یہی رپورٹیں ملی ہیں ـــــ نمبر فائیو! تمہاری کیا رپورٹ ہے" ـــــ ؟ مادام نے آخری نقاب پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" مادام! ـــ ایکریمیا کی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس قطعاً بے بس ہو چکی ہے ـــ ان کے بہترین آدمی میرے سیکشن نے ہنگاموں کے دوران مار ڈالے ہیں ـــ اب وہ بس اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں ـــ اور میرے سیکشن کے آدمی ان پر بھوکے شیروں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں" ـــ نمبر فائیو نے جواب دیا۔

" بہت خوب! ـــ اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا میں ہمارا مشن ہماری توقع سے بھی زیادہ کامیاب جا رہا ہے ـــ بہرحال تم سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے ـــ حکومت اقتدار منتقل کرنے سے پہلے ضرور کوئی نہ کوئی اقدام ایسا کرے گی ـــ جس سے حالات سنبھل سکیں اس کے لئے سب سے اچھا دفاع یہ ہے کہ وہ سونے کے سکوں کو کرنسی کی صورت میں ملک میں پھیلا دے ـــ اور ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس سونا موجود ہو ـــ اور اگر کوئی ایسا اقدام کیا بھی جائے تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ فوری طور پر اس سونے کو لوٹ لو ـــ یا اس ٹکسال کو تباہ کر دو ـــ جہاں یہ سکے ڈھلیں ـــ اور دوسری بات یہ کہ بیرونی ممالک سے سونا کسی بھی قیمت پر ایکریمیا نہ پہنچنے دو ـــ اس کے بعد

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایکریمیا ہمارے قدموں میں ہوگا" ـــــ مادام کیٹ نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہوگی مادام!" ـــــ ان سب نے جواب میں بیک آواز ہو کر کہا۔

" یہاں ہیڈ کوارٹر میں عجیب سے حالات پیش آ رہے ہیں ـــ تین مرد اور تین عورتیں یہاں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں ـــ مگر وہ بار بار قابو میں آ کر نکل جاتے ہیں ـــ میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد ایکریمیا کا اقتدار حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر کو وہاں منتقل کر دیا جائے ـــ اور اس کے بعد یہی ایکشن باقی سپر پاورز میں بھی استعمال کیا جائے تاکہ پوری دنیا پر ہمارا اقتدار قائم ہو سکے" ـــــ مادام نے انہیں تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

" مادام! ـــ ان تین مردوں اور تین عورتوں سے کوئی خطرے والی بات تو نہیں" ـــ ؟ نمبر ون نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

" نمبر ون! ـــ تمہیں ایسی بات سوچنی بھی نہیں چاہئے ـــ یہ تین مرد اور تین عورتیں تو کیا پوری دنیا بھی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتی ـــ تم قطعاً بے فکر ہو کر اپنا کام کرتے رہو" ـــ مادام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" بہتر مادام! ـــ آپ بے فکر رہیں ـــ ایسا ہی ہوگا" ـــ ان سب نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل ـــ کل پھر اسی وقت یہ میٹنگ ہوگی ـــ بائی بائی" ـــ مادام کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں گونج اٹھی اور ٹرانسمیٹر کے بلب بجھ گئے۔ وہ ایک بار پھر بے جان ہو چکا تھا۔

میٹنگ ہال میں سکوت طاری تھا۔ حکومت پاکیشیا کے اعلیٰ افسران اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران بھی نقاب لگائے بطور ایکسٹو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ صدر مملکت کا انتظار تھا۔ یہ میٹنگ صدر مملکت نے انتہائی ایمرجنسی طور پر طلب کی تھی اور کسی کو بھی علم نہ تھا کہ صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کیوں کال کی ہے ـــــ ؟

عمران کو بھی سر سلطان نے ہنگامی طور پر بلایا تھا اور خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ بلیک زیرو کی بجائے وہ خود میٹنگ میں شرکت کرے۔ چنانچہ عمران بھی پہنچ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد شمالی دروازہ کھلا اور صدر مملکت ہاتھ میں ایک فائل پکڑے میٹنگ ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود ہر فرد ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ صرف عمران اپنی مخصوص کرسی پر اکڑا بیٹھا رہا۔ وہ اپنے عہدے کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لحاظ سے صدر مملکت کی تعظیم کا پابند نہیں تھا۔ اس لئے کسی کو بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

صدر مملکت اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے فائل کھول کر ایک کاغذ نکالا اور اُسے سامنے رکھ کر انہوں نے ایک نظر ہال میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ عہدیداروں پر ڈالی اور پھر اپنے سامنے پڑے ہوئے مائیک کو ذرا سا دُور کھسکا کر کھنگارنے لگے۔ ان کی فراخ پیشانی پر پریشانی کی لکیریں نمایاں تھیں اور آنکھوں سے الجھن کے تاثرات مترشح تھے۔

" آج کی یہ ہنگامی میٹنگ بلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب جعلی کرنسی کے بین الاقوامی سکینڈل اور اس سلسلے میں پاکیشیا میں ہونے والے واقعات کا جائزہ لے کر کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس سے ہمارا ملک اس خوفناک معاشی بحران سے یقینی طور پر بچ سکے ـــــ آپ لوگوں کو ایکریمیا میں ہونے والے حالات کا اچھی طرح علم ہے ـــــ دنیا کا معاشی طور پر خوشحال ترین ملک مجرموں کے اس خوفناک حربے کے بعد جن خوفناک اور بھیانک حالات کا شکار ہے ـــــ اس کا عشر عشیر بھی اگر پاکیشیا میں ہو جاتا تو ہمارا ملک ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکتا ـــــ مجرموں نے پوری دنیا کو ٹارگٹ بنایا تھا ـــــ سب سے پہلے اس کا سراغ بھی ایکریمیا کی سیکرٹ سروس نے لگایا ـــــ اور پھر صدر ایکریمیا نے ایک پریس کانفرنس میں اس کی تفصیلات بتائیں تاکہ پوری دنیا مل کر مجرموں کا مقابلہ کر سکے ـــــ اس سلسلے میں انہیں جس جس ملک میں بھی اس امر کا سراغ ملا کہ وہاں مجرموں کی یہ تنظیم کام کر رہی ہے ـــــ انہوں نے وہ سراغ اس حکومت کو سرکاری طور پر بھجوا دیئے ـــــ اور ہمارے ملک میں بھی چونکہ مجرم کام کر رہے تھے اس لئے

ہمیں بھی مطلع کیا گیا ـــــ اس کے ساتھ ہی روسیاہ ـــــ شوگران ـــــ اور ایکریمیا سپر پاورز نے مجرموں کے مقابلے کے لئے ایک بین الاقوامی ٹیم تیار کی ـــــ جس میں ہر ملک نے اپنے دو دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل کئے ـــــ ہم نے بھی اس ٹیم میں شامل ہونے کے لئے درخواست کی ـــــ مگر ہمیں غیر ترقی یافتہ اور چھوٹا ملک ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا ـــــ بہرحال ہم نے اپنے ملک میں مجرموں کی گرفتاری کے لئے یہ کیس سیکرٹ سروس کے انچارج ایکسٹو کو منتقل کیا ـــــ اور یہ ہم سب کے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس نے چند ہی روز میں نہ صرف مجرموں کو گرفتار کر لیا ـــــ بلکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا ـــــ اس سلسلے میں ضروری تفصیلات اور مجرموں کے پروگرام کے متعلق ایکسٹو صاحب آپ کو بتائیں گے ـــــ تاکہ پورا پس منظر آپ پر واضح ہو سکے" ـــــ صدر مملکت نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" کچھ زیادہ تفصیلات نہیں ہیں ـــــ جب یہ کیس میرے محکمے کو ٹرانسفر کیا گیا تو ہم نے کیس کی نوعیت کی بنا پر فوری طور پر ایکشن لیا ـــــ چنانچہ جلد ہی مجرموں کی کارکردگی کی تفصیلات سامنے آگئیں ـــــ اور پھر ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے چھاپہ مارا گیا ـــــ اور اس طرح مجرم قابو کر لئے گئے ان کا غیر ملکی سرغنہ ایکشن کے دوران مارا گیا ـــــ جبکہ باقی گرفتار کر لئے گئے" عمران نے مختصر سے لفظوں میں بات ختم کر دی۔

" مجرموں نے کیا پلاننگ کی تھی ـــــ ؟ براہ مہربانی تفصیلات بتلائیے"۔ سر سلطان نے کھڑے ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا ظاہر ہے کہ باقی لوگوں کے سامنے وہ ایکسٹو کو اسی انداز میں مخاطب کر سکتے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" مجرموں نے دارالحکومت کے تمام شیڈولڈ بنکوں اور اسٹیٹ بنک میں موجود کرنسی کے محفوظ ذخیروں کے نمبروں کی لسٹیں حاصل کیں اور اس کے بعد جدید مشینری منگوا کر ماہر ترین نقب زنوں کی خدمات حاصل کی گئیں ـــــ ان کا پروگرام یہ تھا کہ ان نمبروں کے مطابق جعلی کرنسی جب مجرموں کے ہیڈ کوارٹر سے چھپ کر یہاں پہنچ جاتی ـــــ تو پھر نقب لگا کر تمام بنکوں کے محفوظ ذخائر سے اصل کرنسی غائب کر کے وہاں جعلی کرنسی رکھ دی جائے گی ـــــ اس کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا جائے گا کہ پورے ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے ـــــ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرکاری کرنسی سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ اور جب بنکوں میں بھی تمام کرنسی جعلی ہوگی ـــــ تو ظاہر ہے ہمارے ملک کا بھی وہی حشر ہونا تھا جو ایکریمیا کا ہوا ہے" ـــــ عمران نے کچھ تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

عمران سے تفصیلات سن کر میٹنگ میں موجود تمام افراد کے چہرے زرد پڑ گئے۔ ان سب کے تصور میں وہ وقت آگیا کہ اگر مجرم کامیاب ہو جاتے تو کیا ہوتا۔

" یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس اور اس کے محترم سربراہ انتہائی ذہین اور ہوشیار ہیں ـــــ جنہوں نے اتنی بڑی تنظیم کو چند ہی روز میں نہ صرف ٹریس کر لیا ـــــ بلکہ ان پر قابو بھی پا لیا ـــــ ورنہ نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔ ـــــ ہم سب سیکرٹ سروس اور مسٹر ایکسٹو کی کارکردگی پر انتہائی شکر گزار ہیں" ـــــ سیکرٹری دفاع نے کھڑے ہو کر جذبات سے مغلوب لہجے میں کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ـــــ یہ ہمارا فرض تھا" ـــــ عمران نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو صاحبو! ___ آپ نے دیکھ لیا کہ مجرم کتنے خوفناک ہیں ___ بہرحال ہمارے ملک سے اس تنظیم کا خاتمہ کر کے وقتی طور پر تو مسئلہ حل کر لیا گیا ہے مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے مجرموں کی طرف سے ایک خط ملا ہے ___ اس خط کی بنا پر میں نے یہ ہنگامی میٹنگ طلب کی ہے ___ سر سلطان آپ کو یہ خط پڑھ کر سنائیں گے" ___ صدر مملکت نے ایک سرخ رنگ کا کاغذ سر سلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

سر سلطان نے کاغذ لیا اور پھر کھڑے ہو کر اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"مادام کیٹ کی طرف سے یہ خط پاکیشیا کے سربراہ کو بھیجا جا رہا ہے۔ تم نے ایکریمیا جیسے طاقت ور ملک کا حشر دیکھ لیا ہے۔ جلد ہی ایکریمیا کی حکومت ہمیں اقتدار منتقل کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ تمہارے ملک میں بھی ہماری تنظیم ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ تمام انتظامات مکمل ہیں۔ صرف ہماری طرف سے ایک اشارہ ہوگا اور تمہارا ملک ایکریمیا سے بھی بدتر حالات کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں کہ اگر تم نے سرکاری ___ یا غیر سرکاری طور پر ایکریمیا کی کسی بھی لحاظ سے کوئی مدد کرنے کا سوچا بھی تو ہم تمہارے ملک میں قیامت برپا کر دیں گے۔ تمہاری اور تمہارے تمام عہدیداروں کی کارکردگی کی ایک ایک لمحے کی رپورٹ باقاعدگی سے ہمیں مل رہی ہے۔ اس لئے ہمارے اس خط کو آخری تنبیہہ سمجھنا۔ اگر تم نے ہماری ہدایات پر عمل کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم تمہارے ملک کو اپنی لسٹ سے کاٹ دیں۔ ورنہ ___" سر سلطان نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



خط پڑھ کر واپس صدر مملکت کی طرف بڑھا دیا۔

خط کی تفصیلات سُن کر تمام ہال پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص کا دل خوف سے لرزنے لگا۔

"آپ نے خط سُن لیا ___ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا ملک خود ہی اس قابل نہیں ہے کہ ایکریمیا کی کوئی مدد کر سکے ___ لیکن اس کے باوجود ہم نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنا فاضل غلہ حکومتِ ایکریمیا کو بھجوا دیا جائے ___ لیکن اس خط کے ملنے کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو اکٹھا کر کے اس سلسلے میں رائے لی جائے" ___ صدر مملکت نے خط دوبارہ فائل میں رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ___ یہ تنظیم بہت بڑی اور خوفناک ہے ___ آپ حکومتِ ایکریمیا کی کوئی امداد نہ کریں ___ ایسا نہ ہو کہ مجرم ہم پر دھاوا بول دیں" ___ سیکرٹری زراعت نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ___ یہ خط ہماری سالمیت ___ اور عوام کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے ___ اگر ہم اسی طرح مجرموں سے خوفزدہ ہو کر ان کا کہا مانتے رہے تو پھر معاف کیجئے ___ ہم اپنے ملک سے غداری کے مرتکب ہوں گے" ___ سر رحمان نے کھڑے ہو کر غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ بھی تو دیکھیئے کہ اس کا نتیجہ کتنا بھیانک ہوگا ___ کیا ہم برداشت کر سکتے ہیں کہ اپنے ملک کے عوام کو اس خوفناک بحران کا شکار ہونے دیں؟ یہ وقت جذبات اور غصے میں آنے کا نہیں" ___ سیکرٹری منصوبہ بندی نے سر رحمان کی بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہال میں ایک زوردار بحث چھڑ گئی۔ صرف چند لوگ سر رحمان کے

حامی تھے۔ جب کہ اکثریت کے خیال میں مجرموں کا کہا ماننے میں ہی عافیت اور ملک کا بچاؤ تھا۔

"مسٹر ایکسٹو! ـــــ آپ کا کیا خیال ہے" ـــــ؟ اچانک صدر مملکت نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"جناب! ـــــ مجھے تو اپنے ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کے خیالات سُن کر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہو رہا ہے کہ یہ لوگ مجرموں کے خط سے کس قدر خوفزدہ ہیں ـــــ کیا ہمارے ملک کی پالیسیاں اب مجرموں کی ہدایات پر بنائی جائیں گی ـــــ؟ کیا ہم مجرموں کے مقابلے میں اتنے بے بس ہو چکے ہیں ـــــ؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اپنے ملک کے غیور عوام پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ کے خیال میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیئے" ـــــ؟ صدر مملکت نے پوچھا۔

"جناب! ـــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ مادام کیٹ کو ابھی اس بات کی اطلاع نہیں ملی ـــــ یا کم از کم جب یہ خط لکھا جا رہا تھا اُسے اس بات کی اطلاع نہیں تھی کہ ہمارے ملک میں اس کی تنظیم کا خاتمہ ہو چکا ہے ـــــ اس لئے فوری طور پر اس خط سے گھبرانے والی کوئی بات نہیں ـــــ مادام کیٹ کو یہاں دوبارہ قدم جمانے اور اپنا مشن پورا کرنے کے لئے ایک طویل وقت چاہیئے جب کہ اس کی تمام ٹیم ایکریمیا میں پھنس چکی ہے ـــــ تو یقیناً وہ وہاں سے فارغ ہونے سے پہلے کسی اور ملک میں محاذ نہیں کھول سکتی ـــــ یہ خط

RAFREXO@HOTMAIL.COM



صرف گیدڑ بھبکی کے طور پر لکھا گیا ہے ـــــ باقی رہی یہ بات کہ اس کا مستقل حل کیا ہو سکتا ہے ـــــ؟ تو اس سلسلے میں دیکھنا یہ ہے کہ سپر پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کیا کارنامہ دکھاتے ہیں ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے ـــــ وہ لوگ ناکام ہو چکے ہیں ـــــ کیونکہ اگر انہیں ذرا سی بھی کامیابی حاصل ہوتی ـــــ تو کم از کم مجرم ایکریمیا میں اقدام کرنے کے قابل نہ رہتے ـــــ اب ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے مستقل تحفظ کی خاطر خود ہی اس تنظیم کے خلاف میدان میں کود پڑیں ـــــ اور اس سے پہلے کہ یہ تنظیم کسی اور ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ اس کا مستقل طور پر خاتمہ کر دیا جائے ـــــ دراصل پہلے میں ہچکچا رہا تھا کہ اس تنظیم کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام کیا جائے یا نہیں مگر یہ خط لکھ کر اس تنظیم نے ہمیں خود ہی چیلنج کر دیا ہے ـــــ تو اُسے اس چیلنج کا مؤثر جواب ملنا چاہیئے" ـــــ عمران نے بھی پوری تقریر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے ـــــ میری بھی یہی رائے تھی کہ یہ خط ہماری غیرت اور قوم کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے ـــــ میں نے صدر ایکریمیا کو فون پر اس بات کا یقین دلایا ہے کہ ہم حکومت ایکریمیا کی ہر ممکن امداد سے قطعاً دریغ نہ کریں گے ـــــ اور جہاں تک سیکرٹ سروس کا بین الاقوامی طور پر کام کرنے کا مسئلہ ہے تو مجھے یہ بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ صدر ایکریمیا نے واضح طور پر سپر پاورز کی ٹیم کی ناکامی کا اعتراف کیا ہے ـــــ اور اپنی سیکرٹ سروس کے سربراہ کی درخواست پر مجھ سے خصوصی طور پر یہ استدعا کی ہے کہ ہم اپنی سیکرٹ سروس کو مجرموں کے مقابلے میں لے آئیں ـــــ انہوں نے کہا کہ اگر ہم چاہیں تو وہ بین الاقوامی طور پر بھی اپنی اس کوتاہی اور امداد کا اعلان

کرنے پر تیار ہیں کہ انہوں نے ہماری سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر کے مہلک غلطی کی ہے ـــــ اور نہ صرف ایکریمیا ـــــ بلکہ روسیاہ اور شوگران کے حکام نے بھی اسی قسم کی درخواستیں کی ہیں ـــــ اب انہیں احساس ہو گیا ہے کہ پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز مل کر وہ کام نہیں کر سکتیں ـــــ جو ہماری سیکرٹ سروس کر سکتی ہے ـــــ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر مسٹر ایکسٹو مناسب سمجھیں تو مجرموں کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام شروع کر دیں ـــــ مجھے یقین ہے کہ وہ کامیاب رہیں گے ـــــ اور ان کی کامیابی سے پورے ملک کا وقار بڑھے گا" ـــــ صدر مملکت نے کہا اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

"ٹھیک ہے جناب صدر! ـــــ اگر ہمارے ملک کا وقار دنیا کی نظروں میں بڑھتا ہے تو میں آج ہی سیکرٹ سروس کو ہدایات دے دیتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورا یقین ہے کہ ہم جلد ہی مجرموں کی گردنیں شکنجے میں کس لیں گے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! ـــــ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں پوری دنیا کے ممالک اور خصوصاً سپر پاورز آپ کو ہر قسم کی امداد مہیا کرنے پر تیار ہیں" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــــ ہمیں کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم آپ سے کہہ دیں گے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آپ ابھی سے کام شروع کر دیں ـــــ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب اور سرخرو کرے گا" ـــــ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی تمام لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ یہ میٹنگ ختم ہونے کا اشارہ تھا اور صدر کے جانے کے بعد باری باری سب ممبرز ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہیڈ کوارٹر کی عمارت قلعہ نما تھی۔ اس کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ ان دیواروں پر چڑھنے کا تو آدمی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ ایک بڑا سا گیٹ تھا جس کے باہر پانچ مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کی پشت پر دریا تھا جبکہ دائیں اور بائیں طرف گھاس کے وسیع میدان پھیلے ہوئے تھے جن کے گرد خاردار تار کی باڑ تھی۔ اور ان میدانوں کے کونوں میں سرچ ٹاور بنے ہوئے تھے۔ جن پر دوربین اٹھائے مسلح افراد پہرہ دے رہے تھے۔

چیف شاکل نے دور ہی سے اس پوزیشن کا جائزہ لیا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ قلعہ تو ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے اندر داخل ہونا ہر لحاظ سے ناممکن نظر آرہا تھا اور وہ مسلسل اسی سوچ میں تھا کہ ایسا کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے وہ محفوظ طور پر عمارت کے اندر داخل ہو سکے۔

اس عمارت سے کافی دور وہ ایک اندھیری گلی میں کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔ یہ ترکیب ایسی تھی کہ جس میں سو فیصد

رسک بھی شامل تھا۔ مگر چیف شاکل جانتا تھا کہ رسک لئے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔

چنانچہ اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے اپنے کپڑے اتارے اور گلی میں ایک مکان کے ٹوٹے ہوئے حصے میں چھپا کر رکھ دیئے۔ بوٹ اور جرابیں بھی اس نے اتار کر رکھ دیں۔ اب اس کے جسم پر صرف ایک چھوٹی سی نیکر تھی۔ اس نے ہاتھ مار کر اپنے بالوں کو پریشان کیا اور پھر اسی طرح گلی سے باہر نکل کر اس نے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ بری طرح لڑکھڑا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے شراب کی سینکڑوں بوتلیں پی رکھی ہوں۔ اسی طرح لڑکھڑاتا ہوا وہ آہستہ آہستہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ پر موجود مسلح دربان اسے دیکھتے ہی چوکنے ہو گئے۔ مگر شاکل اپنی ہی دھن میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ فضا میں یوں لہرا رہے تھے جیسے وہ کسی ان دیکھی قوت سے باتیں کر رہا ہو۔ منہ سے مسلسل بڑبڑاہٹ کی آوازیں برآمد ہو رہی تھیں۔

" خبردار! ---- رک جاؤ ---- کون ہو تم" ---- ؟ ایک دربان نے انتہائی کرخت لہجے میں شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہمارے پاس آؤ ---- مت جاؤ ---- آگ لگ گئی ہے ---- آگ ہر طرف آگ ---- مت جاؤ پیارے آج کی رات ---- رنگینیاں" ---- چیف شاکل مسلسل بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

" یا تو یہ پاگل ہے ---- یا پھر آؤٹ ہو گیا ہے" ---- ایک اور دربان

RAFREXO@HOTMAIL.COM



نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شاکل ان دربانوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔

" مت جاؤ ---- ہائے ---- میرا دل ---- میرا پیار ---- میری خوبصورت تتلی ---- رک جاؤ" ---- شاکل اپنی ہی دھن میں بڑبڑا رہا تھا۔ کہ اچانک ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے ماحول گونج اٹھا۔ اسے روکنے والے دربان نے پوری قوت سے اس کے گال پر طمانچہ مار دیا تھا۔ طمانچہ اتنا زوردار تھا کہ شاکل اچھل کر نیچے جا گرا۔

" مارتی ہو ---- مارو اور مارو ---- میری ظالم تتلی ---- مجھے مارو ---- مجھ معصوم کو مارو ---- ہائے آگ میری آگ" ---- شاکل نے نیچے گرنے کے باوجود اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" یار کیوں مار رہے ہو ---- دیکھ نہیں رہے کہ یہ بالکل آؤٹ ہے۔ اور کسی نے اس کے کپڑے بھی اتار لئے ہیں" ---- ایک اور دربان نے پہلے دربان کو روکتے ہوئے کہا۔

" میں تو صرف چیک کر رہا تھا کہ کہیں یہ سب کچھ مصنوعی تو نہیں" ---- طمانچہ مارنے والے دربان نے مسکرا کر جواب دیا۔

" جاؤ بھائی جاؤ! ---- یہاں سے چلے جاؤ ---- ورنہ خواہ مخواہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" ---- دوسرے دربان نے پچکارتے ہوئے شاکل سے کہا۔ جو اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر پھر لڑکھڑا کر گر پڑتا۔ اسی دربان نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔

" میری جان! ---- ہائے ظالم ---- آگ لگ گئی ہے آگ ---- میری آغوش میں آ جاؤ ---- میری تتلی" ---- شاکل اسی طرح موڈ میں تھا۔

"یار! ــــ ویسے بندہ جاندار ہے ــــ کیوں نہ اسے مادام کے پاس بھیج دیا جائے" ــــ ایک اور دربان نے شاکل کے سڈول جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ اس کی آگ ہمیشہ کے لئے بجھ جائے گی" ــــ دوسرے نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ مادام نے بھی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے ــــ چلو اسے دکھا دیتے ہیں ــــ شاید مادام کو پسند آجائے" ــــ طمانچہ مارنے والا دربان بھی رضامند ہو گیا۔

"آؤ بھئی آؤ! ــــ تمہاری آگ ٹھنڈی کرنے کا بندوبست کریں" ــــ ایک دربان نے کہا اور پھر اس نے شاکل کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا گیٹ کی طرف لیتا چلا گیا۔ شاکل اسی طرح بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

گیٹ کے باہر ایک لکڑی کا چوڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ دربان نے شاکل کو اس کیبن کے دروازے پر کھڑا کیا اور خود تیزی سے کیبن میں داخل ہو گیا۔ کیبن کی دیوار پر ایک بڑا سا سوئچ بورڈ لگا ہوا تھا جس پر مختلف رنگوں کے بیشمار بٹن نمایاں نظر آ رہے تھے۔ دربان نے ایک بٹن دبایا اور سوئچ بورڈ کے ساتھ دیوار سے لٹکا ہوا مائیک کھینچ کر منہ سے لگا لیا۔

"مادام سے بات کراؤ ــــ گیٹ انچارج بول رہا ہوں" ــــ دربان نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

چند لمحوں بعد ہی کیبن میں ایک مترنم نسوانی آواز گونجی۔

"یس مادام سپیکنگ" ــــ لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"مادام! ــــ میں گیٹ انچارج بول رہا ہوں ــــ ہمارے پاس ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM



خوبصورت اور طاقتور نوجوان موجود ہے جو نشے میں بالکل آؤٹ ہے ــــ اس کے کپڑے بھی کسی نے اتار لئے ہیں ــــ مگر وہ آپ کے معیار پر یقیناً پورا اترے گا ــــ میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں" ــــ گیٹ انچارج نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اسے کیبن میں لے آکر ٹیلی کاسٹ کرو ــــ میں دیکھنا چاہتی ہوں"۔ مادام کی آواز سنائی دی۔

"بہتر مادام" ــــ گیٹ انچارج نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے مائیک واپس دیوار میں لگے ہوئے ہک میں لٹکایا اور کیبن سے باہر کھڑے شاکل کا ہاتھ پکڑ کر کیبن کے اندر لے آیا۔

اس نے شاکل کو کیبن کے درمیان کھڑا کر کے کیبن کا دروازہ بند کر دیا اور پھر تیزی سے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ شاکل مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ وہ کبھی ادھر گھوم جاتا کبھی ادھر ڈول جاتا۔ کیبن میں اچانک تیز روشنی پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی چار مختلف رنگوں کے تیز بلب بھی کیبن کے چاروں کونوں میں جلنے لگے۔

"آگ ــــ ہائے میری آگ ــــ میری تتلی ــــ میری آغوش میں آجاؤ ــــ آگ بجھا دو ــــ رنگین خوبصورت رات ــــ موسم کی ترنگ" ــــ شاکل بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر لڑکھڑا رہا تھا۔ جب کہ گیٹ انچارج کیبن کے دروازے سے لگ کر خاموش کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے" ــــ اچانک مادام کی آواز کیبن میں گونجی اور گیٹ انچارج نے تیزی سے آگے بڑھ کر بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اور کیبن میں پھیلنے والی تیز لائٹ بجھ گئی۔ اب وہاں وہی پہلے والا نارمل بلب جل رہا تھا۔

گیٹ انچارج نے مائیک اتار لیا۔

"اسے چیکنگ روم میں بھجوا دو" ــــ مادام کی آواز سنائی دی اور گیٹ انچارج نے پہلے والا بٹن آف کر دیا۔

"چلو پیارے! ــــ تمہاری موج بن گئی ــــ مزے لوٹو" ــــ گیٹ انچارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کیبن کا دروازہ کھول کر شاکل کو باہر گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد وہ اس بڑے گیٹ کے پاس آیا اور اس نے گیٹ کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھل گئی۔ گیٹ انچارج شاکل کو لیکر گیٹ کے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے وہاں موجود دربانوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ مادام کا شکار ہے ــــ اسے چیکنگ روم میں پہنچا آؤ۔"

"یس سر" ــــ اس دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ شاکل کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے قریب موجود ایک چھوٹی سی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر بلیک نے پہلے تو اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا مگر جب اُسے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ ناممکن نظر آیا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ صرف دریا کی جانب سے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ مگر دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے لئے اُسے پورے شہر کا چکر لگا کر جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور سیدھا مین مارکیٹ میں آگیا۔ یہاں آکر وہ ایک سُپر مارکیٹ میں گھس گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ مارکیٹ سے باہر نکلا تو ایک بڑا سا بیگ اس نے اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ بیگ اٹھائے وہ سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مجھے کراس ریونیو پر جانا ہے" ــــ بلیک نے بیگ ٹیکسی کی پچھلی نشست پر پھینکتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ بیٹھئے" ــــ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک نے اگلی نشست کا دروازہ کھولا اور نشست پر بیٹھ گیا۔

"کیا اس وقت کسی تفریح کے لئے کراس ریو نیو جا رہے ہیں" ____ ؟ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ____ ایک دوست نے وہاں پہنچنا ہے ____ اور گرمیوں کی یہ رات ہم نے پانی میں گزارنے کا پروگرام بنایا ہے" ____ بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ____ ویری گڈ آئیڈیا ____ وش یو گڈ لک" ____ ٹیکسی ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو" ____ بلیک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی کافی دیر تک دریا کے ساتھ ساتھ موجود سڑک پر چلتی رہی اور پھر ایک پل کراس کر کے وہ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

کراس ریو نیو دریا پر تفریح کے لئے ایک خاص گھاٹ تھا جہاں کشتی رانی کے ساتھ ساتھ مچھلی پکڑنے کے لئے بھی خصوصی سپاٹ بنے ہوئے تھے۔

بلیک نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا۔ بیگ اٹھایا اور پھر تیزی سے گھاٹ کی طرف قدم بڑھاتا چلا گیا۔ گھاٹ پر تفریح کرنے والوں کا خاصا رش تھا۔ ابھی بلیک گھاٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اُسے تفریح کرنے والوں میں چوشان بھی نظر آگیا۔ چوشان کے گلے میں ایک طاقتور دوربین لٹکی ہوئی تھی اور وہ ریلنگ کے سہارے کھڑا دریا میں چلنے والی کشتیوں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

بلیک اُسے یہاں دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ ان تینوں کے درمیان تو یہی طے ہوا تھا کہ وہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں گے مگر چوشان تو بڑے اطمینان سے یہاں کھڑا تفریح میں مصروف تھا۔ بلیک سیدھا اس کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



طرف بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر جب اس نے چوشان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو چوشان چونک پڑا۔ مگر اپنے پیچھے بلیک کو کھڑے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

"تم یہاں تفریح کر رہے ہو" ____ ؟ بلیک کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

"ارے نہیں ____ ایسی کوئی بات نہیں ____ میں مشن پر ہوں" ____ چوشان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہاں" ____ ؟ بلیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آؤ میرے ساتھ" ____ چوشان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک بیگ اٹھائے اس کے پیچھے چلتا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگوں سے ہٹ کر تنہا جگہ پر آ گئے۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا تھا ____ مجھے صرف دریا والی سمت ایسی معلوم ہوئی تھی جہاں سے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ قدرے ممکن ہے اس لئے میں یہاں آگیا ____ تاکہ یہاں سے کوئی کشتی کرایہ پر لیکر اس طرف جاؤں ____ اور پھر اس طرف کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اندر داخل ہونے کی کوئی ترکیب سوچی جائے ____ مگر یہاں کوئی کشتی فارغ ہی نہیں تھی ____ اس لئے میں انتظار میں کھڑا تھا کہ کوئی کشتی فارغ ہو تو اُسے کرایہ پر لیا جائے ____ مگر تم یہ بیگ اٹھائے یہاں کیسے پہنچ گئے" ____ ؟ چوشان نے تفصیل بتلاتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ____ تو یہ بات ہے ____ میں سمجھا کہ تم مشن کی بجائے تفریح کرنے یہاں پہنچ گئے ہو ____ آئی ایم سوری ____ دراصل بات یہ ہے کہ

میں بھی ہیڈکوارٹر کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ہیڈکوارٹر میں داخلہ ممکن ہے تو صرف دریا کے راستے ہی ممکن ہو سکتا ہے ____ ورنہ کوئی آدمی ہیڈکوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتا ____ چنانچہ میں نے ایک سپرمارکیٹ سے ربڑ کی کشتی اور ایسا سامان خریدا ہے جس سے اونچی دیوار پر چڑھا جا سکے اور بعض چیزیں ایسی بھی خریدی ہیں کہ جنہیں مخصوص انداز میں استعمال کرنے کے بعد نقب زنی کا جدید سامان تیار کیا جا سکتا ہے" ____ بلیک نے اپنے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر جب تمہارے پاس کشتی موجود ہے تو پھر گھاٹ پر آنا بے سود تھا۔ کیونکہ ہیڈکوارٹر تو یہاں سے کافی دور ہے ____ براہ راست بھی اس کے سامنے ٹیکسی پر پہنچ سکتے تھے" ____ چوشان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ____ ایسا ہو سکتا تھا ____ مگر تم نہیں جانتے بلیک کہ مادام کیٹ کے آدمیوں کا پورے شہر میں جال بچھا ہوا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور ان کا آدمی ہو ____ اور وہ ہیڈکوارٹر کی پشت پر اترنے سے مشکوک ہو کر انہیں اطلاع دے دیتا ____ اس لئے میں جان بوجھ کر گھاٹ پر اترا ہوں ____ تاکہ کوئی مشکوک نہ ہو ____ یہاں سے کشتی کے ذریعے ہم وہاں کسی کو مشکوک کئے بغیر پہنچ سکتے ہیں" ____ بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ____ چلو اچھا ہے ____ اب اکٹھے چلتے ہیں ____ ایک سے دو بھلے" ____ چوشان نے کہا اور بلیک نے سر ہلا دیا۔

بلیک نے بیگ کھول کر اس میں موجود زرد رنگ کی ربڑ کی بنی تہہ شدہ کشتی نکالی۔ کشتی کے علاوہ ایک بیگ اور بھی تھا اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پمپ بھی تھا جو پیر کے دباؤ سے ہوا بھرتا تھا۔ بلیک نے پمپ کو کشتی کی نلکی سے منسلک کیا اور پھر پیر کے دباؤ سے کشتی میں ہوا بھرنے لگا۔ کشتی تیزی سے پھولتی چلی گئی

تھوڑی دیر بعد وہ کشتی پھیل کر ایک خاصی بڑی کشتی کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ یہ کشتی اتنی بڑی تھی کہ اس میں دو آدمی بڑے اطمینان سے سوار ہو سکتے تھے۔ کشتی کے ساتھ ہی دو پتوار بھی منسلک تھے ان میں جب ہوا بھر گئی تو وہ خاصے مضبوط قسم کے پتوار بن گئے۔ بلیک نے کشتی اٹھا کر کاندھے پر لادی اور چوشان نے دوسرا بیگ اٹھا لیا جس میں شاید نقب زنی کا سامان تھا اور وہ دونوں تیزی سے دریا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کنارے پر پہنچ کر بلیک نے کشتی کو پانی میں چھوڑا اور خود اس پر سوار ہو گیا۔ چوشان بھی چھلانگ مار کر اس میں سوار ہو گیا۔ اور پھر بلیک نے پتواروں کی مدد سے کشتی کو دریا کے درمیان میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ چونکہ دریا کا بہاؤ اسی طرف تھا جدھر ہیڈکوارٹر کی عمارت تھی اس لئے جیسے ہی کشتی دریا کے بہاؤ میں آئی وہ خود بخود خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی اور بلیک نے پتوار کشتی کے درمیان میں رکھے اور اطمینان سے بیٹھ گیا۔

چوشان نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگائی اور دریا کے دوسرے کنارے پر موجود عمارتوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد چوشان نے بتایا کہ ہیڈکوارٹر کی عمارت اب نظر آنے لگ گئی ہے۔

بلیک نے یہ سنتے ہی بیگ کھولا اور پھر اس میں سے ایک لنگر نما وزنی گولہ نکالا جس کے ساتھ کافی بڑی ڈوری منسلک تھی۔ اس نے ڈوری کے

سرے پر لگا ہوا ایک کشتی کے کنارے پر بنے ہوئے ایک کڑے میں پھنسا دیا اور پھر اس گولے کو اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک کو بھی بغیر دوربین کے ہیڈ کوارٹر کی عظیم الشان عمارت نظر آنے لگ گئی۔ اس طرف ہیڈ کوارٹر کی پشت تھی اور تیس فٹ اونچی دیوار بالکل سپاٹ تھی اس میں ایک بھی رخنہ نہ تھا اور عمارت کے اوپر ایک چوکی سی بنی ہوئی تھی۔ عمارت کی عین پشت پر پہنچتے ہی بلیک نے گولہ کشتی میں رکھا اور پتوار اٹھا کر کشتی کو عمارت کی پشت کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔

"جلدی کرو! ____ مجھے چھت پر موجود چوکی پر نقل و حرکت نظر آ رہی ہے" چوشان نے کہا جو دوربین آنکھوں سے لگائے غور سے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لے رہا تھا۔ اور بلیک نے اور زیادہ زور لگا کر کشتی کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی کشتی عمارت کی پشتی دیوار کے قریب پہنچی اس نے پتوار پھینک کر گولہ اٹھایا اور پانی میں پھینک دیا۔ کشتی کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر کشتی وہیں رک گئی۔ اب وہ ایک جگہ جم سی گئی تھی۔

اسی لمحے عمارت کی چھت پر سے سرچ لائٹ کی تیز روشنی نمودار ہوئی اور اس کی تیز روشنی ایک چکر میں دریا کے درمیان اور دوسرے کنارے پر پڑنے لگی۔ مگر وہ دونوں دیوار کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے اس سرچ لائٹ کی زد سے بچ گئے تھے اور پھر عین اسی لمحے ایک اور کشتی دریا کے مخالف بہاؤ سے نمودار ہوئی۔ اس میں دو مرد اور دو عورتیں سوار تھیں اور وہ دونوں پتواریں سنبھال کر کشتی کو آگے دھکیلنے میں مصروف تھے۔ کیونکہ بہاؤ مخالف ہونے کی وجہ سے انہیں بہت زور لگانا پڑ رہا تھا۔ سرچ لائٹ نے اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کشتی کو اپنی زد میں لے لیا۔

چند لمحوں تک وہ لائٹ کشتی پر مرکوز رہی اور پھر یکدم بجھ گئی۔ اب ہر طرف اندھیرا سا پھیل گیا اور وہ تفریحی کشتی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"وہ لوگ مطمئن ہو گئے ہیں ____ ورنہ انہوں نے مکمل جائزہ لینا تھا" بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ____ اس تفریحی کشتی نے ان کا شک دور کر دیا ہے" ____ چوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرف سے بھی داخلہ ناممکن ہی نظر آتا ہے ____ اوپر چڑھا نہیں جا سکتا ____ کیونکہ اوپر چیکنگ پوسٹ موجود ہے اور دیوار اتنی موٹی ہے کہ شاید ہم زندگی بھر بھی اس میں سوراخ نہ کر سکیں" ____ بلیک نے قدرے مایوسانہ لہجے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ بظاہر تو حالات ایسے ہی نظر آتے ہیں ____ مگر میرا خیال ہے کہ ہم اگر غور کریں تو کہیں نہ کہیں کوئی کمزور پہلو نظر آ جائے گا" ____ چوشان نے مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے عمارت کی پشتی دیوار کو دیکھ رہا تھا جو انتہائی مضبوط کنکریٹ کے بڑے بڑے بلاکوں سے بنائی گئی تھی اور ان بلاکوں کو اس طرح جوڑا گیا تھا کہ ان میں معمولی سا رخنہ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے" ____ اچانک بلیک نے چونک کر کہا۔

"وہ کونسی" ____ ؟ چوشان بھی چونک پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت کا گندہ پانی ضرور اس دریا میں ڈالا جاتا ہو گا ____ اور ہم اس نکاسی کے راستے سے عمارت کے اندر داخل ہو سکتے

ہیں" ____ بلیک نے کہا۔

"ویری گڈ آئیڈیا ____ یقیناً ایسا ہی ہوگا ____ اور جتنی بڑی عمارت ہے اتنا ہی بڑا نکاسی کا راستہ بھی ہوگا" ____ چوشان نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور دوربین سے وہ عمارت اور دریا کی سطح کو غور سے دیکھنے لگا۔ عمارت دریا کے ساتھ ساتھ بہت دور تک چلی گئی تھی۔ مگر کہیں بھی کوئی ایسا راستہ نظر نہ آرہا تھا۔

"تم یہیں کشتی میں ٹھہرو ____ میں پانی میں اتر کر جائزہ لیتا ہوں ____ میرا خیال ہے کہ یہ راستہ دریا کے اندر کہیں بنایا گیا ہوگا" ____ بلیک نے کپڑے اتارتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ ہوسکتا ہے" ____ چوشان نے جواب دیا۔

بلیک نے کپڑے اتارے اور صرف انڈرویئر پہن کر وہ آہستگی سے دریا میں اترتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پانی میں غائب ہوگیا۔ چوشان اسی طرح دوربین آنکھوں سے لگائے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیتا رہا۔

تقریباً دو منٹ بعد ہی بلیک نے سر پانی سے باہر نکالا اور پھر تیزی سے کشتی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"میں نے وہ جگہ ڈھونڈ لی ہے ____ یہ تو پوری سرنگ معلوم ہوتی ہے مگر اس کے باہر مضبوط جالی لگی ہوئی ہے ____ جسے اندر داخل ہونے کے لئے کاٹنا پڑے گا" ____ بلیک نے کہا اور پھر وہ کشتی میں چڑھ آیا۔

"پھر کیا پروگرام ہے" ____ ؟ چوشان نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"میرے پاس اسے کاٹنے کے آلات موجود ہیں ____ ایسا کرتے ہیں کہ پلاسٹک کے لفافے لباس کے اوپر چڑھا کر ہم پانی میں اتر جاتے ہیں اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پھر اس جالی کو کاٹ کر اندر داخل ہو جائیں گے ____ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا" ____ بلیک نے کہا۔

"مگر کشتی" ____ چوشان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کشتی کو چھوڑ دیتے ہیں ____ یہ خود کہیں جاکر کنارے لگ جائے گی" ____ بلیک نے تیزی سے کپڑے پہنتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیگ میں سے پلاسٹک کے بڑے بڑے لفافے نکالے۔ اس نے ایک لفافہ اپنے اوپر چڑھا لیا۔ یہ لفافہ پورے لباس کی طرح بنا ہوا تھا اس طرح اس کا لباس مکمل طور پر اس لفافے میں چھپ گیا۔ گردن پر اس نے اسے مضبوطی سے باندھ لیا۔

دوسرا لفافہ چوشان نے پہن لیا اور پھر بلیک نے بیگ میں سے آلات نکال کر انہیں مختلف انداز میں جوڑنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب بلیک فارغ ہوا تو اس نے وہ آلہ ایک طرف رکھا رسی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر کھینچا اور پھر وہ گولہ کشتی میں رکھ دیا گولے کے باہر آتے ہی کشتی دریا کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

"آؤ" ____ بلیک نے کہا اور آلے سمیت پانی میں اتر گیا۔ چوشان نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور وہ دونوں پانی میں غوطہ لگا گئے۔ پانی میں آگے پیچھے تیرتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد عمارت کی جڑ میں بنے ہوئے ایک بہت بڑے سوراخ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں سوراخ پر انتہائی مضبوط قسم کی جالی نصب تھی۔

بلیک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا سرا جالی کے کونے سے لگایا اور پھر آلے کے دستے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی نیلے رنگ کی دھار

سی آرے کی نوک سے نکلی اور چٹ چٹ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جہاں جہاں وہ نیلے رنگ کی دھار جالی پر پڑتی، جالی ایک لمحے میں سرخ ہو جاتی اور پھر وہ جگہ غائب ہو جاتی۔

تقریباً ایک منٹ میں بلیک نے جالی میں اتنا بڑا سوراخ بنا لیا جس سے وہ آسانی سے اندر داخل ہو سکتے تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے بلیک جالی میں بنے ہوئے اس سوراخ میں داخل ہوا اور پھر چوشان نے بھی اس کی پیروی کی۔ یہ واقعی ایک طویل سرنگ سی تھی جس کی سطح پر پانی کی ایک موٹی سی دھار بہہ رہی تھی۔ سرنگ کا دوسرا سرا چونکہ اوپر بلندی کی طرف جا رہا تھا اس لئے پانی خاصی تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا اور دریا کا پانی بھی اندر داخل نہ ہو رہا تھا۔ مگر یہاں مسلسل پانی بہنے سے اتنی پھسلن ہو گئی تھی کہ ان دونوں کے لئے وہاں پیر جمانا مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ دیوار کے ساتھ ساتھ پیر جما کر اوپر کو چڑھنے لگے۔ جہاں ان کا پیر پھسلتا وہ دیوار کا سہارا لے کر اپنے آپ کو سنبھال لیتے۔ لیکن اس کی وجہ سے ان کی رفتار خاصی کم تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ سرنگ بلند ہوتی جا رہی تھی اور اب تو انہیں اپنے آپ کو سنبھالنے میں بے حد مشکل ہو رہی تھی کیونکہ اب بلندی کی وجہ سے وہ زیادہ پھسل رہے تھے۔ اور انہیں معلوم تھا کہ کہیں بھی وہ اگر نہ سنبھل سکے تو پھسل کر واپس جالی پر جا پڑیں گے۔

"میرا خیال ہے ___ اس طرح آگے بڑھنا اب ناممکن ہے" ___ چوشان نے کہا۔

"ہاں! ___ لگتا تو ایسے ہی ہے ___ اور نجانے یہ شیطان کی آنت

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سرنگ کہاں جا کر ختم ہو گی" ___ بلیک نے بھی اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ مگر ان باتوں کے باوجود وہ اوپر چڑھنے کی مسلسل کوشش میں لگے رہے۔

"ارے مجھے یہاں سے تازہ ہوا کا جھونکا محسوس ہوا ہے" ___ اچانک چوشان نے چونک کر کہا۔

"کدھر سے" ___؟ بلیک نے پوچھا۔ جو سرنگ کے دوسرے کنارے پر سے چڑھ رہا تھا۔

"ارے ___ یہ رخنہ سا ہے ___ جس میں سے خاصی تازہ ہوا آ رہی ہے" ___ چوشان نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ پھر ہم اوپر کی بجائے یہیں سے باہر نکلیں گے"۔ بلیک نے کہا اور پھر احتیاط سے قدم جماتا ہوا وہ چوشان کے پاس پہنچ گیا اس کے ایک ہاتھ میں وہ آلہ ابھی تک موجود تھا جس سے اس نے جالی کاٹی تھی اور پھر اس آلے کی نوک ___ اس رخنہ میں پھنسائی اور بٹن دبا دیا۔ آلے میں سے نیلے رنگ کی دھار بلند ہوئی اور رخنہ کے ارد گرد کے پتھر سرخ ہو کر چٹخنے لگے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ ایک بڑا سا پتھر پگھلانے میں کامیاب ہو گئے اور اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں آنے لگی اور اس کے ساتھ ہی ایک تنگ سا راستہ بن گیا۔

چوشان پہلے اس راستے میں داخل ہوا اور کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد اس کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔

"آ جاؤ بلیک! ___ ہم بہت اچھی جگہ پہنچ گئے ہیں ___ یہ ایک راہداری کا سرا ہے" ___ اور پھر بلیک بھی اس راستے میں داخل ہو گیا۔

اور کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بھی دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔ واقعی وہ دونوں اس وقت ایک چھوٹی سی راہداری میں تھے جس کے دوسرے سرے پر ایک برآمدہ سا بنا ہوا تھا۔ اور راہداری میں دونوں طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ جو اس وقت بند تھے۔ ان دونوں نے وہ پلاسٹک کے لباس اتارے اور انہیں سرنگ میں اچھال دیا۔

بلیک نے سب سے قریبی دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ بلیک چند لمحے باہر کھڑا اندر کی آہٹ لیتا رہا۔ مگر جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ جوشان بھی اس کے پیچھے تھا۔ مگر جیسے ہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے، اچانک ایک زوردار دھماکے سے دروازہ بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ دونوں چونک کر مڑے مگر کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"بڑے باہمت ہو تم دونوں ـــــ ہم تمہیں اپنے محل میں خوش آمدید کہتے ہیں"۔ اچانک ایک دیوار سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، اچانک چھت میں سے دودھیا رنگ کی گیس ایک دھارے کی صورت میں نکلی اور پورے کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ یہ شاید انتہائی بیہوش کر دینے والی زوداثر گیس تھی کیونکہ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کا سانس گھٹنے لگا اور دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گرے اور ساکت ہو گئے وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو چکے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



**دیو ہیکل** جہاز کے پہیوں نے جیسے ہی رن وے کو چھوڑا، جہاز میں سیفٹی بیلٹس کھول دینے کا اعلان روشن حروف میں چمکنے لگا اور مسافروں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیفٹی بیلٹس کھول دیں۔ خوبصورت لباس میں ملبوس چاق و چوبند ایئر ہوسٹسیں مسافروں کو مشروب پیش کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

اس وقت جہاز میں سو سے زائد مسافر سوار تھے۔ اور ایک بھی سیٹ خالی نہ تھی۔ ٹرانس ایئر ویز کا یہ طیارہ دنیا میں سب سے زیادہ طویل سفر کرتا تھا۔ پاکیشیا کے بین الاقوامی رن وے سے پرواز کے بعد اس نے مسلسل آٹھ گھنٹے پرواز کرنے کے بعد ساؤتھ ایکریمیا کے مشہور ہوائی اڈے پر صرف آدھ گھنٹے کیلئے رکنا تھا۔ اور اس کے بعد مزید نو گھنٹے تک مسلسل پرواز کے بعد اس کی منزل نارتھ پول کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ گارجینا تھا اور جہاز میں سوار

مسافروں کی اکثریت کی منزل بھی کارجینا ہی تھی ۔

جہاز میں عمران کے ساتھ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم عام مسافروں کی شکل میں موجود تھی ۔ عمران کے ساتھ جوزف بھی اپنے مخصوص باڈی گارڈ کی یونیفارم میں بیٹھا ہوا تھا ۔ نشستوں کی ترتیب کچھ اس طرح بنی تھی کہ عمران اور جوزف ایک سیٹ پر ۔۔۔ جولیا اور صفدر ان کی پچھلی سیٹ پر ۔۔۔ اور تنویر اور نعمانی ساتھ والی سیٹ پر ۔۔۔ جبکہ ان کے پیچھے چوہان اور صدیقی بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔ کیپٹن شکیل کسی اور مسافر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ۔۔۔

عمران اس بار مکمل ٹیم کے ساتھ جا رہا تھا ۔ پاکیشیا میں صرف بلیک زیرو اکیلا رہ گیا تھا ۔ ان سب کی منزل بھی نارتھ پول ہی تھی ۔ عمران کو طارق اور مائیکل کے ہیڈ کوارٹر سے ایسے شواہد مل گئے تھے ۔ جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی تھی کہ مادام کیٹ کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے اور کسی حد تک ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی بھی ہو گئی تھی ۔

چونکہ عمران کو احساس تھا کہ مقابلہ انتہائی سخت ہو گا اس لئے اس بار وہ پوری ٹیم کو حرکت میں لے آیا تھا ۔ اس نے چلنے سے پہلے تمام ممبرز کو ایکسٹو کے روپ میں مادام کیٹ ۔۔۔ اس کی تنظیم ۔۔۔ اور ایکریمیا میں ان کی تازہ ترین کارکردگی کا مختصر سا خاکہ بتا دیا تھا تاکہ تمام ممبرز پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہیں اور حسب توقع ٹیم کی سربراہی عمران کو ہی سونپی گئی تھی جس پر تنویر نے معمولی سا احتجاج کیا تھا ۔ مگر ایکسٹو کی ایک گھرکی پر اس نے نہ صرف اپنا احتجاج واپس لے لیا تھا ۔۔۔ بلکہ یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ عمران کے ساتھ مکمل تعاون کرے گا ۔

" بس کرو کالے دیو ! ۔۔۔ تم تو کارجینا تک پہنچتے پہنچتے جہاز میں موجود

RAFREXO@HOTMAIL.COM



شراب کا سارا اسٹاک ختم کر جاؤ گے " ۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو جہاز میں بیٹھنے کے وقت سے ہی مسلسل پیئے جا رہا تھا اور جیسے ہی بوتل ختم ہوتی وہ ایئر ہوسٹس سے نئی بوتل کی فرمائش کر دیتا اور بے چاری ایئر ہوسٹس اب بوتلیں لا لا کر تنگ آ گئی تھی ۔

" باس ! ۔۔۔ اب تک تمہارے پیسے کی پیتا رہا ہوں ۔۔۔ آج مفت کی مل رہی ہے ۔۔۔ اس لئے آج مت روکو " ۔۔۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا ۔

" یہ مفت کی نہیں ہے ۔۔۔ ٹکٹ کے ساتھ انہوں نے اس کی رقم بھی شامل کر رکھی ہے " ۔۔۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا ۔

" پھر تو باس ! ۔۔۔ مجھے نو افراد کا کوٹہ پینا ہو گا ۔۔۔ واہ واہ ۔۔۔ مزہ آ گیا " ۔۔۔ جوزف نے نئی بوتل کا کاک کھولتے ہوئے جواب دیا ۔

" ابھی سے چڑھنے لگ گئی ہے ۔۔۔ جب نو کا کوٹہ پورا ہو گا ۔۔۔ تو کیا ہو گا " ۔۔۔ ؟ اچانک جوزف کے عین پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا بول پڑی وہ شاید ان کی طرف ہی متوجہ تھی ۔

" تو یہ شراب پر چڑھ بیٹھے گا ۔۔۔ اور کیا ہو گا " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" باس ! ۔۔۔ کیا بات کرتے ہو ۔۔۔ ؟ بھلا میں شراب پر کیسے چڑھ سکتا ہوں " ۔۔۔ ؟ جوزف نے اپنے طور پر عمران کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا ۔

" جولیا ! ۔۔۔ تنویر تمہیں جوزف سے بات کرتے دیکھ کر بڑا پیچ و تاب کھا رہا ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تم سیٹیں بدل لو " ۔۔۔ عمران نے

موضوع بدلنے کے لئے فوراً ہی بات کا رخ بدل دیا۔

" عمران صاحب! ___ میرا خیال ہے نعمانی اور جوزف کی سیٹیں بدل دی جائیں ___ لطف رہے گا" ___ صفدر جو جولیا کے ساتھ بیٹھا تھا بول پڑا۔

"یہ اچھی تجویز ہے ___ اور کچھ ہو نہ ہو ___ کم از کم اس طرح ہماری لائن کو سرو کرنے والی ایئر ہوسٹس کی جان چھوٹ جائے گی جو جوزف کو شراب سپلائی کرتے کرتے اب خود بھی بوتل کی طرح ناچنے لگی ہے" ___ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور نعمانی اٹھ کر تیزی سے عمران کے قریب آگیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب" ___ ؟ نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا

" جوزف! ___ تم تنویر کے ساتھ جا بیٹھو" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" نہیں ماسٹر! ___ میں تمہارا باڈی گارڈ ہوں ___ اور باڈی گارڈ اپنے ماسٹر سے علیحدہ نہیں بیٹھ سکتا" ___ جوزف نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" ویل ڈن! ___ اچھی دلیل ہے" ___ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا بھئی نعمانی! ___ تمہاری قسمت ___ جاؤ جا کر تنویر کو بھگتو" ___ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں نعمانی سے کہا اور نعمانی مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

" عمران صاحب! ___ میری ایک درخواست ہے" ___ صفدر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" لکھ کر پیش کرو" ___ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

" لکھ کر بھی دے دوں گا ___ فی الحال زبانی درخواست پر ہی گزارہ کریں۔ وہ یہ کہ اس کیس میں ہمیں آزادی سے کام کرنے کا موقع دیجئے گا" ___ صفدر نے کہا۔

" کونسے کیس میں ___ ؟ بھئی اگر جولیا کے متعلق کوئی کیس ہے تو تم آزاد ہو ___ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا ___ مجھے دونوں اچھے لگتے ہیں" ___ عمران نے کہا۔ اور فوراً ہی اس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہینڈ بیگ پوری قوت سے سر پر پڑے گا۔

اور ہوا بھی وہی۔ عمران کا فقرہ سنتے ہی جولیا کا ہاتھ گھوم گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ عمران کی سیٹ کے کنارے تک پہنچتا، جوزف نے انتہائی پھرتی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔

" خبردار مسی! ___ ماسٹر پر ہاتھ اٹھانے والا زندہ نہیں رہ سکتا ___ تم عورت ہو ___ اس لئے پہلی بار معاف کر رہا ہوں ___ ورنہ ایک لمحے میں بازو توڑ دیتا" ___ جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور جھٹکا دے کر جولیا کا بازو چھوڑ دیا۔

" خوب! ___ باڈی گارڈ ہو تو ایسا" ___ صفدر نے جوزف کی پھرتی پر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" بھئی بڑا خرچ آتا ہے ایسا باڈی گارڈ بنانے میں ___ یہ کالا ہاتھی۔ تمہارا کیا خیال ہے ___ خالی گنے ہی کھاتا ہوگا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جولیا بالکل خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ شاید جوزف کی بات

پر اُسے غصہ آ گیا تھا مگر اس کے باوجود وہ خاموش رہی تھی کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ کالا ہاتھی بگڑ گیا تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائیگا۔

اسی طرح ہلکی پھلکی بات چیت میں ان کا طویل سفر کٹتا چلا گیا۔ اور جب جہاز نارتھ پول کے ہوائی اڈے گارجینا پر پہنچا تو وہاں سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ موسم انتہائی خوشگوار تھا اور ایئر پورٹ پر خاصی چہل پہل تھی۔

جہاز کے رکتے ہی وہ سب ایک قطار میں نیچے اتر آئے۔ ہدایات کے مطابق ان سب نے ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا تھا اور رہنے کے لئے اپنا اپنا انتظام کرنا تھا۔ عمران سے ان کا رابطہ صرف مارک الیون ٹرانسمیٹر پر ہی ہونا تھا۔ صرف جوزف عمران کے ساتھ تھا۔ عمران نے جوزف کے سائیڈوں سے نکلنے والے ریوالوروں کے لئے خصوصی بین الاقوامی لائسنس بنوائے تھے اور عمران اس وقت پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے نارتھ پول میں آیا تھا۔

کسٹم سے فارغ ہونے کے بعد عمران اور جوزف جب ایئر پورٹ کی عظیم الشان بلڈنگ کے بیرونی گیٹ پر پہنچے تو وہاں ٹیکسیوں کی قطاریں موجود تھیں۔ مگر ٹیکسیاں وہاں نمبر کے حساب سے اینگیج ہو رہی تھیں اس لئے عمران اور جوزف کو بھی اپنی باری کے لئے انتظار میں رکنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں بھی ٹیکسی مل گئی۔

"کہاں چلنا ہے جناب" ___ ؟ ٹیکسی ڈرائیور نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"جہاں تک چل سکو ___ چلتے رہو" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ڈرائیور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا مگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پچھلی ٹیکسی کو نمبر دینے کے لئے اسے گاڑی تو آگے بڑھانی ہی پڑی۔

"آپ کو کہاں جانا ہے" ___ ؟ ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو یار ! ___ ہم سے مت پوچھو ___ ہم تو اس شہر کی سیر کے لئے آئے ہیں ___ اس لئے ہمارے لئے تو ہر جگہ اچھی ہے ___ جہاں تمہارا جی چاہے چلے چلو" ___ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ___ میں سمجھ گیا ___ آپ ٹورسٹ ہیں ___ بہرحال اگر آپ تھکے ہوئے نہ ہوں تو میں آپ کو شہر کی سیر کرا دوں ___ ورنہ کسی اچھے سے ہوٹل میں اتار دوں" ___ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور ! ___ ماسٹر پرنس ہیں ___ پرنس آف ڈھمپ ___ اس لئے کسی ایرے غیرے ہوٹل میں نہ لے جانا ___ ایسے ہوٹل میں لے چلو جہاں اعلیٰ قسم کی شراب وافر مقدار میں ملتی ہو" ___ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوزف نے اپنے مقصد کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ___ ماسٹر پرنس ___ بہت خوب ! ___ یعنی تمام پرنسوں کے ماسٹر" ___ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بھی شاید فطرتاً شگفتہ طبیعت کا مالک تھا۔

"شکر ہے ___ تم نے پرنس تو سمجھ لیا ___ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں تم مجھے ہیڈ ماسٹر قسم کی چیز نہ سمجھ لو ___ اور شاید تم نے جوزف کا پورا فقرہ نہیں سنا ___ اس نے کہا تھا۔ ڈرائیور ماسٹر پرنس ___ کیا سمجھے" ___ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بہت دلکش آدمی ہیں جناب" ___ ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

" بھئی ذرا اپنی لینگویج ٹھیک کراؤ ـــــ دلکش عورتیں ہوتی ہیں ـــــ یعنی دل کو کھینچنے والیں ـــــ مرد دلچسپ ہوتے ہیں ـــــ یعنی دل سے چپک جانے والے ـــــ بشرطیکہ دل عورت کا ہو ـــــ جوزف جیسے باڈی گارڈ کا نہ ہو" ـــــ عمران بھی شاید اپنے مخصوص موڈ میں تھا اور ڈرائیور اس کی اس توضیح پر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے ڈرائیور نے کار ایک بہت بڑے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑتے ہوتے کہا۔

"جناب! ـــــ یہ نارتھ پول کا سب سے بڑا ہوٹل ہے ـــــ سیون سٹار"۔

" ابھی تک یہ سات ستاروں پر ہی اٹکا ہوا ہے ـــــ چلو آج ایٹ سٹار ہو جائے گا ـــــ بلکہ ایٹ وائٹ سٹار ـــــ اور ون بلیک سٹار۔ جوزف بھی تو سٹار ہے ـــــ کیوں جوزف" ـــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس! ـــــ میں تو صرف باڈی گارڈ ہوں ـــــ اب چاہے آپ وائٹ سٹار بنیں ـــــ یا ـــــ دم دار سٹار" ـــــ جوزف نے بوتل کو منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا، اور عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کار گونج اٹھی۔ جوزف نے خوبصورت طنز کیا تھا۔

دوسرے لمحے ڈرائیور نے پورچ میں کار روک دی اور ایک باوردی ویٹر نے تیزی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھول دیا اور عمران باہر آ گیا۔ جوزف خود ہی دروازہ کھول کر اتر آیا اور پھر تن کر عمران کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ صرف باڈی گارڈ تھا۔ اس کا دیو جیسا قد و قامت اور خاکی وردی کے ساتھ کولہوں کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹرز جن میں سے بھاری ریوالور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کے دستے باہر جھانک رہے تھے بہت خوفناک لگ رہے تھے۔

عمران نے پرس کھول کر اس میں سے ایک بڑا نوٹ کھینچا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینک کر بڑی بے نیازی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ اس کی چال میں ایک عجیب سا وقار آ گیا تھا اور اس کے پیچھے فوجی انداز میں چلتے ہوئے جوزف نے تو مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باوردی دربانوں میں کھلبلی سی مچا دی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ آنے والا کوئی بہت بڑی شخصیت ہے اس لئے دروازہ کھول کر انہوں نے عمران کو باقاعدہ سیلوٹ مارا۔

عمران نے ذرا سا سر کو ہلا کر ان کے سیلوٹ کا جواب دیا اور پھر ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ہوٹل کا سپروائزر عمران کی شخصیت اور خصوصاً جوزف جیسے باڈی گارڈ کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا اور رکوع کے بل جھک کر سلام کرتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بولا۔

" میں ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں"۔

" تو کہو ـــــ اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے" ـــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سپروائزر چند لمحے تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

" سب سے اچھا ڈبل سوٹ" ـــــ عمران نے جیب سے پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــــ پرنس آف ڈھمپ ـــــ بہت خوب! ـــــ یہ ہماری خوش قسمتی

ہے پرنس! ___ کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے" ___ سپر وائزر پرنس کا لقب پڑھنے کے بعد اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

"مجھے تم نے کوئی قوال قسم کی چیز سمجھ رکھا ہے کہ میں یہاں قوالی کروں گا اور تمہارے ہوٹل کی رونق بڑھے گی" ___ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ___ پرنس آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ہیں ___ میرا مقصد ___ ___" سپر وائزر نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی ہم جاہل ہیں ___ یعنی ریاست ڈھمپ کے پرنس جاہل ہوتے ہیں ___ ہم مطلب ہی غلط سمجھتے ہیں" ___ عمران کا لہجہ اور زیادہ غصیلا ہوتا چلا گیا۔

"اوہ! ___ اوہ! ___ ویری سوری پرنس ___ ویری سوری" ___ سپر وائزر بری طرح بوکھلا گیا اور سوائے معافی مانگنے کے اسے اور کوئی بات سمجھ ہی نہ آئی۔

اتنے میں کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی خوبصورت لڑکی نے رجسٹر میں اندراجات مکمل کر لئے تھے اور پھر اس نے ایک چابی جس کے ساتھ ہوٹل کا خوبصورت مونوگرام منسلک تھا عمران کے سامنے رکھ دی۔

"شکریہ" ___ عمران نے کہا اور پھر چابی اٹھا کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپر وائزر کی طرف دیکھنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی۔ جوزف اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

ان کے لفٹ میں سوار ہوتے ہی سپر وائزر چند لمحے کاؤنٹر کے پاس کھڑا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسپشنٹ لڑکی کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور لڑکی نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

سپر وائزر نے ادھر ادھر دیکھا اور جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس! ___ ایم۔ سی۔ ٹو سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے ایک شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈکسن فرام سیون سٹار ___ ایم۔ سی ون سے بات کراؤ" ___ سپر وائزر نے اس بار بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس! ___ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ___ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ڈکسن" ___؟ لہجہ بے حد سخت تھا۔

"مادام! ___ ابھی ابھی ریاست ڈھمپ کا پرنس معہ ایک باڈی گارڈ کے میرے ہوٹل میں پہنچا ہے ___ انتہائی خوبصورت شخصیت کا مالک ہے اور کسی پرنس کی طرح ہی احمق اور غصیلا ہے" ___ ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر مجھے فون کرنے کا مقصد" ___؟ مادام کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

"مادام! ــــ دو باتوں کے لئے میں نے فون کیا ہے ــــ ایک تو یہ کہ شاید یہ نوجوان آپ کے معیار پر پورا اترے ــــ اور دوسری بات یہ کہ میں اس نوجوان کی طرف سے مشکوک ہوں" ــــ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ مگر کیوں مشکوک ہو" ــــ؟ اس بار مادام کے لہجے میں خاصی نرمی عود کر آئی تھی۔

"اس لئے مادام! ــــ کہ میں نے کوہ ہمالیہ کی تمام ریاستوں کی سیر کر رکھی ہے ــــ وہاں ڈھمپ نام کی کوئی ریاست نہیں ہے ــــ اور پھر دوسری بات یہ کہ پرنس کا پاسپورٹ پاکیشیا کا بنا ہوا ہے ــــ اور پاکیشیا میں ریاست ڈھمپ کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ــــ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمالیائی ریاست کا کوئی پرنس کبھی بھی کسی نیگرو کو بطور باڈی گارڈ اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا ــــ میں ان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں ــــ وہ صرف اپنے آدمیوں پر ہی اعتماد کرتے ہیں ــــ اس سے ہٹ کر کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتے ــــ اور آخری بات یہ کہ اس نوجوان کا رنگ ایسا ہے کہ ہمالیہ میں رہنے والے آدمی کا ایسا رنگ کبھی نہیں ہو سکتا" ــــ ڈکسن نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے تفصیلی جواب دیا۔

"بہت خوب! ــــ میں تمہارے تجزیے پر بہت خوش ہوں ــــ یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں اتنے اہم مقام پر رکھا ہوا ہے ــــ بہرحال میں ان سب باتوں کو خود چیک کر لوں گی ــــ تم نے انہیں کس کمرے میں رکھا ہے" ــــ؟ مادام نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"میں نے ریسپشنسٹ کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا ــــ اس لئے انہیں سپیشل روم میں رکھا گیا ہے" ــــ ڈکسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ زیرو نائن سیکشن کو میں کہہ دیتی ہوں ــــ وہ انہیں وہاں سے آسانی سے لے آئیں گے" ــــ مادام نے کہا۔

"او کے مادام" ــــ ڈکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جب دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو اس نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر ریسپشنسٹ لڑکی نے ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر واپس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔

"رپورٹ دو نمبرون" ــــ ؟ مادام کیٹ کی کرخت آواز سے چھوٹا سا کمرہ گونج اٹھا اور میز کے گرد بیٹھے ہوئے پانچوں افراد ایک لمحے کے لئے سمٹ سے گئے۔

"مادام! ــ حالات یکدم بدلتے جا رہے ہیں ــــ حکومت ایکریمیا نے وقتی طور پر حالات پر قابو پالیا ہے ــــ ملک کی ابتر صورت حال تیزی سے سنبھلتی جا رہی ہے" ــــ نمبرون نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ ؟ تفصیل بتاؤ" ــ مادام کے لہجے میں غصے کی شدید چیخ شامل ہو گئی تھی۔

"مادام! ــ ہماری تمام اطلاعات کے برخلاف حکومت ایکریمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے سونے کے مزید ذخائر موجود تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چنانچہ حکومت نے انہیں فوری طور پر سونے کے سکوں میں ڈھال کر پورے ملک میں تقسیم کر دیا ہے ــــ اور اسے قانونی کرنسی کی حیثیت دے دی ہے ــــ تمام ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ان سکوں کی صورت میں بطور ایڈوانس دے دی گئی ہے ــــ ایک ہفتے کا راشن پورے ملک کے ہر خاندان کو مفت سپلائی کر دیا گیا ہے ــــ اس کے علاوہ مزید خوراک کی خریداری کے لئے عام سونا بھی قابل قبول رکھا گیا ہے ــــ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوری طور پر عوام نے اپنے پاس موجود سونا نکال کر خوراک خریدنی شروع کر دی ہے ــــ اور حکومتی سکوں کی وجہ سے کاروبار میں تیزی سے بہتری آتی جا رہی ہے ــــ ایک ہفتے کا راشن ملنے کی وجہ سے عوام بھی پُرسکون ہو گئے ہیں اور حکومت عوام سے ملنے والے سونے کو تیزی سے سکوں میں ڈھالتی جا رہی ہے ــــ اس طرح ہمارا مشن بظاہر فیل ہوتا نظر آ رہا ہے" ــــ نمبرون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ یہ تو بہت برا ہوا ــــ تم لوگوں نے اس کو سبوتاژ کرنے کے لئے کیا کیا" ــــ ؟ مادام نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مادام! ــ ہم نے اس ٹیکسال کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ جہاں یہ سکے ڈھالے جا رہے ہیں ــ مگر ہم بری طرح ناکام رہے ــ بلکہ اس سلسلے میں ہمارے بے شمار کارکن مارے گئے ــــ اور کئی گرفتار ہو گئے ــــ کیونکہ حکومت کے تمام دفاعی محکموں نے اس ٹیکسال کو گھیرے میں لے رکھا ہے ــــ پھر ہم نے راشن ڈپو لوٹنے کا پروگرام بنایا مگر یہاں بھی ہم بری طرح ناکام ہو گئے ــــ کیونکہ حکومت نے اس سلسلے

میں بے پناہ انتظامات کر رکھے تھے ـــــ بلکہ اب تو ہمیں خطرہ ہے کہ گرفتار کارکنوں کی وجہ سے حکومت کے سیکرٹ ایجنٹ ہمارے پیچھے نہ لگ جائیں"۔ نمبرون کے لہجے میں اس بار قدرے اعتماد تھا جیسے اب وہ ہر خوف سے آزاد ہو چکا ہو۔

"مگر یہ سب انتظام عارضی ہے ـــــ حکومت ایکریمیا کب تک سونے کے ان سکوں کے ذریعے چل سکے گی" ـــــ ؟ مادام کی آواز سنائی دی۔

"مادام! ـــــ ہمیں یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ صدر ایکریمیا نے خفیہ طور پر بین الاقوامی ماہرین معاشیات کی ہنگامی کانفرنس طلب کی ہے تاکہ کرنسی کا کوئی اور مؤثر نظام اپنایا جا سکے ـــــ اور تمام دنیا کی حکومتیں اس بات پر رضامند ہیں کہ فوری طور پر نیا نظام لاگو کیا جائے ـــــ جو ہر طرح کے خطرے سے محفوظ ہو ـــــ اس لئے ہو سکتا ہے کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا معاشی نظام اپنا لیا جائے جسے کرش کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو" ـــــ نمبرون نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن فیل ہو گیا ـــــ ہماری تیار کردہ جعلی کرنسی ضائع ہو گئی ـــــ بے پناہ اخراجات کے باوجود ہمارے ہاتھ کچھ نہ آیا" ـــــ مادام کیٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مادام! ـــــ ہم کیا کر سکتے ہیں ـــــ آپ کے حکم پر ہم سب نے اپنی جانیں تک لڑا دی ہیں ـــــ حالات بالکل ہماری توقع کے مطابق ہو گئے تھے ـــــ لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ حکومت ایکریمیا نے سونے کے محفوظ ذخائر ہنگامی حالات کے لئے علیحدہ رکھے ہوئے تھے ـــــ اگر ہمیں پہلے اس کا علم ہو جاتا تو پھر ہم اسے بھی چوری کرنے کے بعد ہی مشن کا آغاز کرتے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لیکن اب تو جو ہونا تھا ہو چکا ـــــ ہمارے تمام سیکشنوں کے بے شمار کارکن مارے گئے ہیں ـــــ کئی گرفتار ہو چکے ہیں ـــــ اور حکومت نے حالات سنبھال لئے ہیں ـــــ اب آپ جو حکم کریں" ـــــ نمبرون کے لہجے میں بے پناہ مایوسی نمایاں تھی۔

"ہوں! ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ فی الحال کچھ نہیں کیا جا سکتا ـــــ تم سب ایسا کرو کہ اپنے بقایا کارکنوں سمیت انڈر گراؤنڈ چلے جاؤ۔ تمام کارروائیاں روک دو ـــــ اور گہری نظروں سے حالات کا جائزہ لیتے رہو۔ پھر جیسے ہی حالات ہمارے مطلب کے ہوں گے ـــــ ہم نیا پلان بنائیں گے"۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا فیصلہ درست ہے ـــــ مگر یہاں ایکریمیا میں ہم سب کے لئے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں ـــــ ایکریمین سیکرٹ سروس ـــــ انٹیلی جنس ـــــ پولیس ـــــ اور ملٹری سیکرٹ سروس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں ـــــ ہم نے ان کے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ـــــ اگر ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے تو پھر تو یہ سب لوگ ہمارے ماتحت ہوتے ـــــ مگر اب حالات سنبھلتے ہی وہ ہماری تلاش کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اور پھر ہمارے کئی سیکشنوں کے بے شمار آدمی انہوں نے گرفتار کر لئے ہیں ـــــ گو ہمارے کارکن انہیں کچھ بتانے سے پہلے موت کو گلے لگا لیں گے۔ مگر پھر بھی کسی امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا ـــــ اس لئے یہ ممکن ہے کہ وہ کسی بھی وقت ہمیں چھاپ لیں اور ہم حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں" ـــــ نمبرون نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ــــ تم درست کہتے ہو ــــ ٹھیک ہے ــــ تم ایسا کرو کہ سونے کے وہ محفوظ ذخائر جو ہم نے چوری کر کے چھپائے ہوئے ہیں انہیں ہیڈکوارٹر میں منتقل کرنے کے انتظامات کرو ــــ تاکہ کچھ تو ہمارے اخراجات کی تلافی ہو سکے ــــ اور اپنے سیکشن کے سوا کرایہ پر حاصل کئے ہوئے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کو ایکریمیا سے نکل جانے کا حکم دے دو"۔ مادام نے اپنے فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ مادام! ــــ میرے خیال میں آپ کا یہ فیصلہ حالات کے مطابق بہت درست ہے ــــ عقل مند جرنیل کبھی کبھی جنگ کے حالات دیکھ کر اپنی فوج کو پسپائی کا حکم بھی دے دیتے ہیں ــــ اس طرح نہ صرف فوج قتل ہونے سے بچ جاتی ہے ــــ بلکہ وہ کسی بھی وقت موقع محل دیکھ کر ایک بار پھر پورے جوش و خروش سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑتی ہے ــــ اور وہ جرنیل آخر کار جنگ جیت جاتا ہے ــــ اس لئے ہماری یہ واپسی ہو سکتا ہے بعد میں ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہو" ــــ نمبر ون نے بڑے خوشامدانہ انداز میں مادام کی عقلمندی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"نمبر ون! ــــ تم نے یہ باتیں کر کے میرے ذہن سے ایک بہت بڑے فیصلے کا بار ہٹا لیا ہے ــــ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں ناکامی کا لفظ سننے کی کبھی روادار نہیں رہی ہوں ــــ اس لئے میں فیصلہ کر چکی تھی کہ جب تم سونے کے محفوظ ذخائر ہیڈکوارٹر پہنچا دو گے تو میں تم پانچوں کو ناکامی کی سزا میں قتل کرا دوں گی ــــ مگر تمہاری باتوں سے میں اب اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ واقعی وقتی پسپائی کو ناکامی نہیں کہا جا سکتا ــــ اس لئے اب یہ میرا وعدہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ تمہیں کوئی سزا نہ دی جائے گی ــــ بلکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جو کچھ تم نے کیا ہے اس کے لئے تمہاری توقع سے زیادہ انعام و کرام بھی دیا جائے گا ــــ اور پھر ہم ہیڈکوارٹر میں بیٹھ کر مستقبل کے لئے کوئی پلاننگ تیار کریں گے ــــ بائی بائی" ــــ مادام کی نرم آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

"نمبر ون! ــــ تم نے ہم سب کو بچا لیا ہے" ــــ ٹرانسمیٹر کے خاموش ہوتے ہی باقی چاروں نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"دوستو! ــــ میں تم سب سے زیادہ مادام کی نفسیات سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے اس کی تعریف دانستہ کی تھی ــــ ورنہ میں جانتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی ــــ مگر اب اس نے وعدہ کر لیا ہے اور وہ وعدے کی پکی ہے ــــ اس لئے اب ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ــــ پس اب آپ سب لوگ مادام کی ہدایات کے مطابق سونے کے ذخائر ہیڈکوارٹر منتقل کرنے کا کام شروع کر دیں ــــ تاکہ ہم جلد از جلد ایکریمیا سے نکل سکیں" ــــ نمبر ون نے دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مس بوچہ ـــــ کاشا کی اور مارگریٹ کو ٹونی اور فیلنگ کا بڑی شدت سے انتظار تھا۔ ٹونی نے آج ڈیوٹی سے واپسی پر انہیں ایسے مخصوص کلر سیٹ لاکر دینے تھے۔ جس کے ذریعے ان تینوں نے ایسا میک اپ کرنا تھا جسے ایم۔ ایم تھراپی سے چیک نہ کیا جاسکے۔ چونکہ اس کے لئے پورے جسم پر میک اپ ہونا ضروری تھا اور خاص طور پر آنکھوں اور بالوں کے رنگ بھی تبدیل ہونے تھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کے مخصوص نشانات بھی تبدیل کئے جانے تھے۔

جونی نے پرنٹنگ سیل کی ان تین کارکنوں کے متعلق ہیڈ کوارٹر میں موجود وہ تمام تفصیلات انہیں آج صبح ہی مہیا کر دی تھیں جن کے میک اپ میں انہیں پرنٹنگ سیکشن میں داخل ہونا تھا۔ ان کے درمیان یہ پروگرام طے پایا تھا کہ جونی پرنٹنگ سیل کی ان تین کارکنوں جن کے قد وقامت اور جسم ان تینوں سے ملتے ہوں، کے متعلق تمام تفصیلات کی مائیکرو فلمیں آج صبح سٹور سے واپسی پر انہیں مہیا کرے گا۔ ٹونی انہیں کلر ڈیپارٹمنٹ سے خصوصی میک اپ کے لئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کلر سیٹ لاکر دیگا ـــــ اور فیلنگ انہیں اسلحہ خانے کے متعلق پوری تفصیلات بتائے گا جہاں جدید ترین اور انتہائی طاقتور مائیکرو ٹائم بم موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آج شفٹ سے واپسی پر اس الماری اور کمرے کے دروازے کو بھی دانستہ کھلا رکھ کر آئے گا تاکہ وہ جاتے ہوئے یہ بم اٹھا سکیں۔ چونکہ اسلحہ خانہ ایم۔ ایم تھراپی چیکنگ کاریڈور کے بعد آتا تھا اس لئے بم اٹھا لینے کے بعد ان کے چیک ہو جانے کا خطرہ نہ تھا اور وہ بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن میں بموں سمیت داخل ہو سکتی تھیں اور پھر بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن جہاں پر تنظیم نے دنیا بھر کی جعلی کرنسی چھاپنے کے لئے بڑی بڑی اور جدید ترین مشینری اور کرنسی چھاپنے کا مخصوص کاغذ سٹاک کیا ہوا تھا، میں وہ بم رکھ کر شفٹ ختم ہونے پر واپس آسکتی تھیں۔ چونکہ جس شفٹ میں انہوں نے جانا تھا وہ رات ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوتی تھی اس لئے انہوں نے بموں کے پھٹنے کا بارہ بجے کا وقت فکس کر کے انہیں پھاڑنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

جونی نے صبح کی شفٹ سے واپس آکر ـــــ ان تینوں کارکنوں کے متعلق تمام تفصیلات انہیں بتا دی تھیں اور انہوں نے ان مائیکرو فلموں کو پروجیکٹر پر چڑھا کر اتنی بار دیکھا تھا کہ اب ان تینوں کے متعلق انہیں رتی رتی کا علم ہو گیا تھا۔ اب انہیں ٹونی کا انتظار تھا تاکہ وہ مس بوچہ کے بتائے ہوئے کلر سیٹ لاکر دے تو وہ میک اپ مکمل کریں۔

اسی لمحے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور مارگریٹ تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا اسے دروازے کے قریب ایک چھوٹا سا ڈبہ پڑا ہوا نظر آیا۔ البتہ جونی نظر نہ آرہا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ جونی نے شبہ سے بچنے کے لئے ڈبہ رکھ کر دستک دی ہے اور خود کھسک گیا ہے۔

مارگریٹ نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ڈبہ اٹھا لیا۔ دروازہ بند کر کے وہ اندر کمرے میں آئی اور پھر مس بوچر نے وہ ڈبہ کھول کر اس میں موجود مختلف رنگوں کی ٹیوبیں نکالیں اور اس نے سب سے پہلے مارگریٹ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ مارگریٹ نے تمام کپڑے اتار دیئے تھے اور مس بوچر نے اس کے پورے جسم پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جسم کا ایک ایک بال رنگا گیا۔ آنکھوں کا رنگ تبدیل کیا گیا۔ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور انگلیوں کے مخصوص نشانات تبدیل کیے گئے اور اس طرح مارگریٹ کا میک اپ مکمل ہو گیا۔ اب وہ پرنٹنگ سیکشن کی کارکن ایلین براڈ کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایسی تصویر کہ ایلین براڈ اسے دیکھ کر اپنے وجود سے مشکوک ہو جاتی۔

پھر مس بوچر نے کاشا کی کے کپڑے اتروائے اور اس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ایک گھنٹے بعد کاشا کی ایک اور کارکن ڈورتھی کا روپ دھار چکی تھی اس کے بعد مس بوچر نے اپنا میک اپ شروع کیا اور اس کے جادوگر ہاتھوں نے جلد ہی اپنا کام مکمل کر لیا۔ اس نے سوسن کا رُوپ دھارا تھا۔

"چلو اب کام ہو گیا ۔۔۔۔ اب ہمیں فوراً ان کارکنوں کے کوارٹرز میں پہنچنا ہو گا ۔۔۔۔ تاکہ ان سے بات چیت کر کے ان کے لہجے اور چال ڈھال کی تفصیلات مکمل ہو سکیں" ۔۔۔۔ مارگریٹ نے مس بوچر کے تیار ہوتے ہی کہا۔

اور ان تینوں نے لباس پہنے اور پھر وہ ایک ایک کر کے لوسی کے کوارٹر سے باہر نکل گئیں۔ جونی نے انہیں اس ایریے کا پتہ بتا دیا تھا جہاں ایک بڑے سے بنگلے میں وہ تینوں اکٹھی رہتی تھیں کیونکہ وہ تینوں سگی بہنیں تھیں اور پرنٹنگ کے کام میں مہارت تامہ کا درجہ رکھتی تھیں اس لئے ہیڈ کوارٹر میں انہیں بہت عزت دی جاتی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



وہ تینوں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئیں آخر کار اس بنگلے تک پہنچ گئیں۔ اب یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ راستے میں کہیں بھی انہیں کوئی مسلح دربان نہ ٹکرایا تھا۔

"یہ بنگلہ تو بہت خوبصورت ہے" ۔۔۔۔ مارگریٹ نے بنگلے کا بیرونی دروازہ دھکیل کر کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ۔۔۔۔ مس بوچر نے کہا اور پھر وہ تینوں احتیاط سے قدم اٹھاتی ہوئیں پورچ تک پہنچ گئیں۔ اندر کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مارگریٹ نے آگے بڑھ کر دروازے پر زور زور سے دستک دی اور خود تیزی سے برآمدے کے ایک کھمبے کی آڑ میں ہو گئی جب کہ کاشا کی اور مس بوچر پہلے ہی کھمبوں کی آڑ میں چھپ چکی تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی نے باہر جھانکا یہ ایلین براڈ تھی جس کے میک اپ میں مارگریٹ کھمبے کے پیچھے موجود تھی۔ ایلین براڈ نے حیرت بھرے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ شاید حیرت کے عالم میں باہر برآمدے میں نکل آئی۔

"کون ہے ۔۔۔۔ کس نے دروازے پر دستک دی" ۔۔۔۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پورچ تک آ گئی۔

مارگریٹ نے نہ صرف اس کی آواز سُن لی تھی بلکہ لہجہ بھی یاد کر لیا تھا اور کھمبے کی آڑ میں سے اس کی چال بھی چیک کر چکی تھی۔ اس لئے پورچ کے قریب پہنچ کر جب اس نے کسی کو نہ پایا تو وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس مڑی تو مارگریٹ کسی بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی اور پھر جوڈو کے ایک مخصوص وار نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ایلین براڈ کو آئندہ چوبیس گھنٹوں کے لئے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا۔ مارگریٹ نے پھرتی سے اسے گھسیٹ کر دیوار کی اوٹ میں کیا

اور پھر اس کے کپڑے اتار لئے۔ اپنے کپڑے اتار کر اس نے ایلین براڈ کو پہنا دیئے اور اس کا لباس خود پہن لیا۔ وہ تینوں شاید ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیار ہو رہی تھیں اس لئے ایلین براڈ نے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی۔

مارگریٹ کے ہاتھوں کی بے پناہ پھرتی نے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں کپڑے تبدیل کر لئے اور پھر وہ ایلین براڈ بن کر پورچ میں داخل ہو گئی۔

"مس بوچر! ـــــ اب تم دروازہ کھٹکھٹاؤ" ـــــ مارگریٹ نے ایلین براڈ کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا اور کھمبے کے پیچھے سے نکل کر مس بوچر نے دروازے پر زور سے دستک دی اور خود دوبارہ کھمبے کے پیچھے چھپ گئی۔ جبکہ مارگریٹ وہیں پورچ کے کنارے پر دروازے کی طرف پشت کئے کھڑی رہی۔

چند لمحوں بعد ایک اور لڑکی باہر آ گئی۔ یہ ڈورتھی تھی۔

"کیا بات ہے ایلین! ـــــ دروازہ تم نے کھٹکھٹایا ہے" ـــــ؟ ڈورتھی نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے کھڑی مارگریٹ کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو ـــــ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا ـــــ میں تو خود دستک کی آواز سن کر یہاں آئی ہوں ـــــ مگر یہاں تو کوئی موجود نہیں ہے" ـــــ مارگریٹ نے حیرت بھرے انداز میں مڑ کر ایلین براڈ کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے! ـــــ مگر ابھی چند لمحے پہلے دروازے پر بڑے زور سے دستک ہوئی ـــــ کیا تم نے نہیں سنی" ـــــ؟ ڈورتھی کے لہجے میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اب خوف کا عنصر شامل تھا۔

"ارے نہیں ـــــ میں تو یہیں پورچ میں کھڑی ہوں ـــــ کسی نے دستک نہیں دی" ـــــ مارگریٹ نے کہا۔

"یہ آخر کیا ہو رہا ہے" ـــــ؟ ڈورتھی نے آگے بڑھ کر مارگریٹ کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سوسن کیا کر رہی ہے" ـــــ؟ مارگریٹ نے اچانک پوچھا۔

"وہ غسل خانے میں تیار ہو رہی ہے" ـــــ ڈورتھی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے مارگریٹ کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور ہلکی سی چیخ کی آواز گونجی اور ڈورتھی کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گرنے لگی۔ مگر مارگریٹ نے جھپٹ کر اسے سنبھال لیا۔

"اسے مجھے دو" ـــــ کھمبے کی آڑ سے کاشاکی نے نکل کر لپکتے ہوئے کہا۔

"اسے گھسیٹ کر باڑ کی آڑ میں لے جاؤ ـــــ کہیں سوسن باہر نہ آ جائے" مارگریٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ـــــ تم اندر چلی جاؤ اور سوسن کو بیہوش کر دو"۔ کاشاکی نے ڈورتھی کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ـــــ مجھے سوسن کی آواز اور چال بھی دیکھنی ہے ـــــ اس لئے اسے بھی باہر بلاؤ" ـــــ مس بوچر نے کھمبے کی آڑ سے ہی انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا" ـــــ کاشاکی نے ڈورتھی کو پشت پر لادتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اٹھا کر تیزی سے پورچ

کی سائیڈ میں موجود باڑ کے پیچھے لے گئی۔

اس کے باڑ کے پیچھے پہنچتے ہی مارگریٹ نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر دروازے کو انتہائی زور سے کھٹکھٹایا۔ اس بار اس نے جان بوجھ کر دستک دیتے وقت پوری قوت استعمال کر دی تھی تاکہ غسل خانے میں موجود سوسن تک اس کی آواز پہنچ جائے اور نتیجہ حسب توقع رہا۔

چند لمحوں بعد ہی سوسن کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے تک آتی سنائی دی۔ مارگریٹ اس دوران دوبارہ پورچ میں آکر کھڑی ہو چکی تھی۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔

"کیا بات ہے ایلین ——— ؟ یہ دروازہ کیوں کھٹکھٹایا ہے ——— ؟ اور ڈوروتھی کہاں ہے" ——— ؟ سوسن کے لہجے میں تیزی کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلک نمایاں تھی۔ وہ شاید ان دونوں بہنوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی تیز مزاج واقع ہوئی تھی۔

"میں نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے! ——— میرا دماغ تو خراب نہیں ہوا۔ میں تو خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر باہر آئی تھی۔ مگر یہاں کوئی بھی نہیں"۔ مارگریٹ نے مڑ کر قدرے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ کیا کہہ رہی ہو ——— ؟ میں نے خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی ہے ——— پہلے بھی دو بار دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی تھی ——— مگر یہ چکر کیا ہے" ——— ؟ اس بار سوسن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارا یہ بنگلہ آسیب زدہ ہو گیا ہے ——— اسے بدلنا چاہئے" ——— مارگریٹ نے دروازے پر کھڑی ہوئی سوسن کی طرف بڑھتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— آسیب زدہ ——— اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہمیں یہاں رہتے ہوئے ——— اس نے آسیب زدہ بھی آج ہی ہونا تھا" ——— سوسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آسیب کے آنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں" ——— مارگریٹ نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر بھی ———" سوسن نے شاید کچھ کہنا چاہا تھا مگر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی مارگریٹ کا ہاتھ گھوم گیا اور سوسن کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی چلی گئی۔ مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔

"ارے ارے یہ اتنی جلدی بیہوش ہو گئی ——— اسے کیا معلوم کہ آسیب اس کے قریب ہی پہنچ چکا ہے" ——— مس پوچر نے کھمبے کی اوٹ سے نکل کر برآمدے میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے سوسن کے ہی لہجے میں بات کی تھی۔

"بالکل ٹھیک! ——— وہی لہجہ ہے ——— اب جلدی کرو لباس تبدیل کر لو ——— ڈیوٹی کا وقت ہونے والا ہے" ——— مارگریٹ نے ہنستے ہوئے سوسن کا بوجھ مس پوچر کو منتقل کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں یونیفارم میں ملبوس ہیڈ کوارٹر کے اندر جانے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکی تھیں۔ سوسن۔ ڈوروتھی اور ایلین کے شناختی کارڈ بھی انہیں مل گئے تھے اس لئے اب وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھیں۔

ان تینوں کو انہوں نے اچھی طرح باندھ کر غسل خانے میں لٹا دیا تھا۔ ویسے بھی مارگریٹ کا خیال تھا کہ انہیں کم از کم بیس گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آسکے گا۔ مگر پھر بھی مس بوچر کے مشورے پر انہیں باندھنا ضروری سمجھا گیا کیونکہ اس مشن کے دوران وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہ لے سکتے تھے۔

"شفٹ شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے ___ اور ابھی تک پلان کے مطابق فیلنگ یہاں نہیں پہنچا" ___ کاشا کی نے ہاتھ میں بندھی ہوئی ڈوربھی کی گھڑی پہ وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"آجائے گا ___ کچھ دیر اور انتظار کر لیتے ہیں" ___ مارگریٹ نے جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی دروازے پہ ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ فیلنگ ہوگا" ___ مارگریٹ نے کہا اور پھر وہ تینوں ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

دروازے کے باہر واقعی فیلنگ موجود تھا مگر وہ بے حد ڈرا ہوا اور سہما ہوا تھا۔

"مس ! ___ میرا نام رابرٹ ہے" ___ فیلنگ نے جان بوجھ کر غلط نام بتاتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ نہیں فیلنگ ___ ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا" ___ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیلنگ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کمال ہے ___ آپ لوگ تو جادوگر ہیں ___ اتنی تبدیلی کا تو میں تصور تک بھی نہ کر سکتا تھا" ___ فیلنگ نے داد دیتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"مسٹر فیلنگ ! ___ وقت بہت کم ہے ___ یہ باتیں آزاد ہونے کے بعد بھی ہو سکتی ہیں ___ آپ ہمیں مشن کے بارے میں تفصیلات بتائیں" ___ مس بوچر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مشن مکمل ہے ___ میں نے دروازے اور الماری کے تالے کو اس طرح بند کیا ہے کہ آپ آسانی سے اسے کھول سکتی ہیں ___ میں نے چیکنگ روم ___ اسلحہ خانے اور آگے پرنٹنگ سیکشن تک جانے کے لئے یہ تفصیلی نقشہ بنایا ہے تاکہ آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو" ___ فیلنگ نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر مارگریٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں اس نقشے پہ جھک گئیں۔ فیلنگ نے انہیں تفصیلات سمجھانا شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد نقشے کا ایک ایک پوائنٹ ان کے ذہنوں میں بیٹھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے مسٹر فیلنگ ! ___ اب آپ آرام کریں ___ رات شفٹ ختم ہونے کے بعد لوسی کے کوارٹر میں ملاقات ہوگی ___ اور پھر یقیناً آپ سب آزاد ہو جائیں گے" ___ مس بوچر نے گھڑی پہ وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک ! ___ انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے ___ یہ لوگ مکمل شیطان ہیں" ___ فیلنگ نے نقشے کو دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ___ آج ان کی شیطانیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی" ___ کاشا کی نے کہا اور فیلنگ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"آؤ بھئی چلیں ___ ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیر ہو جائے اور یہی بات انہیں مشکوک کر دے" ___ مس بوچر نے باہر کی طرف جاتے ہوئے کہا اور پھر

وہ دونوں بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئیں بنگلے سے باہر نکل آئیں۔ ان کا رُخ ہیڈکوارٹر کی اصل عمارت کی طرف تھا۔

وہ تینوں بڑے اعتماد اور اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئی چلی جا رہی تھیں۔

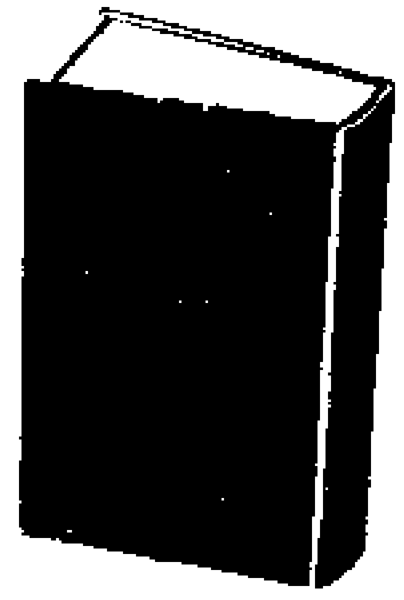

شاکل کو جیپ میں اپنی قریب والی سیٹ پر بٹھا کر دربان خود جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے جیپ کو سٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھایا۔ اصل عمارت گیٹ سے تقریباً ایک فرلانگ دُور تھی۔ عمارت کا سامنے کا حصہ جو دونوں اطراف میں دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ بالکل سپاٹ دیوار کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی، دروازہ حتیٰ کہ کوئی روشندان تک نظر نہ آ رہا تھا۔ عمارت کے عین درمیان میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جس کے باہر پانچ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

شاکل جیپ کی سیٹ پر بیٹھا اپنی ہی دھن میں بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ مسلسل جھوم رہا تھا۔ اس کی حالت سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اُسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کسی بات کا کوئی ہوش نہ ہو۔ لیکن دل ہی دل میں وہ اپنی عقل پہ ناز کر رہا تھا کہ اس نے کس طرح ان سب کو بیوقوف بنایا ہے اور کتنی آسانی سے نہ صرف وہ ہیڈکوارٹر میں داخل ہو گیا ہے بلکہ تھوڑی دیر میں مادام کے پاس بھی پہنچ جائے گا اور پھر مادام اس کے قبضے میں ہو گی۔

جیپ اس دروازے کے قریب جا کر رک گئی اور ڈرائیور نیچے اتر کر گھوم کر شاکل کی طرف آیا جو ابھی تک سیٹ پر بیٹھا جھوم رہا تھا۔

"نیچے اترو" ___ ڈرائیور نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

"یہ کسے لے آئے ہو" ___ ؟ گیٹ پر موجود مسلح دربانوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر شاکل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گیٹ انچارج نے بھیجا ہے ___ اسے چیکنگ روم میں پہنچانا ہے یہ مادام کا شکار ہے" ___ ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ___ واقعی اچھا شکار ہے" ___ دربان نے تعریفی نظروں سے شاکل کے کسے ہوئے جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے دوست ___ تم بھی ایک رات کے مزے لوٹ لو" ___ دربان نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس آؤ ___ آگ لگی ہوئی ہے ___ مت جاؤ جانی ___ آج کی رات تو ارمانوں بھری ہے" ___ شاکل مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا۔

دربان کے اشارے پر گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی نے تیزی سے گیٹ کے قریب لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر نصب بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے بڑے گیٹ کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی

سی کھڑکی خود بخود کھلتی چلی گئی۔ اور دربانوں کے انچارج جس نے شاکل کا بازو پکڑ رکھا تھا ایک جھٹکا دے کر اُسے اس کھڑکی کے اندر دھکیل دیا۔ اور شاکل کے اندر داخل ہوتے ہی کھڑکی خود بخود بند ہو گئی۔

یہ ایک خاصی لمبی راہداری تھی جس کی دونوں اطراف کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا جب کہ چھت پر جگہ جگہ مختلف رنگوں کی انتہائی خوبصورت روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ راہداری کے آخری حصے پر ایک اور دروازہ تھا جو اس وقت بند تھا۔

شاکل اُسی طرح لڑکھڑاتا اور بڑبڑاتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ گو ارادی طور پر وہ بڑبڑاتے چلا جا رہا تھا مگر دل ہی دل میں وہ یہ سوچ رہا تھا کہ مادام کیٹ نے بڑا محفوظ قلعہ بنا رکھا ہے مگر اسے بار بار اپنی اداکاری پر ہنسی آ رہی تھی جس کی وجہ سے یہ قلعہ اس نے بڑی آسانی سے عبور کر لیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد وہ مادام کے کمرے میں ہو گا۔ اور پھر رات کی تنہائی میں نوجوان مادام جب اس کی مضبوط بانہوں کے حصار میں ہو گی تو پھر اس قلعہ میں ایسا زلزلہ آئے گا کہ پورا قلعہ ملبے کا ڈھیر بن جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے چیکنگ روم کا بھی خیال آ جاتا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ چیکنگ روم میں کیا ہو گا۔ ان چیکنگ مشینوں کو ڈاج دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اس لئے اسے چیکنگ روم کی زیادہ پرواہ نہ تھی۔

اسی طرح منہ میں بڑبڑاتا، لڑکھڑاتا، جھومتا اور دل میں مادام اور قلعے کی تباہی سے متعلق ارادے بناتا وہ راہداری کے اختتام تک بڑھا چلا جا رہا تھا۔ راہداری کے دوسرے سرے پر موجود دروازہ آہستہ آہستہ نزدیک آتا چلا جا رہا تھا۔ دروازے سے تقریباً دو میٹر پہلے ہی قالین ختم ہو گیا تھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اور دو میٹر کا یہ حصہ ننگے فرش پر مشتمل تھا۔ جس کے چاروں کناروں پر ایک سفید رنگ کی پٹی بنی ہوئی تھی۔ درمیانی حصے کا رنگ سیاہ تھا۔

شاکل اپنی ہی دُھن میں آگے ہی بڑھتا چلا گیا اور پھر قالین کے اختتام پر جب اس نے اس ننگے فرش پر قدم رکھے، اچانک ایک زُوں کی تیز آواز ابھری اور دوسرے لمحے شاکل کے قدموں تلے سے فرش غائب ہو گیا اور شاکل کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی اور اس کا جسم کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرتا چلا گیا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ شاکل سنبھل ہی نہ سکا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ ایک سخت سی سطح سے جا ٹکرایا۔ ٹکرانے کے بعد ایک لمحے کے لئے اُسے یہی احساس ہوا کہ اس کے پورے جسم میں درد کی لہریں سی اٹھی ہیں اور اس کے بعد اس کے دماغ پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے تک اس نے اپنے طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود ـــــ اندھیرے پھیلتے ہی چلے گئے اور پھر اس کا ذہن گہری تاریکی کے اتھاہ غار میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹیم کے تمام ممبران نے ایک ہی ہوٹل میں رہنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ کیونکہ اس سلسلے میں انہیں کوئی واضح ہدایات نہ ملی تھیں۔ چنانچہ ایئر پورٹ سے باہر نکل کر انہوں نے ٹیکسیاں انگیج کیں اور پھر صفدر کی رہنمائی میں انہوں نے ہوٹل ایڈن گیٹ میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا۔

صفدر چونکہ ایک بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا اس لئے اسی نے ہوٹل ایڈن گیٹ کا مشورہ دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ ہوٹل ہر لحاظ سے ان کے لئے مناسب تھا۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ دس منزلہ ہوٹل کی عمارت بے حد خوبصورت تھی۔ مین گیٹ کراس کر کے جب وہ کاؤنٹر پر پہنچے تو ہال میں موجود ہر فرد ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ ایک گروپ کی صورت میں اندر داخل ہوئے تھے۔

"تین ڈبل اور ایک سنگل روم" ۔۔۔ صفدر نے آگے بڑھ کر ریسپشنسٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ پاسپورٹ" ۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے اپنی اپنی جیبوں سے پاسپورٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ اور پھر نوجوان نے ایک بڑے سے رجسٹر میں تیزی سے ہر پاسپورٹ کے اندراجات کرنے شروع کر دیئے اور پھر کی بورڈ سے چار چابیاں اتار کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے ایک باوردی آدمی کو اشارہ کیا۔

"آیئے جناب! ۔۔۔ میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوں" ۔۔۔ اس باوردی نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لیکر لفٹ کی طرف چل پڑا۔

انہیں چوتھی منزل پر کمرے الاٹ کئے گئے تھے۔ تین ڈبل روم ایک ہی قطار میں تھے جب کہ سنگل روم ان کے بالمقابل تھا۔ ظاہر ہے سنگل روم جولیا کے لئے تھا۔ چنانچہ گائیڈ کی رہنمائی میں وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ صفدر اور تنویر نے ایک ۔۔۔ نعمانی اور شکیل نے دوسرا ۔۔۔ اور چوہان اور صدیقی نے تیسرا کمرہ سنبھال لیا۔ صفدر نے جان بوجھ کر تنویر کو اپنے ساتھ رکھا تھا تاکہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔

گائیڈ کے جانے کے بعد وہ سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں سے نکل کر صفدر کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"ہاں تو مسٹر صفدر! ۔۔۔ اب کیا پروگرام ہے ۔۔۔ ؟ کیا آرام کیا جائے یا ۔۔۔ ؟" کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"فی الحال تو کوئی ہدایات نہیں ہیں ۔۔۔ صرف اتنا کہا گیا تھا کہ ہمیں بے حد محتاط اور چوکنا رہنا ہو گا" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں اور عمران جانے اور اس کا کام" ــــ تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یار تنویر! ــــ سیکرٹ سروس نے ہم پر اتنی رقم اس لئے خرچ نہیں کی کہ ہم یوں اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں ــــ ہمیں اپنے طور پر بھی کچھ کرنا چاہیئے" نعمانی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں فی الحال شہر کی سیر کرنی چاہیئے ــــ تاکہ یہاں کی سڑکوں ــــ مخصوص عمارتوں اور ٹیکسی اڈوں سے پوری طرح واقفیت ہو جائے ــــ اس طرح سیر بھی ہو جائے گی ــــ اور کام بھی" ــــ جولیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بات درست ہے ــــ اس طرح ہم مشکوک ہونے سے بھی بچ جائیں گے ــــ کیونکہ ہمارے پاسپورٹوں پر مقصد بھی سیر و تفریح لکھا ہوا ہے" ــــ صفدر نے جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر اس پروگرام پر سب متفق ہو گئے۔

چنانچہ طے ہوا کہ نہا دھو کر اور کپڑے تبدیل کر کے وہ سب ہوٹل کے ہال میں پہنچ جائیں۔ وہاں ایک ایک کپ کافی پینے کے بعد شہر کی تفریح کو نکلا جائے۔ چنانچہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

"چلو تنویر! ــــ تم پہلے تیار ہو جاؤ ــــ میں اتنی دیر میں عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ــــ تاکہ اسے اس پروگرام سے مطلع کر دوں" ــــ صفدر نے ان سب کے جانے کے بعد تنویر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ غضب نہ کرنا ــــ اسے ہماری تفریح کا پتہ چلا تو خواہ مخواہ کوئی نہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کوئی رکاوٹ کھڑی کر دے گا" ــــ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں تنویر! ــــ یہ ضروری ہے ــــ ہم یہاں صرف تفریح کرنے نہیں آئے" ــــ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر کندھے جھٹکتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

تنویر ٹیم میں سے اگر کسی کا لحاظ کرتا تھا تو صرف صفدر اور کیپٹن شکیل کا۔ کیونکہ یہ دونوں بے حد سنجیدہ رہتے تھے۔ اور تنویر کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیتے تھے۔

صفدر نے جیب سے کی رنگ نکالا۔ یہ کی رنگ گیند کی طرح تھا اور اس پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ بظاہر یہ ایک عام سا کی رنگ نظر آتا تھا۔ مگر دراصل یہ ایک طاقتور رینج کا شارٹ ٹرانسمیٹر تھا۔ ایک ایسا ٹرانسمیٹر جس کی لہریں تقریباً ایک سو میل تک پہنچتی تھیں اس طرح اتنے چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایک سو میل کی حدود میں بآسانی بات چیت کی جا سکتی تھی۔

صفدر نے گولے کو گھمانا شروع کر دیا اور جب نقشے پر بنا ہوا ملک لگا تھا چین کور کے نیچے آیا تو صفدر نے گولے کو انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے تین بار مخصوص انداز میں دبایا۔ دوسرے لمحے گولے میں سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور پھر اچانک ٹوں ٹوں کی آوازیں خاموش ہو گئیں اور خاموش ہوتے ہی صفدر بول پڑا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ــــ صفدر نے آہستہ آواز میں کہا۔

"یس ــــ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"پرنس! ــــ ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں ــــ چوتھی منزل

یہ روم نمبر تھرٹی سکس ۔ سیون اور ایٹ میں ہم سب جینٹس ـــــ اور رُوم نمبر سکسٹی ون میں جولیا ـــــ اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اوور" ـــ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اُسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ اوور" ـــــ عمران نے دوسری طرف سے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوتے کہا۔

" ایسی امید تو نہیں ہے کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے ـ کیونکہ ہم سیاحوں کے روپ میں آئے ہیں ـــــ اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں ـــ پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا اوور" ـــــ صفدر نے شاید دانستہ اس طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

" دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے صفدر! ـــــ ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے ـــ بہرحال ہوشیار رہنا ـــــ میں جلد از جلد کھیل شروع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں اوور" ـ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے اوور" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

" اوکے ـــ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے گولے کو گھما کر کی رنگ کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

تنویر کے باہر آنے پر صفدر باتھ روم میں گیا اور پھر جب وہ باہر آیا تو تنویر ہر لحاظ سے تفریح کے لئے تیار نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کمرے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کو لاک کر کے نیچے ہال میں پہنچ گئے۔

اس وقت ہال میں نعمانی اور چوہان موجود تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سب وہاں اکٹھے ہوتے گئے۔ سب سے آخر میں جولیا پہنچی اور پھر انہوں نے کافی منگوائی اور اطمینان سے پینے میں مصروف ہو گئے۔

ابھی کافی کی پیالیاں خالی نہ ہوئی تھیں کہ اچانک قریبی میز سے ایک نوجوان اٹھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

" آپ میں سے مسٹر صفدر کون ہیں" ـــــ ؟ نوجوان نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔ اور وہ سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

" میرا نام صفدر ہے ـــ فرمایئے" ـــــ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اُسے اثبات میں اس لئے جواب دینا پڑا کیونکہ یہاں وہ اصلی ناموں سے رہ رہے تھے۔

" مجھے کارل کہتے ہیں ـــــ مسٹر صفدر! ـــ مجھے ہدایات ملی تھیں کہ میں آپ لوگوں سے تعاون کروں ـــ میں نے تمام ہوٹل چھان مارے۔ یہاں آ کر پتہ چلا کہ آپ یہاں ٹھہرے ہیں ـــ اور ابھی ویٹر نے بتایا ہے کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو پاکیشیا سے آئے ہیں" ـــــ نوجوان نے صفدر کے کان کے پاس جھک کر آہستہ آواز میں کہا۔

" مگر ہدایات ـــــ" صفدر نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــــ میں یہاں کی برانچ کا انچارج ہوں"۔ کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ ان کے ملک سے اتنی

دور ایک غیر ملک میں بھی ان کی برانچ موجود ہے ۔

" اوہ مسٹر کارل ! ـــــ آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ـــــ ہم یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں ـــــ ہمارے دوست نے آپ کو فون کر کے ہم پر واقعی احسان کیا ہے ـــــ اس طرح ہم آپ کی رہنمائی میں سیر و تفریح کا صحیح لطف اٹھائیں گے " ـــــ صفدر نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا وہ شاید ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخصوص تاثر دینا چاہتا تھا اور کارل کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں دوڑنے لگیں ۔

" اگر آپ لوگ کافی سے فارغ ہو گئے ہیں تو میرے ساتھ آیئے ـــــ میں آپ کو یہاں کی بہترین تفریح گاہ میں لے چلتا ہوں " ـــــ کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ویٹر نے بل لا کر صفدر کے سامنے رکھ دیا اور صفدر نے اس پر دستخط کر دیئے ۔ تاکہ بل کی رقم ان کے اکاؤنٹ میں جمع ہو سکے اور پھر وہ لوگ کارل کے پیچھے چلتے ہوئے مین گیٹ سے باہر آ گئے ۔

" میرا خیال ہے کہ پہلے آپ میرا ہیڈ کوارٹر دیکھ لیں تاکہ آپ کو کسی بھی وقت ضرورت پڑے تو بآسانی آپ وہاں تک پہنچ سکیں " ـــــ کارل نے باہر آ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہاں ! ـــــ اچھا خیال ہے ـــــ مگر کیا آپ اکیلے کام کرتے ہیں " ؟ جولیا نے تائید کرتے ہوئے پوچھا ۔

" ارے نہیں مس ! ـــــ میرے پاس مکمل یونٹ ہے " ـــــ کارل نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ایک طرف کھڑی ہوئی مائیکرو منی بس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــــ " یہ میرے استعمال میں رہتی ہے ـــــ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میرے خیال میں ہم بآسانی اس کے ذریعے جا سکتے ہیں " ۔

" مگر مسٹر کارل ! ـــــ ایسا نہ ہو کہ ہمارا یوں آپ کی منی بس میں جانا مشکوک ہو جائے " ـــــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔

" آپ قطعی بے فکر رہیں مسٹر صفدر ! ـــــ میرے آدمی ہر وقت آس پاس موجود رہتے ہیں ـــــ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو مجھے فوراً اطلاع مل جائے گی ـــــ اور پھر ہم حالات کے مطابق اپنے اقدام میں تبدیلی کر سکتے ہیں " ۔ کارل نے مسکرا کر انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا ۔

اور پھر صفدر کے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہی وہ سب منی ویگن میں سوار ہو گئے ۔ کارل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر دوسرے ہی لمحے منی ویگن ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور تیزی سے موڑ کاٹ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر مین روڈ پر آ گئی ۔

" پاکیشیا سے آپ کو ہدایات کون دیتا ہے " ـــــ ؟ صفدر نے کچھ لمحے کے سکوت کے بعد کارل سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ سے قریبی نشست پر بیٹھا ہوا تھا ۔

" پرنس آف ڈھمپ کی طرف سے ہدایات ملتی ہیں ـــــ وہی ہمیں کنٹرول کرتا ہے " ـــــ کارل نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

اور کارل کی یہ بات سن کر سیکرٹ سروس کے سارے ممبرز ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے ۔ ان سب کے ذہنوں میں بیک وقت ایک ہی سوال گونجا تھا کہ کیا پرنس آف ڈھمپ یعنی علی عمران ہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے کیونکہ اصولی طور پر غیر ملکی برانچ کو تو صرف سیکرٹ سروس کے سربراہ کو ہی ڈیل کرنا چاہیئے ۔

"یہ برانچ کب سے قائم ہے" ۔۔۔ ؟ کیپٹن شکیل نے اس بار سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"گذشتہ پانچ سال سے ہم کام کر رہے ہیں" ۔۔۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات کبھی پرنس آف ڈھمپ سے ہوئی ہے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے سوال جڑ دیا۔

"نہیں مس! ۔۔۔ آج تک ملاقات نہیں ہوئی ۔۔۔ صرف ٹرانسمیٹر پر ہی بات چیت ہوتی رہی ہے" ۔۔۔ کارل نے جواب دیا۔

"آپ کے ذمہ یہاں کیا فرائض ہیں" ۔۔۔ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"بڑے عجیب سے فرائض ہیں ۔۔۔ ہمارا کام صرف یہاں کے جرائم پیشہ تنظیموں سے متعلق تازہ ترین کوائف جمع کر کے ہیڈ کوارٹر کو بھیجنا ہے ۔۔۔ اس مرتبہ پہلی بار ہمیں یہ ہدایات ملی ہیں کہ ہیڈ کوارٹر سے ایک ٹیم یہاں آ رہی ہے جس کی سربراہی مسٹر صفدر کر رہے ہیں ۔۔۔ ان سے مکمل تعاون کیا جائے"۔ کارل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ۔۔۔ آپ یہاں کی جرائم پیشہ تنظیموں سے مکمل طور پر واقف ہیں" ۔۔۔ ؟ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ جرائم پیشہ تنظیموں پر ہماری برانچ کی بڑی گہری نظر رہتی ہے" ۔۔۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ بلیک کیٹ تنظیم کے متعلق جانتے ہیں" ۔۔۔ ؟ صفدر نے کچھ دیر کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"بلیک کیٹ! ۔۔۔ جی ہاں ۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ انتہائی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



خطرناک بین الاقوامی تنظیم ہے ۔۔۔ اس کی سربراہ مادام کیٹ ہے" ۔۔۔ کارل نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ۔۔۔ ؟ صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ہیڈ کوارٹر کے متعلق پتہ چل جائے تو عمران سے پہلے ہی اس پر چھاپہ مار دیا جائے۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر بدلتا رہتا ہے ۔۔۔ وہ ایک ہفتے سے زیادہ ایک ہیڈ کوارٹر میں نہیں رہتے ۔۔۔ میرے آدمی ان کے نئے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں ۔۔۔ جلد ہی اطلاع مل جائے گی" ۔۔۔ کارل نے جواب دیا اور صفدر کا منہ لٹک گیا۔

اسی لمحے کارل نے ایک بڑی سی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے منی ویگن موڑ کر روک لی۔ یہ خاصی بڑی عمارت تھی۔ اس کی دیواریں بھی اونچی تھیں اور ایک بہت بڑا لوہے کا پھاٹک نصب تھا۔ کارل نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکلا۔

"گیٹ کھولو" ۔۔۔ کارل نے تحکمانہ لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور کارل منی ویگن کو عمارت کے اندر لیتا چلا گیا۔ عمارت کا صحن کافی وسیع تھا اور سامنے بلڈنگ بھی کافی بڑی تھی۔

"بہت بڑی بلڈنگ میں ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے" ۔۔۔ ؟ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

" دراصل یہ بلڈنگ میری ذاتی ملکیت ہے ـــــ اس لئے میں نے یہاں ہیڈکوارٹر بنالیا ہے" ـــــ کارل نے سرسری سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر منی ویگن عمارت کے وسیع پورچ میں جاکر رک گئی۔ پورچ کے قریب سٹین گنوں سے مسلح تین افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بڑے مودبانہ انداز میں ویگن کے دروازے کھول دیئے اور کارل سمیت وہ سب نیچے اتر آئے۔

اپنے ملک سے اتنی دُور ایک غیر ملک میں سیکرٹ سروس کی اتنی شاندار برانچ کو دیکھ کر ان سب کے دلوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی مسرت کا احساس بھی اُبھر رہا تھا۔

" آیئے" ـــــ کارل نے عمارت کے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب عمارت کو دیکھتے ہوئے یوں آگے بڑھے۔ جیسے سیاحوں کا گروپ کسی عمارت کی سیر کرنے کے لئے گائیڈ کی رہنمائی میں چل رہا ہو۔

برآمدے سے ہوکر وہ ایک گیلری سے گزرے اور پھر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ کارل نے ان سب کے اندر آنے پر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے قریب موجود سوئچ بورڈ پر نصب بہت سے بٹنوں میں سے ایک چھوٹا سا بٹن دبادیا۔ اور بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔

" یہ سب کچھ میں نے اپنے ذاتی خرچ پر صرف اپنے شوق کی خاطر بنوایا ہوا ہے" ـــــ کارل نے ان سب کے چہروں پہ حیرت کے ابھرے ہوئے تاثرات دیکھ کر خود ہی کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چند لمحوں بعد لفٹ خودبخود رک گئی اور کارل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک اور راہداری میں تھے جس کے آخر میں ایک لوہے کا مضبوط دروازہ نظر آرہا تھا۔

" یہ میرا آپریشن روم ہے" ـــــ کارل نے لوہے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب قدم بڑھاتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ کارل نے آگے بڑھ کر دروازے کی دہلیز کے کونے کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو دروازہ بلا آواز پیدا کئے خودبخود کھلتا چلا گیا۔

" چلیئے" ـــــ کارل نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر صفدر پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد کارل خود بھی اندر چلا گیا۔ اور اس کے پیچھے باقی ممبرز بھی اندر آگئے۔ مگر وہ سب حیرت سے اس وسیع کمرے کو دیکھ رہے تھے۔ جس کی تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اور وہاں نہ کوئی میز تھی نہ کرسی۔

" یہ کیسا آپریشن روم ہے" ـــــ؟ ان سب کے منہ سے بیک وقت یہی فقرہ نکلا۔

" یہی اس آپریشن روم کی خصوصیت ہے ـــــ بظاہر یہ دیواریں بالکل سپاٹ نظر آتی ہیں ـــــ مگر ان دیواروں کے اندر ہر چیز موجود ہے" ـــــ کارل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

" ارے اس کا مین آپریشن بٹن تو میں دبانا ہی بھول گیا" ـــــ کارل نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا وہ تیزی سے قدم بڑھاکر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے لوہے کا

مضبوط دروازہ انتہائی تیزی سے بند ہو گیا۔

"اوہ" ــــ وہ سب چونک کر حیرت سے دروازے کو دیکھنے لگے۔

"ہا ــ ہا ــ ہا ــ دوستو! ــــ یہ واقعی آپریشن روم ہے ــ اب اس کمرے میں آپ سب کا آپریشن ہو گا" ــــ اچانک دیواروں سے کارل کی آواز سنائی دی۔ اور ان سب کے ذہنوں میں ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ان پر شائد پہلی بار انکشاف ہوا کہ ان کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور وہ بڑی سادہ لوحی سے دشمنوں کے جال میں آ پھنسے ہیں۔

"مگر وہ سیکرٹ سروس ــــ اور پرنس آف ڈھمپ" ــــ صفدر نے جیسے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کا پرنس آف ڈھمپ بھی تھوڑی دیر بعد اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا ــــ بے فکر رہیں" ــــ کارل کا جواب سنائی دیا۔

"مگر تم نے ہمیں ٹریپ کیسے کیا" ــــ ؟ صفدر نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تم جس بلیک کیٹ کو پوچھ رہے تھے ــــ میرا تعلق اسی تنظیم سے ہے ــ پرنس آف ڈھمپ کی نگرانی ہو رہی تھی ــــ اور تمہاری بھی۔ لیکن تمہاری طرف سے ہم مشکوک تھے کہ تم واقعی سیاح ہو یا نہیں۔ کہ تم نے ایک حماقت کی اور ٹرانسمیٹر پر پرنس آف ڈھمپ سے رابطہ قائم کیا اور اس گفتگو کی چیکنگ کے دوران تمام باتیں واضح ہو گئیں ــــ اس سے قبل تمہاری گفتگو سے پتہ چل گیا کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ــــ چنانچہ میں نے تم سب کو یہاں لے آنے کے لئے یہی تجویز سوچی ــــ اور تم

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میری توقع کے عین مطابق بڑے اطمینان سے میرے ساتھ چلے آئے ــ راستے میں تمہاری پوچھ گچھ سے مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ تم ہماری تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے ہو ــــ پرنس آف ڈھمپ اور اس کے باڈی گارڈ کو لینے کے لئے ہمارا اسیکشن حرکت میں آ چکا ہے ــــ انہیں بیہوش کر کے یہاں لایا جائے گا ــــ اور پھر تم سب کو اکٹھا ہی مادام کیٹ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا ــــ اور وہی تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گی ــــ ویسے اتنا بتا دوں کہ مادام کیٹ کے پاس رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہے ــــ اس لئے تم سب اپنی یقینی موت کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ ــــ گڈ بائی" ــــ کارل نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی آواز بند ہوتے ہی کمرے کی جڑوں سے دودھیا رنگ کا دھواں نکل کر تیزی سے کمرے میں پھیلنا شروع ہو گیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ سب بارش کے قطروں کی طرح بیہوش ہو کر نیچے فرش پر ٹپکنے لگ گئے۔

مس بوچر ـــــ کاشاکی ـــــ اور مارگریٹ بڑے اعتماد بھرے انداز میں چلتی ہوئیں ہیڈکوارٹر کی اصل عمارت کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ یہ دروازہ بظاہر ایک عام سا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ مگر فیلنگ کے لائے ہوئے نقشے کے مطابق اس دروازے سے آگے موجود راہداری میں ہی ایم۔ ایم تھراپی نصب تھی اور راہداری پار کرتے ہوئے اس جدید ترین چیکنگ نظام کے تحت گزرنے والے کی مکمل چیکنگ ہو جاتی تھی۔ دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔ جیسے ہی وہ تینوں ان کے قریب پہنچیں ان دونوں نے تیز نظروں سے انہیں گھورا۔

"سسٹرز ـــــ کیا بات ہے ـــــ آج آپ چند منٹ لیٹ ہیں"۔ ایک آدمی نے بڑے مسکراتے ہوئے انداز میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ واقعی! ـــــ دراصل ہماری گھڑیاں آج سست ہو گئی ہیں"۔ سوسن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ دراصل یہ کوڈ ورڈز تھے اور فیلنگ اس کوڈ کے متعلق انہیں پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اور کوڈ دہرانے کے ساتھ ہی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ان تینوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے کارڈ اس دربان کے ہاتھوں میں پکڑا دیئے۔

دربان نے ایک نظر ان کارڈوں پر ڈالی اور پھر دروازے کے قریب موجود ایک رخنے میں باری باری اس نے تینوں کارڈ ڈال دیئے۔ انہیں معلوم تھا ان کارڈوں کے ڈالتے ہی ایم۔ ایم تھراپی کام شروع کر دیتی ہے۔ کیونکہ کارڈ رخنے میں غائب ہوتے ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور پھر سب سے پہلے مس بوچر نے قدم اندر بڑھائے۔ اس نے اسی لمحے اپنے شعور کو مخصوص انداز میں صرف چند باتوں پر مرتکز کر لیا جس سے ایم۔ ایم تھراپی ان کی اصلیت کو نہ جان سکے۔ اس کے بعد کاشاکی ـــــ اور پھر آخر میں مارگریٹ اندر داخل ہوئی اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ان کے پیچھے خودبخود بند ہوتا چلا گیا۔

راہداری بظاہر عام سی نظر آ رہی تھی اس کی چھت پر گول گول سوراخوں میں سے تیز روشنیاں پوری راہداری میں پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ تینوں بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں ان کا انداز ایسا تھا جیسے روٹین میں وہاں سے گزر رہی ہوں۔ شعور میں مخصوص باتیں مرتکز کئے ہوئے وہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے آگے بڑھتے ہی چھت پر نصب مختلف روشنیاں تیزی سے جلنے بجھنے لگیں مگر وہ تینوں ان روشنیوں کی طرف دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتی چلی گئیں انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ راہداری سے گزرنے کی بجائے پل صراط پر سے گزر رہی ہوں۔ مگر اپنی مخصوص تربیت اور بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف اپنے ذہنوں کو کنٹرول کیا ہوا تھا بلکہ اپنے اعصاب

کو بھی انہوں نے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا کیونکہ خوف یا جوش کی وجہ سے دل کی دھڑکن میں غیر معمولی تیزی بھی ایم۔ ایم تھراپی چیک کر لیتی تھی۔ بہرحال وہ راہداری میں سے گزرتی چلی گئیں۔

راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے کے اوپر ایک بلب نصب تھا۔ جیسے ہی وہ تینوں اس دروازے کے قریب پہنچیں دروازے پر نصب بلب یکدم جل اٹھا۔ اس کا رنگ سبز تھا۔ اور بلب کے جلتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ تینوں دروازہ پار کر گئیں۔ اب آگے اندھے شیشے کا ایک کیبن سا تھا جس میں کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس اندھے شیشے کے کیبن میں داخل ہوتے ہی ہلکی سی سرر کی آواز نکلی اور پھر ایک سائیڈ میں سے ایک تختی سی باہر آ گئی اس پر سوسن کا کارڈ موجود تھا۔ کارڈ پر جہاں پہلے اندراجات موجود تھے اس سے آگے سبز سیاہی سے ایک اور تاریخ پڑ گئی تھی۔ مس بوچر نے پھرتی سے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ تختی دیوار میں غائب ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر باہر آ گئی۔ اب اس پر ڈوروتھی کا کارڈ موجود تھا۔ اُسے کاشاکی نے اٹھا لیا اور آخر میں ایلین براڈ کا کارڈ باہر آ گیا اور مارگریٹ نے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ تیسری بار تختی غائب ہوتے ہی کیبن کی سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی اور وہ تیزی سے چلتی ہوئیں دوسری طرف آ گئیں۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔ جن پر تختیاں نصب تھیں۔

ان تینوں نے کیبن سے باہر نکلتے ہی اطمینان کی طویل سانسیں لیں وہ ایم۔ ایم تھراپی جیسے جدید ترین چیکنگ نظام کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ فیلنگ کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق وہ تیزی سے آگے بڑھتی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چلی گئیں اور پھر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئیں۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی تختی نصب تھی۔ مگر فیلنگ نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ تختی صرف دھوکا دینے کے لئے لگائی گئی ہے۔ دراصل یہ اسلحہ خانہ تھا۔ مادام کیٹ نے واقعی ہر قدم پر احتیاط برتی تھی۔ اگر فیلنگ نے انہیں نہ بتایا ہوتا تو وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتی تھیں کہ میٹنگ ہال کی بجائے یہ دروازہ اسلحہ خانے کا ہے۔

مس بوچر نے آہستگی سے دروازے کو دبایا تو دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

"تم یہاں ٹھہر کر خیال رکھو ۔۔۔۔ میں بم لے آتی ہوں" ۔۔۔۔ مس بوچر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور پھر پھرتی سے کمرے کے اندر داخل ہو گئی جبکہ مارگریٹ اور کاشاکی راہداری میں ہی رہ گئیں۔ ان کی تیز نظریں ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ایک ایک لمحہ انتہائی خطرناک تھا۔ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے کوئی یہاں آ سکتا تھا۔

مگر چند ہی لمحوں بعد مس بوچر باہر آ گئی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کا تاثر واضح طور پر موجود تھا۔

"فیلنگ نے بالکل صحیح کام کیا ہے ۔۔۔۔ ان پر میں نے بارہ بجے کا وقت فکس کر دیا ہے" ۔۔۔۔ مس بوچر نے دو چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی جدید ترین ٹائم بم مارگریٹ اور کاشاکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے انہیں اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔

"بس ۔۔۔۔ اب انہیں ایسی جگہ چھپانا ہے کہ جہاں سے یہ چیک بھی نہ ہو سکیں اور ان کے پھٹنے پر پورا ہیڈکوارٹر بھی تباہ ہو جائے" ۔۔۔۔ مس بوچر

نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

راہداری کے اختتام پر ایک چھوٹی سی لفٹ کے ذریعے وہ تہہ خانوں میں اترتی چلی گئیں جہاں جعلی کرنسی کی طباعت کے لئے جدید ترین مشینری نصب تھی۔ وہ تینوں بہنیں جن کے رُوپ میں یہ آئی تھیں۔ پرنٹنگ سیکشن سے متعلق تھیں اس لئے یہ تینوں پرنٹنگ ہال میں داخل ہو گئیں۔

مس بوچر کی ڈیوٹی فلم ڈویلپنگ سیکشن میں تھی جب کہ مارگریٹ پلیٹ میکنگ سیکشن سے متعلق تھی اور کاشا کی براہِ راست پرنٹنگ مشین کو آپریٹ کرتی تھی۔ یہ تینوں شعبے ایک بڑے ہال میں مشترکہ طور پر قائم تھے۔

جیسے ہی وہ تینوں پرنٹنگ ہال میں پہنچیں۔ ایک لمحے کے لئے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ اس قدر کثرت سے وہاں جدید ترین مشینری نصب تھی کہ اس کا انہیں تصور تک نہ تھا اور وہاں تقریباً ہر ملک کی کرنسی دھڑا دھڑ چھاپی جا رہی تھی۔ جونی نے جو کہ اس پرنٹنگ سیل کا انچارج تھا ان تینوں کو پہلے ہی اس بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں کہ انہوں نے کون کونسی مشینری پر کام کرنا ہے اور کن کن سے چارج لینا ہے۔ اور پھر کیا کیا کرنا ہے۔

چنانچہ وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھی اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئیں۔ ان جگہوں پر پہلی شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں نے ان کی آمد پر ان سے ہاتھ ملایا۔ جاری کام کے متعلق ہدایات دیں اور پھر وہ سپروائزر روم کی طرف بڑھ گئیں تاکہ وہاں سے واپسی کا اجازت نامہ حاصل کر کے عمارت سے باہر چلی جائیں۔

مس بوچر نے فلم تیار کرنے والی دیوہیکل آٹومیٹک مشین کو آپریٹ کرنا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



شروع کر دیا۔ وہ اس مشین پر اکیلی ہی کام کر رہی تھی۔ البتہ ساتھ والی مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور ہال میں سُرخ لباس پہن کر گھومنے والے سپروائزر ایک دوسرے کو کام کرنے کے ساتھ ساتھ دیکھ بھی رہے تھے۔

مس بوچر مشین آپریٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی جگہ کی تلاش میں تھی جہاں اس چھوٹے سے مگر انتہائی طاقتور ٹائم بم کو چھپایا جا سکے۔ یہ جگہ ایسی ہونی چاہیئے جہاں یہ بم رات بارہ بجے تک محفوظ بھی رہے اور مشین کی کارکردگی پر بھی اس کا کوئی اثر نہ پڑے تاکہ اسے کسی طرح بھی چیک نہ کیا جا سکے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد مشین کے اندر ایک چھوٹی سی جگہ اسے نظر آ گئی جو ہر لحاظ سے محفوظ تھی۔ چنانچہ اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اب موقع تاڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ جب وہ اس بم کو جیب سے مشین میں منتقل کر سکے۔ مگر اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

مگر آخر کار ایک لمحہ اُسے ایسا مل گیا جب اس کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی اور اور ایسا اس وقت ہوا جب ایک مشین اچانک چلتے چلتے رک گئی اور ہر شخص اس طرف متوجہ ہو گیا۔ اسی لمحے مس بوچر نے انتہائی پھرتی سے بم مشین میں منتقل کر دیا۔ بم کو منتقل کرنے کے بعد اس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر اچھی طرح اطمینان کر لیا کہ کسی نے اُسے ایسا کرتے دیکھا نہیں ہے تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

تقریباً تین گھنٹے کے مسلسل کام کے بعد آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوا اور کام روک دیا گیا اور سب کارکن ہال سے ملحقہ ایک بڑے کمرے میں چائے پینے کے لئے اکٹھے ہوئے تب مس بوچر نے مارگریٹ اور کاشا کی سے ان کی کارکردگی کے متعلق

اشاروں میں پوچھا اور اثبات میں جواب ملنے پر اس نے اطمینان سے سر ہلادیا۔ مارگریٹ اور کاشاکی بھی بم مشینوں میں چھپانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ اور اب صرف انہیں شفٹ ختم ہونے کا انتظار تھا۔ مگر ابھی شفٹ ختم ہونے میں تین گھنٹے پڑے تھے۔ اور اس دوران وہ یہاں کام کرنے پر مجبور تھیں۔

پھر چائے کے وقفے کے بعد شفٹ دوبارہ شروع ہوگئی۔ اور پھر وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا۔

ابھی ساڑھے گیارہ بجنے میں چند ہی منٹ رہتے تھے کہ اچانک ہال میں ایک لمبا تڑنگا شخص داخل ہوا۔ اس نے سرخ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے کاندھوں پر پیلے رنگ کے سٹار چمک رہے تھے۔ اسے دیکھکر ہال میں موجود سب سپروائزر چوکنے ہوگئے اور مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور مرد بھی انتہائی مستعدی سے کام کرنے لگے۔ آنے والے کے چہرے پر درشتگی کے بے پناہ آثار نظر آرہے تھے۔ اس نے ہال کے دروازے پر کھڑے ہوکر تیز نظروں سے ایک ایک کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مس بوچر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ مس بوچر کا دل اسے اس پُراسرار انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بُری طرح دھڑک اٹھا۔ اور اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا۔

"مس سوسن! ـــــ اپنا کارڈ دکھایئے" ـــــ آنے والے نے انتہائی درشت لہجے میں مس بوچر سے مخاطب ہوکر کہا اور مس بوچر نے خاموشی سے جیب سے کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بغور کارڈ دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"سپروائزر" ـــــ آنے والے نے قریب ہی موجود ایک سپروائزر سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مخاطب ہوکر کہا۔

"یس سر" ـــــ سپروائزر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس سوسن ـــــ مس ڈورتھی ـــــ اور مس ایلن براڈ کو شفٹ ختم ہونے پر میرے پاس لے آنا ـــــ میں نے ان سے ضروری باتیں کرنی ہیں ـــــ اور ہاں! ـــــ مس ڈورتھی اور مس ایلن براڈ کے کارڈ لے آؤ ـــــ آنے والے نے جو یقیناً چیف سپروائزر تھا، نے کہا۔

"یس باس" ـــــ سپروائزر نے جواب دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں مارگریٹ اور کاشاکی سے کارڈ لے کر چیف سپروائزر کے حوالے کر دیئے اور چیف ان تینوں کے کارڈ لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مس بوچر کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ آخر چکر کیا ہوا ہے ـــــ؟ اگر چیف ان کے بارے میں مشکوک ہوتا تو یقیناً انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا جاتا۔

بہرحال تھوڑی ہی دیر بعد ان کی شفٹ ختم ہوگئی اور ان کی جگہ لینے کے لئے دوسری عورتیں آگئیں اور پھر دو سپروائزروں نے ان تینوں کو اپنے ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کیا چکر ہے ـــــ؟ چیف نے ہمیں کیوں بلایا ہے" ـــــ؟ مس بوچر نے ایک سپروائزر سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"معلوم نہیں مس" ـــــ سپروائزر نے سخت لہجے میں مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں خاموشی سے سپروائزروں کے ساتھ چلتی ہوئیں ہال سے نکل

کہ اس سے ملحقہ کمرے میں پہنچ گئیں۔ جہاں ایک میز کے پیچھے چیف سپروائزر بیٹھا تھا اور میز پر اس نے ان تینوں کے کارڈ رکھے ہوئے تھے۔

"بیٹھ جائیں"۔۔۔ چیف سپروائزر نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان تینوں سے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ سپروائزر ان کی پشت پر کھڑے رہے۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آپ تینوں اپنے بنگلے میں بیہوش پڑی ہوئی ہیں ۔۔۔ ایک سپاہی نے گشت کے دوران بنگلے کی بیرونی بتی جلتی ہوئی دیکھی جو کہ خلاف معمول تھی ۔۔۔ چنانچہ چیکنگ کے لئے وہ اندر گیا تو اس نے غسل خانے میں آپ تینوں کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ہمیں اطلاع دی گئی ۔۔۔ جب کہ آپ یہاں کام کر رہی ہیں ۔۔۔ اور آپ چیکنگ کاریڈار سے بھی گزر کر آئی ہیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ اصل ہیں ۔۔۔ مگر پھر وہ تینوں کون ہیں ۔۔۔؟ اور وہاں بندھی ہوئی کیوں پڑی تھیں" ۔۔۔؟ چیف سپروائزر نے اپنے مخصوص درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف! ۔۔۔ ہم کیا بتا سکتی ہیں ۔۔۔ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں ۔۔۔ ظاہر ہے کوئی چکر ہے ۔۔۔ اور وہ تینوں ہمارے میک اپ میں ہیں ۔۔۔ اب اس بات کا پتہ چلانا آپ کا کام ہے کہ وہ کون ہیں ۔۔۔؟ اور وہاں کیوں پڑی ہوئی تھیں" ۔۔۔؟ مِس بلچ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ مگر چونکہ یہ چکر انتہائی خطرناک معلوم ہوتا ہے ۔۔۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تینوں کو بھی چیکنگ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کاریڈار سے گزارا جائے ۔۔۔ تاکہ حتمی فیصلہ کیا جا سکے کہ غلط کون ہے؟ کیونکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ ہو بہو آپ جیسی ہیں" ۔۔۔ چیف سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اس وقت کہاں ہیں" ۔۔۔؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"وہ ہسپتال میں ہیں ۔۔۔ انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے ۔۔۔ جیسے ہی وہ چلنے کے قابل ہوئیں انہیں یہاں لایا جائے گا ۔۔۔ میرا خیال ہے آپ کو صرف آدھا پونا گھنٹہ مزید انتظار کرنا پڑے گا" ۔۔۔ چیف سپروائزر نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیں آپ پہرے میں واپس بنگلے پر بھیج دیں اور انہیں چیک کر لیں ۔۔۔ پھر جیسا بھی آپ فیصلہ کریں ۔۔۔ ہم تیار ہیں۔ کیونکہ ہم مسلسل کام کر کے بری طرح تھکی ہوئی ہیں ۔۔۔ اس طرح ہم آرام کر لیں گی" ۔۔۔ کاشاکی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان تینوں کے دل بری طرح لرز رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹھیک بارہ بجے وہ ہولناک تینوں بم پھٹ جائیں گے اور پھر ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اگر اس دوران اندر موجود رہیں تو ان کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے گا۔

"آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے مگر ۔۔۔" چیف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر امید کے چراغ جل اٹھے۔

"دیکھئے چیف! ۔۔۔ ہم تینوں تو چیکنگ کاریڈار کراس کر چکی ہیں اور ظاہر ہے اب واپس جاتے وقت بھی کراس کریں گی ۔۔۔ جب کہ ان

تینوں نے ابھی تک چیکنگ کاریڈار کراس نہیں کیا ____ اس لحاظ سے ہمیں ان پر فوقیت ہے ____ یقیناً وہ تینوں کوئی فراڈ ہیں ____ اس لئے آپ ہمارے آرام کا خیال کریں ____ ان سے جو چاہیں سلوک کرتے رہیں ____ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے“ ____ کاشاکی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

” ٹھیک ہے ____ آپ کی بات بجا ہے ____ آپ واقعی تھکی ہوئی ہیں ____ اور آپ چیکنگ کے مرحلے سے بھی گزر چکی ہیں ____ اس لئے آپ کو آرام کرنے کا حق ہے ____ لیکن ایک بات بتادوں کہ آپ اپنے بنگلے میں اس وقت تک ہماری قید میں رہیں گی ____ جب تک ہر بات کھل کر سامنے نہ آجائے“ ____ چیف نے فیصلہ کن انداز میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ان تینوں کے کارڈ بھی اٹھا لئے۔

” بالکل چیف! ____ ہم ہر وقت ہر امتحان کے لئے تیار ہیں“ ____ ان تینوں نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے دل زندگی بچ جانے کی خوشی میں بری طرح لرز رہے تھے۔

بم پھٹنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے اور انہیں یقین تھا کہ پندرہ منٹ بعد وہ اس عمارت سے کافی دور جا چکی ہوں گی۔

” آیئے میرے ساتھ“ ____ چیف نے کہا اور پھر وہ ان تینوں اور دوسرے سپروائزروں کے ہمراہ چلتا ہوا شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے چیکنگ کاریڈار شروع ہوتا تھا۔

مگر ابھی انہوں نے ایک راہداری ہی کراس کی تھی کہ اچانک ایک آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے سفید سکی چست لباس

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پہنا ہوا تھا۔

” باس! ____ غضب ہوگیا ____ اسلحہ خانے سے تین مائیکرو ٹائم بم غائب ہوگئے ہیں ____ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں“ ____ اس آدمی نے چیف سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

” تین مائیکرو ٹائم بم غائب ہیں ____ کیا مطلب ____؟ کیا کہہ رہے ہو ____؟ بم کہاں جاسکتے ہیں“ ____؟ چیف بھی یہ خبر سن کر بوکھلا گیا۔

” باس! ____ ابھی ابھی کمپیوٹر چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بم غائب ہیں ____ اور ظاہر ہے اسی شفٹ میں غائب ہوئے ہیں ____ کیونکہ ہر شفٹ کے اختتام پر اسلحے کی کمپیوٹر چیکنگ کی جاتی ہے“ ____ آنے والے آدمی نے جس کا تعلق یقیناً اسلحہ خانے سے تھا جواب دیا۔

” اس کا مطلب ہے کہ بم عمارت کے اندر ہی موجود ہیں ____ کیونکہ بم اگر باہر لے جائے جاتے تو چیکنگ کاریڈار میں فوراً پکڑے جاتے ____ مگر انہیں کس نے چرایا ہے“ ____؟ چیف نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

” باس! ____ میں کسی بہت بڑے خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں ____ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی خوفناک واردات ہونے والی ہے۔ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں ____ ان میں سے اگر ایک بم بھی پھٹ جائے تو یہ عمارت روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں بکھر جائے گی ____ اور پھر یہ تو تین بم غائب ہیں“ ____ اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ! ——— میں خود چیک کرتا ہوں" ——— چیف نے تیزی سے اسلحہ خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید بوکھلاہٹ میں ان تینوں کو بھول چکا تھا۔

چنانچہ چیف کے اسلحہ خانے کی طرف دوڑتے ہی یہ تینوں تیزی سے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ باقی سپروائزر بھی چیف کے پیچھے ہی چلے گئے۔ اس لئے وہ آزاد ہو گئی تھیں۔ اب ان کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ کیونکہ بم پھٹنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ تینوں اندھے شیشے سے بنے ہوتے کیبن کے قریب پہنچیں۔ اچانک مس بوچر ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کا چہرہ خوف سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"کارڈ ——— ہمارے کارڈ تو چیف کے ہاتھ میں ہی رہ گئے" ——— مس بوچر نے خوف زدہ اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— باقی صرف آٹھ منٹ رہ گئے ہیں ——— اب کیا ہوگا؟" مارگریٹ کے لہجے میں موت کا خوف نمایاں ہو گیا تھا۔

"ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیئے" ——— کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے شیشے کے کیبن پر اس جگہ ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا جہاں آتے وقت دروازہ نمودار ہوا تھا۔ مگر شیشہ بالکل سپاٹ تھا۔ وہاں معمولی سا رخنہ بھی نہ تھا۔

"کچھ کرو ——— خدا کے لئے کچھ کرو ——— اب تو صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں" ——— مس بوچر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، ایک ہلکی سی سر سر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کی آواز سنائی دی اور کیبن کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور دوسرے لمحے دروازے پر سوسن نظر آئی مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم باہر نکالتی، سامنے کھڑی ہوئی کاشاکی اُسے دھکیلتی ہوئی اندر گھستی چلی گئی۔ اور کاشاکی کے پیچھے مس بوچر اور مارگریٹ بھی اندر گھستی چلی گئیں۔ اب کیبن میں وہ دو دو کی مقدار میں موجود تھیں۔

آنے والیوں کی نظروں میں بے پناہ حیرت تھی مگر ان تینوں کو اپنی پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ راہداری کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لیئے وہ ایک لمحہ توقف کیئے بغیر راہداری میں داخل ہوئیں اور پھر دوڑتی چلی گئیں۔ وہ جلد از جلد راہداری کراس کر کے عمارت سے باہر نکل جانا چاہتی تھیں۔

اس وقت ان تینوں کے ذہنوں سے موت کے علاوہ اور ہر چیز نکل گئی تھی۔ نہ ہی انہیں شعور کا احساس تھا اور نہ ہی لاشعور کا ——— بس ایک ہی بات ان کے ذہنوں میں تھی کہ جلد از جلد وہاں سے نکل جائیں۔

ابھی انہوں نے آدھی راہداری بھی پار نہ کی تھی کہ راہداری میں سائرن کی تیز آوازیں گونج اٹھیں۔ یہ تینوں سائرن کی پرواہ کیئے بغیر تیزی سے دوڑتی چلی گئیں۔

مگر ابھی وہ بیرونی دروازے سے تھوڑی ہی دور پہنچی تھیں، کہ اچانک سرر کی تیز آواز گونجی اور پھر شیشے کی دو دیواریں چھت سے نیچے اتر کر ان تینوں کے آگے اور پیچھے فرش میں غائب ہو گئیں اور وہ تینوں چونکہ پوری رفتار سے دوڑ رہی تھیں۔ اس لئے اچانک سامنے آنے والی شیشے کی دیوار سے بُری طرح ٹکرا کر ایک دوسرے کے اوپر فرش پر گر پڑیں۔ بیرونی دروازہ جو دراصل زندگی کا دروازہ تھا، صرف دو گز کے فاصلے پر تھا۔ مگر یہ شیشے کی دیوار ان کے اور ان کی زندگیوں کے درمیان حد بن گئی تھی۔

نیچے گرتے ہی وہ تینوں تیزی سے اٹھیں اور اسی لمحے مارگریٹ کی نظر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی۔ بارہ بجنے میں صرف چند سیکنڈ ہی باقی رہ گئے تھے۔ اور سیکنڈ کی سوئی تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔

اور پھر مارگریٹ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی ـــــ مگر پھر اس کی چیخ تین خوفناک دھماکوں کی گونج میں دب گئی۔ تینوں مائیکرو ٹائم بم پھٹ گئے تھے۔ اور ان تینوں کو ایک لمحے کے لئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے ان کے جسموں کے اندر ہی وہ ہولناک بم پھٹ پڑے ہوں اور پوری راہداری ان تینوں کے جسموں سمیت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں موجود کرسیوں پر دنیا بھر کے چیدہ چیدہ اخباروں کے رپورٹر بھرے ہوئے تھے۔ بے شمار کیمرہ مین جدید ترین قسموں کے کیمرے گلے میں لٹکائے ہال میں ادھر اُدھر گھومتے پھر رہے تھے ورلڈ چینل ٹیلیویژن کے کارندوں نے پورے ہال میں لائٹوں اور بڑے بڑے کیمروں کا جال بچھا رکھا تھا۔

سامنے سٹیج پر تین اونچی نشست کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جو خالی تھیں اور ان سب کو ان کرسیوں پر بیٹھنے والوں کا بے چینی سے انتظار تھا۔ دراصل چند لمحوں بعد صدر ایکریمیا عالمی پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے۔ ایکریمیا جس خوفناک معاشی بحران سے گزرا تھا اور گزر رہا تھا اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس بحران کے دوران صدر ایکریمیا کی عالمی پریس کانفرنس کی طلبی نے پوری دنیا کو بے چین کر دیا تھا۔ پوری دنیا میں اس کانفرنس کے بارے میں چہ میگوئیاں جاری تھیں۔ عجیب و غریب قسم کے تبصرے ہو رہے تھے اور جیسے جیسے صدر کے آنے کا وقت قریب آتا جارہا تھا، تبصروں اور

چہ میگوئیوں میں گرمی آتی جا رہی تھی۔

اور پھر ہال میں یکدم سکوت چھا گیا۔ کیونکہ سٹیج کے پیچھے موجود دروازہ کھلا اور صدر ایکریمیا ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دو مرکزی وزیر تھے۔ صدر ایکریمیا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ مگر اس مسکراہٹ نے ان کی سنجیدگی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

صدر ایکریمیا درمیانی کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کے ساتھ آنے والے دو مرکزی وزیروں نے اطراف کی کرسیاں سنبھال لیں اور اس کے ساتھ ہی ہال میں فلش لائٹوں کی چمک نے طوفان برپا کر دیا۔ ورلڈ چینل ٹیلی ویژن والوں نے بھی اپنی روشنیاں جلا دیں۔

"دوستو! ـــــ مجھے معلوم ہے کہ اس پریس کانفرنس کے بارے میں پوری دنیا میں تبصرے ہو رہے ہیں ـــــ اس سے قبل کی پریس کانفرنس میں ہم نے آنے والے خطرے سے پوری دنیا کو آگاہ کیا تھا ـــــ تاکہ پوری دنیا مل کر اس خطرے کا سدباب کر سکے ـــــ لیکن اب اسے قسمت کی ستم ظریفی ہی کہنا چاہیئے کہ وہ خطرہ پوری دنیا کو چھوڑ کر اپنے پورے زور سے صرف ایکریمیا پر ہی ٹوٹ پڑا ـــــ ایکریمیا جس خوفناک معاشی بحران سے گزرا ہے ـــــ اور کسی حد تک اب بھی گزر رہا ہے ـــــ اس سے آپ سب اچھی طرح واقف ہیں ـــــ آج کی پریس کانفرنس بلانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ اس بحران سے ہم کیسے گزرے ہیں ـــــ سب سے پہلے تو میں ایکریمیا کے عوام کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قیامت پر قابو پا لیا ہے ـــــ اور اس بحران کا اصل زور ٹوٹ گیا ہے اب صرف اس کے باقیماندہ نتائج باقی ہیں جو آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



یہ درست ہے کہ اس بحران کی زد میں آکر معاشی طور پر ایکریمیا کو اتنا زبردست دھچکا لگا ہے کہ وہ سو سال پیچھے چلا گیا ہے ـــــ مگر مجھے اپنے عوام پر مکمل اعتماد ہے کہ ہم سب مل کر اور محنت کر کے دوبارہ اس منزل پر پہنچ جائیں گے ـــــ جہاں سے ہمیں پیچھے دھکیلا گیا ہے ـــــ ایکریمیا میں جعلی کرنسی کا سیلاب پھیلا دیا گیا تھا ـــــ اور ساتھ ہی یہ کہ ایکریمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی چوری کر لئے گئے ـــــ اور پھر ستم پر ستم یہ کہ سونا صاف کرنے والے کارخانے بھی تباہ و برباد کر دیئے گئے ـــــ دراصل مجرموں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر کر مارنا چاہا ـــــ مگر یہ ان کی بدقسمتی اور ہماری خوش قسمتی تھی کہ ایکریمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے اتنے ہی سونے کے محفوظ ذخائر مزید موجود تھے ـــــ جن کے متعلق چند اعلیٰ ترین حکام کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا ـــــ اس سونے کے سکے ڈھال کر اور عوام سے سونا اکٹھا کر کے ہم نے سکوں کی صورت میں نئی کرنسی چلائی ـــــ اور اس طرح ہم نے سکوں کی مدد سے کاغذی قیامت کا زور توڑ دیا ـــــ بے شمار مجرم مارے جا چکے ہیں ـــــ بیشمار گرفتار ہو گئے ہیں ـــــ اور باقیماندہ مجرموں کی پوری سرگرمی سے تلاش جاری ہے ـــــ ایکریمیا سمیت دنیا کی تین سپر پاوروں نے مجرموں کے قلع قمع کے لئے اپنے ٹاپ کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تیار کی تھی ـــــ لیکن اس ٹیم کی کارکردگی کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاعات نہیں مل سکیں ـــــ اور نہ ہی ان کی ناکامی کی خبر آئی ہے۔ نجانے وہ ٹیم کن مراحل سے گزر چکی ہے ـــــ یا گزر رہی ہے ـــــ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے جس سے وہاں کی حکومت بھی لاعلم ہے ـــــ بہرحال کوششیں جاری ہیں اور امید ہے کہ

مجرموں کے سرغنوں کو جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا ـــــ اس قیامت خیز معاشی بحران کے بعد پوری دنیا کے ماہرین معاشیات دن رات اسی سوچ بچار میں ہیں کہ کوئی ایسا نیا معاشی سسٹم اپنایا جائے جسے آئندہ کوئی مجرم نہ توڑ سکے۔ مگر فی الحال کوئی ٹھوس لائحہ عمل سامنے نہ آسکا ہے ـــــ دراصل یہ معاشی سسٹم صدیوں سے درجہ بدرجہ تجربات کی بھٹی میں پک کر اب کندن بن چکا ہے ـــــ اس کے مقابلے میں کوئی ایسا سسٹم ابھی تک کسی کے ذہن میں نہیں آرہا۔ جو اس سے محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے معاش کو بخوبی کنٹرول بھی کر سکے ـــــ اور ایسا جلد ہونا ممکن بھی نہیں ہے ـــــ اس کے لئے طویل عرصے کی سوچ بچار اور تجربات چاہئیں ـــــ اور فی الحال یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پرانا معاشی سسٹم ہی یعنی سونے کے اعتماد پر کرنسی نوٹوں کا استعمال ہی بحال کر دیا جائے اور نئے سسٹم کے متعلق سوچ بچار جاری رکھی جائے۔

جہاں تک مجرموں کی گرفتاری اور ان کے قلع قمع کا تعلق ہے ـــــ میں یہاں اپنی ایک کوتاہی کا برملا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے زعم میں چھوٹے ملکوں کی سیکرٹ سروسز کو ناکارہ سمجھ لیا تھا ـــــ اگر ہم شروع میں انہیں ساتھ ملا لیتے تو شاید ایکریمیا اس بحران کی زد میں آنے سے بچ جاتا اور مجرم جلد ہی گرفتار کر لئے جاتے ـــــ بہرحال بروقت ہمیں اپنی اس کوتاہی کا احساس ہو گیا ہے ـــــ اور اب ہم نے دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ہر ممکن ذرائع مجرموں کی گرفتاری کے لئے استعمال کریں ـــــ اور مجھے یہ بتانے میں مسرت کا احساس ہو رہا ہے کہ ایشیا کے ایک ملک کی سیکرٹ سروس اس سلسلے میں بہت آگے جا چکی ہے۔ اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ان کے سابقہ کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مجرم ان کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے ـــــ میں یہاں اس وقت اس ملک کا نام نہیں لینا چاہتا ـــــ کیونکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مجرم ہوشیار ہو جائیں اور اس ٹیم کو مزید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے ـــــ البتہ یہ میرا وعدہ ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پوری دنیا کے عوام برملا انہیں خراج تحسین پیش کریں گے ـــــ اب آپ کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھ لیں" ـــــ صدر نے تقریر کا اختتام کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ـــــ ایکریمیا نے تو ہنگامی محفوظ ذخیروں کی وجہ سے اس خوفناک بحران پر قابو پا لیا ہے ـــــ مگر چھوٹے ممالک جن کے پاس ایسے ذخائر نہ ہوں گے ـــــ وہ اس صورت حال سے کیسے نپٹیں گے" ـــــ؟ ایک صحافی نے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا کی حالت دیکھ کر دنیا کے ہر ملک نے یقیناً اپنے بچاؤ کے انتظامات کر لئے ہوں گے ـــــ اور میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ مجرموں نے کسی اور ملک میں واردات نہیں کی" ـــــ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب صدر! ـ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نقلی سونے کے سکے ایکریمیا میں پھیلا دیئے جائیں ـــ یا ـــ اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حکومت نے جن سکوں کو سونے کا بنا کر پیش کیا ہے وہ درحقیقت سونے کے نہیں ہیں اگر ایسا ہو جائے تو پھر آپ اس سلسلے میں کیا اقدامات کریں گے" ـــــ؟ ایک بوڑھے صحافی نے اٹھ کر سوال کیا۔ اور اس کا سوال اتنا اہم اور خطرناک تھا کہ پورا ہال یہ سوال سن کر چونک پڑا۔ اور صدر مملکت سمیت مرکزی وزراء نے بے چینی سے پہلو بدلنے شروع کر دیئے۔ صدر مملکت کے چہرے پر پسینہ آگیا۔ کیونکہ

کسی نے اس پہلو کی طرف تو سوچا ہی نہ تھا۔

صدرِ مملکت چند لمحے خاموش رہے، پھر انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا ــــ "محترم! ــــ آپ نے خوامخواہ افسانوی بات کر دی ہے ــــ حکومت ایکریمیا کی موجودہ کرنسی خالص ترین سونے پر مشتمل ہے ــــ اور قیمت کے لحاظ سے ان کا وزن رکھا گیا ہے ــــ عوام اسے اپنے طور پر بھی چیک کر سکتے ہیں ــــ اس لئے آپ کا یہ خیال غلط ہے ــــ مجرم اس پہلو سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے" ــــ صدر مملکت نے جواب دیا۔

"مگر جناب صدر! ــــ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خالص ترین سونا بے حد نرم ہوتا ہے ــــ جب کہ یہ سکے سخت ہیں ــــ اس لئے ان کا خالص ترین ہونا مشکوک ہو جاتا ہے" ــــ ؟ ایک اور نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی بات درست ہے ــــ دراصل نرم سکے چونکہ مارکیٹ میں چل نہیں سکتے ــــ اس لئے ایک خاص حد تک ان میں ملاوٹ کی جاتی ہے تاکہ ان کی شکل قائم رہے ــــ جہاں تک میرا مطلب خالص ترین سے تھا وہ اپنی جگہ درست ہے ــــ سکے کا وزن خالص ترین سونا اور ملاوٹ کی شرح کو ملا کر رکھا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جتنی قیمت اس سکے کی رکھی گئی ہے، وہ اس سکے میں موجود خالص ترین سونے کی ہے ــــ ملاوٹ کی رقم اس میں شامل نہیں کی گئی" ــــ صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ کیا ایسا ممکن ہے کہ تھری سپر پاورز کی ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم مجرموں کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہے اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایک چھوٹے سے غیر ترقی یافتہ ملک کی ٹیم اتنی بڑی اور خوفناک تنظیم کے خلاف کامیابی حاصل کر سکے" ــــ ؟ ایک سفید فام صحافی نے بڑے طنزیہ انداز میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"غیر ترقی یافتہ ممالک دراصل سائنسی ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک سے پیچھے ہوتے ہیں ــــ اس لئے ہم انہیں غیر ترقی یافتہ ــــ یا ــــ بہتر لفظوں میں ترقی پذیر ممالک کہتے ہیں ــــ جہاں تک ذہنی یا جسمانی صلاحیتوں کا تعلق ہے ــــ وہ صرف ترقی یافتہ ممالک کی میراث نہیں ہے ــــ کسی ترقی پذیر ملک کا باشندہ اتنی ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہو سکتا ہے کہ پورے ترقی یافتہ ممالک کے عوام مل کر بھی اس صلاحیتوں کا مقابلہ نہ کر سکیں ــــ اس لئے آپ کا یہ سوال بنیادی طور پر غلط ہے ــــ جس ملک کا ذکر میں نے کیا ہے ــــ اور جس کا نام میں ابھی بتانا نہیں چاہتا ــــ اس ملک کی سیکرٹ سروس نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جن کی رپورٹیں دیکھنے کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ذہانت اور صلاحیت میں وہ ہم سب سے بہت آگے ہیں" ــــ صدر نے انتہائی کھلے الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ ہم مجرموں کی گرفتاری کی کب تک توقع رکھیں" ۔ ؟ ایک اور سوال کیا گیا۔

"آثار تو یہ بتاتے ہیں کہ ایسا جلد ہی ہو گا ــــ بہرحال جب بھی ایسا ہوا آپ کو علم ہو جائے گا" ــــ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب صدر! ــــ پوری دنیا میں سے صرف ایکریمیا میں ہی یہ معاشی بحران کا پیدا ہونا کیا اس شبے کو تقویت نہیں دیتا کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی

ایسا ملک کر رہا ہے ـــــ جو ایکریمیا کو ہر لحاظ سے ڈاؤن کرنا چاہتا ہو" ـــــ؟ ایک صحافی نے پوچھا۔

"آپ کا خیال غلط ہے ـــــ ہم نے اس سلسلے میں مکمل تحقیقات کی ہے ـــــ مجرموں کے بے شمار ارکان گرفتار ہوئے ہیں ـــ جن سے تفصیلی کوائف حاصل کئے گئے ہیں ـــــ اور ان میں اس قسم کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی ملک کر رہا ہو" ـــــ صدر مملکت نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے وہ واپس مڑے اور اسی دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے جس سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ اور اس طرح یہ عالمی پریس کانفرنس اختتام پذیر ہو گئی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

**انتہائی** جدید ترین انداز میں سجے ہوئے کمرے میں مادام بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔ کونے کی میز پر رکھے ہوئے رنگین ٹیلی ویژن سیٹ پر اس وقت صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس جاری تھی جو ورلڈ ٹیلی ویژن چینل پر دنیا کے کونے کونے میں ٹیلی کاسٹ کی جا رہی تھی۔

مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں غصے کے چراغ جل اٹھے تھے۔ ایسے عالم میں وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی باریک سا گون تھا جس میں سے اس کا بجلیوں بھرا شباب چمک رہا تھا۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ ہر محاذ پر ہماری پسپائی ہو رہی ہے"۔ مادام نے دانت بھینچ کر اپنے ایک ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی مٹھی مکے کی صورت میں مارتے ہوئے کہا۔

اور پھر پریس کانفرنس ختم ہو گئی اور مادام نے آگے بڑھ کر ٹیلی ویژن آف

کر دیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

" مادام سپیکنگ" ____ مادام نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مادام! ____ جس شرابی کو گیٹ انچارج نے بھیجا تھا ____ وہ آدمی مشکوک ثابت ہوا ہے اور اب بلیو روم میں بیہوش پڑا ہے" ۔ ____ دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اوہ ____ یُوشٹ اپ! ____ اسے گولی مار دو ____ اس کی بوٹیاں اڑا دو ____ ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو" ____ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے رسیور کریڈل پر دے مارا اور ایک بار پھر بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

وہ دراصل بار بار اس ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کا حوالہ ایکریمیا کے صدر نے اپنی پریس کانفرنس میں دیا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ سیکرٹ سروس کیسے لوگوں پر مشتمل ہے جو ایک غیر ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں ____ مگر ایکریمیا کا صدر برملا ان کی بیحد تعریف کر رہا تھا

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھی کہ اچانک ایک بار پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس" ____ مادام کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

" مادام! ____ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی پشت کے دریا میں سے دو افراد گٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



تھے ____ مگر جیسے ہی وہ گٹر سے باہر آئے ____ انہیں مادام نمبر ٹو نے چیک کر لیا اور اب وہ اسی بلیو روم میں قید ہیں جہاں وہ شرابی موجود ہے" ۔ اسی نسوانی آواز نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ____ کہیں ان کا تعلق اسی سیکرٹ سروس سے تو نہیں جس کا حوالہ ایکریمین صدر نے دیا ہے ____ فوراً معلوم کرو کہ ان کا تعلق کون سی قومیت سے ہے ____ کیا یہ ایشیائی باشندے ہیں ____ ؟ مجھے اطلاع دو" ____ مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر مادام! ____ میں ابھی معلوم کرتی ہوں" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی بج اٹھی اور مادام انتہائی تیزی سے کمرے کے کنارے پر لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دو بار اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے سپاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور پھر کمرے میں میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھریں۔ اس آواز کے ابھرتے ہی مادام اس الماری کے سامنے رکوع کے بل جھکتی چلی گئی۔

" پرنسز مادام حاضر ہے میڈم" ____ مادام کا لہجہ اس بار بے حد مؤدبانہ تھا۔

" مادام! ____ کیا تم نے ایکریمین صدر کی پریس کانفرنس سنی ہے" ۔ ؟ دوسری طرف سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

" یس میڈم" ____ مادام نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا میں ہمارا مشن بُری طرح ناکام رہا ہے ــــ حکومت نے سونے کے ہنگامی ذخائر کو کام میں لاکر حالات کو بر وقت سنبھال لیا ہے ــــ بے شمار کارکن مارے گئے ہیں ــــ میں نے چیف ورکرز کو واپسی کے لئے کہہ دیا ہے ــــ اور میں خود بھی واپس آ رہی ہوں" ــــ میڈم کیٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ــــ اس سے تنظیم کا بے پناہ نقصان ہوا ہے" ــــ مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں! ــــ نقصان تو ہوا ہے ــــ لیکن میں نے حکم دیدیا ہے کہ سونے کے محفوظ ذخائر کو جو ایکریمیا میں سے چوری کئے گئے ہیں، ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے ــــ یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ اگر پورا پہنچ گیا تو ہمارے تمام مالی نقصانات پورے ہو جائیں گے" ــــ میڈم کیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ ویری گڈ میڈم! ــــ لیکن مالی نقصان تو پورا ہو جائے گا مگر ــــ" مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا مگر پھر بھی اُسے فقرہ مکمل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

"میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں ــــ ہمارا تمام منصوبہ ختم ہو گیا ہے ــــ حالات یکدم پلٹ گئے ہیں ــــ اب دنیا کے تمام ممالک ہوشیار ہو گئے ہیں ــــ لیکن اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں ــــ مجھے یقین ہے کہ ہمارے اس اقدام کے دنیا بھر پر انتہائی دُور رس اثرات مرتب ہوں گے اور ہو سکتا ہے ہمیں پھر کہیں داؤ لگانے کا موقع مل جائے" ــــ میڈم نے مادام کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ٹھیک ہے میڈم! ــــ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں ــــ لیکن صدر ایکریمیا نے جس ایشیائی ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں اپنی عالمی پریس کانفرنس میں بڑے چیلنج بھرے انداز میں ذکر کیا ہے ــــ اس سلسلے میں آپ کی کیا ہدایات ہیں" ــــ؟ مادام نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں کال بھی اسی سلسلے میں کیا ہے ــــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف میدان میں کود پڑی ہے ــــ انہوں نے مقامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے ــــ اور وہاں سے انہیں ہمارے متعلق کوئی خاص کلیو مل گیا ہے ــــ چونکہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں نظم ونسق کی تمام ذمہ داری تم پر ہے ــــ اور جب تک سونے کا تمام ذخیرہ ہیڈ کوارٹر منتقل نہ ہو جائے ــــ میں ایکریمیا سے واپس نہیں آ سکتی ــــ اس لئے اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم انہیں سنبھالو" ــــ میڈم نے اس بار قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر میڈم! ــــ کیا ایک غیر ترقی یافتہ ملک کی سیکرٹ سروس اتنی تیز ہو سکتی ہے کہ وہ ہم سے براہ راست ٹکرانے کی جرأت کر سکے" ــــ؟ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میری معلومات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی علی عمران جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلواتا ہے انتہائی خطرناک شخص ہے ــــ اس کا ریکارڈ بہت اچھا ہے ــــ اس کے مقابلے میں آج تک بڑی سی بڑی تنظیم کامیاب نہیں ہو سکی ــــ تمہیں اس کی طرف سے خاص طور پر ہوشیار رہنا ہو گا" ــــ میڈم نے جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ــــ مادام نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کیوں ــــ تم یہ نام سُنکر چونکی کیوں ہو" ــــ ؟ میڈم نے بھی جواب میں چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ میڈم! ــــ پھر تو خوشخبری سُن لیجئے ــــ اُسے نہ صرف ٹریس کر لیا گیا ہے ــــ بلکہ اس کی پوری ٹیم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے ــــ وہ اس وقت نمبر نائن کے ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں" ــــ مادام نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو ــــ ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ــــ ؟ وہ شخص اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا نہیں ہے" ــــ میڈم کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے یقینی کا عنصر نمایاں تھا۔

"میڈم! ــــ میں صحیح کہہ رہی ہوں ــــ یہ شخص ایک شہزادے کے رُوپ میں اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ ہوٹل سیون سٹار میں پہنچا ــــ وہاں اس نے اپنا نام علی عمران پرنس آف ڈھمپ بتایا ــــ ڈکسن وہاں موجود تھا ــــ آپ کو تو علم ہے کہ ڈکسن کتنا ذہین اور تیز طرار ہے۔ وہ فوراً ہی مشکوک ہو گیا ــــ چنانچہ اس نے انہیں سپیشل روم میں ٹھہرایا ــــ اور پھر مجھے فون پر اطلاع دی کہ یہ شخص مشکوک ہے ــــ جس پر میں نے نمبر نائن کو ہدایات دے دیں کہ انہیں نہ صرف چیک کیا جائے ــــ بلکہ رات کو انہیں اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں لا کر پوچھ گچھ کی جائے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے نمبر نائن نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل ایڈن گیٹ سے پرنس کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا گیا ــــ اور پھر اس کال کے ذریعے علم ہوا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ــــ چنانچہ نمبر نائن ان سب کو چکر دے کر ہیڈ کوارٹر لے آیا ہے" ــــ مادام نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اوہ! ــــ ویری گڈ شو ــــ ان سب کو ایک لمحہ توقف کئے بغیر قتل کرا دو ــــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ــــ انہیں قتل کرا کر ان کی لاشیں بازاروں میں ڈال دو ــــ ان کے گلے میں کارڈ ڈال دو کہ یہ اس سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں جس کی تعریف صدر ایکریمیا نے اپنی عالمی پریس کانفرنس میں کی تھی" ــــ میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انسانوں کے قتل کا حکم دینے کی بجائے پاگل کتوں کو گولی مار دینے کا حکم دے رہی ہو۔

"ٹھیک ہے میڈم ــــ یہ بہتر رہے گا" ــــ مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور وہ تھری پاورز کی ٹیم کا پتہ چلا ــــ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ وہ کئی بار تمہارے ہاتھ آ کر نکل گئی ہے" ــــ ؟ میڈم نے پوچھا۔

"ہاں میڈم! ــــ یہ ٹیم تین عورتوں اور تین مردوں پر مشتمل ہے ــــ انتہائی تیز طرار ٹیم ہے ــــ خاص طور پر وہ عورتیں تو بیحد تیز ہیں ــــ سیکشن نمبر نائن ان کے پیچھے لگا ہوا ہے ــــ جلد ہی انہیں ٹریس کر لیا جائے گا" مادام نے جواب دیا۔

"او۔کے! ــــ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے بعد مجھے مکمل رپورٹ دینا ــــ اور تھری پاورز ٹیم کو بھی سرگرمی سے تلاش کرو تاکہ جب میں واپس آؤں تو میدان صاف ہو ــــ اور میں اطمینان سے مستقبل کے لئے کوئی نیا پلان سوچ سکوں ــــ گڈ بائی" ــــ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی الماری کے پٹ صاف ہو گئے اور مادام نے ہینڈل کو ایڈجسٹ کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو رہا تھا کیونکہ

میڈم کی طرف سے اس اطلاع پر کہ جس ٹیم کی تعریفیں عالمی پولیس کانفرنس میں صدر ایکریمیا نے کی ہے وہ اتنی آسانی سے ہتھے چڑھ گئی ہے۔ وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے رسیور سیٹ کی طرف بڑھی تاکہ نمبر ٹائن سے رابطہ قائم کر کے اسے ان لوگوں کے فوری قتل کی ہدایات دے سکے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتی، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس — مادام سپیکنگ" —— مادام کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

مادام! —— غضب ہو گیا ہے —— میں پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر سے نمبر ٹو بول رہا ہوں —— تمام ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے —— میں خود شدید زخمی ہوں —— بڑی مشکل سے ایک ٹیلیفون بوتھ تک پہنچا ہوں" دوسری طرف سے ایک گھبرائی اور بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو تم —— ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے" —— ؟ مادام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے اس بری طرح بگڑ گیا جیسے وہ خوبصورت عورت کی بجائے کوئی خونی چڑیل ہو۔

میں صحیح کہہ رہا ہوں مادام! —— ہمارے اسلحہ خانے سے تین مائیکرو ٹائم بم چرا کر پرنٹنگ سیکشن میں رکھ دیئے گئے —— اور وہ بم ٹھیک بارہ بجے یکلخت پھٹ گئے —— پورے ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے —— وہاں موجود تمام ورکرز جو اپنے اپنے کوارٹروں میں تھے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں —— میں اس وقت اپنے دفتر میں تھا، چونکہ دفتر ہیڈ کوارٹر سے کچھ دور ہے اس لئے میں بری طرح زخمی ہونے کے باوجود بچ گیا ہوں —— اب وہاں پولیس اور فوج نے پہرہ لگا دیا ہے اور وہ آگ بجھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



رہے ہیں —— شفٹ کے تمام ورکرز بھی ختم ہو گئے ہیں" —— نمبر ٹو نے سسکتے ہوئے لہجے میں تفصیلات بتاتے کہا۔

"مگر ایسا کیسے ہوا —— ؟ ایسا ناممکن ہے —— کوئی مشکوک آدمی تو ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا" —— مادام نے یقین نہ آنیوالے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دراصل مادام! —— ساڑھے گیارہ بجے ہمیں اطلاع ملی کہ پرنٹنگ سیکشن میں کام کرنے والی تین عورتیں جو سگی بہنیں ہیں، اپنے بنگلے کے غسل خانے میں بیہوش اور بندھی ہوئی پڑی ہیں —— چنانچہ میں نے انہیں فوراً ہی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھیج دیا اور چیف سپروائزر سے پوچھا کہ یہ عورتیں جب ہیڈ کوارٹر شفٹ میں نہ پہنچی تھیں تو مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی گئی —— ؟ چیف سپروائزر نے بتایا کہ وہ تینوں عورتیں تو باقاعدہ شفٹ میں کام کر رہی ہیں اور چونکہ وہ ایم۔ ایم تھراپی سے گزر کر پہنچی تھیں —— اس لئے ظاہر ہے کہ وہ مشکوک نہ ہو سکتی تھیں —— جس پر میں نے اسے ہدایات کیں کہ انہیں وہاں روکا جائے —— معاملہ چونکہ بے حد سیریس ہو گیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ بیہوش عورتوں کو ہوش میں لا کر ایم۔ ایم تھراپی سے گزارا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی یہ عورتیں مشکوک ہیں —— چنانچہ شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں کو وہاں روک لیا گیا اور بارہ بجنے میں سے چند منٹ پہلے بیہوش ہونے والی تینوں عورتوں کو ایم۔ ایم تھراپی سے گزارا گیا —— میں دفتر میں بیٹھا انہیں چیک کر رہا تھا —— یہ تینوں عورتیں بھی غیر مشکوک ثابت ہوئیں اور ایم۔ ایم تھراپی نے انہیں صحیح قرار دے دیا —— جب یہ شیشے والے کیبن میں پہنچیں تو مجھے اطلاع ملی کہ تین انتہائی طاقتور اور خوفناک ٹائم بم

اسلحہ خانے سے غائب پائے گئے ہیں ـــــ ابھی میں اس سلسلے میں بات کر رہی تھا کہ میں نے سکرین پر دیکھا کہ شیشے کے کیبن میں تین عورتیں زبردستی داخل ہو گئی ہیں ـــــ یہ تینوں وہ عورتیں تھیں جو شفٹ میں کام کر رہی تھیں ـــــ اس طرح کیبن میں چھ عورتیں اکٹھی ہو گئیں جو انتہائی حد تک ایک دوسری سے مشابہ تھیں ـــــ ان تین عورتوں نے چیکنگ کا ریڈار بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا ـــــ ایم۔ ایم تھراپی چونکہ آن تھی اس لئے اس بار اس نے ریڈ سگنل دے دیا اور پھر آٹو میٹک سوئچ کے ذریعے بیرونی دروازے کے قریب ہی وہ محصور کر لی گئیں ـــــ مگر اسی لمحے تینوں بم جو کہیں پرنٹنگ سیکشن میں ان عورتوں نے چھپائے تھے یکدم پھٹ گئے ـــــ اور پھر ہر چیز تباہ ہو گئی۔“ نمبر ٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

” ہوں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ان تینوں عورتوں نے اندر داخل ہوتے وقت ایم۔ ایم تھراپی کو بھی ڈاج دے دیا ـــــ اور نہ صرف یہ بلکہ اسلحہ خانے سے بم حاصل کر کے انہوں نے مشینوں میں چھپا دیئے ـــــ اگر وہ تین بیہوش عورتیں شفٹ ختم ہونے سے پہلے ٹریس نہ ہو جاتیں تو یہ عورتیں اطمینان سے شفٹ ختم کر کے نکل جاتیں اور ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جاتا ـــــ بہرحال یہ تینوں بھی اپنے انجام کو پہنچ گئیں ـــــ یہ یقیناً تھری پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہوں گی ـــــ ان کے علاوہ اتنا بڑا نقصان تنظیم کو اور کوئی نہیں پہنچا سکتا“ ـــــ مادام نے یہ باتیں بڑبڑانے کے سے انداز میں کہیں۔

” آپ کی بات درست ہے مادام ـــــ مگر یہ نقصان تنظیم کے لئے ناقابل تلافی ہیں“ ـــــ نمبر ٹو نے روہانسے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اس سلسلے میں کوئی ایسی چیز تو نہیں جو مین ہیڈ کوارٹر کا کلیو دے سکے“ ـــــ ؟

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مادام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

” نہیں مادام ! ـــــ ایسی کوئی چیز نہیں ـــــ پولیس ساری عمر سر پٹکتی رہے تو کچھ نہیں کر سکتی“ ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

” پولیس کی مجھے پرواہ نہیں ہے ـــــ یہاں کی پولیس اور سیکرٹ سروس کا ہر آدمی ہمارا خریدا ہوا ہے ـــــ او کے“ ـــــ مادام نے کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ ان لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے واقعی تنظیم کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا۔

پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر کی مشینیں اور وہاں موجود کاغذ کے علاوہ وہاں تنظیم کے اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ سب تباہ ہو گیا۔

مادام اب سوچ رہی تھی کہ میڈم کیٹ کو اس نقصان کی کیسے اطلاع دے وہ تو تمام کی کھال کھنچوا لے گی مگر اتنی بڑی بات چھپائی بھی نہیں جا سکتی۔ اور پھر اسی لمحے اُسے تھری پاورز کے تین مرد سیکرٹ ایجنٹوں کا خیال آ گیا۔ وہ بھی نکل جانے کے بعد ٹریس ہو رہے تھے۔

ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مادام کا دل بُری طرح دھڑک اٹھا۔ مگر رسیور تو اس نے اٹھانا ہی تھا۔

” یس ـــــ مادام سپیکنگ“ ـــــ مادام کے لہجے میں ہلکے سے خوف کا تاثر تھا جیسے وہ کوئی اور بُری خبر سننے کے لئے اپنے ذہن کو تیار کر رہی ہو۔

” مادام ! ـــــ ہیڈ کوارٹر میں سامنے سے داخل ہونے والا شرابی اور گٹر سے داخل ہونے والے دونوں افراد غیر ملکی ثابت ہوئے ہیں ـــــ بیہوشی کے عالم میں ان کا مائنڈ چیک کیا گیا تو معلوم ہوا ہے کہ شرابی کا نام شاکل ہے

اس کا تعلق روسیاہ سے ہے ـــــ یہ روسیاہ سیکرٹ سروس کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــــ دوسرے آدمی کا تعلق شوگران سے ہے یہ وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوشان ہے ـــــ اور تیسرے آدمی کا نام بلیک ہے ـــــ اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے یہ بھی وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــــ یہ تھری پاورز تنظیم جس میں تین عورتیں بھی تھیں ـــــ جن کا نام مس بوچر ـــــ کاشاکی ـــــ اور مارگریٹ تھا ـــــ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے تھے ـــــ یہ دو گروپوں کی صورت میں کام کر رہے تھے ـــــ انہوں نے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلالیا ـــــ اور پھر اپنے اپنے طور پر ہیڈکوارٹر میں داخلے کے لئے آئے ـــــ شاکل مصنوعی طور پر شرابی بن کر براہِ راست مین گیٹ سے داخل ہوا۔ مگر ذہنی چیکنگ میں ٹریس ہوگیا ـــــ جبکہ وہ دونوں دریا کی طرف سے گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوئے ـــــ شاکل کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ آپ کی خلوت میں پہنچ کر آپ کو قابو کر کے ہیڈکوارٹر کا نظام سنبھال لیتا ـــــ اور باقی دونوں کا منصوبہ یہ تھا کہ اندر داخل ہو کر جس طرح بھی ممکن ہوسکتا، ہیڈکوارٹر کو تباہ کر دیتے" ـــــ دوسری طرف سے تجزیے کی مکمل تفصیلات بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"ہوں! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں تھری پاورز سیکرٹ ایجنٹس ہیں ـــــ اس وقت ان کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں مزید بیہوش کرنے کے لئے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں ـــــ اور اب وہ بلیو روم میں موجود ہیں" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم مرڈر سیکشن کے دس افراد کو بلیو روم میں بھجوادو۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں خود وہاں آرہی ہوں ـــــ میں ان تینوں سے ایسا انتقام لوں گی کہ ان کے جسموں کا ریشہ ریشہ قیامت تک تڑپتا رہے گا" ـــــ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ایک جھٹکے سے پھینک دیا۔ اُسے تسلی ہوگئی تھی کہ تھری پاورز تو اب اس کے احمقوں انجام تک پہنچ ہی گئی۔ پھر اس کا ذہن علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف گیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھالیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مادام سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نمبر نائن سپیکنگ مادام" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کی کیا صورت حال ہے" ـــــ؟ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ـــــ اس کے ساتھیوں کو تو میں چکر دیکر لے آیا ہوں ـــــ وہ سب بیہوش پڑے ہیں ـــــ جبکہ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ بھی جلد ہی میرے پاس پہنچ جائیں گے ـــــ میں اسی سلسلے میں ہدایات لینے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کرنے ہی والا تھا" ـــــ نمبر نائن نے جواب دیا۔

"یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ـــــ ان کی مکمل نگرانی کرو ـــــ میں کسی بھی وقت تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور پھر میں اپنے سامنے ان کی بوٹیاں بوٹیاں علیحدہ کروں گی" ـــــ مادام نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ تھری پاورز کے خاتمے کے لئے بلیو روم کی طرف جا رہی تھی۔

کمرہ بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہ ایک مکمل سوٹ تھا۔ جوزف کے لئے سائیڈ میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کا دروازہ کمرے کی طرف سے تو بند ہو سکتا تھا مگر دوسری طرف سے نہیں۔

جیسے ہی عمران اور جوزف کمرے میں داخل ہوئے۔ عمران نے جوزف کی طرف منہ کر کے منہ پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید قسم کا گائیکر نکال لیا۔

" واہ واہ! ـــ کیا خوبصورت کمرہ ہے ـــ یہ لوگ شہزادوں کی صحیح قدر کرتے ہیں ـــ جی چاہتا ہے کہ پورا ہوٹل خرید کر اس کے مالکوں کو دوبارہ انعام میں دے دوں ـــ یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسی پرنس سے واسطہ پڑا ہے"۔ ـــ عمران گائیکر کے ساتھ کمرے کی دیواروں کو چیک کرتے کے ساتھ ساتھ مسلسل باتیں بھی کئے چلا جا رہا تھا تاکہ اگر وہاں ٹرانسمیٹر فٹ ہو تو دوسری طرف سے سننے والے ان کی مکمل خاموشی سے چونک نہ جائیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" باس! ـــ میرے لئے کیا حکم ہے ـــ؟ کیا میں بولوں یا چپ رہوں" ـــ؟ جوزف نے جواب تک خاموش کھڑا تھا۔ عمران کو بولتے دیکھ کر نہ رہ سکا۔

" تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس ہے" ـــ؟ عمران نے بڑے تحکمانہ انداز میں پوچھا۔

" یس باس" ـــ جوزف نے اکڑتے ہوئے جواب دیا۔

" پاسپورٹ ہے" ـــ؟ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

یس باس" ـــ جوزف نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویزا ہے" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔ عمران ان سوالات کے ساتھ ساتھ گائیکر سے بدستور چیکنگ میں بھی مصروف رہا۔

" یس باس" ـــ جوزف نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا۔ اُسے شاید ان سوالات کی کوئی تک سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

" باتیں کرنے کا لائسنس ہے" ـــ؟ عمران نے اچانک پوچھا۔

" نن ـــ نو باس" ـــ جوزف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

" پھر بغیر لائسنس کے تم کیسے بول سکتے ہو ـــ شٹ اپ" ـــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس باس" ـــ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اتنی دیر میں عمران چیکنگ سے فارغ ہو چکا تھا۔ گائیکر نے کہیں بھی ٹرانسمیٹر کی موجودگی کی ٹون نہ دی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ بالکل محفوظ ہے۔

اس گائیکر نے تمہیں بولنے کا لائسنس دے دیا ہے ـــ اس لئے اب

"بولو ـــ کیا چاہتے ہو" ـــــ؟ عمران نے ایک آرام کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے پوچھا۔

"باس! ـــ کوٹہ ختم ہو گیا ہے" ـــــ جوزف نے ایسے انداز میں کہا جیسے شراب کے کوٹے کی بجائے زندگی کا کوٹہ ختم ہو گیا ہو۔

"دیکھو جوزف! ـــ تم شراب چھوڑ نہیں سکتے" ـــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"شراب چھوڑ دوں! ـــ یہ ناممکن ہے باس! ـــ شراب تو میری زندگی ہے ـــ میری رُوح ہے ـــ آپ جوزف سے اس کی زندگی اس کی رُوح چھیننا چاہتے ہیں" ـــــ جوزف نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر تم شراب کو نہیں چھوڑ سکتے ـــ تو شراب کو کہو کہ وہ تمہیں چھوڑ دے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ شراب منگوا کر اس سے کہہ دیں ـــ شاید آپ کی بات مان جائے" ـــــ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"چلو تمہارے اس خوبصورت جواب پر تمہیں معافی ـــ ورنہ آج میرا موڈ بن گیا تھا کہ تم سے شراب چھڑا دوں" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر جوزف کے لئے شراب کی بوتل اور اپنے لئے کافی کا آرڈر دے دیا۔

"جب تک کافی آئے ـــ میں نہا لوں" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ غسل خانے میں گھس گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد جب عمران دوبارہ کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ جوزف وہسکی کی بوتل منہ سے لگائے غٹاغٹ شراب پینے میں مصروف تھا اور بیڈ سائیڈ ٹیبل پر کافی موجود تھی۔

"کتنی بوتلیں پی ڈالیں" ـــــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تو پہلی ہے باس" ـــــ جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے پہلی بوتل کی بات کرتے ہوئے اسے بڑی ندامت ہو رہی ہو۔

"اچھا ـــ پھر یہ پہلی ہی آج کے لئے آخری بھی ہو گی" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر کافی بلنے میں مصروف ہو گیا۔

"ب ـــ باس! ـــ یہ ظلم ہے ـــ ساری رات پڑی ہے" ـــــ جوزف نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"پڑی رہے ـــ تم نہ اٹھانا اسے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ کہتا۔ عمران کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی نے عمران کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں اور عمران نے چونک کر پیالی رکھی اور گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا کر کھینچ لیا۔ ونڈ بٹن کے کھینچتے ہی گھڑی کا باوکا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"پرنس! ـــ ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں ـــ چوتھی منزل پر ـــ رومز نمبر تھرٹی سکس ـــ سیون ـــ اور ایٹ میں ہم سب جینٹس

اور نمبر سکسٹی وَن میں جو لیا ـــــ اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں ـــــ تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اوور" ـــــ صفدر نے مکمل معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی بات سن کر عمران کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات چھا گئے۔

"ٹھیک ہے! ـــــ سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اُسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ اوور" ـــــ عمران کے لہجے میں بے پناہ طنز تھی۔

"ایسی اُمید تو نہیں کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے ـــــ کیونکہ ہم سیاحوں کے رُوپ میں آئے ہیں ـــــ اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں ـــــ پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا۔ اوور" ـــــ صفدر نے عام سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید جان بوجھ کر عمران کے طنز کو نظر انداز کر گیا تھا ـــــ یا پھر دوسری صورت میں اُس نے اسے محسوس نہ کیا تھا۔

"دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے صفدر! ـــــ ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے ـــــ بہرحال ہوشیار رہنا ـــــ میں جلد از جلد کھیل شروع کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اوور" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ اوور" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن کو واپس دبا دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور کاؤنٹر مین کو شہر کا تفصیلی نقشہ بھیجنے کے لئے کہا۔ اُسے دراصل میڈم کیٹ کی ذیلی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے ایسا کلیو ملا تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ گولڈن برج نامی کوئی عمارت ہی میڈم کیٹ کا اصل ہیڈ کوارٹر ہے اور وہ اس عمارت کا پورا محل وقوع دیکھنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے بڑا سا ایک نقشہ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ ویٹر ادب سے سلام کر کے واپس مڑا اور باہر نکل گیا۔

عمران نے نقشہ کھولا اور پھر سب سے پہلے اپنے ہوٹل کا محل وقوع چیک کیا اور پھر اس نے گولڈن برج نامی عمارت نقشے میں تلاش کرنا شروع کر دی تھوڑی دیر بعد وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ عمارت دریا کے ساتھ واقع تھی۔ اس کی پشت دریا کی طرف تھی اور دونوں سائیڈوں میں خالی پلاٹ تھے۔ پھر عمران ہوٹل سے گولڈن برج تک کے راستوں کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر جب اس نے تمام راستے اچھی طرح ذہن نشین کر لئے تو مطمئن ہو کر اس نے نقشہ لپیٹ لیا۔

"اب سوتے ہیں جوزف! ـــــ صبح کام شروع کرنا ہے ـــــ اور پھر شاید سونا بھی نصیب ہو یا نہیں ـــــ اس لئے بہتر ہے کہ کام سے پہلے مکمل آرام کر لیا جائے" ـــــ عمران نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ سو جائیں باس! ـــــ مجھے ابھی نیند نہیں آ رہی" ـــــ جوزف نے جواب دیا اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے آنکھیں بند کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے جان بوجھ کر ہلکے ہلکے خراٹے لینے شروع کر

دیتے۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف کی ایک بوتل میں تسلی نہیں ہو سکی اس لئے وہ اس کے سونے کے انتظار میں ہے تاکہ دوسری بوتل منگوا سکے۔

اور پھر وہی ہوا۔ جوزف نے آہستگی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور وہسکی کی بوتل کا آرڈر دے کر رسیور رکھ دیا۔

عمران دھیرے سے مسکرایا مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک جوزف کی طلب پوری نہ ہو گی وہ اسی طرح بے چین رہے گا۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران واقعی نیند کی گہری وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا مگر اسے اچانک نیند میں ہی ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں یہی آیا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ مگر اس کی چھٹی حس نے اسے جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا۔ اور اس کی آنکھیں خودبخود کھلتی چلی گئیں۔ اور دوسرے لمحے اس نے سانس روک لی۔ کیونکہ پورے کمرے میں دودھیا رنگ کی گیس تیرتی پھر رہی تھی۔ ابھی اس کی مقدار خاصی کم تھی اور آہستہ آہستہ وہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ انہیں بیہوش کیا جا رہا ہے۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ اس کی آمد کا راز میڈم کیٹ پر کھل چکا ہے اور میڈم کیٹ اسے اغوا کرنا چاہتی ہے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اطمینان سے اغوا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح وہ آسانی سے میڈم کیٹ کے ہیڈکوارٹر میں پہنچ جائے گا اور وہاں پہنچ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

اس لئے وہ سانس روکے اطمینان سے پڑا رہا۔ گیس سے اب کمرہ بھر چکا تھا اور پھر آہستہ آہستہ گیس کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ شائد اس کے نکلنے کے لئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کوئی راستہ کھول دیا گیا تھا۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے دونوں اطراف میں سٹتی چلی گئی اور اس خلا میں سے چار افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب اور جسموں پر بھی سرخ رنگ کا چست لباس موجود تھا۔ وہ چاروں خاصے قوی ہیکل اور جسیم تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کی نبض دیکھی، مگر سانس روک لینے کی وجہ سے وہ عمران کی مصنوعی بیہوشی کو چیک نہ کر سکا۔ دوسرا ساتھ والے کمرے میں موجود جوزف کی طرف بڑھ گیا۔

"دونوں بیہوش ہیں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دونوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ انہیں اٹھا کر نیچے لے چلو"۔۔۔۔ ایک طرف کھڑے ہوئے نقاب پوش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ شائد اس دستے کا انچارج تھا۔ اور اس کی ہدایت پر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا جب کہ دوسرے نے جوزف کو اٹھانا چاہا۔ مگر جوزف خاصا جسیم تھا اس لئے وہ اکیلا اسے نہ اٹھا سکا تو دوسرے نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کی اور پھر ان دونوں نے مل کر جوزف کو اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ اس خلا میں داخل ہو گئے۔ یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ عمران نے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کمرے میں چاروں طرف ٹی۔ وی سکرینوں کی طرح مشینیں نصب تھیں اور ان پر مختلف کمروں کے سین نظر آ رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر مشین کے ساتھ فلمیں بن بنکر باہر نکل رہی تھیں۔ کمرے میں دس بارہ آدمی سرخ لباس پہنے ان مشینوں کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہاں سے

نہ صرف ہر کمرے کی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ ان کی فلمیں بھی بنائی جا رہی ہیں تاکہ بعد میں انہیں بلیک میل کیا جا سکے۔

سرخ نقاب پوش انہیں اٹھائے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل آئے اور پھر ایک طویل راہداری سے گزر کر وہ جیسے ہی ایک دروازے سے باہر آئے وہاں ایک بند سٹیشن ویگن موجود تھی۔ ایک نقاب پوش نے آگے بڑھ کر سٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر ان دونوں کو اندر فرش پر ایک دوسرے کے ساتھ لٹا دیا گیا۔ دو نقاب پوش ان کے ساتھ سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



خاصے بڑے کمرے کے فرش پر شاکل۔ بلیک اور چوشان بیہوش پڑے ہوئے تھے اور دس برین گنوں سے مسلح افراد کمرے کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ یہ بلیو رُدم تھا جہاں دشمنوں کو ایذائیں دی جاتی تھیں اس کمرے کا فرش ایک بٹن دبانے سے درمیان سے کھل جاتا تھا اور نیچے ایک نہر تھی جو سیدھی دریا میں جا گرتی تھی۔ اس کمرے میں جو ہلاک ہوتا اس کی لاش اس نہر کے ذریعے دریا تک پہنچا دی جاتی اور پھر وہ بہتی ہوئی آگے نکل جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور مادام اندر داخل ہوئی۔ وہ اس وقت ایک انتہائی باریک لباس پہنے ہوئے تھی جس سے اس کا انگ انگ نمایاں ہو رہا تھا مگر کمرے میں موجود تمام مسلح افراد اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہ دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مادام کی تیوری پر آنے والا بل انسانی جان کی قیمت وصول کرتا تھا۔ اور اس بل کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔

"ہوں۔۔۔ تو یہ ہیں تھری سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹس" ــــ مادام

نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ایک مسلح شخص نے جو شاید اس دستے کا انچارج تھا بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ۔۔۔ میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں"۔۔۔ مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ اس نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر اس نے سب سے پہلے شاکل کی ناک سے شیشی لگائی اور چند لمحوں بعد اس کی ناک سے ہٹا کر اس نے شیشی چوشان کی ناک سے لگا دی۔ یہی کام اس نے بلیک کے ساتھ کیا اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی واپس الماری میں رکھ کر مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ابھی ہوش میں آجائیں گے مادام"۔۔۔ مسلح شخص نے کہا۔

مادام خاموش کھڑی رہی اور پھر چند لمحوں بعد ہی ان تینوں کے جسموں میں حرکت ہونی شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو چند لمحے وہ بے خیالی کے عالم میں پڑے رہے۔ مگر جیسے ہی ان کے شعور نے کام کرنا شروع کر دیا وہ اچھل کر اٹھ بیٹھے۔ ان کی تیز نظریں بڑی حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر جب ان کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو وہ حیرت سے اچھل پڑے۔ کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح اکٹھے ہو جائیں گے۔

"تم تینوں سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹ ہو۔۔۔ اور تم یہ سمجھ کر یہاں آئے تھے کہ ہمیں تباہ کر سکو گے۔۔۔ مگر اب دیکھو کہ تم کس حال میں ہمارے



سامنے پڑے ہوئے ہو"۔۔۔ مادام نے بڑے طنزیہ لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری زندگی۔۔۔ میری روح"۔۔۔ شاکل نے دوبارہ اپنا رول ادا کرنا شروع کر دیا۔

"شٹ اپ!۔۔۔ تمہاری یہ بیوقوفانہ اداکاری مزید نہیں چل سکتی۔۔۔ مجھے تمہارا شجرہ نصب معلوم ہے۔۔۔ اسے بتاؤ کہ یہ کون ہے"۔۔۔ مادام نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے ساتھ کھڑے مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ حکومت روسیاہ کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شاکل ہے"۔۔۔ ساتھ کھڑے ہوئے شخص نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان دونوں کو بھی بتا دو کہ یہ کون ہیں"۔۔۔ مادام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ حکومت شوگران کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوشان ہے۔۔۔ اور یہ ایکریمیا کا مسٹر بلیک ہے"۔۔۔ ساتھ والے شخص نے باقی دونوں کا بھی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"انہیں تفصیل سے بتاؤ کہ یہ یہاں کیا کرنے آئے تھے۔۔۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے آئے تھے جو ناقابل تسخیر ہیں"۔۔۔ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"روسیاہ۔ شوگران اور ایکریمیا کی حکومتوں نے ہماری تنظیم کے خاتمے کے لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم منتخب کی تھی۔۔۔ جس میں روسیاہ کی طرف سے شاکل اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مس بوچہ۔۔۔ شوگران کی طرف سے یہ چوشان اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کاشاکی۔۔۔ اور ایکریمیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی طرف سے یہ مسٹر بلیک اور لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مارگریٹ شامل تھی ـــ عورتوں اور مردوں نے علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنالیں اور ہمارے خلاف کام شروع کر دیا"۔ اس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" مختصر بات کرو ـــ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے" ـــ مادام نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

" یس مادام ! ـــ مختصراً یہ کہ وہ تینوں عورتیں پرنٹنگ سیل کو تباہ کرتی ہوئی خود بھی ہلاک ہو گئیں ـــ اور یہ تینوں ہمارے ہتھے چڑھ گئے ـــ ان میں سے شاکل شرابی بن کر اندر داخل ہوا ـــ اور چیکنگ کاریڈار میں سے گزرتے ہوئے پکڑا گیا ـــ باقی دو دریا کی طرف سے گٹر میں سے داخل ہوئے اور پکڑے گئے" ـــ اس نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

" سُن لیا تم نے ـــ بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹ بنے پھرتے تھے ـــ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہ آئے ـــ وہ اپنے آپ کو سب سے بلند سمجھتا ہے" ـــ مادام نے طنزیہ انداز میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم ہی مادام کیٹ ہو" ـــ ؟ شاکل نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" ہاں ! ـــ اور یہ تمہاری آخری خوش قسمتی ہے کہ تم زندہ آنکھوں سے میرا دیدار کر رہے ہو ـــ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سنتے ہی چاروں طرف موجود مسلح افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی برین گنیں سیدھی کر لیں۔ وہ تینوں بھی مسلح افراد کا یہ انداز دیکھ کر اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



" سنو مادام ! ـــ اب بھی وقت ہے کہ تم ہماری پناہ میں آجاؤ۔ تاکہ تمہاری اس شیطانی تنظیم کے خاتمے کے ساتھ تمہاری ہڈیاں بھی ہمارے ہاتھوں علیحدہ نہ ہوں" ـــ شاکل نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔ اور مادام اُسے حیرت سے دیکھنے لگی اور اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ شاید موت کو سامنے دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی اور پھر اس نے ایک قدم پیچھے کی طرف ہٹایا۔

" میں جھک کر تمہیں درخواست کرتا ہوں کہ ہماری بات مان جاؤ" ـــ اچانک جوشان نے اپنے قدموں پر ہی جھکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام اس کے اس اچانک رکوع کے بل جھکنے پر حیرت کا اظہار کرتی، جوشان ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا بوٹ پوری قوت سے چھت کے درمیان میں لٹکنے والے اکلوتے بلب پر جا پڑا اور ایک ہلکے سے دھماکے سے کمرے میں یکدم گہرا اندھیرا چھا گیا۔

" خبردار ! ـــ گولیاں نہ چلانا ـــ تمہاری مادام ہمارے قبضے میں ہے"۔ اچانک شاکل کی دھاڑ کمرے میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی مادام کی چیخ بلند ہوئی۔

" ایمرجنسی لائٹ آن کرو" ـــ ایک آدمی نے چیخ کر کہا۔

مگر اسی لمحے برین گن کے قہقہے اور مختلف انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ کسی نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

" روکو ! ـــ اس فائرنگ کو روکو" ـــ اچانک مادام کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

مگر فائرنگ کہاں رکتی تھی۔ اب تو کمرہ مختلف اطراف سے بلند ہونے والے برین گنوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا اور ایک بار پھر کمرے میں انسانی چیخیں گونج

اٹھیں۔ اسی لمحے ایک ہلکی سی چٹ کی آواز ابھری اور کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا۔
سارے کمرے میں انسانی جسموں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں جوشان پشت کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں گولیوں کے سینکڑوں سوراخ ہو چکے تھے۔ اس کی کھلی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

دوسرے کونے میں بلیک دیوار کے ساتھ گٹھڑی بنا پڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ابھی تک برین گن پکڑی ہوئی تھی مگر اس کے سر کا صرف ایک چوتھائی حصہ جسم کے ساتھ باقی رہ گیا تھا باقی تین چوتھائی ادھر ادھر فرش پر بکھرا ہوا تھا۔ مادام کے آٹھ آدمی بھی گولیوں کا شکار ہو کر ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔
دروازے کے ساتھ والے کونے میں شاکل دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا جب کہ مادام اس کے بازوؤں میں لپٹی ہوئی اس کے سامنے تھی۔ اور مادام کے سامنے ایک مسلح شخص یوں کھڑا تھا جیسے اسے ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔ البتہ مادام کا ایک آدمی ہاتھ میں برین گن پکڑے بالکل صحیح سلامت دروازے کے دوسرے کونے میں سمٹا کھڑا تھا۔
جیسے ہی کمرہ روشن ہوا۔ وہ سب بیک وقت حرکت میں آئے۔ شاکل نے پوری قوت سے مادام اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے آدمی کو دوسرے آدمی پر دھکیلا اور پھر اس نے قریب ہی ایک لاش کے قریب پڑی ہوئی برین گن کی طرف چھلانگ لگا دی۔ برین گن جھپٹ کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا۔ اچانک برین گن کا قہقہہ ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھا اور شاکل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے ہاتھوں پر پڑی تھی جن سے اس نے برین گن سنبھال رکھی تھی اور پھر برین گن نہ صرف اس کے ہاتھوں سے نکل گئی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بلکہ شاکل کے ہاتھ کئی انگلیوں سے بھی محروم ہو گئے۔ ہاتھوں پر پڑنے والی گولیوں نے انگلیاں یوں اڑا دی تھیں جیسے وہ سرے سے موجود ہی نہ ہوں مگر دوسرے لمحے شاکل کسی گیند کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور سامنے موجود برین گن بردار آدمی سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح اس آدمی کی گردن میں پڑیں اور اس کے ساتھ ہی شاکل ہوا میں قلابازی کھا گیا اور اس آدمی کی دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا جس کی گردن شاکل کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھی شاکل نے اتنی تیزی سے قلابازی کھائی تھی کہ وہ آدمی اتنی تیزی سے اس کے ساتھ نہ گھوم سکا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ایک ہی چیخ مار سکا۔ اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔
شاکل نے نیچے گرتے گرتے دروازے کی طرف بھاگتی ہوئی مادام کی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور پھر اس کی ایک ٹانگ اس کے ہاتھوں میں آگئی اور اس نے جیسے ہی قلابازی کھائی مادام بھی اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا کر اس کے قریب ہی فرش پر آگری۔ شاکل نے دونوں ٹانگیں سمیٹیں اور پھرتی سے مادام کو جپٹ کر اٹھنے کی کوشش کی۔
مگر اسی لمحے مادام کا ایک دوسرا آدمی ایک برین گن جھپٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر جیسے ہی شاکل نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس آدمی نے پوری قوت سے برین گن کا دستہ شاکل کے سر پر مار دیا۔ مگر شاکل آخری لمحے میں تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور برین گن کا دستہ اس کے سر پر پڑنے کی بجائے اس کے دائیں کندھے پر پڑا اور شاکل کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اس کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور دایاں بازو بیکار ہو گیا تھا۔

چونکہ اسی ہاتھ سے اس نے مادام کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی اس لئے کندھے پر ضرب پڑتے ہی اس کی ہاتھ کی گرفت مادام کی پنڈلی پر سے ختم ہو گئی اور مادام اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

مادام کے آدمی نے تیزی سے برین گن کو واپس اٹھایا۔ وہ شائد شاکل کے سر پہ دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ شاکل نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر اس کا پورا جسم سمٹ کر توپ کے گولے کی طرح اس آدمی کے سینے سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پچھلی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

شاکل کی خوفناک ٹکر نے اس آدمی کے سینے کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں۔ ادھر شاکل کا دایاں ہاتھ بیکار ہو چکا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ زخمی تھے اس لئے نیچے گرنے کے بعد ان دونوں نے بیک وقت اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اسی کوشش میں ایک بار پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

ادھر مادام جیسے ہی شاکل کی گرفت سے آزاد ہو کر سیدھی ہوئی اس نے انتہائی تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی ایک برین گن اٹھالی اور اس نے اس کا رخ ان دونوں کی طرف کیا۔

وہ دونوں اس وقت دوبارہ ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ مادام نے برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ——— ان دونوں کے جسم ایک لمحے کے لئے تڑپے پھر فرش پر پھیلتے چلے گئے۔ مادام نے اس وقت تک برین گن کے ٹریگر سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہاتھ نہ ہٹایا جب تک برین گن کا پورا میگزین نہ ختم ہو گیا اور بلا مبالغہ سینکڑوں گولیاں ان دونوں کے جسموں میں ترازو ہو چکی تھیں اور ان دونوں کے جسم یوں چھلنی ہو گئے تھے جیسے انسانی جسم نہ ہوں بلکہ شہد کے مکھیوں کے چھتے ہوں۔

"ہوں! ——— بڑے آئے تھے سپر سیکرٹ ایجنٹ بن کر" ———

مادام نے بڑے حقارت آمیز انداز میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی ——— شاکل، بلیک اور چوہان کے ساتھ ساتھ مادام کے دس افراد کی لاشیں وہیں کمرے میں ہی پڑی رہ گئیں۔

صفدر کی جیسے ہی آنکھ کھلی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا ہے جہاں انہیں بیہوش کیا گیا تھا۔

"ہوش میں آ گئے صفدر صاحب! ــــ سیر ہو گئی شہر کی" ــــ اچانک عمران کی آواز صفدر کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ سچ مچ حیرت کے مارے گرتے گرتے بچا۔

صفدر نے مڑ کر دیکھا تو عمران بڑے اطمینان سے کمرے کے ایک کونے میں دیوار سے پشت لگائے آلتی پالتی مارے یوں بیٹھا تھا جیسے بدھ مذہب کا کوئی پیر و راہنما مخصوص عبادت میں مصروف ہو۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"عمران صاحب! ــــ آپ" ــــ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ہاں! ــــ میں نے سوچا کہ تم اکیلے ہی سیر کیوں کرو ــــ مجھے بھی حق ہے سیر کرنے کا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل سے ہوٹل سے نکل کر یہاں تک پہنچنے کی سب کہانی سنا دی۔

"سنو صفدر! ــــ ان فرش پر پڑی ہوئی چھپکلیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ آگے بڑھنے کے لئے کوئی اقدام کیا جا سکے ــــ دراصل ہم سب ہی سے بنیادی غلطی ہوئی ہے ــــ ہم اتنی خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کرنے کے لئے اس ملک میں ایسے وارد ہوئے ہیں ــــ جیسے کوئی شخص مچھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے دریا پر جاتا ہے ــــ اور اب ہمیں اس غلطی کا ازالہ کرنا ہے" ــــ عمران کا لہجہ اتنا سنجیدہ تھا کہ صفدر کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ وہ عمران کے اس مخصوص موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ عمران پر یہ موڈ کبھی کبھی ہی طاری ہوتا تھا۔ اور صفدر جانتا تھا کہ جب عمران پر ایسا موڈ طاری ہو تو پھر ہر طرف خون ہی خون بکھر جاتے گا۔ نجانے کتنے لوگ اس کے اس خونی موڈ کی بھینٹ چڑھیں گے۔

صفدر نے انتہائی پھرتی سے فرش پر بکھرے ہوئے سیکرٹ سروس کے افراد کو ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف سمیت سب لوگ ہوش میں آ چکے تھے۔

"باس! ــــ میں کہاں ہوں" ــــ جوزف نے ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

"جہاں لوگ وہسکی کی ڈبل بوتلیں پینے کے بعد پہنچ جاتے ہیں" ــــ عمران

نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اتنا سپاٹ تھا کہ جوزف کو دوسرے سوال کی ہمت ہی نہ پڑی۔

عمران بڑے بڑے قدم اٹھاتا کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ لوہے کا بنا ہوا تھا اور ظاہر ہے باہر سے بند تھا۔ اس میں تالے کا کوئی سوراخ تک نظر نہ آرہا تھا۔ عمران دروازے کے قریب آکر رک گیا اور پھر اس نے غور سے دروازے کو چاروں طرف سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"یہ دروازہ نہیں کھل سکتا ـــــ خوامخواہ ہم پر رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ اچانک کمرے میں تنویر کی طنزیہ آواز سنائی دی۔ اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ عمران کا ہاتھ پوری قوت سے تنویر کے چہرے پر پڑا تھا اور لحیم شحیم جسم رکھنے کے باوجود تنویر کسی گیند کی طرح تھپڑ کھا کر اڑتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے چہرے پر عمران کی انگلیوں کے پورے نشانات ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

"اب اگر تم نے بکواس کی تو پوری بتیسی باہر نکال دوں گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھوکے بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔

کمرے میں موجود سب لوگ سہم کر رہ گئے۔ تنویر بھی گال پر ہاتھ رکھے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت کا جوالا مکھی پھوٹ رہا تھا۔ مگر عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ اسے بھی حلق سے کوئی آواز نکالنے کی ہمت نہ ہوئی۔
اور عمران ایک بار پھر مڑ کر بڑے اطمینان سے دروازے کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دروازے کی دہلیز کی سائیڈ میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ایک چھوٹے سے سوراخ میں انگلی ڈالنے لگا۔ یہ سوراخ دروازے کے فریم کے ساتھ ہی دیوار میں موجود تھا۔ سوراخ اتنا چھوٹا تھا کہ عمران کی چھوٹی انگلی کی صرف پہلی پور ہی اس کے اندر جا سکی۔

عمران نے تیزی سے اپنا بوٹ اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا۔ دوسرے لمحے جوتے کی ایڑی خود بخود علیحدہ ہوتی چلی گئی اور عمران نے ایڑی والی جگہ پر جوتے سے چمٹی ہوئی تلانبے کی کئی چھوٹی چھوٹی پتیوں میں سے ایک پتی کو ناخن سے اکھیڑا اور پھر پتی کو احتیاط سے ایک طرف فرش پر رکھ کر اس نے ایڑی کو اٹھا کر دوبارہ مخصوص انداز میں جوتے میں فٹ کر دیا اور جوتا دوبارہ پہن لیا۔ اب اس نے اس چھوٹی سی پتی کو اٹھا لیا۔ یہ پتی آدھا انچ چوڑی ایک انچ لمبی تھی اور بالکل چپٹی تھی عمران نے پتی کا ایک سرا اس سوراخ میں ڈالا اور جب آدھی پتی سوراخ میں داخل ہو گئی تو اس نے باقی آدھی پتی کو جھٹکا دے کر اوپر کی طرف موڑ دیا۔
اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"سب لوگ دیواروں سے سمٹ جاؤ ـــــ ابھی یہ دروازہ اکھڑ جائے گا ـــــ پھر جس حد تک ممکن ہو سکے کمرے سے نکل کر ہتھیاروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنا" ـــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا مگر ابھی اس کا فقرہ پوری طرح مکمل نہ ہوا تھا کہ ایک زوردار دھماکے میں اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔

یہ دھماکہ دروازے پر ہوا تھا اور پھر دھماکے کے ساتھ ہی کمرہ گرد و غبار میں ڈوبتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب گرد و غبار ہٹا تو پورا دروازہ ہی غائب ہو چکا تھا اور

دروازے کے قریب ہی اینٹوں کے ڈھیر اور لوہے کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور دروازے کی دوسری طرف موجود گیلری صاف نظر آ رہی تھی۔ اور پھر سب سے پہلے عمران اٹھ کر دروازہ کی طرف بھاگا اور پھر اس کے پیچھے باقی لوگ بھی بھاگتے چلے گئے۔

راہداری میں دوڑتے ہوئے وہ اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جس کا دروازہ راہداری میں کھلتا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے کمرہ خود بخود کسی لفٹ کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب کمرے کی دیواروں سے چمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گئے تھے کہ یہ لفٹ اوپر سے کسی نے منگوائی ہے۔ ظاہر ہے کوئی اس دھماکے کی وجہ جاننے کے لئے نیچے آنا چاہتا ہو گا۔

ایک لمحے بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور پھر اس کا دروازہ کھل گیا اور دو نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں اندر داخل ہوئے۔ وہ دونوں برین گنوں سے مسلح تھے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، عمران اور صفدر بیک وقت ان دونوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک لمحے میں وہ دونوں ان کے بازوؤں کے شکنجے میں کسے گئے۔ عمران نے نقاب پوش کی گردن کے گرد حمائل بازو کو ایک زبردست جھٹکا دیا اور ہیچ کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا چہرہ ایک لمحے کے لئے بگڑتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور عمران نے دھکا دے کر اسے نیچے پھینک دیا۔

صفدر البتہ دوسرے کو بازوؤں میں کسے کھڑا تھا۔ اس کا بازو اتنی مضبوطی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سے اس آدمی کی گردن میں کسا ہوا تھا کہ اس آدمی کی آواز نکلنی تو ایک طرف وہ سانس بھی بڑی مشکل سے لے رہا تھا۔

"مار کر پھینک دو اسے" ——— عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر پہلے آدمی کے کندھے سے لٹکی ہوئی برین گن سنبھال کر وہ کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔

یہ گیلری باہر برآمدے تک چلی گئی تھی۔ گیلری میں تو کوئی شخص موجود نہ تھا البتہ برآمدے میں مسلح افراد کے چلنے پھرنے کی آوازیں آ رہی تھیں عمران اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران دیوار کے ساتھ لگے لگے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ صفدر بھی ان کے ساتھ آملا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی برین گن تھی۔

وہ سب بڑی آہستگی سے قدم بڑھا رہے تھے کہ اچانک صفدر تیزی سے مڑا۔ اسے اپنے پیچھے آہٹ کا احساس ہوا تھا اور پھر دوسرے لمحے عمران سمیت تمام ممبران بری طرح اچھل پڑے جب صفدر کی برین گن سے نکلنے والی گولیوں کی آواز سے گیلری گونج اٹھی۔ صفدر نے ایک دروازے کی آڑ سے نکلنے والے دو افراد کو گولی ماردی تھی جو برین گنیں اٹھاتے ان پر فائر کھولنے ہی والے تھے۔ اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دو افراد گیلری کے سامنے کے رخ میں اس کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ وہ شاید اس اچانک فائرنگ کا پتہ کرنے گیلری کے دروازے پر نمودار ہوئے تھے۔

اب صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ صفدر اور عمران کے علاوہ باقی سب نہتے تھے اور کھلی جگہ پر تھے۔ جبکہ بلڈنگ میں نجانے کتنے مسلح افراد

موجود تھے۔ گیلری میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔

"ان کمروں میں گھس جاؤ ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جولیا سمیت سب افراد تیزی سے کمروں کے دروازوں پر زور آزمائی میں مصروف ہو گئے۔

جوزف کی ایک ہی ٹکر نے ایک دروازے کے پٹ یوں کھول دیئے جیسے اس نے بند ہونے کا صرف تکلف ہی کر رکھا ہو۔ دوسرا دروازہ کیپٹن نے کھول لیا اور پھر عمران اور صفدر کے علاوہ باقی سب افراد ان کمروں میں غائب ہو گئے عمران گیلری کی دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا مسلسل فائرنگ کر رہا تھا لیکن اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی مسلسل اس صورت حال سے بچ نکلنے کی تدابیر کرنے میں مصروف تھی۔ کیونکہ میگزین کسی وقت بھی ختم ہو سکتا تھا اور اس کے بعد وہ بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مار ڈالے جاتے۔

فائرنگ کے ساتھ ساتھ وہ دونوں تیزی سے گیلری کے کناروں کی طرف کھسکتے جا رہے تھے۔ صفدر اب مقابل کی دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا چل رہا تھا وہ بیک وقت دونوں اطراف میں نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ گیلری کے کنارے پر پہنچ کر عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھیں جھپکا کر آئی کوڈ میں اسے وہیں رک کر فائرنگ کرنے کا پیغام دیا اور جیسے ہی صفدر نے سر ہلا کر اس کی تجویز سے اتفاق کیا۔ عمران نے فائرنگ روکی اور پھر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح وہ بھاگتا ہوا برآمدے کے ستون کی آڑ میں جا کھڑا ہوا۔ جب کہ اس دوران صفدر نے مسلسل فائرنگ جاری رکھی۔

عمران جیسے ہی ستون کی آڑ میں پہنچا ستون پر گولیوں کی بارش ہو گئی مگر عمران صرف ایک لمحے پہلے ستون کی آڑ میں پہنچ چکا تھا اب عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



برآمدے میں موجود مسلح افراد کا جائزہ لے لیا تھا۔

برآمدے میں اس وقت پانچ مسلح افراد موجود تھے اور پھر عمران کی برین گن نے مسلسل قہقہے برسانے شروع کر دیئے۔

عمران پر بھی گولیوں کی بارش ہوئی۔ مگر عمران ایسے اینگل پر تھا کہ دونوں اطراف میں سے کسی طرف کی گولی بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکتی تھی اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر عمران نے برآمدے میں موجود پانچوں افراد کو لاشوں میں تبدیل کر دیا۔

"صفدر! ـــــ باہر آ جاؤ ـــــ اور دوسرے لوگوں کو بھی بلا لو" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر برآمدے میں آنے سے پہلے کمروں میں گھسا اور پھر صفدر کے ساتھ باقی سب افراد بھی برآمدے میں آ گئے۔

کیپٹن شکیل اور صدیقی نے ان دو افراد کی برین گنیں اٹھائی تھیں جنہیں گیلری کے پشتی حصے پر گولی ماری تھی اور باقی برین گنیں باقی افراد نے سنبھال لیں۔ اب وہ سب مسلح ہو چکے تھے۔

"میرے خیال میں ان لوگوں کے علاوہ عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوائے صفدر اور تنویر کے باقی سب لوگ باہر نکل کر عمارت کی نگرانی کرو صفدر اور تنویر عمارت کے کمروں کی اچھی طرح تلاشی لیں گے ـــــ کوئی بھی کام کی چیز مل جائے تو اسے اٹھا لینا ـــــ میں یہاں اندر آنے والوں کی خبر لوں گا ـــــ اور باہر سے نگرانی کرنے والے جیسے ہی کسی کو آتے محسوس کریں ـــــ وہ کار کے ٹائروں کے چیخنے کا مخصوص کوڈ دیں گے ـــــ تاکہ

ہم لوگ ہوشیار ہو جائیں" ——— عمران نے سب کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور سب ممبروں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے اور پھر صفدر اور تنویر کے علاوہ باقی تمام ممبران جن میں جوزف بھی شامل تھا تیزی سے عمارت سے باہر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

عمران نے ایک دیوار کے ساتھ موجود قدِ آدم باڑ کو چھپنے کے لئے منتخب کیا اور پھر وہ برین گن لئے اس باڑ کے پیچھے بیٹھ گیا ——— جبکہ صفدر اور تنویر عمارت کے اندر واپس گھستے چلے گئے۔



RAFREXO@HOTMAIL.COM

مادام بیورروم سے نکل کر جیسے ہی اپنے مخصوص کمرے میں پہنچی۔ اُسے کمرے میں بلی کی مخصوص میاؤں میاؤں کی آواز سنائی دی اور مادام انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی اس الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی جس میں سے بلی کی آواز ابھر رہی تھی اس نے الماری کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں اوپر نیچے کیا تو الماری کے پٹ سکرین کی طرح روشن ہو گئے اور گہرے سیاہ رنگ کی بلی کا ہیولہ اس پر اُبھر آیا جس کی تیز سرخ آنکھیں مادام کو گھور رہی تھیں۔

"مادام سپیکنگ میڈم ——— مادام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم کیٹ فرام دس اینڈ ——— مجھے اطلاع ملی ہے کہ پرنٹنگ ہیڈکوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے" ——— میڈم کیٹ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم ——— آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے ——— پورا پرنٹنگ ہیڈکوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے" ——— مادام نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس اطلاع کی تصدیق کرتے وقت اس کا رواں رواں

کانپ رہا تھا مگر ظاہر ہے اطلاع کی تصدیق تو اُسے کرنی ہی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو مادام ——؟ کیا میں نے ہیڈ کوارٹر تمہارے حوالے اسی لئے کیا تھا کہ تم ہر چیز تباہ کروا کر رکھ دو" ——؟ میڈم کیٹ اس بُری طرح چیخی کہ مادام جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو۔

"مم —— میڈم! —— وہ سُپر پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس نے کباڑا کر دیا ہے —— ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ ایم۔ ایم تھراپی کو بھی ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائیں گی —— وہ تینوں خود تو مر گئی ہیں —— لیکن انہوں نے ہمیں بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے" —— مادام نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایم۔ ایم تھراپی کو کون ڈاج دے سکتا ہے ——؟ ایسا ناممکن ہے۔ تفصیل بتاؤ" —— میڈم نے چیختے ہوئے پوچھا۔ اور مادام نے نمبر ٹو سے ملی ہوئی رپورٹ حرف بحرف دوہرا دی۔

"ہوں! —— اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکرٹ ایجنٹس واقعی انتہائی خوفناک اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک تھیں —— ورنہ ایسا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا —— چلو وہ تینوں تو ختم ہو گئیں —— مگر ان کی جینئس ٹیم کا کیا ہوا ——؟ کہیں وہ مین ہیڈ کوارٹر ہی نہ تباہ کر دیں" —— اس بار میڈم کے لہجے میں جھلاہٹ اور غصے کے اثرات قدرے کم تھے۔

"میڈم! —— میں چند لمحے پہلے ان تینوں کا خاتمہ کر کے آ رہی ہوں" مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بلیو روم میں ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے سنا دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ویری گڈ! —— یہ ایک اچھا کام ہوا ہے —— اب ہمارے مقابلے میں پرنس آف ڈھمپ کی ٹیم باقی رہ گئی ہے —— تم نے بتایا تھا کہ وہ بھی گرفتار ہو چکے ہیں" —— میڈم نے اس بار کافی نرم لہجے میں کہا۔

"یس میڈم! —— میری نمبر نائن سے بلیو روم جانے سے پہلے بات ہوئی تھی —— وہ سب سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں —— اور میرا خیال ہے کہ اب انہیں بھی بلیو روم میں منگوا کر ان کا خاتمہ کر دوں" —— مادام نے جواب دیا۔

"نہیں! —— وہ لوگ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں —— انہیں یہاں مت بلواؤ —— بلکہ تم خود سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر چلی جاؤ اور اپنے سامنے ان لوگوں کی بوٹیاں اڑا دو —— اور سنو! —— میں کل ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں —— میرے آنے تک ان کی لاشیں محفوظ رکھنا —— میں خود ان کی موت کی تسلی کرنا چاہتی ہوں —— اور ان سُپر پاورز سیکرٹ ایجنٹس کی لاشیں بھی ابھی مت پھینکوانا —— میں خود چیک کروں گی" —— میڈم نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم! —— آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی" —— مادام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" —— میڈم نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی الماری کی سکرین تاریک ہو گئی۔

مادام نے ہینڈل کو دوبارہ ایڈجسٹ کیا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

"یس مادام! —— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیوروم سے غیر ملکی ایجنٹوں کی تین لاشیں اٹھا کر کولڈ روم میں ڈلوا دو۔ اور باقی اپنے آدمیوں کی دس لاشیں دریا میں پھینکوا دو" ۔۔۔ مادام نے ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر مادام" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے کریڈل پر انگلی سے دباؤ ڈال کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نمبر نائن سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"مادام سپیکنگ ۔۔۔ کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ اغوا ہو کر یہاں پہنچ گئے ہیں" ۔۔۔ نمبر نائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں کہاں رکھا ہے تم نے" ۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ وہ تہہ خانوں میں بنے ہوئے سٹرانگ روم میں بیہوش پڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ میں نے بیہوش کرنے والی گیس وہاں چھوڑ کر انہیں بیہوش کر دیا تھا ۔۔۔ وہ کم از کم دو گھنٹے مزید ہوش میں نہ آ سکیں گے۔ پرنس آف ڈھمپ اور حبشی باڈی گارڈ کو سیکشن کے آدمیوں نے ہوٹل کے سپیشل روم میں ہی بیہوش کر دیا تھا ۔۔۔ وہ بیہوشی کے عالم میں ہی یہاں لائے گئے ہیں" ۔۔۔ نمبر نائن نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کتنے آدمی ہیں" ۔۔۔ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میرے علاوہ آٹھ مسلح افراد موجود ہیں ۔۔۔ بیہوش آدمیوں کو تو ہیڈ کوارٹر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پہنچانے کے لئے دو آدمی ہی کافی ہیں" ۔۔۔ نمبر نائن نے جواب دیا وہ سمجھا تھا کہ شاید مادام اس لئے آدمیوں کی تعداد پوچھ رہی ہے کہ آسانی سے ان بیہوش افراد کو ہیڈ کوارٹر پہنچایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

"نہیں! ۔۔۔ انہیں ہیڈ کوارٹر لے آنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ میں خود وہیں آ رہی ہوں" ۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں گیٹ پر آپ کی آمد کے متعلق ہدایات دے دیتا ہوں ۔۔۔ گیٹ آپ کو کھلا ملے گا" ۔۔۔ نمبر نائن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ مادام خود سیکنڈ ہیڈ کوارٹر میں آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے! ۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گی" ۔۔۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام! ۔۔۔ ارے یہ دھماکہ ۔۔۔" دوسری طرف سے نمبر نائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید نمبر نائن نے رسیور رکھ دیا تھا۔

"یہ کیسا دھماکہ تھا ۔۔۔ جس سے نمبر نائن بوکھلا گیا ہے ۔۔۔ بہرحال میں خود جا کر معلوم کرتی ہوں ۔۔۔ شاید کسی نے نکلنے کی کوشش کی ہو گی اور نمبر نائن کے آدمیوں نے اسے اڑا دیا ہو گا" ۔۔۔ مادام نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی غسل خانے کی طرف بڑھتی چلی گئی تا کہ لباس تبدیل کر کے سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر جا سکے۔

عمران کو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک عمارت کے باہر سے یوں آواز سنائی دی جیسے کسی تیز رفتار کار کے ٹائر یکدم بریک لگ جانے کی وجہ سے بری طرح چیخ اٹھے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ایک کار کی ہیڈ لائٹس تیزی سے مڑیں اور پھر وہ کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر داخل ہو گئیں۔ پھاٹک اتفاق سے سیکرٹ سروس کے ممبران نے جاتے ہوئے بند نہ کیا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سیدھی پورچ میں آئی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی تیزی سے باہر نکل آئی۔ اس نے بدن پر انتہائی چست لباس پہنا ہوا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت اور تیز طرار معلوم ہو رہی تھی۔ پورچ میں لگے ہوئے بلبوں کی روشنی میں اس کے چہرے پر انتہائی سختی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی پانچ لاشوں پر پڑیں اور وہ یوں اچھلی جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اور اسی لمحے عمران کو بھی احساس ہوا کہ برآمدے میں لاشیں چھوڑ کر اس سے



بہت بڑی حماقت ہوئی ہے۔ وہ انتہائی تیزی سے باڑ کے پیچھے سے نکلا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے اندھا دھند انداز میں پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لڑکی لاشوں کو دیکھ کر انتہائی تیزی سے کار میں بیٹھ کر عمارت سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گی۔ اور اس کا اندازہ بالکل درست ثابت ہوا۔ جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا اسے اپنے پیچھے کار کی تیز لائٹس آتی محسوس ہوئیں عمران نے بڑی پھرتی سے پھاٹک کا ایک دروازہ بند کیا اور پھر وہ دوسرے دروازے کی طرف بھاگا۔ اسی لمحے کار اس کے انتہائی قریب پہنچ گئی۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ عمران نے پوری قوت سے پھاٹک کے در کو دھکیل دیا اور پھر کار کے اگلے حصے کے پھاٹک تک پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے پھاٹک کا دوسرا در بند ہو گیا۔ کار کے ٹائروں کے چیخنے کی آواز سنائی دی مگر کار ایک تو خاصی رفتار سے آ رہی تھی دوسرا وہ پھاٹک کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اس لئے بریک لگنے کے باوجود کار ایک زبردست دھماکے سے پھاٹک سے ٹکرا گئی اور پھاٹک سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹی، کار کا دروازہ کھلا اور اس لڑکی نے باہر چھلانگ لگا دی۔

"خبردار! ـــــ اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ـــــ عمران نے جو اسی انتظار میں کھڑا تھا انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور لڑکی یوں رک گئی جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہو گئی ہو۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گھومتی چلی گئی۔

"کون ہو تم ـــــ؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو" ـــــ؟ لڑکی نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ تو تم بتاؤ گی جانِ من کہ تم کون ہو" ـــــ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم ___ میرا نام گارشیا ہے ___ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی ___ مگر برآمدے میں لاشیں پڑی ہیں" ____ لڑکی نے اس بار قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے کی درشتگی یکدم نرمی میں بدل گئی تھی۔

اسی لمحے عمران نے صفدر اور تنویر کو بھی برآمدے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید کار کے پھاٹک سے ٹکرا جانے کی آواز سن کر باہر آئے تھے۔ لڑکی کی چونکہ ان دونوں کی طرف پشت تھی اس لئے وہ انہیں آتے نہ دیکھ سکی تھی۔

"واہ ___ واہ ___ گارشیا ___ کتنا خوبصورت نام ہے ___ اور جتنا تمہارا نام خوبصورت ہے ___ اتنی ہی بھدی اداکاری بھی کر رہی ہو" ___ عمران نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ مجھ پر یقین کرو" ____ لڑکی نے پہلے سے زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔

مگر دوسرے لمحے عمران کے دونوں ہاتھوں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور نہ صرف برین گن اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی بلکہ وہ اپنی ہی جھونک میں تین چار قدم آگے دوڑتا چلا گیا۔

لڑکی نے دراصل بجلی کی سی تیزی سے عمران کے ہاتھوں سے برین گن جھپٹ لی تھی۔ اور پھر جیسے ہی عمران رک کر سیدھا ہوا۔ لڑکی نے برین گن سیدھی کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ عمران کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر کے ہاتھوں میں برین گنیں تھیں مگر وہ بھی لڑکی کی بے پناہ پھرتی کے سامنے ششدر رہ گئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اس پوزیشن میں فائر بھی نہ کر سکتے تھے کیونکہ عمران درمیان میں تھا اور لڑکی تک گولیاں پہنچنے سے پہلے عمران کے جسم میں سوراخ ہو جانے یقینی تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لڑکی نے جیسے ہی ٹریگر دبایا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے فضا میں چھلانگ لگا کر گولیوں سے بچنے کی کوشش کی مگر گولیوں سے بچنے کی نوبت ہی نہ آئی کیونکہ ٹریگر دبنے کے بعد گولیاں چلنے کی آواز آنے کی بجائے ٹرچ کی آواز ہی سنائی دی تھی۔ عمران کی برین گن میں میگزین پہلے ہی ختم ہو چکا تھا اور اس کے متعلق عمران کو بھی علم نہ تھا کہ وہ جو برین گن اٹھائے ہوئے ہے وہ سوائے لاٹھی کے اور کسی کام نہ آسکتی تھی۔

جیسے ہی لڑکی کو احساس ہوا کہ برین گن بیکار ہے اس نے برین گن پوری قوت سے عمران کی طرف اچھالی اور دوسرے لمحے کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر قریب کھڑی کار پر جا گری اور پلک جھپکنے میں وہ کار کی چھت سے پھسل کر دوسری طرف جا پڑی۔

صفدر اور تنویر تیزی سے لڑکی کی طرف بھاگے۔ کار کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے وہ اس پر فائرنگ نہ کر سکتے تھے۔

ادھر عمران تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ لڑکی کار کی آڑ میں سے باہر نکل جانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ مگر لان میں موجود گھپ اندھیرے کی وجہ سے لڑکی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور صفدر اور تنویر دونوں کار کی دوسری طرف سے ہو کر عمران کے قریب پہنچ گئے۔ مگر لڑکی تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

"وہ لان میں کہیں چھپ گئی ہے ___ اسے ڈھونڈو" ____ عمران نے چیخ کر کہا اور صفدر اور تنویر دونوں تیزی سے لان کے اس طرف دوڑے جدھر قد آدم باڑ تھی۔

عمارت کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ عمران کو یقین تھا کہ لڑکی انہیں پھلانگ

کر باہر نہیں جا سکتی اس لئے وہ اطمینان سے ہاتھ میں خالی برین گن پکڑے پھاٹک کے پاس کھڑا رہ گیا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ لڑکی کے پھاٹک کی طرف سے نکل جانے کا تھا۔ اس لئے وہ خود اس جگہ سے نہ ہٹا۔

چند لمحوں بعد اچانک عمران کو تنویر کی کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے گرنے کی آواز سنائی دی اور پھر فضا برین گن کے قہقہوں سے گونج اٹھی۔ مگر ان قہقہوں میں کوئی انسانی چیخ شامل نہ تھی۔

چند لمحے تک فضا پر بھیانک سکوت طاری رہا اور پھر اچانک فضا میں ایک دردناک نسوانی چیخ سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی عورت انتہائی تکلیف دہ انداز میں چیخی تھی۔ اور یہ آواز سن کر عمران انتہائی پھرتی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا جدھر سے اُسے یہ آواز سنائی دی تھی کیونکہ آواز بتا رہی تھی کہ اس لڑکی کو چھاپ لیا گیا ہے۔

آواز چونکہ لان کے شمالی کونے کی طرف سے آئی تھی اس لئے عمران تیزی سے ادھر بھاگتا چلا گیا۔ مگر ابھی وہ شمالی کونے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اسے پھاٹک کے کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں خفت اور ندامت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے لڑکی کو پھاٹک کھول کر باہر جاتے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔

اسی لمحے صفدر اور تنویر بھی بھاگتے ہوئے عمران کے قریب پہنچ گئے۔

"وہ نکل گئی" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پھاٹک کی طرف بھاگنے لگا۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا، کھلے ہوئے پھاٹک سے لڑکی جیسے اڑتی ہوئی واپس آئی اور عمران کے قدموں میں آگری۔ پھاٹک پر جوزف کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



شکل دکھائی دی تھی۔

"مسی چوروں کی طرح نکلی جا رہی تھی باس" ——— جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"کھڑی ہو جاؤ لڑکی! ——— اس وقت تم دو برین گنوں کے نشانے پر ہو" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور لڑکی خاموشی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بہت خوب! ——— لطف آ گیا" ——— عمران نے اس کی پھرتی کی داد دیتے ہوئے کہا۔

لڑکی خاموش کھڑی بڑی معصومیت سے پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"تم کراہ کر گرے کیسے تھے" ——— عمران نے تنویر سے پوچھا۔

"میرا پیر ایک جھاڑی میں اچانک اٹک گیا اور میں گر گیا ——— مجھے گرتا دیکھ کر صفدر نے فائرنگ کر دی" ——— تنویر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہاری چیخ تو میں نے شمالی کونے میں سنی تھی ——— پھر تم اتنی جلدی پھاٹک تک کیسے پہنچ گئیں" ——— عمران نے اس بار لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں کار کے نیچے چھپ گئی تھی ——— اور مجھے اس طرح چیخنے کی پوری ٹریننگ ہے کہ آواز دور سے آتی سنائی دے" ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اتنے مطمئن انداز میں بات کر رہی تھی جیسے دشمنوں کی بجائے دوستوں کی محفل میں کھڑی ہو۔

"تنویر! ——— اسے اندر لے چلو ——— میں اس فن میں اس کا شاگرد بننا چاہتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! ——— آج میری ایک بات مان لیں" ——— تنویر نے

اچانک کہا۔

"کیا ــــــ؟" عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آج مجھے اس کا شاگرد بننے دیں ــــــ میں اس کی ساری اُستادی اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہوں" ــــــ تنویر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے بس کا روگ نہیں تنویر" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم لوگ میرے متعلق اس طرح باتیں کر رہے ہو ــــ جیسے میں کوئی انسان کی بجائے پلاسٹک کی گڑیا ہوں ــــــ یہ نامرد بھلا میرا مقابلہ کیا کر سکے گا جو ایک جھاڑی سے اٹک کر کراہنے پر مجبور ہو گیا تھا" ــــــ لڑکی نے چیلنج کے سے انداز میں تنویر کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کی کھوپڑی لڑکی کی بات سنتے ہی بھک سے اُڑ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور عمران مداخلت کرتے، تنویر نے پوری قوت سے ایک بازو گھما دیا۔ وہ شاید لڑکی کو تھپڑ مارنا چاہتا تھا اور شاید لڑکی کا داؤ بھی یہی تھا کہ تنویر کو اشتعال میں لا کر حرکت میں لے آئے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

تنویر کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر کا تھپڑ لڑکی کے گال پر پڑتا، لڑکی نے انتہائی پھرتی سے اس کا ہاتھ تھاما اور پھر ایک جھٹکے سے تنویر کسی لٹو کی طرح گھومتا چلا گیا اور پھر جب تنویر سیدھا ہوا تو لڑکی تنویر کی پشت سے اس طرح چمٹی ہوئی تھی جیسے امر بیل کسی درخت سے چمٹ جاتی ہے۔

صفدر نے تیزی سے گھوم کر لڑکی کی پشت پر برین گن کا بٹ مارنا چاہا مگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM



لڑکی نے اسی لمحے پوری قوت سے تنویر جیسے لحیم شحیم آدمی کو صفدر پر دھکیل دیا اور تنویر اور صفدر دونوں ٹکرا کر نیچے جا گرے اور لڑکی نے اچھل کر ایک بار پھر پھاٹک کی طرف چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران پہلے سے ہی شاید ایسے موقع کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ٹانگ آگے بڑھا دی اور لڑکی منہ کے بل فرش پر جا گری۔

اسی لمحے قریب کھڑے جوزف نے بڑی پھرتی سے لڑکی کی گردن پکڑی اور پھر اُسے یوں اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا جیسے وہ گوشت پوست کی لڑکی کی بجائے کوئی مُردہ چھپکلی ہو۔

"مسی! ــــ باس کی اجازت کے بغیر تم باہر نہیں جا سکتی" ــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے لڑکی کے دونوں ہاتھ فضا میں ایک لمحے کے لئے پھیلے اور پھر جوزف کے منہ سے نہ صرف کراہ نکل گئی بلکہ اس نے بے اختیار لڑکی کے گلے سے ہاتھ ہٹا لئے۔ لڑکی کی کھڑی ہتھیلیاں پوری قوت سے جوزف کی دونوں اطراف کی پسلیوں پر پڑی تھیں۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گا" ــــ تنویر کی دھاڑ سنائی دی۔

مگر اس سے پہلے کہ تنویر لڑکی تک پہنچتا، عمران کا ہاتھ فضا میں گھوما اور ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے لان گونج اٹھا۔ لڑکی کسی گیند کی طرح اچھل کر پھاٹک سے ٹکرائی اور پھر نیچے گر پڑی۔ عمران نے شاید تھپڑ مارنے میں پوری قوت استعمال کر دی تھی کیونکہ اس بار لڑکی زمین پر گر کر نہ اٹھ سکی اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"جوزف! ــــ اسے اٹھا کر اندر لے آؤ ــــ یا تو یہ خود میڈم کیٹ ہے

یا پھر اس تنظیم کا اہم ترین مہرہ ہے" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے آگے بڑھ کر بیہوش لڑکی کو اٹھا کر کندھے پر لاد لیا۔

"بڑی پھرتیلی لڑکی ہے ۔ خدا کی پناہ! ۔۔ بجلی ہے بجلی" ۔۔ صفدر نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔ بڑی بڑی تیز طرار لڑکیاں میں نے دیکھی ہیں ۔۔ مگر یہ تو چھلاوہ ہے" ۔۔ عمران نے کھلے دل سے لڑکی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ تنویر برا سا منہ بنا کر خاموش رہا۔ شاید لڑکی کے ہاتھوں ڈاج کھا کر وہ سب کے سامنے چوہا سا بن گیا تھا۔

جوزف ۔ لڑکی کو اٹھا کر عمران کے اشارے پر عمارت کے ایک کمرے میں لے آیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا اور اسی لمحے صفدر کی نگاہ ایک الماری پر پڑ چکی تھی جس کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا اور اس میں پڑا ہوا رسی کا گچھا صاف نظر آ رہا تھا۔ جب تک جوزف نے بیہوش لڑکی کو کرسی پر لٹایا۔ صفدر نے الماری سے رسی نکالی اور پھر اس نے لڑکی کو اس رسی کی مدد سے اس طرح باندھا کہ اب لڑکی سوائے سر ہلانے کے جسم کے کسی اور حصے کو حرکت نہ دے سکتی تھی۔ لڑکی کا ایک گال عمران کا تھپڑ کھا کر پھٹ گیا تھا اور اس کی دونوں باچھوں سے خون رس رہا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے لڑکی کو ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



چھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے چار قوی ہیکل نوجوان تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ ان کے پیروں میں ٹامی گنیں پڑی ہوئی تھیں ان سب نے اپنے گلوں میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے رومال باندھے ہوتے تھے جن پر سیاہ رنگ کی بلی کی تصویریں جگہ جگہ بنی ہوئی تھیں۔ یہ میڈم کیٹ کی تنظیم کے ایک سیکشن مرڈر سیکشن سے تعلق رکھتے تھے اور یہی رومال انکی مخصوص نشانی تھی۔ اس سیکشن سے تعلق رکھنے والا ہر شخص شہزادوں کی طرح زندگی گذارتا تھا۔ اس پورے سیکشن میں ہیڈ کوارٹر میں ڈیوٹی دینے والے دس ممبر تھے۔ جن میں سے چار افراد کی ڈیوٹی مستقل مین ہیڈ کوارٹر کے اندر اور باقی چھ افراد کی ڈیوٹی شہر میں تھی۔

مرڈر سیکشن کا ہر ممبر بہترین نشانہ باز ۔۔۔ اعلیٰ درجے کا لڑاکا ۔۔۔ سفاک فطرت ۔۔۔ اور انتہائی چست و چالاک تھا۔ جب بھی مادام کو کسی آدمی کو قتل کرانے کی ضرورت پیش آتی۔ وہ مرڈر سیکشن کے انچارج جے ایم ۔ ون کہلاتا تھا

اس کا نام و پتہ بھیج دیتی اور پھر وہ آدمی چاہے کتنی بڑی شخصیت کا مالک کیوں نہ ہوتا۔ چاہے وہ سات حفاظتی حصاروں کے اندر ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ مرڈر سیکشن کے آدمی اسے ہر قیمت پر قتل کر دیتے تھے۔ پورے شہر میں ان لوگوں کی اتنی دہشت تھی کہ کسی کے گلے میں بلی کی تصویروں والا سرخ رومال نظر آجاتا تو لوگ اس سے اس طرح خوف کھاتے جیسے انہوں نے مجسم موت کو اپنے سامنے دیکھ لیا ہو۔

ان کے کمرے کے ساتھ ہی مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون کا دفتر تھا۔ یہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا مگر قاتلانہ حملوں کے منصوبے بنانے میں اس کا دماغ اتنا زرخیز تھا کہ آج تک اس کا بنایا ہوا منصوبہ کبھی ناکام نہ ہوا تھا۔

اس وقت بھی ایم ون اپنے سامنے ایک فائل رکھے اس کے مطالعے میں غرق تھا۔ یہ فائل ایک شکار سے متعلق تھی جسے ابھی حال میں ہی اس سیکشن نے موت کے گھاٹ اتارا تھا اور سیکشن کے قاتل نے قواعد کے مطابق اس قتل کی تمام تفصیلات کوڈ ورڈز میں لکھ کر فائل سیکشن کو بھجوا دی تھی تاکہ وہ ریکارڈ کے طور پر سیکشن کی لائبریری میں محفوظ ہو سکے۔

ایم ون فائل کے صفحے پلٹنے میں مصروف تھا کہ قریب پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایم ون نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ایم ون سپیکنگ" ___ ایم ون نے کرخت آواز میں کہا۔

"سیکرٹری ٹو مادام سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"یس مس" ___ اس بار ایم ون کے لہجے میں نرمی کی آمیزش تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"ایم ون! ___ مادام سیکشن نائن کے ہیڈ کوارٹر گئی ہیں تاکہ وہاں موجود خطرناک ترین غیر ملکی جاسوسوں کو اپنے سامنے ٹھکانے لگا سکیں ___ انہیں گئے ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں ___ میں نے انہیں وہاں ایک ضروری پیغام پہنچانے کے لئے کال کی ہے ___ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا ___ پھر میں نے ٹیلیفون کرنے کی کوشش کی ___ مگر کسی نے رسیور نہیں اٹھایا ___ مجھے بے حد فکر ہو رہی ہے ___ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا" ___ سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! کیا مادام وہاں اکیلی گئی ہیں" ___؟ ایم ون نے پریشان لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ بالکل اکیلی گئی ہیں ___ اسی لئے تو مجھے فکر لگ رہی ہے۔ کیونکہ میڈم کیٹ نے مادام کو آگاہ کیا تھا کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ___ ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے ___ کوئی پرنس آف ڈھمپ علی عمران اور اس کے ساتھی ہیں" ___ سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"علی عمران! ___ پاکیشیا سے! ___ کیا کہہ رہی ہیں آپ" ___؟ ایم ون نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ میڈم کیٹ نے یہی نام لیا تھا ___ کیوں کیا ہوا" ___؟ سیکرٹری نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ___ اگر واقعی یہ وہی آدمی ہے تو پھر ہر چیز ہو سکتی ہے ___ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ___ یہ دنیا کا چالاک ترین شخص ہے ___ مگر یہ لوگ سیکشن نائن کے ہتھے کیسے چڑھ گئے" ___؟ ایم ون نے پوچھا۔

"اس کی تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے ___ بہرحال میرا آپ کو فون

کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ مادام کا پتہ کریں ____ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہوں" ____ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"او کے! ____ میں ابھی پتہ کرتا ہوں ____ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی" ____ ایم۔ ون نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ساتھ والے چھوٹے کمرے میں گھنٹی کی تیز آواز گونج اٹھی۔ اور مرڈر سیکشن کے چاروں ممبر جو تاش کھیلنے میں منہمک تھے۔ بری طرح چونک پڑے۔ پھر انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے تاش کے پتے پھینکے اور جھک کر پیروں میں پڑی ہوئی ٹامی گنیں اٹھائیں اور بھاگتے ہوئے ایم۔ ون کے کمرے میں پہنچ گئے۔

"فوراً سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر پہنچو ____ مادام وہاں گئی ہے۔ اور وہاں سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہو رہا ____ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہاں پاکیشیا کا خطرناک ترین جاسوس علی عمران اور اس کے ساتھی قید ہیں ____ جن کے خاتمے کے لئے مادام وہاں گئی ہے ____ رابطہ نہ ہونے سے مجھے شک پڑتا ہے کہ وہاں حالات بدل گئے ہوں گے ____ علی عمران اور اس کے ساتھی دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں ____ اس لئے تم وہاں جاؤ اور حالات دیکھو ____ جیسی بھی پوزیشن ہو ____ ویسے ہی اقدام کرنا" ____ ایم۔ ون نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اگر غیر ملکی جاسوس وہاں موجود ہوں تو انہیں قتل کرنے کی اجازت تو ہے" ____ ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل اجازت ہے ____ مادام بھی تو وہاں اسی مقصد کے لئے گئی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہے" ____ ایم۔ ون نے جواب دیا۔

"او کے باس! ____ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے خطرناک جاسوس ہیں"۔ اسی نوجوان نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"سنو! ____ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور مجھے وہاں کی صورت حال کی اطلاع دینا ____ ہو سکتا ہے کہ مجھے سیکشن کے اور ممبر بھی کال کرنے پڑیں" ____ ایم۔ ون نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس! ____ پچاس ساٹھ آدمیوں کے لئے تو ہم چار ہی کافی ہیں ____ اس سے زیادہ ہوئے تو پھر دیکھا جائے گا" ____ ایک نوجوان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے تیز تیز قدم پورچ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جہاں ان کی مخصوص سپورٹس کاریں موجود تھیں۔

"میرے خیال میں ایک ہی کار میں چلا جائے ____ خواہ مخواہ کی بھیڑ بھاڑ اچھی نہیں ہوتی" ____ ان میں سے ایک نے پارکنگ میں پہنچتے ہوئے کہا۔ اور باقیوں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر وہ سب ایک ہی کار میں سوار ہو گئے اور کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر تیزی سے عمارت میں بنی ہوئی طویل سڑک پر دوڑتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے مرڈر سیکشن کے لئے مخصوص گیٹ کراس کرتی ہوئی مین روڈ پر آ گئی۔

سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر الگن روڈ پر تھا اس لئے وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے الگن روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رات کے وقت چونکہ ان سڑکوں پر اتنا زیادہ رش نہ تھا اس لئے ان کی کار بغیر کسی روک ٹوک کے انتہائی تیز رفتاری سے اپنی

منزلِ مقصود کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

الگن روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچتے ہی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کار ہیڈ کوارٹر سے کچھ فاصلے پر روک لینا ـــــ نجانے وہاں حالات کیا ہوں ـــــ ہم یوں ہی اگر اندھا دھند وہاں پہنچ گئے تو مصیبت میں پھنس جائیں گے" ـــــ اس کا لہجہ قدرے تحکمانہ تھا شاید وہ اس گروپ کا انچارج تھا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چند لمحوں بعد کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر ایک گھنے درخت کے نیچے اس نے کار روک دی اور وہ چاروں ٹامی گنیں سنبھالے نیچے اتر آئے۔ ہیڈ کوارٹر کی عمارت کچھ دُور ہی واقع تھی۔ وہ کار سے اتر کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمارت کا گیٹ بند تھا اور اندر کی روشنیاں جل رہی تھیں۔

"بظاہر تو حالات پُرسکون نظر آ رہے ہیں" ـــــ ایک نے کہا۔

"ہاں! ـــ ایسا ہے ـــــ نمبر الیون اور میں پہلے اندر جائیں گے ـــ تھرٹین اور نائن باہر رہیں گے ـــــ اگر ہم نے کلیرنس کا سگنل دے دیا تو پھر وہ اطمینان سے اندر آ جائیں ـــــ ورنہ ہم ریڈ سگنل دے دیں گے۔ اور پھر حالات کے مطابق اقدام کیا جائے" ـــــ انچارج نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

چنانچہ انچارج اور ایک اور نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جب کہ باقی دو ہیڈ کوارٹر سے پہلے ہی اندھیرے کونوں میں سمٹتے چلے گئے۔

انچارج اور نمبر الیون بڑے محتاط انداز میں پھاٹک کی طرف بڑھے چلے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جا رہے تھے۔ ان کی سانپ کی سی آنکھیں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں مگر ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سڑک پہ اِکا دکا کاریں گزر جاتی تھیں۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے پاس پہنچے، اچانک کہیں قریب سے ہی انہیں کار کے زوردار بریکوں کی آواز سنائی دی اور وہ بُری طرح اچھل پڑے اور انہوں نے تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر قریب کہیں بھی کار نہیں رُکی تھی۔ پھر انہوں نے یہی سوچ کر کندھے ہلا دیئے کہ شاید کسی قریبی سڑک پر ایسا ہوا ہوگا۔

پھاٹک کے دونوں پٹ باقاعدہ طور پر بند نہ تھے۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان کچھ رخنہ موجود تھا۔ اتنا رخنہ کہ ایک آدمی آسانی سے اندر گھس سکتا تھا۔ انچارج نے منہ اندر ڈال کر عمارت کے اندر کا جائزہ لیا۔ دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پھاٹک سے کچھ دور مادام کی کار موجود تھی۔ مگر اس کی حالت سے صاف نظر آ رہا تھا کہ اس کا بُری طرح ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ویسے تمام عمارت خالی پڑی تھی۔ وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ البتہ بلب باقاعدگی سے جل رہے تھے۔

"آؤ! ـــ میرا خیال ہے کہ کچھ گڑبڑ ہے" ـــــ انچارج نے اندر داخل ہوتے ہوتے نمبر الیون سے کہا اور پھر نمبر الیون بھی اندر داخل ہوا۔ وہ اندر داخل ہوتے ہی انتہائی تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگی ہوئی قد آدم باڑ کے پیچھے چھپ گئے۔ چند لمحے وہ وہاں چھپے ہوئے ماحول کا جائزہ لیتے رہے۔ مگر جب انہوں نے کہیں بھی کوئی ردِعمل نہ دیکھا تو وہ اس باڑ کے پیچھے آہستگی سے چلتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پورچ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی سیکشن نائن کے پانچ آدمیوں کی لاشوں پہ پڑیں وہ بُری طرح چونک اٹھے۔

"یہاں زبردست جنگ ہوئی ہے ـــــ ہر طرف گولیوں کے خول بکھرے پڑے ہیں" ـــــ نمبر الیون نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے ـــــ تم یہاں رکو ـــــ میں اندر دیکھتا ہوں ـــــ ویسے مجھے امید تو نہیں کہ وہ جاسوس اتنی جنگ کے باوجود اس عمارت میں ہوں گے لیکن پھر بھی" ـــــ انچارج نے کہا اور پھر وہ آہستگی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ہر ممکن احتیاط سے کام لے رہا تھا۔

برآمدے سے ہوتا ہوا وہ گیلری میں داخل ہوا تو اُسے قریبی کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ جیسے اندر کچھ لوگ موجود ہوں۔ وہ آہستگی سے دروازے کی طرف کھسکتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا مگر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی ابھی وہ پوری طرح اندر کا جائزہ بھی نہ لے سکا تھا کہ اچانک اس کی کمر پر زوردار ضرب لگی اور وہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا۔ دروازہ شاید اندر سے کھلا ہوا تھا اس لئے دروازے سے ٹکراتے ہی وہ توپ کے گولے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کے اندر جا گرا۔ اور ٹھیک اسی لمحے ٹامی گن کی خوفناک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کی بھیانک چیخ سے گیلری گونج اٹھی۔



RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر مادام کو ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف تھا کہ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف! ـــــ تم باہر جا کر پہرہ دو ـــــ اور سنو! ـــــ اگر کسی ممبر کی طرف سے کار کے بریکوں کا مخصوص کوڈ سنائی دے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اس لڑکی کا پتہ کرنے ضرور آئے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو باس! ـــــ میں جنگلی مکڑے کی طرح پوری طرح چوکنا ہو کر پہرہ دوں گا ـــــ اور آدمی تو آدمی ـــــ مکھی بھی تم تک نہ پہنچ سکے گی" ـــــ جوزف نے جواب دیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ باہر سے ہی بند کر لیا تھا۔

اب کمرے میں عمران، صفدر اور تنویر باقی رہ گئے تھے۔ صفدر کی کوششیں جلد ہی رنگ لے آئیں اور وہ لڑکی ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے

اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی۔ مگر ظاہر ہے صفدر نے اسے اس طرح باندھا تھا کہ اس کے لئے سوائے سر ہلانے کے اور حرکت ناممکن ہو کر رہ گئی تھی۔

"ہاں تو محترمہ! ـــ اب جلدی سے اپنا حدود اربعہ تفصیل سے بتا دو"۔؟ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔ عمران کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ صفدر اور تنویر دونوں اس کا یہ روپ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"بتایا تو ہے کہ میرا نام کارشیا ہے ـــ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی"۔ لڑکی نے بڑے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران جو اس لڑکی کی آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہا تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ لڑکی کی ٹائپ کو سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی تشدد کے سامنے نہیں جھکے گی اور اتنی چالاک و عیار ہے کہ کسی قسم کا بہلاوا بھی کام نہیں دے سکتا۔ اس لئے وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے لڑکی جلد از جلد اصل راز اگل دے کیونکہ عمران کی چھٹی حس بار بار اُسے خبردار کر رہی تھی کہ اس عمارت میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مجبور تھا کیونکہ شہر میں اس کی نظر میں ایسی کوئی عمارت نہ تھی جہاں وہ اس لڑکی کو لے جاتا۔

اور پھر اسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک دلچسپ سی ترکیب آ گئی۔ اُسے یقین تھا کہ یہ لڑکی اس ترکیب سے سب کچھ بتا دے گی۔ گو ترکیب انتہائی مضحکہ خیز تھی لیکن عمران عورتوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ خوبصورت ہے ـــ اتنی خوبصورت لڑکی ہر آدمی کے لئے خطرہ بن سکتی ہے ـــ اس لئے میرا خیال

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہے کہ پہلے اسے بوڑھا کر دیا جائے ـــ پھر اس سے بات کی جائے"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کس طرح ـــ ؟ میں سمجھا نہیں"ـــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو! ـــ اگر ہم نے اس کے دانت توڑ دیئے تو یہ نئے لگوا لے گی۔ ناک کاٹ دی تو پلاسٹک سرجری سے دوسری ناک لگ جائے گی ـــ آنکھیں نکالنا بہت بڑا ظلم ہے ـــ اور میں اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتا ـــ البتہ اسے بوڑھا کرنے کی ایک ترکیب ایسی ہے کہ جس کا کوئی مداوا نہیں ـــ یہ اس عمر میں بھی ساٹھ سال کی بوڑھی لگے گی ـــ اور کوئی آدمی اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرے گا"ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کس طرح"ـــ ؟ اس بار تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ بیس سال کی لڑکی کو ساٹھ سال کی بڑھیا آخر کیسے بنایا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وہ پھر ٹھیک نہ ہو سکے۔

"سیدھی سی بات ہے کہ اس پر چالیس سال مزید گزار دیئے جائیں ـــ اس کی زیادہ سے زیادہ عمر بیس سال ہو گی ـــ چالیس سال گزر جائیں گے تو یہ ساٹھ سال کی ہو جائے گی ـــ اور پھر چاہے یہ کچھ بھی کرے، دوبارہ بیس سال کی نہیں ہو سکتی"ـــ عمران نے یوں جواب دیا جیسے کوئی شعبدہ گر شعبدہ دکھانے سے پہلے حاضرین کو انتہائی تجسس تک لے جاتا ہے۔

"کیا بیوقوفوں جیسی باتیں کر رہے ہو ـــ ؟ کیا ہم چالیس سال تک اس کے سر پر کھڑے وقت گزرنے کا انتظار کرتے رہیں گے ـــ ؟" تنویر نے

جھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوستو! ___ یہ چالیس سال دس منٹوں میں گزر جائیں گے ___ دیکھو میں تمہیں سمجھاتا ہوں ___ انسانی جسم میں بڑھاپا اس طرح آتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم میں موجود رگیں سست ہوتی چلی جاتی ہیں ___ اور خلیوں کی حرکت آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جاتی ہے ___ یہ عمل چونکہ انتہائی آہستگی سے ہوتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آدمی بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے ___ میرے پاس ایک ایسی دوا ہے جو اس عمل کو انتہائی تیز کر دیتی ہے اور جو کام ایک سال میں ہوتا ہے وہ ایک سیکنڈ میں ہو جاتا ہے ___ اس طرح اس دوائی کی ایک خوراک دس منٹ میں اس لڑکی کو چالیس چالیس سال آگے دھکیل دے گی اور پھر یہ لاکھ پلاسٹک سرجریاں کرائے لیکن جوانی واپس حاصل نہ ہو سکے گی"___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں دو چھوٹی چھوٹی گولیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"مگر اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا"___؟ صفدر نے پوچھا۔

"فائدہ نہ ہو تو نقصان بھی کیا ہوگا ___ ہم زیادہ دیر تو اس عمارت میں ٹھہر نہیں سکتے ___ اور میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی غیر اہم اور عام سی لڑکی ہے جیسی بدمعاشوں کی محبوبائیں ہوتی ہیں ___ بس اسے ذرا سزا دینا چاہتا ہوں"___ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن کھول کر اس میں سے ایک گولی نکال کر ہتھیلی پر رکھ لی۔

مادام جو گہری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی اس کی سنجیدگی دیکھ کر دل ہی دل میں لرزنے لگی۔ اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ ایسی کوئی دوا ہو سکتی ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



مگر وہ جانتی تھی کہ ایسی دوا کا ہونا ناممکنات میں سے بھی نہیں۔ اگر واقعی اس گولی میں ایسی تاثیر ہوئی تو وہ یکدم ستر سال کی بڑھیا ہو جائے گی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کی عمر بیس نہیں تیس سال ہے۔ وہ اسی تذبذب میں تھی کہ اس بات کو سچ سمجھے یا نہیں۔

"اس کا منہ کھولو صفدر! ___ میں یہ گولی اس کے حلق میں اتار دوں۔ پھر دیکھنا کیا تماشہ ہوتا ہے"___ عمران نے گولی انگلیوں میں پکڑتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے مادام کا منہ کھولنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ٹھہرو! ___ رک جاؤ ___ تم ایسا نہیں کر سکتے ___ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے نفسیاتی ڈاج دے رہے ہو"___ مادام نے بیک وقت متضاد باتیں کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی ترکیب کارگر رہی ہے۔ لڑکی کے دل میں اندیشے جاگ اٹھے ہیں اور یہی وہ چاہتا تھا۔

"ابھی پتہ چل جائے گا محترمہ! ___ صرف دس منٹ رک جاؤ ___ جلدی صفدر جلدی کرو ___ خوامخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے"___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے ایک بار پھر ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ٹھہرو! ___ خدا کے لئے رک جاؤ ___ تم جو پوچھنا چاہتے ہو ___ میں بتا دیتی ہوں ___ مگر ایسا نہ کرو ___ میری جوانی مجھ سے نہ چھینو"___ آخرکار مادام نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا اور کیوں نہ ڈالتی۔ کچھ بھی ہو، تھی تو عورت۔ اور عورت جتنا بڑھاپے سے ڈرتی ہے اتنا موت سے بھی نہیں ڈرتی

" کیا بتانا چاہتی ہو ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ ہمارا وقت ضائع نہ کرو" ـــــ عمران نے یوں کہا جیسے اب اُسے مادام کے بیان سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہ گئی ہو۔

" میں مادام کیٹ ہوں ـــــ یہ سیکشن نائن کا ہیڈکوارٹر ہے ـــــ مجھے میڈم کیٹ نے بتایا تھا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو ـــــ اس لئے میں اپنی آنکھوں کے سامنے تمہیں قتل کرانا چاہتی تھی۔ اسی لئے تمہیں ہیڈکوارٹر بلانے کی بجائے میں خود یہاں چلی آئی" ـــــ مادام نے تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

" مادام کیٹ اور میڈم کیٹ! ـــــ کیا مطلب ـــــ؟ کیا تم ہمیں بلیوں کے چکر میں الجھا کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہتی ہو" ـــــ؟ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم میڈم کیٹ کو نہیں جانتے ـــــ یہ وہ تنظیم ہے جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے ـــــ ایکریمیا کی پوری معیشت تباہ کر دی ہے ـــــ اگر ایکریمیا کے پاس سونے کے ہنگامی ذخیرے نہ ہوتے تو اس وقت ایکریمیا پر ہماری حکومت ہوتی" ـــــ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ عورت جب اپنی بڑائی دکھانے پہ آتی ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کس کے سامنے اور کس موقع پہ کیا کہہ رہی ہے۔

" سُپر پاورز کی ایک ٹیم تمہارے مقابلے کے لئے آئی تھی ـــــ جس میں ان کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل تھے ـــــ ان کا کیا ہوا" ـــــ؟ عمران نے گولی کو انگلیوں میں نچاتے ہوئے پوچھا۔

" اوہ! ـــــ وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ـــــ ان میں تین مرد اور تین عورتیں تھیں ـــــ یہ عورتیں تو آفت کا پرکالہ تھیں ـــــ مرتے مرتے بھی ہماری

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کروڑوں روپے کی جعلی کرنسی چھاپنے والی مشینیں اور اسلحے کا بہت بڑا سٹور تباہ کر گئیں۔ البتہ وہ تینوں مرد تو بالکل بدھو تھے۔ یہاں آنے سے پہلے میں انہیں قتل کر کے آئی ہوں ـــــ ان کی لاشیں میں نے کولڈ روم میں رکھوا دی ہیں تاکہ میڈم کیٹ جب آئیں تو خود دیکھ لیں" ـــــ مادام نے جواب دیا۔

" میڈم کیٹ کہاں ہے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

" وہ ایکریمیا میں ہیں ـــــ اور کل واپس ہیڈکوارٹر پہنچ جائیں گی" ـــــ مادام نے جواب دیا۔

" اس کا حلیہ بتاؤ" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

" حلیہ! ـــــ اُسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا ـــــ صرف اس کی آواز سنائی دیتی ہے ـــــ اور نشان کے طور پر سیاہ رنگ کی بلی سامنے آجاتی ہے" ـــــ مادام نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" ہیڈکوارٹر کا مکمل نقشہ اور تمام کوڈ بتاؤ" ـــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کچھ بتاتی، اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح ٹھیک عمران کے قدموں میں آگرا۔ اور اسی لمحے کمرے سے باہر ٹامی گنیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر جوزف کے حلق سے نکلنے والی بھیانک چیخ سے گیلری تو ایک طرف، کمرہ بھی گونج اٹھا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ عمران سمیت سب چند لمحوں کے لئے ششدر کھڑے رہ گئے۔ ان کے ذہنوں کے شاید کسی کونے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ مادام کے ساتھی اس طرح اچانک ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور پھر ان

کی حیرت کے یہی لمحے ان پر بہت بھاری پڑے۔ کیونکہ عمران کے قدموں میں آکر گرنے والا نوجوان زمین پر گرتے ہی بجلی کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے عمران اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں اس نے عمران کو اس کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر اور تنویر پر دے مارا۔ اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں اٹھتے اس نے انتہائی پھرتی سے کندھے سے لٹکی ہوئی ٹامی گن اتاری اور اس کا رخ ان تینوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔

"ٹھہرو! — انہیں قتل نہ کرنا" — اچانک مادام کی کرخت آواز کمرے میں گونجی اور انچارج کی ٹریگر پر تڑپتی ہوئی انگلی یکلخت ٹریگر سے ہٹ گئی۔ اسی لمحے نمبر الیون بھی ٹامی گن سنبھالے دروازے میں نمودار ہو گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو! — مادام کے ایک فقرے نے تمہاری زندگی کے چند لمحے اور بڑھا دیتے ہیں" — انچارج نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اس کی وجہ سے صفدر اور تنویر کو بھی مجبوراً ہاتھ اٹھانے پڑے ورنہ ان کی کھوپڑیاں گھوم چکی تھیں اور وہ شاید ٹامی گنوں کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سے ٹکرا جاتے۔

"دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ — منہ دیوار کی طرف کر لو — جلدی کرو" انچارج نے ایک اور حکم دیا۔

اور پھر سب سے پہلے عمران گھوما اور صفدر اور تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"الیون! — مادام کو رسیوں سے آزاد کراؤ — اور ان تینوں کو اچھی طرح باندھ دو" — انچارج نے دوسرے ٹامی گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"عمران صاحب! — آپ کیا کر رہے ہیں —؟ اس طرح تو یہ ہمیں چوہوں کی طرح مار ڈالیں گے" — صفدر نے اردو میں قریب کھڑے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس طرح ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاؤں۔ اور کوئی بات نہیں" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ارے یہ تم کس زبان میں باتیں کر رہے ہو — بند کرو یہ باتیں۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا" — انچارج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یعنی ہمیں بھونو گے تم" — عمران نے اچانک مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کچھ سمجھتا، عمران کا بازو بجلی کی طرح حرکت میں آیا اور انچارج کے ہاتھوں سے ٹامی گن نکل کر اڑتی ہوئی دور کمرے کے کونے میں جا گری۔ نمبر الیون ٹامی گن ایک طرف رکھے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا۔ اس لئے وہ انچارج کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ اور صفدر اور تنویر دونوں اس پر پل پڑے۔

ادھر جیسے ہی عمران کی ضرب سے انچارج کے ہاتھوں سے ٹامی گن نکلی، اس کی ایک لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اگر اس کے مقابلے میں عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کے اس اچانک اور خوفناک داؤ سے اس کا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا اور پسلیوں پر پڑنے والی بھرپور لات مدمقابل کو ساتویں آسمان کی سیر بھی ضرور کرا دیتی۔ مگر مقابلے میں تو عمران تھا۔

جیسے ہی انچارج کی لات حرکت میں آئی، عمران اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی اس کی لات قوس کی صورت میں نیم دائرہ بناتی ہوئی عمران کے پیٹ کے سامنے سے گزری، عمران ہوا میں اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں انتہائی قوت سے انچارج کے سینے پر پڑیں اور انچارج چیخ مار کر فرش پر جا گرا جبکہ عمران

ہوا میں ہی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

انچارج نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کی دونوں لاتیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آگئیں اور پھر انچارج کے پہلو میں اس طرح عمران کے بوٹوں کی ضربیں پڑنی شروع ہو گئیں کہ دونوں پیروں کی ضربوں کے درمیان شاید پلک جھپکنے کا بھی وقفہ نہ آتا تھا۔

انچارج نے کروٹ بدل کر اس کی ضربوں سے دور ہونا چاہا۔ مگر دوسری طرف کمرے کی دیوار تھی اس لئے وہ ہل بھی نہ سکا اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ چیخیں آہستہ آہستہ غرغراہٹ میں تبدیل ہوتی چلی گئیں اور اس کے ناک اور منہ سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے۔ اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ عمران کی بے پناہ اور مسلسل ضربوں سے اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر نے دوسرے آدمی کو مار مار کر بے حال کر دیا تھا اور انہوں نے بھی ہاتھ اس وقت روکے جب وہ بیہوش ہو کر نیچے گر گیا۔

مادام کرسی سے بندھی بیٹھی آنکھیں پھاڑے یہ سب صورت حال دیکھ رہی تھی۔ اسے شاید یقین نہ آرہا تھا کہ مرڈر سیکشن کے آدمی بھی اتنی آسانی سے مارے جا سکتے ہیں۔

عمران تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ جہاں سے اس نے جوزف کی چیخ سنی تھی۔ اور پھر اسے جوزف دروازے کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا نظر آگیا۔ ایک گولی اس کی پسلیوں میں گھس گئی تھی اور وہاں سے خون تیزی سے ابل رہا تھا۔ جوزف کی حالت بے حد خراب تھی۔

"صفدر" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔

"یس" ——— صفدر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"اسے اٹھا کر فوراً کسی ہسپتال پہنچاؤ ——— اسے فوری طبی امداد نہ ملی تو یہ مر جائے گا" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے ان دونوں کے اور ساتھی باہر موجود ہوں" ——— صفدر نے جھک کر جوزف کو اٹھا کر کندھے پر لادنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو کہ اسے مادام کی کار میں ڈال کر لے جاؤ ——— وہ کار چل سکتی ہے۔ کار کو ہی ہسپتال میں چھوڑ کر تم سیدھے وائیڈ پارک آجانا" ——— عمران نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا

اور صفدر سر ہلاتا ہوا انتہائی تیزی سے برآمدہ پار کر کے پھاٹک کے قریب موجود کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر عمران اس وقت تک برآمدے میں ہی کھڑا رہا جب تک صفدر مادام کی کار لے کر پھاٹک سے باہر نہ نکل گیا۔ اور ابھی وہ پلٹنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اسے باہر سے ٹامی گنیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ مگر پہلے ہی راؤنڈ کے بعد فائرنگ ختم ہو گئی اور عمران جھپٹ کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اندر آنے والوں کے باقی ساتھی باہر موجود ہیں اور انہوں نے صفدر کی کار پر فائرنگ کی ہو گی۔

اور پھر اگلے لمحے دو نوجوان دوڑتے ہوئے پھاٹک کے اندر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں موجود تھیں اور وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ عمران چونکہ ستون کی آڑ میں تھا اس لئے وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکے۔ اور پھر شاید عمارت کو خالی سمجھ کر وہ سیدھے برآمدے کی طرف بڑھتے چلے آرہے تھے۔ عمران اس وقت خالی ہاتھ تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔ اسے صرف تنویر کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ آنے والوں کی آہٹ سن کر کہیں باہر نہ نکل آئے۔

ابھی ان دونوں ٹامی گن برداروں نے آدھا لان ہی پار کیا ہو گا کہ عمران کو گیٹ پر کیپٹن شکیل نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ابھی تک برین گن موجود تھی شاید وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اندر آیا تھا۔ اور پھر جب اس نے دو آدمیوں کو ٹامی گنیں اٹھائے تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے برین گن سیدھی کر لی۔

"خبردار! ۔۔۔ رک جاؤ" ۔۔۔ کیپٹن شکیل کی کڑکدار آواز سنائی دی اور برآمدے کی طرف آنے والے کسی چیتے کی طرح پلٹے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ٹامی گنیں پلک جھپکنے میں سیدھی ہوئیں۔ مگر دوسری طرف کیپٹن شکیل تھا ان کے پلٹتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگا دی اور وہ اڑتا ہوا پھاٹک کے قریبی ستون کی آڑ میں ہو گیا اور ٹامی گنوں سے نکلنے والی گولیاں سیدھی پھاٹک کے ایک پٹ سے ٹکرائیں۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل کی برین گن سے شعلے لپکے اور لان دو انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ برین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر چھلنی کر دیا تھا۔

ان دونوں کے نیچے گرتے ہی عمران ستون کی آڑ سے باہر آ گیا۔ ادھر کیپٹن شکیل بھی باہر آ گیا تھا اور شاید گولیوں کی آواز نے کمرے میں موجود تنویر کو بھی باہر کھینچ لانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ میں برین گن پکڑے برآمدے میں آ گیا۔

"کیپٹن شکیل! ۔۔۔ فوراً آؤ۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی واپس کمرے کی طرف بھاگ پڑا۔ تنویر بھی سوچے سمجھے بغیر اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

کمرے میں مادام اسی طرح کرسی سے بندھی بیٹھی تھی جبکہ نمبر الیون بدستور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



بیہوش پڑا ہوا تھا۔

"یہ باہر کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔ ؟ مادام نے پوچھنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مادام کا چہرہ کنپٹی پر مکہ کھا کر گھوم گیا۔ ضرب اتنی جچی تلی تھی کہ ایک ہی ضرب سے مادام بیہوش ہو گئی۔

"اسے کھول کر کاندھے پر اٹھا لو ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کے ہاتھ تیزی سے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گئے۔

"کیپٹن! ۔۔۔ اس بیہوش آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد دو ۔۔۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے ۔۔۔ عمارت سے باہر نکلو ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ گولیوں کی آوازیں چند ہی لمحوں میں پولیس کو یہاں کھینچ کر لے آئیں گی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کیپٹن شکیل کے کاندھے پر نمبر الیون اور تنویر کے کاندھے پر مادام لدی ہوئی تھی۔ اب عمران ایک فیصلہ کن اقدام کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا۔

عمارت سے باہر نکل کر جیسے ہی وہ ایک قریبی گلی میں پہنچے، سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی وہیں پہنچ گئے۔

"سب لوگ مختلف ٹیکسیوں سے ہائیڈ پارک پہنچو ۔۔۔ تنویر اور کیپٹن شکیل تم بھی ٹیکسی کر لینا اور ان کی بیماری کا بہانہ کر لینا ۔۔۔ میں وہیں پہنچ جاؤں گا" ۔۔۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

باقی ممبر بھی اس کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے گلیوں میں بکھرتے چلے گئے کیونکہ پولیس کاروں کے چیختے ہوئے ہارن اب تیزی سے نزدیک آتے سنائی

دینے لگے تھے۔

عمران مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا عقبی سڑک پر جا نکلا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی۔

"کاسابلانکا کالونی لے چلو ــــ جلدی"۔ ــــ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

تقریباً دس منٹ تک مختلف سڑکوں پر ٹیکسی دوڑانے کے بعد وہ متوسط درجے کے مکانات سے پُر ایک کالونی میں داخل ہو گئے۔

"کالونی آگئی ہے ــــ آپ نے کس نمبر پر جانا ہے"۔ ــــ ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"ایک سو چالیس" ــــ عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے تیزی سے گاڑی ایک درمیانی سڑک پر ڈال دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے پر ایک سو چالیس کے حروف چمک رہے تھے۔ عمران تیزی سے باہر آیا اور پھر اس نے میٹر دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مکان کے برآمدے میں آیا اور اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اس نے اس وقت تک بٹن سے انگلی نہ ہٹائی جب تک سامنے کا دروازہ ایک دھماکے سے نہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک موٹا سا آدمی سخت جھلاہٹ کے عالم میں نمودار ہوا۔

"کیا مصیبت آگئی ہے" ــــ ؟ موٹے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ اگر مصیبت ہے ــــ تو مصیبت حاضر ہے مسٹر فرینک"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور موٹا فرینک پرنس آف ڈھمپ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کے الفاظ سن کر یوں اچھلا کر گرتے گرتے بچا۔ وہ آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس نے اچانک اپنے سامنے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ مگر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

"ارے پرنس تم اور یہاں میرے مکان پر" ــــ موٹے نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور پھر موٹا ہونے کے باوجود اس نے اتنی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا کہ عمران خود بھی اس کی اس بے پناہ پھرتی پر ششدر رہ گیا۔

موٹا فرینک عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑے یوں خوشی سے ناچ رہا تھا جیسے اس وقت اسے زندگی کی سب سے بڑی دولت اچانک میسر آگئی ہو۔

"ارے اب چھوڑو بھی ! ــــ میرا تو تم نے ایک ایک جوڑ ہلا کر رکھ دیا ہے"۔ عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کراتے ہوئے کہا۔

"آؤ اندر آجاؤ ! ــــ یقین کرو پرنس ! ــــ میں خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ کسی دن تم بھی میرے گھر آؤ گے" ــــ فرینک کے لہجے سے مسرت کا چشمہ ابل رہا تھا۔

عمران اس کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ فرینک بال بچوں کے جھمیلے سے اب تک آزاد تھا۔ اس لئے عمران بھی بلا جھجک اندر چلا گیا تھا۔

"بیٹھو پرنس بیٹھو ! ــــ میں تمہارے لئے ایک دعوت کا انتظام کرنا چاہتا ہوں ــــ تم اتنی دیر میں یہ سارے اخبار پڑھو ــــ میں سامان اکٹھا کر لوں" ــــ فرینک نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سنو فرینک ! ــــ اس وقت میرا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ــــ میرے

ساتھی دشمنوں کی زد میں سڑکوں پر آوارہ گردوں کی طرح پھر رہے ہیں ـــــ مجھے فوری طور پر ایک ایسی عمارت چاہیئے جہاں میں اور میرے ساتھی بغیر کسی مداخلت کے کچھ دن رہ سکیں ـــــ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس کی بات کو میں نہ سمجھونگا تو اور کون سمجھے گا ـــــ تم بے فکر رہو ابھی بندوبست کر دیتا ہوں" ـــــ فرنیک نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فرنیک سپیکنگ جانی! ـــــ پوائنٹ نمبر الیون کی چابیاں فوراً میرے مکان پر پہنچا دو ـــــ میں نے فوراً کہا ہے سمجھے" ـــــ فرنیک نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمارت الف کالونی کے آخری حصے میں ہے ـــــ بالکل الگ تھلگ۔ پولیس سمیت ہر ایک کی نظروں سے بچی ہوئی ہے ـــــ وہاں تین کاریں بھی موجود ہیں ـــــ اور کھانے پینے کا تمام سامان بھی موجود ہے ـــــ کیا خیال ہے پرنس! ـــــ یہ تمہاری ضرورت کے لئے کافی رہے گی" ـــــ فرنیک نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تھینک یو! ـــــ اس کے علاوہ مجھے کچھ جدید ترین اسلحہ اور میک اپ کا جدید ترین سامان بھی چاہیئے" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم جو کچھ کہو گے ـــــ حاضر ہو جائے گا ـــــ جانی تمہارے ساتھ جائے گا ـــــ تم اسے جو کچھ لکھ دو گے ـــــ یہ چراغ کے جن کی طرح سب کچھ حاضر کر دے گا" ـــــ فرنیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"یہ جانی کیسا آدمی ہے ـــــ دراصل بات یہ ہے کہ اس وقت مقابلہ ایک بہت بڑی مچھلی سے ہے ـــــ ایسا نہ ہو کہ جانی اسی مچھلی کا کانٹا ثابت ہو" عمران نے کہا۔

"جانی میرا سب سے قابل اعتماد آدمی ہے ـــــ میرے کہنے پر یہ اپنے آپ کو بھی گولی مارنے سے دریغ نہ کریگا ـــــ ویسے اگر تم فرنیک پر اعتماد کرو تو مجھے بتا دو کہ کون تمہارے مقابل ہے ـــــ ہو سکتا ہے میں تمہارے تصور سے بھی زیادہ تمہارے کام آ جاؤں" ـــــ؟ فرنیک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت مقابلہ میڈم کیٹ سے ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور فرنیک میڈم کیٹ کا نام سنکر یوں اچھلا جیسے اس نے عزرائیل کا نام سن لیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ؟ میڈم کیٹ پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو ـــــ کیوں موت کو آواز دے رہے ہو ـــــ؟ مادام کے حکم کے بغیر تو اس ملک میں مکھی بھی پر نہیں ہلا سکتی" ـــــ فرنیک کے لہجے میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے" ـــــ؟ عمران نے بڑے زہر خند لہجے میں پوچھا۔

"مجھ پر طنز مت کرو پرنس ـــــ تم نے جو احسان اپنے ملک میں میری ذات پر کیا تھا ـــــ میں احسان فراموش نہیں ـــــ تمہاری خاطر مادام کیٹ تو کیا ـــــ میں پوری دنیا سے لڑ سکتا ہوں ـــــ لیکن حقائق بہرحال حقائق ہیں یہ تنظیم اتنی خوفناک ہے اور انہوں نے مکڑی کے جالے کی طرح ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے کہ ان سے بچ نکلنا ناممکن ہو چکا ہے" ـــــ فرنیک نے بڑے مخلصانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور فرنیک تیزی سے اٹھکر دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔

آنے والا شاید جانی تھا۔ کیونکہ چند لمحوں بعد جب فرنیک واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چابیوں کا ایک گچھا موجود تھا۔

"میں نے جانی کو بھیج دیا ہے ــــ کیونکہ مادام کیٹ سے مقابلے کا سن کر مجھے اپنے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں رہا" ــــ فرنیک نے چابیاں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سنو فرنیک بــــ تم اپنے پرنس کو ابھی اچھی طرح نہیں جانتے۔ بہرحال اتنا بتا دوں کہ مادام کیٹ اس وقت میرے قبضے میں ہے ــــ اور مادام کیٹ کا ایک اہم مہرہ بھی ــــ مادام کے سیکشن ناتن کا ہیڈ کوارٹر میں نے تباہ کر دیا ہے ــــ وہاں اس وقت لاشیں ہی لاشیں بکھری پڑی ہیں" ــــ عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو پرنس! ــــ مادام کیٹ تمہارے قبضے میں ہے ــــ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے ــــ؟ اگر ایسا ہوتا تو اس وقت تک پورے شہر کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی" ــــ فرنیک نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

دراصل سب لوگ اب تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ مادام کیٹ ہی اس تنظیم کی سربراہ ہے ــــ میری اطلاع بھی یہی تھی ــــ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ اصل سربراہ میڈم کیٹ ہے ــــ اور مادام کیٹ تو ایک مہرہ ہے"۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ تو یہ بات ہے ــــ بہرحال پھر بھی مادام کی گرفتاری اتنی بڑی خبر ہے کہ اب تک سب کچھ تلپٹ کر دیا گیا ہوتا" ــــ فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ چلو ــــ میں نے اپنے ساتھیوں کو ہائیڈ پارک میں اکٹھا ہونے کو کہا ہے ــــ وہی ایسی جگہ ہے جہاں اس وقت بھانت بھانت کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ مادام بھی وہیں ہو گی ــــ ہم ان سب کو لے کر تمہاری عمارت میں چلے جائیں گے ــــ اور پھر میرے ذہن میں ایک پروگرام ہے کہ کس طرح میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہے ــــ ہو سکتا ہے ــــ مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت پڑ جائے" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل مناسب تجویز ہے ــــ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ــــ میری کار سامنے والے گیراج میں ہے" ــــ فرنیک نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فرنیک کی کار میں سوار عمران تیزی سے ہائیڈ پارک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی تو مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایم۔ ون سپیکنگ" —— ایم۔ ون نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"نمبر تھرٹی ایم سپیکنگ باس! —— ایک عجیب و غریب کام ہوتا میں نے دیکھا ہے" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ قدرے گھبرایا ہوا تھا۔

"کیا مطلب —— ؟ کیا تم نشے میں ہو —— ؟ سیدھی بات کرو" —— ایم ون کا لہجہ یکلخت بے حد کرخت ہو گیا۔

"باس! —— سیکشن نائن کے ہیڈ کوارٹر کو پولیس نے گھیر رکھا ہے —— وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ہیں —— اتفاق سے میں وہاں سے گزرا تو وہاں میں نے ایک پولیس آفیسر کو دیکھ لیا —— اس سے میرے تعلقات ہیں اور اس کے ساتھ میں بھی اندر چلا گیا —— وہاں میں نے سیکشن نائن کے آٹھ افراد کی لاشیں دیکھیں جن میں نمبر نائن کی اپنی لاش بھی تھی —— اس کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



گردن توڑ دی گئی تھی —— اس کے علاوہ ہمارے مرڈر سیکشن کے نمبر تھرٹین اور نائن کی لاشیں عمارت کے وسط میں گولیوں سے چھلنی ہوئی پڑی تھیں —— اندر کمرے میں نمبر ٹو کی لاش پڑی ہوئی ہے —— پولیس کے مطابق وہاں بے تحاشا خودکار اسلحے سے فائرنگ ہوئی تو کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی —— مگر پولیس کے وہاں پہنچنے تک مجرم بھاگ گئے —— صرف لاشیں ہی لاشیں رہ گئی ہیں"۔ نمبر تھرٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں! —— اس کا مطلب ہے کہ حالات توقع سے زیادہ خراب ہیں سنو نمبر تھرٹی! —— شہر میں پھیل جاؤ —— جو ایشیائی آدمی مشکوک حالت میں نظر آئے اس کی نگرانی کرو —— اور پھر مجھے رپورٹ دو —— اٹ از ایمرجنسی —— میں دوسرے ممبرز کو بھی یہی ہدایات دے دیتا ہوں" —— ایم ون نے کہا اور پھر اس نے انگلی سے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس" —— دوسری طرف سے مادام کیٹ کی سیکرٹری کی آواز ابھری۔

"سنو مس —— حالات بے حد خراب ہو چکے ہیں —— مادام کو اغوا کر لیا گیا ہے —— سیکشن نائن کا پورا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے —— نمبر نائن خود بھی مارا گیا ہے —— میرے سیکشن کے تین آدمی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور چوتھے کو شاید اغوا کر لیا گیا ہے" —— ایم۔ ون نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اوہ! —— ایسا کیسے ہو سکتا ہے —— ؟ مادام کو کیسے اغوا کیا جا سکتا ہے —— ؟ یہ ناممکن ہے" —— سیکرٹری کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

"سب کچھ ہو چکا ہے —— تم ایسا کرو کہ میڈم کیٹ کو ایمرجنسی فریکونسی پر کال کر کے حالات بتاؤ —— اور اس کے ساتھ ساتھ پورے شہر میں موجود اپنے

آدمیوں کو الرٹ کر دو کہ وہ مادام کو تلاش کریں ـــــ اور ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی انتظامات بھی سخت کر دیتے جائیں" ـــــ ایم ۔ ون نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے! ـــ میں ابھی میڈم کیٹ کو کال کرتی ہوں" ـــ سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم۔ون اب شہر میں موجود مرڈر سیکشن کے دوسرے ممبرز کو کال کر کے انہیں ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے فی الحال نگرانی کے احکامات جاری کئے تھے۔ کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق جب تک مادام نہ مل جائے، قتل وغارت نہیں ہونی چاہیئے ـــ کیونکہ خطرہ تھا کہ غیر ملکی جاسوس کہیں انتقامی طور پر مادام کو بھی ہلاک نہ کر دیں۔

ابھی وہ تمام ممبرز کو ہدایات دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور ایم۔ون بری طرح چونک اٹھا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں ایک آواز ابھری۔ یہ میڈم کیٹ کی کرخت آواز تھی۔

"ایم۔ون! ـــ یہ مادام کیٹ کی سیکرٹری نے کیا رپورٹ دی ہے؟ اوور" ـــ میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"رپورٹ درست ہے میڈم" ـــ ایم ون نے جواب دیا اور پھر اس نے نمبر تھرٹی سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے دوہرا دی۔

"سارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دو ـــ تمام سیکشنوں کو حرکت میں لے آؤ ـــ میں تمہیں اس آپریشن کا انچارج بناتی ہوں ـــ میں دو گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں ـــ میرے پہنچنے سے پہلے مادام واپس پہنچ چکی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہو۔ اور تمام غیر ملکی جاسوس بھی زندہ یا مُردہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہونے چاہیئں ـــ میں اپنے ہاتھوں سے ان کا ریشہ ریشہ الگ کرنا چاہتی ہوں" ـــ میڈم کیٹ کے لہجے میں اتنی سفاکی تھی کہ ایم ون جیسے سفاک آدمی کا بھی رُواں رُواں کانپ اٹھا۔

"بہتر میڈم" ـــ ایم ون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ویسے اگر ہو سکے تو کوشش کرنا کہ یہ لوگ زندہ ہی گرفتار ہو جائیں ـــ میں خود اپنے ہاتھوں سے ان کی ہڈیاں توڑنا چاہتی ہوں" ـــ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم ون نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ایم ون نے فون اٹھا لیا۔

"ایم ون سپیکنگ" ـــ ایم ون نے کہا۔

"انچارج سیکشن تھرٹین سپیکنگ ـــ مجھے سیکرٹری نے مادام کے اغوا ہونے کی خبر دی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کا سیکشن اس سلسلے میں کام کر رہا ہے ـــ ابھی ابھی میرے سیکشن کے ایک ممبر نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مادام کو بیہوشی کے عالم میں ہائیڈ پارک میں دیکھا ہے ـــ آپ کے سیکشن کا نمبر الیون بھی وہیں موجود ہے ـــ وہ بھی بیہوش ہے ـــ یہ دونوں ابھی ابھی وہاں پہنچے ہیں ـــ ان کے علاوہ مختلف ٹیکسیوں میں اور بھی ایشیائی وہاں پہنچ رہے ہیں" ـــ نمبر تھرٹین نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ ویری گڈ نیوز ـــ ایسا کرو کہ ہائیڈ پارک کے گرد گھیرا ڈال دو۔ اور وہاں بیہوش کر دینے والی گیس پھیلا دو ـــ اور جتنے بھی ایشیائی وہاں ملیں ان سب کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو ـــ پولیس وغیرہ کی فکر نہ کرنا۔ کھل کر کام کرنا ـــ مادام اور الیون ایم کو خاص طور پر پہلے کور کر لینا ـــ ہمیں

مادام کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام ایشیائی زندہ حالت میں ہر قیمت پر ہیڈ کوارٹر میں چاہئیں ——— چاہے پورے شہر کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے" ——— ایم ۔ ون نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں ——— یہ کام میرے لئے بے حد آسان ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور ایم ۔ ون نے رسیور رکھنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کے بیرونی گیٹ انچارج کو فون کرنا شروع کر دیا تاکہ اسے آنے والوں کو سپیشل روم میں پہنچانے کی ہدایت کر سکے۔

گیٹ انچارج کو ہدایات دینے کے بعد ایم ۔ ون نے اطمینان کا طویل سانس لیا ۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف مادام صحیح سلامت واپس آ جائے گی بلکہ تمام جاسوس بھی پکڑے جائیں گے ۔ وہ سیکشن تھرٹین کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو اغوا کرنے میں کس قدر ماہر ہیں ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



فرینک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ عمران اس کی ساتھ والی سیٹ پر براجمان تھا ۔ فرینک بھی ایک مجرم تنظیم کا انچارج تھا لیکن اس کی لائن صرف منشیات تھی ۔ ایک کیس کے سلسلے میں فرینک اور اس کے مخالف گروہ کا مقابلہ ہوا تھا جس میں فرینک کے تمام ساتھی مارے گئے تھے اور فرینک اپنے دشمنوں کے نرغے میں اس طرح پھنس گیا تھا کہ اس کا زندہ بچ جانا محال تھا ۔ اب یہ فرینک کی خوش قسمتی تھی کہ فرینک اپنے دشمنوں سے چھپتا چھپاتا عمران کے فلیٹ میں جا گھسا اور پھر عمران کے فلیٹ پر ہی دشمنوں نے دھاوا بول دیا ۔ مگر اب اسے فرینک کے مخالفوں کی بدبختی ہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مقابلہ صرف فرینک سے نہیں بلکہ عمران سے ہو گیا اور نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دشمنوں کو پسپا ہونا پڑا ۔ تب سے فرینک عمران کا ایسا عقیدت مند ہوا تھا کہ کئی بار وہ عمران سے ملنے اس کے ملک آیا تھا ۔ اور ہر بار وہ عمران کو اپنے ملک آنے کی دعوت دیتا تھا ۔ مگر ظاہر ہے کہ عمران کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ وہ یوں سیر و تفریح کرتا پھرے ۔ اب یہ تو اتفاق تھا کہ میڈم کیٹ کا ہیڈ کوارٹر

نارتھ پول میں تھا۔

عمران کا پروگرام بھی یہی تھا کہ ہوٹل میں رہائش رکھنے کے بعد وہ فرینک سے رابطہ قائم کریگا اور پھر اسی کی مدد سے آگے بڑھے گا۔ مگر یہاں آتے ہی وہ پکڑا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پروگرام افراتفری میں بنانا پڑ گیا۔ فرینک سے ملنے سے پہلے وہ ممبرز کو کسی عمارت کا پتہ نہ بتا سکتا تھا اس لئے مجبوراً اُسے ہائیڈ پارک کا سہارا لینا پڑا۔

ہائیڈ پارک دراصل ایک وسیع و عریض پارک تھا جہاں شام ہوتے ہی شہر کے لوگ اور سیاح اکٹھے ہونے شروع ہو جاتے اور پھر وہاں باقاعدہ ایک شہر آباد ہو جاتا۔ وہ سب لوگ وہیں کسی نہ کسی کونے میں پڑ رہتے۔ پولیس اس پارک میں رہنے والوں کو کچھ نہ کہتی تھی اس لئے جن لوگوں کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ یا ان کی جیب مہنگے ہوٹلوں کے کرائے ادا نہ کر سکتی تھی وہ رات کو ہائیڈ پارک کا ہی سہارا لیتے تھے۔

اس پارک کی سب سے اچھی روایت یہ تھی کہ یہاں کوئی دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ چاہے کوئی مر ہی کیوں نہ رہا ہو۔ ساتھ بیٹھا ہوا شخص قطعاً کوئی مداخلت نہ کرتا تھا۔ اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ مادام اور ہمز الیون کی بیہوشی کسی کو چونکنے پر مجبور نہ کرے گی۔

فرینک خاموشی سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ ایک چوک سے دائیں ہاتھ والی سڑک پر مڑا۔ فرینک اور عمران دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ پولیس کی گاڑیوں کے سائرن انتہائی کریہہ آواز میں چیخ رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دُور بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس سڑک پر گاڑیوں کا ایک ہجوم تھا جو انتہائی تیز رفتاری سے واپس دوڑے چلے جا رہے تھے۔ یوں لگتا تھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جیسے اس سڑک کے آخری حصے پر کوئی زبردست مقابلہ ہو رہا ہے۔

"اوہ ۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ فائرنگ ہائیڈ پارک میں ہو رہی ہے"۔ فرینک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہائیڈ پارک میں ۔۔۔۔ مگر میرے ساتھیوں کے پاس تو اسلحہ نہیں ہے"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر کوئی اور پارٹی ایک دوسرے سے الجھ پڑی ہوگی"۔۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس نے ان کی گاڑی روک لی۔ وہ صرف وہاں سے گاڑیوں کو شہر کی طرف جانے کی اجازت دے رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔ فرینک نے ایک پولیس مین سے پوچھا۔

"ہائیڈ پارک میں پہلے بیہوش کر دینے والی گیس کے بے تحاشا گولے پھینکے گئے تھے ۔۔۔۔ پھر پارک کے چاروں طرف بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی گئی ہے ۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ مجرموں کی دو بڑی پارٹیاں آپس میں لڑ پڑی ہیں"۔۔۔۔ پولیس مین نے جواب دیا۔

"اور ہائیڈ پارک میں موجود لوگوں کا کیا ہوا"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کچھ معلوم نہیں ۔۔۔۔ وہاں بے تحاشا بھگدڑ مچی ہوئی ہے ۔۔۔۔ بیشمار لوگ وہاں بیہوش پڑے ہوئے ہیں ۔۔۔۔ کچھ نکل نکل کر بھاگ رہے ہیں"۔۔۔۔ پولیس مین نے جواب دیا۔

فائرنگ کی آوازیں اب نزدیک سے سنائی دے رہی تھیں اور پھر یکلخت ایک سرخ رنگ کا ستارہ سا آسمان پر ٹوٹا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ یکلخت یوں

رُک گئی جیسے کبھی ہوئی نہ ہو۔ اب صرف پولیس سائرنوں کی کریہہ آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔

"اب کیا کریں"۔۔۔ فرینک نے عمران سے پوچھا۔

"فی الحال انتظار ہی کیا جا سکتا ہے۔۔۔ جب مطلع صاف ہو گا پھر چیک کریں گے۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ ہم سے متعلق نہ ہو"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں پرنس!۔۔۔ اتنا بڑا اقدام یہاں صرف میڈم کیٹ گروپ ہی کر سکتا ہے۔۔۔ اس کے علاوہ اور کسی تنظیم میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ یوں کھلے عام فائرنگ کر سکے۔۔۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ میڈم کیٹ کا گروپ کر رہا ہے۔۔۔ اب یہ معلوم نہیں کہ ان کا مقصد کیا ہے"۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔

اب وہ دونوں کار سے نکل کر فٹ پاتھ پر کھڑے تھے اور بے تحاشا واپس جانے والی گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔ گاڑیوں کے علاوہ پیدل لوگوں کا بھی ایک ہجوم دوڑا چلا جا رہا تھا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک عمران کا بازو کسی نے پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ صفدر تھا جو اسے اپنی طرف متوجہ کر کے اب ایک طرف منہ کئے سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا۔ وہ شاید فرینک کی وجہ سے براہ راست عمران سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

"صفدر!۔۔۔ یہ اپنے دوست فرینک ہیں۔۔۔ اور فرینک!۔۔۔ ان سے ملو۔۔۔ یہ میرے ساتھی مسٹر صفدر سعید ہیں"۔۔۔ عمران نے باقاعدہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM



فرینک اور صفدر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ تو کیا مسٹر صفدر بھی ہائیڈ پارک میں تھے۔۔۔؟ پھر تو ان سے سب حالات معلوم ہو سکتے ہیں پرنس"۔۔۔ فرینک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں بس ذرا دیر میں پہنچا۔۔۔ اس وقت تک مجرم اپنا کام دکھا چکے تھے۔۔۔ انہوں نے مادام کے ساتھ ساتھ ہمارے تمام ساتھیوں کو بیہوش کر کے اغوا کر لیا ہے اور ایک بڑی سی ویگن میں ڈال کر لے گئے ہیں۔۔۔ مجھے فوری طور پر کوئی ٹیکسی نہ مل سکی کہ ان کا تعاقب کرتا"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔؟ تفصیل سے بتاؤ"۔۔۔ عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

"میں جوزف کو ہسپتال میں داخل کرانے کے بعد جب ہائیڈ پارک کے قریب پہنچا تو ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے ہائیڈ پارک کے پہلے چوک پر ہی اتار دیا۔۔۔ میں جب ہائیڈ پارک میں داخل ہوا تو وہاں بے شمار لوگ موجود تھے۔۔۔ میں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ اچانک پارک پر چاروں طرف سے گولوں کی بارش ہو گئی۔۔۔ یہ گولے زمین پر گرتے ہی پھٹ جاتے اور ان میں سے سفید رنگ کا گہرا دھواں نکل کر ہر طرف پھیلتا چلا جا رہا تھا۔۔۔ ان گولوں کے پھٹنے سے پارک میں بھگدڑ مچ گئی۔۔۔ لوگوں نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا گولوں سے نکلنے والی گیس اتنی زود اثر تھی کہ لوگ چند قدم دوڑتے اور پھر لڑکھڑا کر گر پڑتے۔۔۔ بہرحال میں بھی بھاگا اور پھر اچانک مجھے ایک سین نظر آ گیا۔ ایک بہت بڑی ویگن پارک کے جنوبی کنارے پر موجود تھی اور گیس ماسک لگائے ہوئے تقریباً دس افراد وہاں بیہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر ویگن میں ڈال رہے تھے۔۔۔ میں سانس روکے بھاگتا ہوا جب وہاں پہنچا تو وہ آخری

آدمی کو ویگن میں ڈال رہے تھے ۔۔۔۔ اور پھر میں نے ویگن میں ڈالے جانیوالے اپنے ساتھیوں کو پہچان لیا میں نے دوڑنے کی رفتار تیز کر دی ۔۔۔۔ لیکن چونکہ میں نے سانس روک رکھا تھا اسی لئے میں زیادہ تیز نہ دوڑ سکا ۔ اگر میں سانس لے لیتا تو ہر طرف پھیلی ہوئی گیس مجھے ایک قدم بھی نہ اٹھانے دیتی ۔۔۔۔ چنانچہ جب میں ویگن کے قریب پہنچا تو ویگن سٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ گئی اور اسی لمحے چاروں طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور میں سڑک پر پہنچ گیا ۔۔۔۔ میں نے کوشش کی کہ کوئی خالی ٹیکسی مل جائے اور میں اس ویگن کا تعاقب کروں ۔۔۔۔ مگر وہاں اتنی بھگدڑ مچی ہوئی تھی کہ ٹیکسی تو ایک طرف ۔۔۔ کوئی موٹر سائیکل بھی خالی نظر نہ آ رہا تھا ۔۔۔۔ ہر شخص بے تحاشا دوڑا چلا جا رہا تھا اسی لئے مجبوراً میں بھی پیدل چل پڑا ۔ اور اب اتفاق سے میری نظریں آپ پر پڑ گئیں " ۔۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری گڑبڑ صرف مادام اور ہمارے ساتھیوں کے اغوا کے لئے پھیلائی گئی ہے " ۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر اس وقت اتنی گہری سنجیدگی تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پتھر سے تراشا گیا ہو ۔

" اب تمہارے ساتھیوں کا بچنا محال ہے ۔۔۔۔ اب ان لوگوں کو میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا گیا ہو گا ۔۔۔۔ اور وہاں پہنچنے والا ہمیشہ اذیت ناک موت سے ہمکنار ہو کر ہی باہر آ سکتا ہے " ۔۔۔۔ فرینک نے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا ۔

" نہیں ! ۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔ میڈم کیٹ نے یہ قدم اٹھا کر اپنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



تابوت میں آخری کیل گاڑ دی ہے ۔۔۔۔ فرینک ! ۔۔۔ تمہیں میڈم کیٹ کے مین ہیڈ کوارٹر کا علم ہے " ۔۔۔۔ ؟ عمران نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا ۔

" اس کا کسے علم نہیں ہے ۔۔۔۔ یہ گولڈن برج نامی عمارت ہے ۔ جو قلعہ نما ہے ۔۔۔۔ اس کے تین اطراف میں وسیع میدان ہیں ۔۔۔۔ جہاں انتہائی سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اور پچھلی طرف دریائے ڈینوب ہے ۔ وہاں سپاٹ اور ٹھوس دیواریں ہیں اور عمارت کے اوپر چیکنگ ٹاور بنا ہوا ہے جہاں مشین گنوں سے مسلح دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے ہیں اور ذرا سا شک پڑنے پر فائر کھول دیتے ہیں " ۔۔۔۔ فرینک نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا ۔

" یہاں کی پولیس کیا کرتی ہے " ۔۔۔۔ ؟ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے پوچھا ۔

" ہوں ! ۔۔۔ پولیس تو کیا ۔۔۔۔ یہاں کے ہر محکمے کا چپراسی سے لے کر اعلیٰ ترین افسر تک میڈم کیٹ کا تنخواہ دار ہے " ۔۔۔۔ فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" فرینک ! ۔۔۔ تم ہمیں گولڈن برج تک پہنچا دو ۔۔۔۔ میں فوراً ہی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنا چاہتا ہوں " ۔۔۔۔ عمران نے کچھ دیر تک سوچنے کے بعد آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

" مگر وہاں داخلہ ناممکن ہے ۔۔۔۔ وہاں جدید ترین سائنسی آلات سے مزین حفاظتی نظام کے ساتھ ساتھ چپے چپے پر مسلح افراد گھومتے رہتے ہیں ۔ وہاں کا رخ کرنا تو صریحاً خودکشی کرنا ہے " ۔۔۔۔ فرینک نے جواب دیا ۔

" کچھ بھی ہو ۔۔۔ میں نے وہاں ضرور جانا ہے ۔۔۔۔ بس تم ہمیں وہاں پہنچا دو ۔۔۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم " ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا ۔

"سنو پرنس! ۔۔۔ جذباتی نہ بنو ۔۔۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس عمارت کے پہلے مالک نے ایک بار مجھے اپنی عمارت کے بارے میں بڑے فخر سے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ عمارت کا پانی ایک بہت بڑے گٹر کی صورت میں دریا کی تہہ میں گرتا ہے ۔۔۔ اور یہ گٹر دریا کی سطح سے نظر نہیں آتا۔ البتہ اس نے بتایا تھا کہ یہ عمارت کے عین وسط میں ہے ۔۔۔ میں نے تو ظاہر ہے اندر جانا نہ تھا اس لئے میں نے بات نظر انداز کر دی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس گٹر کو تلاش کر لیں تو اس کے ذریعے یقیناً اندر داخل ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ لیکن اس کے لئے کچھ سامان کی ضرورت پڑے گی مثلاً غوطہ خوری کا سامان ۔۔۔ کیونکہ نجانے اس گٹر کی تلاش میں ہمیں کتنی دیر پانی میں رہنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی فکر نہ کرو ۔۔۔ دریا کے ایک گھاٹ پر سیاحوں کے لئے غوطہ خوری کا سامان کرایہ پر ملتا ہے ۔۔۔ ہم وہاں سے آسانی سے ہر قسم کا سامان حاصل کر سکتے ہیں" ۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔

"گڈ! ۔۔۔ اس کے علاوہ اسلحہ بھی ہمیں چاہئے اور جلدی ۔۔۔ اب مزید وقت ضائع نہیں کیا جا سکتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہر قسم کا اسلحہ میری کار کی سیٹوں کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانوں میں موجود ہے" ۔۔۔ فرینک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ پھر تو میڈم کیٹ کو اچھا سبق سکھایا جا سکتا ہے ۔۔۔ آؤ چلیں" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر بھی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ اور فرینک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار کو موڑنے کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کوشش شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پل پر پہنچے جو دریا کے اوپر بنایا گیا تھا اور پل پار کر کے فرینک دریا کے ساتھ ساتھ جانے والی سڑک پر کار دوڑاتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک گھاٹ پر پہنچ گئے جہاں سیاحوں کا بے شمار رش تھا۔ رات کا وقت ہونے کے باوجود وہاں پر اتنا رش تھا کہ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا میلہ لگا ہو۔ بے شمار کشتیاں دریا میں تیرتی پھر رہی تھیں۔ ان میں موٹر بوٹس بھی تھیں اور چپوؤں سے چلنے والی کشتیاں بھی۔

فرینک نے گھاٹ سے ذرا آگے کر کے کار روکی اور پھر نیچے اترتے ہوئے عمران سے کہنے لگا۔

"میں غوطہ خوری کا سامان لے آؤں ۔۔۔ آپ اس وقت تک سیٹیں اٹھا کر اپنی مرضی کا اسلحہ منتخب کر لیں" ۔۔۔ فرینک نے سیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ جلدی آنا ۔۔۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور فرینک کے آگے بڑھ جانے کے بعد اس نے آگے والی سیٹوں کو پیچھے کی طرف دھکیلا تو سیٹوں کے نیچے اسے ایک بڑا بکس نظر آیا۔ عمران نے بکس کا ڈھکن اٹھایا تو اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ بکس میں جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔

عمران نے تین ہلکی میزائل بم مارنے والی چھوٹی نالی کی بندوقیں اٹھا لیں۔

تین جدید ریوالور بھی اٹھا لیے ـــــ اور پھر جدید ترین میگنٹ بموں کا ایک بڑا سا پیڈ اٹھا کر بکس بند کر دیا۔

"یہ ریوالور بھر کر ـــــ اور میزائل پشنگ بندوق رکھ لو ـــــ یہ کام آئیں گی ـــــ اور یہ واٹر پروف ہیں" ـــــ عمران نے خوشی سے قلقاری مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایسے کھلا ہوا تھا جیسے بچے کو اپنا من پسند کھلونا مل جاتے۔

باقی سامان عمران نے اپنی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر فرنیک کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد فرنیک واپس آگیا۔ اس کے پاس تین بڑے تھیلے تھے۔ عمران نے اُسے بھی اسلحہ دیا اور پھر ان تینوں نے بڑی پھرتی سے غوطہ خوری کا لباس پہنا اور ارد گرد کسی کو نہ پا کر خاموشی سے دریا میں اتر گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ـــــ سپیشل رُوم ہیڈ کوارٹر میں اس کمرے کو کہا جاتا تھا جس کے اندر تشدد کے جدید ترین آلات دیواروں میں نصب تھے اور اس کے گرد حفاظت کا دوہرا سائنسی نظام تھا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے دائیں کونے میں بلٹ پروف شیشے کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں ان آلات کا آپریٹنگ نظام بنایا گیا تھا سپیشل روم میں تشدد کے لئے ایسے ایسے خوفناک آلات موجود تھے کہ ان کا تصور کر کے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ تمام آلات خود کار تھے انہیں اس شیشے کے کیبن سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ سپیشل رُوم ساؤنڈ پروف ہونے کے ساتھ ساتھ بلٹ پروف بھی تھا۔ اس کی دیواروں پہ کتنا ہی طاقتور بم کیوں نہ مارا جائے۔ دیواروں پر نشان تک نہ پڑ سکتا تھا۔ سپیشل روم کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ چاروں طرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ اونچی چھت سے ایک ٹرالی نیچے آتی تھی جس کے ذریعے کسی کو اس کمرے میں پہنچایا یا نکالا جاتا تھا۔ اس کمرے میں پہنچنے کے بعد آج تک کوئی زندہ باہر نہ نکل سکا تھا۔ کمرے کے فرش کے نیچے

ایک ایسی مشین موجود تھی جس میں تیز دھار والی بے شمار چھریاں منسلک تھیں۔ مرنے کے بعد فرش ہٹا کر لاش کو اس مشین میں پھینک دیا جاتا۔ جو چند لمحوں میں لاش کا باریک قیمہ بنا دیتی اور پھر یہ قیمہ نما ملغوبہ ایک پائپ کے راستے ہوتا ہوا مین گٹر میں جا گرتا اور وہاں سے دریا میں پہنچ جاتا۔

سپیشل روم میں وہی لوگ پہنچائے جاتے تھے جن پر میڈم کیٹ نے خود تشدد کرنا ہوتا تھا اور میڈم کیٹ شیشے کے کیبن میں بیٹھ کر اپنی مرضی سے سپیشل روم میں موجود شکار پر سائنسی آلات کی مدد سے تشدد کرتی اور تماشہ دیکھتی۔ جب اس کا دل بھر جاتا تو پھر اسے ختم کر کے قیمہ بنانے والی مشین کے حوالے کر دیا جاتا۔ اس طرح شکار ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے ہی نیست و نابود ہو جاتا تھا۔

ایم۔ ون اس وقت سپیشل روم کے سامنے ہی موجود تھا۔ اسے اطلاع مل گئی تھی کہ سیکشن تھرٹین نے بڑی کامیابی سے سب مطلوبہ آدمیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور اب وہ انہیں ویگن میں ڈالے ہیڈ کوارٹر کی طرف لا رہے ہیں۔

ادھر میڈم کیٹ کے آنے کا وقت بھی ہو گیا تھا اور ایم۔ ون چاہتا تھا کہ میڈم کیٹ کے آنے سے پہلے ہی وہ ان لوگوں کو سپیشل روم میں پہنچا دے۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ میڈم کیٹ انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے نہ بھون ڈالے اور اس طرح وہ لٹتے آدمیوں پر متنوع سائنسی تشدد سے محظوظ نہ ہو سکے کیونکہ ایم۔ ون بھی فطری طور پر میڈم کیٹ کی طرح انتہائی سفاک تھا اور اسے تڑپتے اور چیختے ہوئے لوگ بے حد پسند آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ میڈم کیٹ نے اسے مرڈر سیکشن کا انچارج بنا دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سامنے والی راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



سنائی دی اور پھر ایک لمبی سی ٹرالی کو کھینچتے ہوئے چند آدمی نظر آئے۔ بڑی سی ٹرالی پر اس وقت چھ آدمی بیہوشی کے عالم میں گٹھڑیوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے پانچ مرد ایک یورپین عورت تھی۔ ٹرالی کے آگے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش بڑے مضبوط قدم اٹھاتا چلا آرہا تھا۔

"نمبر تھرٹین" ___ اس نقاب پوش نے ایم۔ ون کے سامنے پہنچ کر قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم تمہاری کارگزاری پر بے حد خوش ہیں ___ میڈم کیٹ بھی تعریف کر رہی تھیں" ___ ایم۔ ون نے جواب دیا۔

"مادام کو ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا ہے ___ آپ کا آدمی بھی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے ___ باقی یہ پانچ مرد اور ایک عورت ہاتھ آئی ہے۔ انہیں میں لے آیا ہوں" ___ سیکشن تھرٹین کے انچارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ہائیڈ پارک میں تو بے شمار لوگ ہوں گے ___ تم نے انہیں کیسے اپنا شکار منتخب کر لیا" ___؟ ایم۔ ون نے پوچھا۔

"یہ آئے تو علیحدہ علیحدہ تھے ___ مگر ہائیڈ پارک میں اکٹھے ہو گئے ___ مادام اور آپ کے آدمی کی وجہ سے ہم انہیں پہچان گئے اور پھر ان کی نگرانی کی جانے لگی ___ جب ہمیں اندازہ ہو گیا کہ اب مزید کسی نے نہیں آنا تو ہم نے آپریشن شروع کر دیا ___ اور نتیجہ یہ کہ یہاں پہنچ گئے ہیں" ___ نمبر تھرٹین نے جواب دیا۔

"او کے" ___ ایم۔ ون نے کہا اور پھر اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں سپیشل روم میں پہنچادو" ____ ایم ون کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ اور پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلایا اور پھر ٹرالی کھینچنے والوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ٹرالی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی ایک اور راہداری میں مڑ گئی اور اب وہاں ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین ہی رہ گئے۔

تقریباً دس منٹ بعد خالی ٹرالی واپس ہوئی اور ٹرالی لے جانے والے نے ایم۔ ون کو آکر بتایا کہ اس عورت اور پانچ مردوں کو سپیشل روم میں پہنچایا جا چکا ہے۔

"گڈ" ____ ایم۔ ون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد راہداری میں ایک بار پھر قدموں کی آواز ابھری اور پھر چار مسلح آدمی قطار کی صورت میں بڑے مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے پیچھے ایک درمیانے قد کی نوجوان عورت بڑے باوقار انداز میں چل رہی تھی۔ اس کے تمام جسم پر سیاہ لباس تھا اور منہ پر بھی سیاہ رنگ کا نقاب لگا ہوا تھا۔ نقاب میں سے اس کی بڑی بڑی مگر انتہائی گہری اور سرخ آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح نظر آرہی تھیں۔ یہ میڈم کیٹ تھی۔ اس خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کی سربراہ ____ اس کے پیچھے مادام تھی جو بڑے ڈھیلے انداز میں چل رہی تھی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ گہری نیند سے بیدار ہو کر آرہی ہو۔ اور ان کے پیچھے پھر چار مسلح افراد تھے۔

"کیا پوزیشن ہے ایم ون" ____؟ میڈم کیٹ کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"نمسکار سپیشل روم میں آپ کے منتظر ہیں میڈم" ____ ایم۔ ون نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ____ آؤ میرے ساتھ ____ اور نمبر تھرٹین تم بھی آؤ ____ تم نے آج بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کے انعام میں آج تم بھی اس نظارے سے لطف اندوز ہو سکتے ہو ____ جو سپیشل روم میں ہونا ہے" ____ میڈم کیٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو میڈم" ____ نمبر تھرٹین نے بھی رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر میڈم کیٹ نے آگے قدم بڑھا دیئے۔ مادام اس کے پیچھے تھی۔ اور ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین ان کے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چلنے لگے۔

ایک راہداری مڑنے کے بعد وہ اس راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک بڑے سے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ ایم۔ ون نے آگے بڑھ کر دروازے کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی دروازہ تیزی سے کسی تختے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر وہ سب آگے بڑھ کر دروازہ پار کر گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ایک بار پھر نیچے آگرا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی ایم۔ ون نے کونے میں موجود سوئچ بورڈ پر نصب ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور یہ چھوٹا سا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کمرہ ایک جھٹکے سے رکا اور پھر وہ سب تیزی سے ایک کونے میں سمٹتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایم۔ ون نے اسی کونے میں لگا ہوا ایک

چھوٹا سا بٹن دبایا تو کمرے کے فرش کا وہی چھوٹا سا ٹکڑا کسی ٹرالی کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب ایک چھوٹے سے شیشے کے بنے ہوئے کیبن میں موجود تھے۔ یہاں دو بڑی بڑی مشینیں میز پر رکھی ہوئی تھیں جن پہ بے شمار بٹن، ڈائل اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے دو آرام دہ کرسیاں پڑی تھیں اور ان سے ذرا پیچھے ہٹ کر سطح سے قدرے بلند دو اور کرسیاں موجود تھیں۔

میڈم کیٹ اور مادام ان مشینوں کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں جب کہ ان کے پیچھے ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین اونچی کرسیوں پر ٹک گئے۔ میڈم کیٹ نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے نہ صرف مشینوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی، بلکہ سامنے کا اندھا شیشہ بھی اس طرح روشن ہو گیا کہ دوسری طرف کا منظر یوں دکھائی دینے لگا۔ جیسے درمیان میں کوئی چیز ہی نہ ہو۔ دوسری طرف ایک طویل وعریض کمرہ تھا جس کے فرش پر اس وقت پانچ مرد اور ایک عورت گٹھڑیوں کی صورت میں بیہوشس پڑے تھے۔ یہ عورت جولیا اور مردوں میں کیپٹن شکیل ___ نعمانی ___ چوہان ___ صدیقی ___ اور تنویر شامل تھے۔

میڈم کیٹ کی آنکھیں انہیں دیکھ کر اور زیادہ سُرخ ہو گئیں۔ اس نے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب کو بائیں طرف گھما دیا اور پھر اس کے ساتھ موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ ناب کے اوپر موجود ڈائل پہ سُرخ رنگ کی سوئی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ڈائل کے درمیان میں آکر تھرتھرانے لگی۔

چند لمحوں بعد سپیشل روم میں پڑے ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبران کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM



جسموں میں تھرتھراہٹ سی پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ ان کے جسم کھلتے چلے گئے وہ ہوش میں آرہے تھے۔

سب سے پہلے کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھلیں۔ آنکھیں کھلتے ہی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے باقی بھی ہوش میں آتے چلے گئے۔

"دیکھو مادام! ___ ان میں سے کون ہے جس نے تم پر تشدد کیا تھا" ___ ؟ میڈم نے کرخت لہجے میں قریب بیٹھی مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ان میں سے نہیں ہے ___ ان میں صرف ایک آدمی یہاں موجود ہے" ___ مادام نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ علی عمران ان میں شامل نہیں ہے" ___ میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم بگڑ گیا۔

"نہ صرف علی عمران ___ بلکہ اس کا حبشی باڈی گارڈ ___ اور اس کا ایک اور ساتھی جو میرے سامنے اُس وقت موجود تھا، اُن میں سے کوئی بھی نہیں ہے"۔ مادام نے جواب دیا۔

"نمبر تھرٹین" ___ میڈم نے مڑ کر نمبر تھرٹین کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"یس میڈم" ___ نمبر تھرٹین نے گھبرا کر کرسی سے اترتے ہوئے جواب دیا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ سب پکڑے گئے ہیں ___ مگر بڑی مچھلیاں تو غائب ہیں" ___ میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ نمبر تھرٹین کوئی جواب دیتا۔ اچانک مشین کے ایک کونے سے ایک انسانی آواز ابھری۔

"الیون ون سپیکنگ میڈم ___ ایمرجنسی کال ___ پلیز اٹنڈ اوور"۔

بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"یس میڈم کیٹ اٹنڈنگ یو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے چونک کر ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ مین گٹر میں لگے ہوئے آلات نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ تین غوطہ خور گٹر میں داخل ہوئے ہیں ۔۔۔ ان کے جسموں پر گھاٹ پر کرایہ پر ملنے والا لباس ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شوقیہ غوطہ خور ہوں ۔۔۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ ان کا کیا کیا جائے ۔۔۔ اگر یہ شوقیہ غوطہ خور ہیں اور اتفاق سے گٹر میں آ گھسے ہیں تو پھر خود ہی واپس چلے جائیں گے ۔۔۔ لیکن اگر آپ کہیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے ۔۔۔ یا ۔۔۔ پکڑ لیا جائے۔ اوور" ۔۔۔ ؟ الیون ون نے مودبانہ انداز میں پوچھتے ہوئے کہا۔

"انہیں سپیشل روم کے ساتھ منسلک کر دو ۔۔۔ میں خود چیک کرتی ہوں۔ اوور" ۔ میڈم کیٹ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے مشین کے دائیں کونے پر لگے ہوئے بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کے دائیں طرف بنی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بہت بڑے گٹر کا منظر نمایاں تھا اور تین غوطہ خور تیزی سے گٹر میں آگے بڑھ رہے تھے۔ میڈم نے ایک ناب کو گھمانا شروع کیا تو سکرین پر ان غوطہ خوروں کا کلوز اپ دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ پھر ایک غوطہ خور کا چہرہ غوطہ خوری کے شیشے کے بنے ہوئے کنٹوپ میں بہت واضح ہو گیا۔

"میڈم! ۔۔۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مجھ پر تشدد کیا تھا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہی علی عمران ہے" ۔۔۔ مادام نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اچھا ہوا کہ ہم نے کلوز اپ دیکھ لیا ۔۔۔ ورنہ میں یہی سوچ رہی تھی کہ کوئی شوقیہ غوطہ خور ہیں۔ خود ہی گٹر میں سر مار کر واپس چلے جائیں گے" ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میڈم کیٹ نے کہا۔

اور پھر مادام نے ایک بٹن دبا دیا۔

"الیون ون! ۔۔۔ یہ تینوں بے حد خطرناک دشمن ہیں ۔۔۔ انہیں بیہوش کر کے فوراً سپیشل روم میں بھجوا دو ۔۔۔ میں ان کا انتظار کر رہی ہوں۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کام انتہائی احتیاط سے کرنا ۔۔۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ اوور" ۔ میڈم نے اسے ایک بار پھر محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں میڈم! ۔۔۔ آپ کا یہ خادم اپنے کام میں ماہر ہے اوور" ۔۔۔ الیون ون نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میڈم نے کہا اور پھر اس نے بٹن بند کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان تینوں کو بھی سپیشل روم میں پہنچنے دیا جائے۔ پھر ان سب کا اکٹھا ہی قیمہ کیا جائے" ۔۔۔ میڈم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی سامنے والا شیشہ ایک بار پھر اندھا ہو گیا۔ اب سپیشل روم کا منظر ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

دریا میں غوطہ لگاتے ہی عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور فرنیک اس کے پیچھے تھے۔ ان تینوں کی پشت پر گیس کے بڑے بڑے سلنڈر موجود تھے اور عمران کو اطمینان تھا کہ سلنڈر کی ہوا کم از کم تین گھنٹوں سے پہلے ختم نہ ہو گی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے دریا کی گہرائی میں تیرتے چلے گئے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں واٹر ٹارچ تھی اور دوسرے ہاتھ میں میزائل گن۔

تقریباً پندرہ منٹ تک مسلسل تیرنے کے بعد وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے جو میڈم گیٹ کے ہیڈ کوارٹر کا پشتی حصہ تھا۔ اور پھر انہوں نے مزید گہرائی میں غوطہ مارا اور عمارت کی دیوار کے ساتھ ساتھ تیرتے چلے گئے۔

عمران نے ٹارچ روشن کر لی تھی اور طاقتور ٹارچ کی تیز روشنی نے پانی کے اندر کے منظر کو خوب روشن کر دیا تھا۔ عمران ٹارچ کی روشنی دیوار پر مارتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اچانک وہ رک گیا۔ دیوار میں ایک خاصا بڑا سوراخ تھا جس کے باہر باریک جالی لگی ہوئی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



اسی لمحے فرنیک آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے عمران کو بتایا کہ یہ وہ گٹر نہیں ہے جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ چنانچہ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے ٹارچ کی روشنی میں عمارت کی عین جڑ میں ایک بہت بڑے گٹر کا دہانہ دیکھ لیا۔ یہ دہانہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں بیک وقت تین آدمی اندر داخل ہو سکتے تھے۔ اس کے باہر کوئی جالی وغیرہ نہ تھی۔ اور یہ اس مہارت سے بنایا گیا تھا کہ اس کے اندر دریا کا پانی بھرا ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود اندر کا گندہ پانی دریا کے پانی کے ساتھ مل کر باہر نکلتا جا رہا تھا۔ یہ گٹر نیچے سے اوپر کی طرف چلا جا رہا تھا اور دہانے سے کچھ فاصلے تک تو دریا کا پانی موجود تھا مگر اس کے بعد اس میں دریا کے پانی کی ملاوٹ کم اور عام گندے پانی کی مقدار زیادہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

فرنیک نے جب اس دہانے کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا تو عمران اس دہانے کے اندر داخل ہو گیا۔ صفدر اور فرنیک اس کے پیچھے تھے۔ وہ تینوں تیزی سے ہاتھ مارتے ہوئے اوپر بلندی کی طرف تیرتے چلے جا رہے تھے۔ گٹر نجانے کتنا طویل تھا کہ اس کا دوسرا سرا کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ بھی دریا کی ہی ایک شاخ ہو۔

وہ ذرا آگے بڑھے تو انہیں گٹر میں ہلکی ہلکی روشنی نظر آنے لگی۔ اور پھر جوں جوں وہ آگے بڑھتے چلے گئے روشنی تیز ہوتی چلی گئی۔

وہ تینوں تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک عمران کو نامعلوم سا احساس ہونے لگا کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے ٹارچ کی روشنی ڈال کر ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں گٹر کی ٹھوس دیواروں اور پانی کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ عمران نے سوچا کہ شاید یہ اس کا وہم ہو گا کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے ایک تیز

سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ تینوں یکلخت تیزی سے پلٹے۔ دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ پیچھے ٹھوس دیوار گنٹر کی ایک دیوار سے دوسری دیوار تک پھیل چکی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس سے آگے کوئی چیز ہی نہ ہو۔

ابھی وہ حیرت سے اس دیوار کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک تیز سرسراہٹ کی آواز انہیں دوسری طرف سنائی دی اور پھر جیسے ہی وہ پلٹے اس طرف بھی ایک ٹھوس دیوار بن گئی تھی۔ اور اب وہ پانی سے بھرے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں قید تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن سیدھی کی اور اس کا رخ سامنے والی دیوار کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی ہی تھی، کہ اچانک گنٹر کی ایک دیوار سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور سیدھی عمران کی پشت پر لدے ہوئے گیس سلنڈر پر پڑی اور دوسرے لمحے عمران کو اتنے زور کا جھٹکا لگا کہ وہ پانی میں ہی قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ سلنڈر شعاع کے پڑتے ہی ایک دھماکے سے پھٹ گیا تھا اور عمران کو یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دم گھٹ گیا ہو۔ اس نے سانس روک لیا۔ اور پھر اسے صفدر اور تنویر کا بھی یہی حشر ہوتا دکھائی دیا اور وہ بھی بری طرح پانی میں ہاتھ پیر مارنے لگے۔ ان کے گیس سلنڈر بھی اس شعاع سے پھاڑ دیئے گئے تھے۔

عمران سانس روکے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن اچانک جھٹکا لگنے سے نکل کر نجانے کہاں جا گری تھی۔ یہی حشر ٹارچ کا ہوا تھا جو اس نے لباس میں بنے ہوئے ایک خانے میں ٹھونس لی تھی۔ پھر اس نے تنویر اور صفدر دونوں کو بے حس و حرکت ہوتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اچانک ہوا کا سلسلہ منقطع

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ہونے سے وہ بیہوش ہو گئے ہیں۔

اب عمران کو بھی سانس روکنے میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے دماغ پر بھی اندھیروں کی یلغار ہوتی چلی گئی۔ عمران نے جھٹکے دے دے کر اپنے ذہن کو ہوشیار کرنے کی کوشش کی۔ مگر کب تک ——— ؟ چند لمحوں بعد اس کا دماغ مکمل اندھیرے کی گرفت میں آ گیا۔

"عمران ——— عمران ——— ہوش میں آؤ" ——— اچانک عمران کے کانوں میں کہیں دور سے جولیا کی مانوس لیکن گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ پر چھائے ہوئے اندھیرے آہستہ آہستہ چھٹتے چلے جا رہے ہوں۔

چند لمحوں بعد وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا اور اس نے نہ صرف آنکھیں کھول دیں بلکہ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ واقعی جولیا اس پر جھکی ہوئی اسے آوازیں دے رہی تھی۔ اور پھر عمران نے ایک لمحے میں ہی دیکھ لیا کہ یہ ایک لمبا چوڑا کمرہ ہے جس کے ایک کونے میں شیشے کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ کیبن کا شیشہ آنا روشن تھا کہ دوسری طرف موجود لوگ صاف نظر آ رہے تھے۔ سامنے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا اور نقاب میں سے جھانکتی ہوئی اس کی آنکھیں خونِ کبوتر کی طرح سرخ تھیں۔ یہ سرخ آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ ساتھ والی کرسی پر مادام براجمان تھی۔ وہی مادام جسے اس نے بوڑھا کرنے کی دھمکی دے کر سب کچھ اگلوا لیا تھا۔ ان کے پیچھے دو اور نقاب پوش بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران نے دیکھا کہ اس بڑے سے کمرے میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اکٹھے

تھے۔ صرف جوزف باہر تھا۔ اور جوزف کی خانہ پُری فرینک نے کر دی تھی جو ہوش میں آکر خوف زدہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

"علی عمران! ـــــ تم نے دیکھا کہ تم اور تمہاری سیکرٹ سروس کے سب لوگ کتنی آسانی سے میرے ہاتھ آگئے ہیں" ـــــ اچانک کمرے میں میڈم کیٹ کی کرخت آواز سنائی دی۔

"ارے میڈم! ـــــ تم جیسی عورتیں تو میری کمزوری ہیں۔ ـــــ تم مسکرا کر بلالیتیں تو میں سر کے بل آجاتا ـــــ خوامخواہ اتنا تکلف کیا" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ خاصا طنز کر لیتے ہو ـــــ بہرحال کافی دنوں کے بعد ایک تماشہ ہاتھ آیا ہے ـــــ آج میں اس تماشے سے پوری طرح محظوظ ہونا چاہتی ہوں" ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر عمران نے دیکھا کہ میڈم کیٹ کا ہاتھ سامنے رکھی ہوئی مشین کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے عمران سمیت سب لوگوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ ان سب کو اپنے پیروں میں بجلی کے شدید جھٹکے لگتے محسوس ہوئے تھے اور وہ بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

مگر جیسے ہی ان کے پیر دوبارہ فرش پر لگے وہ پہلے سے بھی زیادہ اچھلے۔ کیونکہ اس بار کرنٹ زیادہ طاقتور تھا۔

میڈم نے یقیناً فرش پر کرنٹ چھوڑ دیا تھا اور کرنٹ خاصا طاقتور تھا۔ اور شائد اسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان سب کے پیروں سے جوتے پہلے ہی اتار لئے گئے تھے۔

صورتحال عمران کے بس سے باہر ہوتی جارہی تھی ظاہر ہے تمام لوگ گیندوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کی طرح فرش پر اچھل رہے تھے اور کرنٹ لمحہ بہ لمحہ زیادہ طاقتور ہوتا جارہا تھا اور جیسے جیسے کرنٹ میں طاقت آتی جارہی تھی اتنی ہی اونچی چھلانگیں سب لوگ لگا رہے تھے۔

"دیکھا علی عمران! ـــــ کتنا دلچسپ تماشہ ہے ـــــ مگر ابھی یہ آغاز ہے"۔

میڈم کیٹ کی طنزیہ آواز عمران کے کانوں میں پڑی تو اس کے اچھلتے ہوئے جسم میں ایک عجیب سی سرسراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ یقیناً اب اس کے ذہن نے سنجیدگی کی طرف پرواز کرنی شروع کر دی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے پہنا ہوا کوٹ اتارا اور اسے فرش پر پھینک کر اس پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب کرنٹ مفقود ہو چکا تھا اور وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب نے اس کی پیروی کی۔ اور نتیجہ یہ کہ وہ سب ہانپتے ہوئے اپنے اپنے لباسوں پر جمے کھڑے تھے۔ جوش اور مسلسل اچھلنے کی وجہ سے ان کے چہرے کافی حد تک بگڑ چکے تھے۔

"خوب! ـــــ خاصے عقلمند ہو" ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کا ہاتھ ایک بار پھر مشین کی طرف بڑھا۔

ادھر عمران سوچ رہا تھا کہ اب اس سچوئیشن کو فوری طور پر بدلنا چاہیئے ورنہ میڈم کیٹ تو انہیں اسی طرح نچا نچا کر مار ڈالے گی۔

لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے کی دیواروں سے چپو نما لوہے کی لٹھیں باہر نکلیں اور پھر وہ اتنی تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرنے لگیں کہ عمران اور اس کے ساتھی ان سے ٹکرا کر گیند کی طرح آگے پیچھے اچھلنے لگے۔ یہ چپو جب انہیں سامنے سے لگتے تو وہ پیچھے الٹ جاتے اور پھر پچھلا چپو پوری قوت سے ان کی کمر سے لگتا تو وہ آگے جا گرتے۔

چپوؤں کی یہ قطاریں چھت سے زمین تک چلی گئی تھیں۔ عمران نے تیزی سے ایک چپو کو پکڑنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ علیحدہ ہو گیا

کیونکہ لوہے کے چپوؤں میں بھی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں لاٹھیوں سے بُری طرح پیٹ رہا ہو۔ اور اسی رفتار سے سیکرٹ سروس کے ممبران کے حلق سے چیخیں برآمد ہو رہی تھیں۔ ان چپوؤں سے بچنے کی کوئی راہ نظر نہ آ رہی تھی اور اسی لمحے میڈم کیٹ کا زہریلا قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔ وہ شائد اس منظر سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی اور شائد وہی لمحہ تھا جب عمران کی کھوپڑی آوٹ آف کنٹرول ہو گئی۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ایک چپو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دوسرے چپو پر پیر رکھ کر اس نے زوردار ہائی جمپ لگایا اور پھر اس کا جسم جیسے ہوا میں تیرتا ہوا سیدھا چھت کی طرف گیا۔ چھت کے قریب ہی ایک ٹرالی نما تختہ موجود تھا جس کے ذریعے سپیشل روم میں لوگوں کو لایا اور لے جایا جاتا تھا۔ اور عمران سیدھا سرکس کے ماہر کی طرح اس ٹرالی کے تختے پر پہنچ گیا۔

ٹرالی کا تختہ چھت سے قدرے نیچے تھا۔ وہ پوری طرح چھت میں فکس نہ تھا تختے پر پہنچتے ہی عمران نے دونوں ہاتھ اوپر بڑھائے اور پھر وہ اچھل کر تختہ اور چھت کے درمیانی خلا سے نکلتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔ اور عین اسی لمحے تختہ ایک زوردار جھٹکے سے چھت سے فکس ہو گیا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً بھاری تختے اور مضبوط چھت کے درمیان اس کا جسم سینڈوچ بن چکا ہوتا۔

عمران چھت پر پہنچتے ہی انتہائی تیزی سے آگے بڑھا۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آ رہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی میڈم کے کارندے وہاں پہنچ جائیں گے اور مسلح مجرموں کے مقابلے میں وہ خالی ہاتھ زیادہ دیر تک

RAFREXO@HOTMAIL.COM



ٹھہر نہ سکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کے قریب پہنچا اور پھر ستون کی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے اسے دروازے کی دوسری جانب تیزی سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ آنے والوں کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح اڑتے چلے آ رہے ہیں اور یہ بات عمران کے حق میں ہی جاتی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہی ہوا ایک لحیم شحیم نقاب پوش توپ کے گولے کی طرح دروازے سے نمودار ہوا۔ مگر عمران اس کے لئے تیار تھا۔

عمران نے ستون کی آڑ سے ہی پیر آگے بڑھایا اور نتیجہ یہ کہ نقاب پوش قلابازیاں کھاتا ہوا چھت پر گھسٹتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دائیں طرف جا گری۔ اور عمران نے اس مشین گن کو اٹھانے کے لئے اپنی زندگی کی تیز ترین دوڑ لگائی۔ چنانچہ جب تک وہ نقاب پوش سنبھلتا، عمران مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا اور عین اسی لمحے دوسرا نقاب پوش دروازے میں نمودار ہوا۔ اور عمران کی مشین گن نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ مشین گن کا پہلا شکار دروازے میں نمودار ہونے والا نقاب پوش بنا جب کہ دوسرا شکار وہ بنا جس کی مشین گن پر عمران نے قبضہ کیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں کو گھسیٹ کر ستون کی آڑ میں کیا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے ان میں سے ایک نقاب پوش کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے کیونکہ دوسرا نقاب پوش اس سے جسمانی طور پر کہیں زیادہ لحیم شحیم تھا۔ اس کے کپڑے اسے ڈھیلے آتے۔ مشین گن کی گولیوں کے سوراخ اس لباس پر بھی موجود تھے اور خون کے دھبے بھی۔ لیکن اب اس کے سوا چارہ نہ تھا

اس لئے عمران نے نقاب پوش کا لباس پہنا۔ اس کی نقاب لگائی اور پھر مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھت پر آنے اور لباس بدل کر باہر نکلنے میں بہت ہی کم وقت لگا تھا۔ شاید پانچ یا چھ منٹ ——— لیکن اتنے کم وقت میں بھی اُسے احساس تھا کہ اس کے ساتھیوں پر سپیشل روم میں کیا قیامت گزر گئی ہوگی۔ اور خاص پر جولیا پر ——— جولیا اسے اس وقت بھی جب وہ نکلنے لگا تھا قریباً ختم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران دروازے سے باہر نکلتے ہی اچانک ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس کے حساس کانوں میں کہیں قریب ہی جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی عمران کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ وہ تیزی سے اس طرف مڑتا چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں لوہے کا ایک دروازہ تھا۔ دروازے کے باہر دو مشین گنوں سے مسلح دربان موجود تھے۔ مگر عمران اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اس لباس میں فوری طور پر وہ اسے کچھ نہ کہیں گے۔ اب جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز خاصی تیز ہو گئی تھی۔

"تم ادھر کیوں آرہے ہو سکسٹی ون" ——— اچانک ان دونوں نے مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم کا آرڈر ہے" ——— عمران نے لہجے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب ان دونوں کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔

"کیا آرڈر ہے" ——— ان میں سے ایک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جنریٹر روم کا دروازہ کھولو ——— میں نے ایک پرزہ تبدیل کرنا ہے جلدی"

RAFREXO@HOTMAIL.COM



عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں ایک لمحے لئے سوچ میں پڑ گئے۔

"جلدی کرو! ——— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ——— عمران نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور ان دونوں نے بے اختیار کندھے جھٹکے اور پھر ان میں سے ایک نے مڑ کر دروازے کی جھری کے پاس مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری اور ٹھوکر لگتے ہی مضبوط دروازہ کھلتا چلا گیا۔ "ارے یہ خون" ——— اچانک ایک دربان چلایا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور وہ دونوں چیخے بغیر ڈھیر ہو گئے۔ اور عمران نے ان کے پھڑکتے جسموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے میں وقت ضائع کئے بغیر جنریٹر روم کے اندر چھلانگ لگا دی۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں انتہائی جدید ترین اور بہت بڑا جنریٹر چل رہا تھا۔ شاید یہ خود کار تھا۔ اس لئے وہاں کسی آدمی کی ڈیوٹی نہ لگائی گئی تھی۔

عمران کی نظریں جنریٹر کے ایک مخصوص حصے پر جم گئیں۔ یہ جنریٹر کا کنٹرولنگ پینل تھا اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی مشین گن کا رخ اس پینل کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں بارش کی طرح اس کنٹرولنگ پینل پر پڑیں اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور کنٹرولنگ پینل کے پرخچے اڑ گئے اس کے ساتھ ہی ایک جھماکا سا ہوا۔ بجلی ایک لمحے کیلئے جا کر دوبارہ آگئی۔ اور عمران کا رخ خود بخود بائیں طرف مڑ گیا۔ اس بڑے جنریٹر کے تباہ ہوتے ہی کونے میں موجود ایک ایمرجنسی جنریٹر خود بخود چلنا شروع ہو گیا تھا اور عمران میڈم کیٹ کے حسنِ انتظام پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ مگر اس کی انگلی ایک بار پھر ٹریگر کو حرکت میں لے آئی اور اس بار گولیوں نے ایمرجنسی جنریٹر کے کنٹرولنگ پینل کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور ایک اور دھماکہ سے کمرہ گونج اٹھا اور پھر یکلخت ہر طرف تاریکی سی چھا گئی۔ عمران نے تاریکی ہوتے ہی تیزی سے دروازے سے باہر چھلانگ لگائی اور وہ ناک کی سیدھ میں دوڑتا چلا گیا۔

"وہ جا رہا ہے میڈم" ۔۔۔ مادام نے چیختے ہوئے کہا اور میڈم کا ہاتھ انتہائی تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور اس نے پوری قوت سے ناب گھما دی۔ ناب گھومتے ہی چھت سے ذرا نیچے موجود تختہ انتہائی تیزی سے چھت میں فکس ہوتا چلا گیا۔

"وہ نکل گیا ہے میڈم" ۔۔۔ ایم ون نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اسے گولی مار دو۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ میڈم نے چیخ کر کہا اور پھر اس کا ہاتھ ایک اور بٹن پر پڑا اور بٹن آف ہو گیا۔

اس بٹن کے آف ہوتے ہی سپیشل روم میں دیواروں سے نکل کر چلنے والے ہتھوڑے واپس دیواروں میں غائب ہو گئے اور ویسے بھی اب ان کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ سپیشل روم میں موجود تمام لوگ باری باری بیہوش ہو کر فرش پر گر چکے تھے ان کے جسم پر شدید زخم آ چکے تھے۔ لوہے کے ٹھوس ہتھوڑوں کی مسلسل ضربوں نے شاید ان کی ہڈیاں ہی توڑ ڈالی تھیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میڈم کا حکم ملتے ہی ایم ون بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ وہ چیخ چیخ کر کسی کو چھت پر جانے اور نہتے عمران کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ان لاشوں کو قیمہ بنانے والی مشین میں ڈال دینا چاہئے" میڈم نے ہاتھ ایک سرخ رنگ کے بٹن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم!۔۔۔ ابھی نہیں ۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ عمران اپنی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھے" ۔۔۔ اچانک مادام نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ۔۔۔ سنا نہیں کہ عمران کو گولی مارنے کا حکم دے دیا گیا ہے ۔۔۔ وہ اب آنکھوں سے ان لوگوں کا کیا حشر دیکھے گا ۔۔۔ البتہ اس کی لاش ان میں شامل کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ میڈم نے کرخت لہجے میں کہا۔ البتہ بٹن کی طرف بڑھا ہوا اس کا ہاتھ واپس آ گیا تھا۔ اور اسی لمحے انہیں دور سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔

"وہ مارا گیا" ۔۔۔ میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور یہ مسرت خود بخود اس کے اندر سے نکلی تھی کیونکہ جب سے یہ سپیشل روم بنایا گیا تھا عمران شاید پہلا آدمی تھا جو زندہ اپنی مرضی سے اس میں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوا تھا اور ایسا بھی صرف معمولی سی غفلت سے ہوا تھا۔ میڈم نے ٹرالی فکسنگ ناب کو اچھی طرح نہ گھمایا تھا اور پھر ان کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص اتنی اونچی چھت تک پہنچ سکتا ہے۔

"مجھے یہ شخص کوئی مافوق الفطرت معلوم ہوتا ہے ۔۔۔ جب تک میں اس کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں ۔۔۔ مجھے اس کی موت کا یقین نہ آئے گا" ۔۔۔ مادام نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"چونکہ تم اس کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی تھی ۔۔۔۔ اس لئے اس کی دہشت تم پر بڑ گئی ہے ۔۔۔۔ تم فکر نہ کرو ۔۔۔۔ ابھی چند لمحوں بعد تم اس کی لاش دیکھو گی ۔۔۔۔ نہتا آدمی مشین گنوں کے مقابلے میں کہاں لڑ سکتا ہے"۔ میڈم کیٹ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ۔۔۔۔ وہ مارا گیا ہے ۔۔۔۔ ابھی چند لمحوں بعد اس کی لاش یہاں آجائے گی" ۔۔۔۔ ایم ون نے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ہوں! ۔۔۔۔ ٹھیک ہے" ۔۔۔۔ میڈم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان سیکرٹ سروس کے ممبران کی لاشیں غائب کرنے کی بجائے انہیں بطور تحفہ صدر ایکریمیا کو روانہ کر دیا جائے ۔۔۔۔ تاکہ اسے معلوم ہو کہ جس ٹیم کی تعریفیں وہ عالمی پریس کانفرنس میں کر رہا تھا ان کا یہ حشر ہم نے کیا ہے" ۔۔۔۔ مادام نے میڈم کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ آئیڈیا! ۔۔۔۔ یہ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اس طرح پوری دنیا پر ہماری دہشت چھا جائے گی" ۔۔۔۔ میڈم کیٹ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ آئیڈیا بیحد پسند آیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس آئیڈیا کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی اقدام کرتی۔ اچانک انہیں دور ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا اور چند سیکنڈ بعد ایک اور دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی۔

"یہ کیا ہوا ۔۔۔۔ یہ دونوں جنریٹر کیسے خراب ہو گئے" ۔۔۔۔ ؟ ان دونوں نے بیک وقت اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکیں اور شاید اسی لمحے نیچے بیٹھا ہوا نمبر تھرٹین بھی آگے بڑھا تھا۔ اس لئے وہ تینوں ہی ٹکرا

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کر دروازے کے پاس گر گئے۔

"یہ کون ہے ۔۔۔۔ ٹاپ ایمرجنسی جنریٹر چلاؤ ۔۔۔۔ جلدی" ۔۔۔۔ میڈم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر وہ تیزی سے گرتی پڑتی دروازے سے باہر نکل گئی لیکن گھپ اندھیرے میں ہر طرف چیخ و پکار سی مچی ہوئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔

ایم ون چیخ چیخ کر ٹاپ ایمرجنسی جنریٹر چلانے کے احکام دے رہا تھا۔ اس کی آواز دروازے سے تھوڑی دور ہی سنائی دے رہی تھی۔

"ایم ون!" ۔۔۔۔ اچانک میڈم نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس میڈم" ۔۔۔۔ ایم ون کی آواز سنائی دی۔

"یہ آخر سب کچھ ہوا کیسے" ۔۔۔۔ ؟ میڈم نے چیخ کر کہا۔

"معلوم نہیں میڈم! ۔۔۔۔ لائٹ آنے پر پتہ چلے گا ۔۔۔۔ آپ آپریٹنگ روم میں تشریف رکھیں ۔۔۔۔ باہر نہ آئیں ۔۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ اندھیرے میں آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے" ۔۔۔۔ ایم ون نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ مادام آؤ" ۔۔۔۔ میڈم نے اس کا مشورہ مانتے ہوئے کہا اور پھر وہ اندھوں کی طرح دیوار کو ٹٹولتی ہوئی واپس دروازے سے کمرے میں داخل ہو گئی۔ مادام بھی اس کے پیچھے تھی۔

پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئیں۔ انہیں کسی اور کی بھی اندر آنے کی آہٹ سنائی دی۔ اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔

"کون ہے" ۔۔۔۔ ؟ میڈم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ایم ون میڈم" ۔۔۔۔ ایم ون کی آواز سنائی دی اور میڈم نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"مگر یہ دروازہ کیوں بند کیا ہے تم نے" ۔۔۔۔ میڈم نے کہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا بجلی ایک بار پھر آ گئی اور اچانک بجلی آنے کی وجہ سے میڈم اور مادام دونوں کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں۔

مگر دوسرے لمحے مادام کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔۔ میڈم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے اسے دروازے کے قریب کھڑا نقاب پوش نظر آنے لگ گیا۔ اس نے مشین گن کا بٹ میڈم کے پیچھے کھڑی ہوئی مادام کے سر پر پوری قوت سے مارا تھا اور اب میڈم اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کے نشانے پر تھی۔ اس نقاب پوش کے جسم پر پہنے ہوئے لباس پر گولیوں کے نشانات اور خون کے دھبے نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"کک۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ میڈم کیٹ کے لہجے میں شاید زندگی میں پہلی بار بوکھلاہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔

"پرنس آف ڈھمپ میڈم" ۔۔۔۔ نقاب پوش نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔۔۔ میڈم! ۔۔۔ دروازہ کھولئے ۔۔۔ ایم ون کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے" ۔۔۔۔ دروازے کے باہر سے نمبر تھرٹین کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ مگر عمران جانتا تھا کہ دروازہ خودکار ہے۔ اب یہ اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ اطمینان سے کھڑا رہا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ۔۔۔۔ میڈم نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر مشین گن کی نال میڈم کے سینے سے لگا دی۔ اور میڈم اس کی نقاب

RAFREXO@HOTMAIL.COM



میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کسی سحرزدہ شخص کی طرح خاموشی سے پچھلی کرسی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اور پھر جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھی، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور اس بار مشین گن کا بٹ پوری قوت سے میڈم کے سر پر پڑا اور میڈم بغیر کوئی آواز نکالے کرسی پر سے گر کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔

"کوئی مداخلت نہ کرے" ۔۔۔۔ اچانک عمران نے میڈم کیٹ کی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور دروازے پر ہونے والی بے پناہ دستک اس آواز کے ساتھ ہی تھم گئی۔

"کیا حکم ہے میڈم" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ یہ نمبر تھرٹین تھا۔

"میرے حکم کا انتظار کرو" ۔۔۔۔ عمران نے میڈم کے لہجے میں جواب دیا۔ دراصل ابھی اس کے ذہن میں کوئی بات واضح نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے ایسا کہہ دیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور مشین کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

سپیشل روم میں پڑے ہوئے عمران کے ساتھی اسے صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران نے غور سے مشین کو دیکھا اور پھر وہ اس کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ذہن پر زور دینے لگا۔ وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شیطانی چرخہ ایک غلط بٹن کے دبتے ہی اس کے ساتھیوں کو موت کے عمیق غاروں میں دھکیل سکتا ہے۔ لیکن مشین خاصی پیچیدہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں مشین کی ساخت سمجھ آنے لگ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا اور بٹن دبتے ہی نتیجہ اس کی توقع کے مطابق رہا۔ اس شیشے کے کیبن میں سپیشل روم

کی طرف ایک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران دروازہ کھلتے ہی کرسی سے اٹھا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا اسپیشل رُوم میں داخل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کی نبض دیکھی اور اُسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ جولیا کی نبض ٹھیک تھی۔ اس نے پھرتی سے جولیا کی ناک اور منہ بیک وقت بند کیا اور چند لمحوں بعد جولیا نے پھڑپھڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

"جولیا ـــــ ہوش میں آؤ ـــــ جلدی ہوش میں آؤ" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور شاید یہ عمران کی مانوس آواز کا اثر تھا ـــــ یا ـــــ اس کے تحکمانہ لہجے کا کہ جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"میرے ساتھ آؤ ـــــ جلدی" ـــــ عمران واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔ اور جولیا لڑکھڑاتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی۔ چلنے سے شاید اسے بے پناہ تکلیف ہو رہی تھی۔ اسی لئے اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ مگر وہ ضبط کئے اس کے پیچھے چلی آئی۔

کیبن میں آکر عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بیہوش میڈم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے لباس بدل لو ـــــ جلدی کرو ـــــ میں اتنے میں باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آتا ہوں" ـــــ عمران نے جولیا سے کہا اور خود دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر اس نے پھرتی سے دو چار بٹن اوپر نیچے کئے اور اس کے ساتھ ہی اسپیشل روم میں ہلکی سی گونج کی آواز پیدا ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اسپیشل روم میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران کے جسموں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب ہوش میں آ گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



"میں نے لباس بدل لیا ہے" ـــــ پیچھے سے جولیا کی آواز سنائی دی اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو جولیا میڈم کیٹ کے لباس میں کھڑی تھی۔ وہی نقاب جو اس کے چہرے پر موجود تھا۔ اور آنکھیں بھی اسی طرح گہری سرخ تھیں۔ شاید یہ تکلیف اور بیہوشی کی وجہ سے تھا۔ بہرحال اس سے میک اپ خود بخود مکمل ہو گیا تھا۔

"میڈم کیٹ ہوں ـــــ اس تنظیم کی سربراہ" ـــــ عمران نے میڈم کیٹ کے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور ذہین جولیا سمجھ گئی کہ عمران نے یہ فقرہ کیوں بولا ہے۔ اس نے فوراً ہی یہی فقرہ میڈم کی آواز میں دہرایا۔

"ذرا سی کرختگی پیدا کرو" ـــــ عمران نے کہا اور اب جولیا بولی تو عمران نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے عمران نے کیپٹن شکیل کو تیزی سے کیبن کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"شکیل ـــــ باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرو" ـــــ عمران نے شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور شکیل ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ وہ عمران کو شاید دشمن سمجھ کر آ رہا تھا۔

اور پھر عمران نے ایک بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

"دیکھو جولیا ـــــ اب تم نے میڈم کیٹ کا روپ بدل لیا ہے ـــــ میں چند لمحوں بعد دروازہ کھولوں گا ـــــ تم مسلح لوگوں کو حکم دینا کہ ان لوگوں کو یعنی اپنے ساتھیوں کو اس کمرے سے نکال کر اپنے مخصوص کمرے میں پہنچایا جائے۔ اور خود یہاں کے اسلحہ سٹور کی طرف جانا ـــــ میں تمہارے ساتھ ہوں گا"

عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

عمران نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔

کیپٹن شکیل ___ صفدر اور باقی لوگ سن لیں کہ جولیا دراصل میڈم کیٹ کے روپ میں ہے ___ حالات بے حد نازک ہیں ___ تمہیں جہاں پہنچایا جائے ___ تم وہاں بغیر کسی حیل و حجت کے چلے جانا ___ ہم دونوں بعد میں تم سے آملیں گے" ___ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ان کے سر ہلانے پر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"مگر عمران صاحب! ___ ان دونوں کا کیا کرنا ہے" ___ جولیا نے میڈم اور مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم کا چہرہ شناساؤں میں سے کسی نے نہیں دیکھا ___ اس لئے تم حکم دینا کہ اسے بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ مخصوص کمرے میں بھیج دیا جائے ___ یہ ابھی جلدی ہوش میں نہ آسکے گی ___ بعد میں اس کا بھی کریا کرم کر لیں گے" ___ عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا۔

"اندر آجاؤ" ___ جولیا نے جو دروازے کے قریب کھڑی تھی بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا جب کہ عمران مشین گن سنبھالے دروازے کے ساتھ رک گیا۔ دوسرے لمحے نمبر تھرٹین تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"ان لوگوں کو صحیح سلامت میرے کمرے میں پہنچا دو ___ مادام اور اس عورت کو بھی ___ جلدی کرو" ___ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں نمبر تھرٹین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر میڈم یہ ___" نمبر تھرٹین نے تیز نظروں سے عمران اور مادام اور میڈم پر نظریں ڈالتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"حکم کی فوری تعمیل کرو" ___ جولیا نے چیخ کر کہا اور نمبر تھرٹین نے تیزی سے سر ہلا دیا اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ عمران اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کے پیچھے تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی راہداری میں موجود چار مسلح افراد تیزی سے میڈم کی طرف بڑھے۔

"اسلحے کے سٹور کی طرف چلو" ___ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور انہوں نے سر ہلا دیا اور پھر دو مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے۔ جولیا اور عمران ان کے پیچھے چل پڑے۔ جبکہ دو مسلح افراد ان کے پیچھے تھے۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ لفٹ کے ذریعے اوپر چڑھے اور پھر ایک بار مختلف راہداریوں میں گھومتے ہوئے ایک بڑے سے دروازے پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔

"دروازہ کھولو" ___ میڈم نے کرخت لہجے میں کہا اور دروازے پر موجود مسلح افراد نے تیزی سے مخصوص بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا۔

"تم اندر جاؤ ___ اور جو حکم میں نے دیا ہے وہ پورا کرو" ___ جولیا نے اس بار انتہائی تحکمانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ___ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اسلحے کے گودام میں داخل ہو گیا۔ باقی تمام لوگ باہر ہی رہے

عمران قریباً دس منٹ بعد واپس آگیا۔

"حکم کی تعمیل ہو گئی ہے میڈم" ___ عمران نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"دروازہ بند کرو ___ اب میں اپنے کمرے میں جانا چاہتی ہوں" ___ جولیا کا لہجہ بدستور تحکمانہ تھا۔

اس کے حکم پر مسلح افراد نے دروازہ بند کر دیا اور میڈم کے باڈی گارڈ تیزی سے مڑے۔ عمران اور جولیا ان کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے اسلحے کے گودام میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر انتہائی طاقتور ٹائم بموں پر آدھے

گھنٹے کا وقت فکس کر دیا تھا اس بڑے کمرے میں جس قدر خوفناک اسلحہ موجود تھا اسے دیکھتے ہوئے عمران کو یقین تھا کہ جب یہ بم پھٹے اور اس کے ساتھ اسلحے کا یہ بے پناہ ڈھیر پھٹا تو ہیڈ کوارٹر کی ایک اینٹ بھی باقی نہ رہے گی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک راہداری میں مڑے سامنے والے دروازے سے اصل میڈم چیختی ہوئی باہر نکلی۔

" گولی مار دو ___ یہ نقلی میڈم ہے" ___ میڈم کی چیخ سے راہداری گونج اٹھی مگر اس سے پہلے کہ جولیا کے آگے پیچھے چلنے والے مسلح افراد سچویشن کو سمجھتے، عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے راہداری مشین گن کی آواز اور مسلح افراد کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ ایک لمحے میں عمران نے ان چاروں مسلح افراد کو خون میں نہلا دیا تھا۔ میڈم چیختی ہوئی واپس دروازے کی طرف دوڑی اور اسی لمحے عمران بھی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ چاہتا تو میڈم کو بھی گولی مار دیتا لیکن اس نے ایسا نہ کیا تھا اور پھر آگے پیچھے دوڑتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوئے تو میڈم تیزی سے ایک کونے میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف لپک رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ ٹرانسمیٹر تک پہنچتے، عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ ایک بار پھر میڈم کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ چیختی ہوئی نیچے گر پڑی۔ جولیا اب اندر آ گئی تھی۔

اسی لمحے عمران کو ساتھ والے کمرے سے اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھول دیا تو اسے سارے ساتھی رسیوں سے بندھے ہوئے فرش پر پڑے نظر آئے۔

" جولیا ___ تم ٹرانسمیٹر آن کر کے ایک بڑی ویگن لے آنے کا حکم دو تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں ___ میں انہیں کھولتا ہوں" ___ عمران نے جولیا سے کہا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM



پھر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے اپنے تمام ساتھیوں کی بندشیں کھولیں اور انہیں لیکر واپس آیا

" ویگن چند لمحوں میں پہنچ رہی ہے" ___ جولیا نے عمران کو بتایا۔

" صفدر ___ راہداری میں پڑی ہوئی چار لاشوں کو گھسیٹ کر اندر ڈال دو ___ کہیں آنے والے مشکوک نہ ہو جائیں" ___ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر، کیپٹن شکیل، نعمانی اور چوہان باہر کی طرف دوڑے۔ البتہ صدیقی اور تنویر وہیں کھڑے رہے۔ ان کے چہروں پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ انہیں شاید چیوڈوں نے کچھ زیادہ ہی پیٹ ڈالا تھا اور پھر چند لمحوں میں لاشیں اندر پہنچ گئیں۔

" یہ مادام یہاں بیہوش پڑی ہے" ___ جولیا نے ایک صوفے پر پڑی ہوئی مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازے پر دستک ہوئی۔

" کون ہے ___؟" جولیا نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

" نمبر تھرٹین میڈم ___ آپ کے حکم کے مطابق ویگن پہنچ چکی ہے"۔ باہر سے نمبر تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

" اندر آ جاؤ" ___ جولیا نے عمران کے اشارے پر کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور نمبر تھرٹین اندر داخل ہوا۔

مگر دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے عمران کا ہاتھ اس کے اندر داخل ہوتے ہی حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے نمبر تھرٹین کے سر کے دائیں طرف پڑا اور وہ چیخ مار کر نیچے جا گرا۔ عمران کی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا

سے غافل کر دیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے اس کا لباس اتارا اور پھر پہلے نقاب پوش کا لباس جو اس نے پہنا ہوا تھا، اتار کر پھینک دیا اور نمبر تھرٹین کا لباس پہن لیا۔

"میڈم اور مادام کو اٹھا کر باہر چلو" ____ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا آگے آگئے۔ اس کے پیچھے نمبر تھرٹین کے روپ میں عمران اور آخر میں باقی ساتھی تھے۔ صفدر نے بیہوش مادام کو اور کیپٹن شکیل نے میڈم کو کاندھے پر لادا ہوا تھا۔

راہداری کے دائیں طرف دروازے سے باہر ایک بڑی سی بند ویگن نظر آ رہی تھی۔ جس کے پاس ایک باوردی ڈرائیور بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"پچھلا دروازہ کھولو" ____ جولیا نے باہر نکل کر ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور تیزی سے ویگن کی پچھلی طرف مڑ گیا۔

عمران کے اشارے پر سب ساتھی میڈم اور مادام سمیت ویگن کے پچھلے حصے میں سوار ہو گئے۔ جبکہ عمران اور جولیا اگلی سیٹوں پر بیٹھے۔ ڈرائیور بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہیڈکوارٹر سے باہر چلو ___ اور جتنا تیز چلا سکتے ہو چلاؤ" ____ جولیا نے ڈرائیور کو حکم دیا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ویگن آگے دوڑا دی۔

عمران بار بار کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ بم پھٹنے میں اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"اور تیز چلو" ____ عمران نے اس بار ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM



وسیع و عریض عمارت کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ویگن جلد ہی عمارت سے نکلی اور وسیع و عریض میدان سے نکل کر مین گیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ میدان ہی اتنا وسیع تھا کہ گیٹ تک پہنچتے پہنچتے ویگن کو آٹھ منٹ مزید لگ گئے۔

ویگن کو آتے دیکھ کر گیٹ پر موجود مسلح دربانوں نے بڑا دروازہ خود بخود کھول دیا تھا۔ اور پھر ویگن شائیں کی آواز سے مین گیٹ سے گزر کر بیرونی سڑک پر آگئی یہاں سے سڑک چونکہ سیدھی جاتی تھی اس لئے ڈرائیور ویگن کو آگے بڑھائے چلا گیا۔ ادھر دو منٹ پورے ہونے والے تھے۔

"ویگن روکو" ____ عمران نے چند سیکنڈ پہلے ڈرائیور سے کہا اور پھر ڈرائیور نے تیزی سے بریک لگا دیئے۔ گاڑی رکتے رکتے چند سیکنڈ لگے۔ اور اسی لمحے ان کی پشت پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران تیزی سے ویگن سے باہر آگیا۔ ڈرائیور بھی شاید بوکھلا کر نیچے اتر آیا تھا۔ اور وہ حیرت سے پیچھے ہیڈکوارٹر کو دیکھ رہا تھا جہاں سے اب مسلسل خوفناک دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ اور آگ کی تیز لپٹیں نکل رہی تھیں۔ ____ عمران نے اس کے سر پر ہٹ مار کر اس کی حیرت کو بیہوشی میں بدل دیا اب اسکے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

وسیع و عریض ہال دنیا بھر کے اخباری نمائندوں اور کیمرہ مینوں سے بھرا ہوا تھا۔ صدر ایکریمیا نے اچانک عالمی پریس کانفرنس طلب کی تھی۔ اور یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ایکریمیا میں کاغذی قیامت برپا کرنے اور پوری دنیا کے معاشی نظام کو ہلا کر رکھ دینے والی خوفناک بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی تفصیلات کے لئے یہ پریس کانفرنس بلائی جا رہی ہے یہی وجہ تھی کہ نہ صرف ہال میں موجود ہر چہرے پر اشتیاق پھیلا ہوا تھا بلکہ اس پریس کانفرنس پر پوری دنیا میں جس جس کے پاس ٹیلیویژن تھا وہ اسے آن کئے اس پریس کانفرنس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

پھر صدر ایکریمیا دو مرکزی وزراء کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ صدر ایکریمیا نے مسکراتے ہوئے تالیوں کا جواب دیا۔

"دوستو! ___ میں انتہائی فخر و مسرت سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM



کہ مجرموں کی ہولناک تنظیم کا نہ صرف خاتمہ کر دیا گیا ہے ___ بلکہ ان کے سربراہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے ___ ان پر بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلے گا" ___ صدر ایکریمیا نے کہا اور پھر انہوں نے مڑ کر اشارہ کیا اور دوسرے لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو عورتوں کو مسلح گارڈ دھکیلتے ہوئے سٹیج پر لے آئے۔ ان کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک میڈم کیٹ تھی جب کہ دوسری مادام کیٹ تھی۔

"یہ میڈم ڈاروجینی ہے ___ اس خوفناک تنظیم کی اصل سربراہ بین الاقوامی مجرمہ ___ اس نے کوڈ نام میڈم کیٹ رکھا ہوا ہے ___ اور یہ دوسری اس کی سوتیلی بیٹی مادام شوجامیری ہے ___ نارتھ پول ان کا ہیڈکوارٹر تھا ___ وہاں مادام شوجامیری مادام کیٹ کے نام سے کام کرتی تھی ___ جبکہ میڈم ڈاروجینی پس منظر میں رہتی تھی ___ وہاں انہوں نے بہت بڑا اور جدید ترین سائنسی آلات سے مزین ہیڈکوارٹر بنا رکھا تھا اور ان کی تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی ___ اور مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اس تنظیم کا خاتمہ ایک ایشیائی ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس جس کا چیف ایکسٹو ہے کی کوششوں سے ہوا ہے ___ سپر پاورز کی ٹیم میں تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے ان کا پرنٹنگ ہیڈکوارٹر تباہ کر دیا تھا مگر وہ خود بھی ہلاک ہو گئی تھیں ___ جب کہ تین مرد سیکرٹ ایجنٹ ان کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہوتے ہی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے" ___ صدر ایکریمیا نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کوششوں کا ذکر کیا۔

"اس تنظیم کا ہیڈکوارٹر تباہ ہو چکا ہے ___ ان سربراہوں سے ان

کے دنیا میں پھیلے ہوئے تمام ساتھیوں کا پتہ چلا لیا گیا ہے اور ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے ــــ اس طرح یہ خوفناک تنظیم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی ہے ــــ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر دنیا کا سب سے بڑا اعزازنہ آنرکراس دیا گیا ہے" ــــ صدر ایکریمیا نے کہا۔

"جناب صدر! ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی ہمارا تعارف کرایا جائے تاکہ ہم دنیا کے ان عظیم سپوتوں کو دیکھ سکیں" ــــ ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔

"آپ کی خواہش بجا ہے ــــ لیکن چونکہ سیکرٹ سروس بین الاقوامی قوانین کے تحت پبلک کے سامنے نہیں آتی ــــ اس لئے مجبوراً ان کا تعارف نہیں کرایا جا سکتا ــــ البتہ دنیا کی اس عظیم سیکرٹ سروس کے سربراہ نے اپنا خاص نمائندہ اس پریس کانفرنس میں بھیجا ہے ــــ بقول ان کے یہ سیکرٹ سروس کے رُوح رواں ہیں ــــ لیکن سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں مسٹر علی عمران" ــــ صدر ایکریمیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر دروازہ کھلا اور عمران اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں چہرے پر حماقتوں کا سمندر پھیلائے لجاتا اور شرماتا اسٹیج پر آگیا۔

عمران کے استقبال کے لئے صدر ایکریمیا اور ان کے ساتھی اور پھر ہال میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا۔

"ب ــ ب ــ بیٹھئے! ــــ میں ماسٹر نہیں ہوں کہ کلاس سٹینڈ اَپ ہو گئی ہے ــــ میں تو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) ہوں ــــ جسے اس کے باورچی سلیمان نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر



کر اس حال تک پہنچا دیا ہے" ــــ عمران نے بڑے لجاتے ہوئے انداز میں کہا اور پورا ہال بے اختیار حلق سے نکلنے والے زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا اور عمران یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہال میں موجود لوگوں کو دیکھنے لگا جیسے وہ سب اُسے پاگل نظر آرہے ہوں۔ جو اچھی خاصی سنجیدہ بات پر خواہ مخواہ ہنس رہے ہوں۔

## ختم شد

RAFREXO@HOTMAIL.COM